تذکرة الشعرا

از

دولتشاہ سمرقندی

بہ تصحیح و تحشیہ

از

جناب شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ گورنمنٹ

باہتمام

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

بار اول — سنہ ۱۹۲۴ء — قیمت

مطبع کریمی لاہور میں باہتمام میر قمر الدین صاحب پرنٹر طبع ہوکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اس ایڈیشن کے لئے میں نے تذکرہ دولت شاہ مطبوعہ بمبئی اور ولایتی ایڈیشن مصححہ براؤن صاحب کا مطالعہ کیا ہے۔ بمبئی ایڈیشن کو ولایتی ایڈیشن کے مطابق درست کیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن کا متن بمبئی ایڈیشن کے مطابق ہے۔ مقابلہ کے بعد جہاں کہیں تاریخی اختلاف یا شعر وغیرہ کی خواندگی میں فرق پایا۔ میں نے ولایتی ایڈیشن کو ترجیح دی ہے۔

تذکرہ دولت شاہ کو میں نے زیادہ تر تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھا ہے۔ ولایتی اور بمبئی ایڈیشنوں کے دیباچہ میں کچھ فرق ہے یعنی ولایتی ایڈیشن میں سلطان حسین شاہ الغازی کی شان میں چھ اشعار زیادہ ہیں۔ دوسرے مشاہیر کے القاب ولایتی ایڈیشن میں کچھ زیادہ طویل ہیں۔ تیسرے دولت شاہ نے دیباچہ میں کئی صفحے عربی شاعری و مشاہیر پر بھی لکھے ہیں۔ میں نے ان باتوں کے زیادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ میرے خیال میں ان سے متن پر چنداں اثر نہیں پڑتا

خود متن میں خاص قسم کا اختلاف ضرور ہے۔ مثلاً شاعر کے حالات کے بعد جب مصنف اس کے اشعار نقل کرتا ہے۔ تو اس وقت دونوں ایڈیشنوں میں اختلاف ہے مثلاً ولایتی ایڈیشن میں ایسے مقامات پر "میفرماید" یا "وله" وغیرہ لکھا ہے۔ اور اس ایڈیشن میں بمبئی ایڈیشن کے مطابق "میگوید" ہے۔ لیکن یہ ایسا اختلاف ہے جو بآسانی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

واقعات اور تاریخوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے مندرجۂ ذیل کتابوں سے مدد لی ہے:-

لٹریری ہسٹری آف پرشیا	مصنفہ پروفیسر براؤن	حصہ دوم و سوم
شعر العجم	" علامہ شبلی نعمانی	حصہ اول۔ دوم و سوم

چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی تعلیقات ولایتی ایڈیشن علامہ محمد بن عبدالوہاب قزوینی

جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۔ ۱۸۹۹ء

مقدمہ دولت شاہ ۔ ولایتی ایڈیشن ۔ پروفیسر براؤن

اس کتاب میں جو ترکی اشعار درج ہیں اُن کے غلط یا صحیح ہونے کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس زبان میں مجھے دسترس نہیں ۔ دوسرے میرا یہ خیال ہے کہ ہندوستانی قارئین کو شاید ان سے کوئی دلچسپی نہیں ۔ یہ زبان موجودہ ترکی زبان سے مختلف ہے ۔ اگرچہ متن کو درست کرنے کی بہت کوشش کی گئی ہے ۔ لیکن پھر بھی بعض مقامات پر خاص نوعیت کی غلطیاں رہ گئی ہیں ۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ بمبئی ایڈیشن کا کاتب ایرانی ہے ۔ اور ایرانی لوگ ک اور گ ۔ ج اور چ کی کتابت میں فرق نہیں کرتے بعض جگہ زائد نقطے لگا دیتے ہیں ۔ جہاں تک ہو سکا میں نے ان کو قرأت کے مطابق بنا دیا ہے ۔ لیکن بعض مقامات پر اگر ایسا نہ ہو تو بھی قارئین کے لئے کوئی دقت نہیں ۔ کیونکہ یہ باتیں عام فہم سے کچھ بہت بالا نہیں ہیں ۔

محمد اقبال صافی

تذکرۃ الشعرا

دولت شاہ سمرقندی

حالات زندگی دولت شاہ کے حالات زندگی کے لئے دو ہی معتبر ماخذ ہیں ۔

(۱) دولت شاہ نے خود اسی تذکرہ میں کہیں کہیں اپنی بابت کچھ نوٹ دیتے ہیں ۔

(۲) مجالس النفائس ۔ دیباچہ و مجلس ششم ۔ چونکہ اس کا مصنف امیر علی شیر نوائی ۔ دولت شاہ کا معاصر اور مربّی تھا ۔ اس لئے اس کے دیئے ہوئے حالات مستند قرار دیئے جا سکتے ہیں اور چونکہ یہ کتاب ترکی زبان میں ہے ۔ اور ہماری رسائی سے باہر ہے ۔ اس لئے اس مجلس ششم درباره دولت شاہ کے انگریزی ترجمے کے پروفیسر براؤن کے ممنون ہیں ۔

امیر دولت شاہ اسفرائن کے ایک شریف خاندان سے تھا۔ اسکا باپ علاء الدولہ بختی شاہ الغازی شاہرخ سلطان ۱۴۰۴ء سے ۱۴۴۷ء (جو امیر تیمور کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا) مشہور درباریوں میں سے تھا۔ اسکا چچا فیروز شاہ بیگ اسکو مشاہیر میں سے تھا اسکا بھائی امیر رضی الدین علی جوانمرد عالم اور محمد خدایداد کے اہلِ دربار سے تھا۔ فارسی اور ترکی دونوں زبانوں کا شاعر تھا۔

دولت شاہ ایک قابل منکسر المزاج اور ہونہار نوجوان تھا۔ اس نے اپنے آبا و اجداد کی شان و شوکت اور حکومت کے طریق کو خیرباد کہا۔ معمولی زمینداری کی آمدنی پر قناعت کرکے گوشۂ عافیت اختیار کیا اور کسب علوم و فنون میں پوری کوشش کی۔ تقریباً پچاس سال کی عمر میں تذکرۃ الشعرا لکھنا شروع کیا۔ اور اپنے مربی سلطان حسین غازی کے نام پر معنون کیا +

دولت شاہ سلطان الغازی کے ہمرکاب چکمن سرائے کی لڑائی میں شامل ہوا۔ جو دولت شاہ کے ممدوح اور سلطان محمود کے درمیان واقع ہوئی +

امیر علی شیر نوائی مجالس النفائس کی مجلس ششم میں رقمطراز ہے :۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ مجھے امیر دولت شاہ کی وفات کی خبر ملی ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو خداتعالیٰ اُسے جوارِ رحمت میں جگہ دے +

کتاب تذکرۃ الشعرا سنہ ۸۹۲ھ مطابق ۱۴۸۷ء میں ختم ہوئی۔

مرأۃ الصفا کے مصنف نے دولت شاہ کا سنِ وفات سنہ ۹۰۲ھ لکھا ہے۔ یہ مصنف دولت شاہ کا ہمعصر تھا۔

دولت شاہ کے زمانہ کے عام حالات

دولت شاہ ناقدریٔ زمانہ کا بہت شاکی ہے۔ اپنے زمانہ کی بابت لکھتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں علم کی کوئی قدر نہیں۔ شعرا کو بہت قلیل صلے ملتے ہیں۔ رذیل اور چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں۔ خود اسے باوجود علمی قابلیت۔ خاندانی شرافت اور وسیع تعلقات کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ ایک مقام پر وہ اس زمانہ کے علمائے دین پر الزام دیتا ہے کہ وہ ابن الوقت اور طامع ہیں شر کو روکنے کے لئے اخلاقی جرأت سے کام نہیں لیتے۔ دوسرے موقع پر اپنے بارِ قرض کا ذکر کرتا ہے۔ اور محصل کی سختی سے نالاں ہے۔ اپنی ناداری کی بابت جو کچھ وہ لکھتا ہے۔ اس کی ذمہ دار ممکن ہے اس کی گوشہ نشینی اور منکسر المزاجی ہو۔ جس کی طرف نوائی نے مجالس النفائس کی چھٹی مجلس میں اشارہ کیا ہے۔ اور اغلب ہے کہ اسی وجہ سے باقی زمانہ کی شکایت کردی ہو

ورنہ مشکل ہے کہ سلطان حسین کی بادشاہت اور امیر علی شیر نوائی کی وزارت ہو اور علماء کی بیقدری

دولت شاہ کے مواخذ

تذکرۃ الشعراء میں مصنف نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے ان کی فہرست یہ ہے:-

کتاب	مصنف	سنہ		
(۱) آثار الباقیہ (عربی)	البیرونی	سنہ ۱۰۴۸ء	ایک دفعہ حوالہ دیا ہے	
(۲) احیاء العلوم "	الغزالی	سنہ ۱۱۱۱ء	۱ "	"
(۳) اخبار الطوال "	دینوری	سنہ ۸۹۵ء	۱ "	"
(۴) جغرافیہ "	الاصطخری	سنہ ۹۴۰ء	۱ "	"
(۵) تاج الشیوخ (فارسی)	(حاجی خلیفہ اس کا صرف نام لکھتا ہے مصنف سن وغیرہ معلوم نہیں)		۱ "	"
(۶) تاریخ استظہاری یا استظہار الاخبار	قاضی احمد دامغانی	(حاجی خلیفہ کچھ نہیں)	۳ "	"
(۷) تاریخ آل ابو طاہر خاتونی سلجوق، تاریخ سلاجقہ، تاریخ سلجوق	×	×	×	
(۸) تاریخ بناکتی	ابو سلیمان داؤد بناکتی	سنہ ۱۳۱۷ء	۵ "	"
(۹) تاریخ بیہقی	×	سنہ ۱۰۶۰ء	ایک دفعہ حوالہ دیا ہے	
(۱۰) تاریخ رشیدی یا جامع التواریخ	رشید الدین فضل اللہ	سنہ ۱۳۱۸ء	۲ "	"
(۱۱) تاریخ طبری	مترجمہ بلعمی	(ترجمہ) سنہ ۹۶۳ء	۱ "	"
(۱۲) مطلع السعدین و مجمع البحرین	کمال الدین عبد الرزاق	سنہ ۱۴۸۲ء	۱ "	"
(۱۳) تاریخ گزیدہ	حمد اللہ مستوفی قزوینی	سنہ ۱۳۳۰ء	۵ "	"
(۱۴) تذکرۃ الاولیا	فرید الدین عطار	(قتل فی سنہ ۱۲۳۰ء)	۳ "	"
(۱۵) ترجمان البلاغۃ	فرخی	(حاجی خلیفہ صرف نام جانتا ہے)	۲ "	"
(۱۶) تاریخ ملک شاہی	×	×	۱ "	"
(۱۷) جواہر الاسرار	آذری	×	۸ "	"
(۱۸) جہاں کشائے جوینی	علاء الدین عطا ملک جوینی	سنہ ۱۲۶۰ء	۵ "	"
(۱۹) چہار مقالہ	نظامی عروضی سمرقندی	تقریباً سنہ ۱۱۶۰ء	۳ "	"
(۲۰) حدائق السحر	رشید الدین وطواط	×	۶ "	"

(۲۱) تاریخ	حمزہ اصفہانی	سنہ ۹۶۰ء	۱	"	"
(۲۲) ذخیرۂ خوارزم شاہی	زین الدین ابوابراہیم اسمٰعیل الجرجانی	سنہ ۱۱۳۶ء	۱	"	"
(۲۳) روضۃ الازہار	میرخوند	سنہ ۱۴۵۷ء	۱	"	"
(۲۴) سیاست نامہ یا سیرالملوک	نظام الملک	(قتل فی سنہ ۱۰۹۲ء)	۱	"	"
(۲۵) شرف النبی	×	×	۱	"	"
(۲۶) صورالاقالیم	ابوسلیمان ذکریا کوفی	×	۵	"	"
(۲۷) طبقات ناصری	جرجانی	سنہ ۱۲۶۰ء	۳	"	
(۲۸) ظفرنامہ	شرف الدین علی یزدی	سنہ ۱۴۲۵ء	۴	"	"
(۲۹) قابوس نامہ	کیکاؤس بن سکندر بن قابوس بن وشمگیر	سنہ ۱۰۹۲ء	۱	"	"
(۳۰) کتاب آداب العرب و الفرس (در ذکر شعرائے عرب کہ دریں کتاب موجود نیست)	ابوعلی احمد محمد بن مسکویہ	سنہ ۱۰۳۰ء	۱	"	"
(۳۱) کتاب الممالک والمسالک	علی ابن عیسٰی کمال		۲		
(۳۲) مناقب الشعرا	ابوطاہر خاتونی (بقول حاجی خلیفہ بفارسی نوشتہ بود) گیارھویں صدی کے اخیر میں		۲	"	"
(۳۳) نزہت القلوب	حمد اللہ مستوفی قزوینی	×	۱	"	"
(۳۴) نصیحت نامہ یا (وصایا۔ یا نصائح منسوب بہ نظام الملک برائے پسرش فخر الملک این کتاب در اصل در صدی پانزدہم عیسوی نوشتہ شدہ و فسانہ نظام الملک و حسن صباح و عمر خیام در آں مندرج است)	نظام الملک	×	۱	"	"
(۳۵) نظام التواریخ	البیضاوی	×	۳	"	"
(۳۶) نفحات الانس	جامی	سنہ ۱۴۷۳ء	۲	"	"
(۳۷) نگارستان	معین الدین جوینی	×	۴	"	"

دولت شاہ اپنے خیال میں پہلا آدمی تھا جس نے کہ شعرا کے حالات لکھے ہیں۔ حالانکہ ان مندرجۂ بالا تق

کتابوں کے حوالے دیتا ہے جن میں مناقب الشعرا بھی شامل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے لباب الالباب
عوفی کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ اس کا کہیں ذکر نہیں کرتا۔

تذکرۃ الشعرا فارسی تاریخ ادب پر فارسی زبان میں بہترین کتب سے ہے یہ ایک مقدمہ سات طبقات
اور ایک تتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں فارسی شعر کی مختصر سی تاریخ لکھی ہے۔ ہر ایک طبقہ میں تقریباً بیس
شعرا اور اُن کے مربی بادشاہوں کے حالات درج ہیں۔ تتمہ میں مؤلف نے سلطان حسین غازی اور چھ
ہمعصروں کے حالات دیئے ہیں۔ شاعر کے حالات کے بعد اُس کے کلام کا انتخاب درج ہے جو
مؤلف کے مذاق کی داد دیتا ہے۔ تذکرۃ الشعرا کو چیدہ اشعار کے مجموعہ کی وجہ سے ایک نفیس بیاض
کہا جاسکتا ہے جس میں تقریباً ۱۵۰ شعرائے متقدمین کے کلام کا انتخاب درج ہے جو مؤلف کی
قابلیت اور ذہانت پر دال ہے۔ اس کے مندرجہ اشعار میں سے بعض نایاب ہیں۔ اور بعض علیحدہ
کبھی نہیں چھپے۔ اشعار کے علاوہ عام تاریخی حالات بھی موجود ہیں۔ جو اس زمانہ کے حالات پر روشنی
ڈالتے ہیں۔ بہت سی پُر لطف حکائتیں دی ہیں۔ کتاب بحیثیت مجموعی فارسی زبان کے طالب علم
کے لئے دلچسپ اور مفید ہے۔ اس کی زبان شیریں اور لطیف ہے۔ انوارِ سہیلی (جو مؤلف کے ہمعصر ملا
حسین واعظ کاشفی کی تصنیفات سے ہے) کی طرح ثقیل بلاغت وغیرہ سے پاک ہے +

تذکرۃ الشعرا کا ساتواں طبقہ اور تتمہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے دلچسپ ہے۔ دولت شاہ کی معلومات
اس طبقہ کی بابت بڑی حد تک مستند قرار دی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ ان دونوں حصوں میں اُن لوگوں کے حالات
درج ہیں جو مؤلف کے ہمعصر تھے۔ باقی کتاب کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعات کے جمع کرنے میں مؤلف
نے احتیاط سے کام نہیں لیا۔ ضعیف یا معتبر روایت جیسی ملی لکھ دی۔ خود اسے پرکھا نہیں۔ اسی وجہ سے
کتاب میں بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں جن کی وجہ سے بڑے بڑے فاضل مثل ریو اور علامہ شبلی
ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ جسقدر واقعات کی تاریخیں بہم پہنچ سکیں۔ مؤلف نے جمع کیں۔ چند ایک نظم میں ہیں
اور باقی عربی لفظوں میں۔ تاریخ لکھنے کا یہ بہت محفوظ ذریعہ ہے۔ کیونکہ ہندسوں کے بدل جانیکا اندیشہ دور
ہو جاتا ہے۔ اور ایسا اندیشہ مشرقی پرانی کتابوں کی نسبت عام ہو سکتا ہے۔ دولت شاہ کے اس فاضلانہ تاریخیں لکھنے
کی نسبت کم از کم یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ مؤلف نے جو لکھی ہونگی وہ تقریباً ویسی ہی ہم تک پہنچ سکی ہیں +

تاریخی لغزشیں: تذکرۃ الشعرا میں تاریخی لغزشیں بہت ہیں۔ لیکن جو شاہرخ سے تعلق رکھتی ہیں انکا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

دولت شاہ نے رودکی کا نام وغیرہ نہیں لکھا۔ فقط اس کی کنیت ابوالحسن لکھی ہے۔ لیکن علامہ محمد بن عبدالوہاب قزوینی نے تعلیقات چہار مقالہ میں اس کا نام اور وجہ تخلص یوں لکھی ہے۔ ابو عبداللہ جعفر بن محمد الرودکی منسوب بہ رودک۔ ناحیہ ایست بسمرقند و در آن ناحیہ قریہ ایست کہ او را لحٖ میگویند و ہذا القریہ قطب رودک وہی علی فرسخین من سمرقند"۔ قریہ قطب رودک سمرقند سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اور رودکی اس قریہ کی طرف منسوب ہے۔ علامہ قزوینی کا قول قابل ترجیح ہے اور تازہ تحقیقات پر مبنی ہے۔ علامہ موصوف نے رودکی کا سن وفات ۳۲۹ھ لکھا ہے

دولت شاہ نے رودکی کا قصیدہ 'بوئے جوئے مولیاں آید ہمے' کے چند اشعار لکھنے کے بعد اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ یہ اشعار صنائع و بدائع اور متانت سے عاری ہیں) اور اگر ایسے اشعار اس کے زمانہ میں کسی بادشاہ کے دربار میں پڑھے جاتے تو سب لوگ ان کی خوبی کا انکار کرتے لیکن دولت شاہ کی رائے اس معاملہ میں مستند نہیں ممکن ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے مذاق بدل گیا ہو اور رودکی کے اشعار کی قدر نہ کر سکتے ہوں حقیقت یہ ہے کہ آدم الشعراء استاد رودکی نے یہ قصیدہ بہت خوب لکھا ہے۔ امیر معزی نے باوجود شیریں کلام شاعر ہونے کے اس کا جو جواب لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معزی ایسا کرنے میں کس طرح ناکام رہا ہے مقابلہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

رودکی   بوئے جوئے مولیاں آید ہمے   یاد یار مہرباں آید ہمے

امیر معزی   رستم از مازندراں آید ہمے   زیں ملک از اصفہاں آید ہمے

دولت شاہ نے غضایری کا نام اور سن وفات نہیں دیا۔ اس کا نام ابو زید محمد بن علی غضایری الرازی ہے اس کی وفات سنہ ۴۲۶ھ میں ہوئی۔ تذکرۃ الشعراء میں منوچہری کا نام نہیں دیا گیا۔ تعلیقات چہار مقالہ میں یوں درج ہے۔ ابوالنجم احمد بن قوص دامغان کا رہنے والا تھا سنہ ۴۳۲ھ تک زندہ رہا۔

بندار رازی۔ دولت شاہ نے اس کا سن وفات نہیں دیا البتہ مجد الدولہ کا سن وفات سنہ ۴۲۰ھ لکھا ہے۔ صاحب مجمع الفصحا نے بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ لکھا ہے۔ نیز وہ کہتا ہے کہ مجد الدولہ بھی اسی سال قتل ہوا۔ اس بنا پر یا تو بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ غلط ہے۔ ممکن ہے ۴۲۱ھ ہو یا مجد الدولہ کی وفات کے متعلق مجمع الفصحا میں یہ اطلاع غلط ہے۔

دولت شاہ نے استاد عنصری کی تاریخ وفات ۴۳۱ھ مقرر کی ہے نئی تحقیقات کی رو سے اس کی وفات کی تاریخ سنہ ۱۰۴۰ء اور سنہ ۱۰۵۰ء کے درمیان مقرر کی گئی ہے۔

مسعود بن سلمان کی بابت دولت شاہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے اس کی ولادت کا سن صحیح اقوال کے مطابق

سنہ ۴۳۸ھ یا سنہ ۴۴۲ھ ہے۔ اور سن وفات سنہ ۵۱۵ھ ہے۔ اس کا خاندان ہمدان سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن مسعود ہندوستان میں آیا۔ لاہور اس کے اہل وعیال کا مسکن تھا۔ چنانچہ حبسیات میں لاہور کا مسعود نے ذکر کیا ہے +

فردوسی۔ دولت شاہ نے فردوسی کا نام حسن بن اسحاق بن شرف شاہ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشین لٹریچر جلد دوم میں اسکا نام ابوالقاسم حسن بن علی طوسی لکھا ہے۔ دولت شاہ نے فردوسی عنصری عسجدی اور فرخی کی ملاقات کی جو حکایت لکھی ہے۔ اسکے متعلق چہار مقالہ اور لباب الالباب جو پرانے اور مستند تذکرے ہیں خاموش ہیں اس لئے یہ حکایت قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ اسدی طوسی کے ذکر میں دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی نے شاہنامہ کے آخری چار ہزار اشعار فردوسی کی فرمائش پر ایک رات اور ایک دن میں کہے۔ اور فردوسی کو جو کہ وہ بستر مرگ پر تھا۔ سنائے۔ یہ حکایت بے بنیاد ہے کیونکہ ایک رات اور ایک دن میں تا نماز دیگر چار ہزار اشعار لکھنا۔ خلاف قیاس ہے۔ پھر دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی فردوسی کا اُستاد ہے۔ یہ بھی قرینِ صحت نہیں۔

دولت شاہ نے فردوسی کا سن وفات سنہ ۴۱۱ھ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے بڑی تحقیق کے بعد سنہ ۴۱۶ھ مطابق سنہ ۲۶-۱۰۲۵ء مقرر کیا ہے یہ قول دولت شاہ کے قول پر فوقیت رکھتا ہے۔ امیر معزی کی تاریخ وفات کی نسبت دولت شاہ خاموش ہے۔ صحیح ترین اقوال سے امیر معزی کا سن وفات سنہ ۵۴۲ھ ہے جو غلطی سے سلطان سنجر کے تیر سے مارا گیا تھا +

دولت شاہ نے امیر معزی کے حالات کے ساتھ نظام الملک کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور چار شعر دیئے ہیں۔ جن کو نظام الملک کی طرف منسوب کیا ہے تیسرے شعر میں نظام الملک کی عمر اور مقام وفات کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ دراصل یہ چاروں شعر برہانی والد معزی نے وفات کے وقت لکھے تھے۔ تیسرا شعر چوں شد...... الخ مصنوعی ہے۔ اصل یوں ہے:- آمد چہل وشش زقضا مدت عمرم + در خدمت درگاہ تو صد سال بمیردم +
یہ قول نظامی عروضی سمرقندی کا ہے اور دولت شاہ کے قول پر مقدم ہے کیونکہ عروضی نے بالمشافہ امیر معزی سے سنا ہے۔

دولت شاہ نے نظام الملک کا سن وفات سنہ ۴۸۲ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے سنہ ۴۸۵ھ مطابق سنہ ۱۰۹۲ء لکھا ہے

تذکرۃ الشعراء میں امامی ہروی کا سن نہیں دیا گیا۔ اس کا سن وفات سنہ ۶۶۷ھ مطابق سنہ ۹-۱۲۶۸ء ہے۔
مجد الدین ہمگر کا سن وفات سنہ ۶۷۸ھ مطابق سنہ ۱۲۷۹ء عیسوی ہے۔ دولت شاہ اس کے متعلق خاموش ہے۔
عراقی کا سن وفات دولت شاہ نے سنہ ۷۰۹ھ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے لکھا ہے کہ عراقی نے ۸ ذیقعدہ سنہ ۶۸۸ھ مطابق سنہ ۱۲۸۹ء کو وفات پائی۔ یہ قول معتبر ہے +

محمد اقبال صافی ایم۔ اے

بسم الله الرحمن الرحیم

تحمیدی که شاهباز بلند پرواز اندیشه بساحت فضای کبریایش آن طیران نتواند نمود و تمجیدی که سیمرغ قلهٔ قاف عقول انسانی بذروهٔ عزت و عظمت آن مال نتواند گشود حضرت بارفعت واجب الوجود را سزاوار است جل شانه و عظم کبریائه که از خواص آبای هفت گانهٔ علوی و آثار امهات چهارگانهٔ سفلی موالید سه گانه را بجیز وجود موجود ساخت و هر یک را از افراد کائنات برحسب استعداد و قابلیات به محلی و مرتبتی لایق مرتب و ممهد گردانید۔ شعر۔

ففی کل شیٔ له آیة   تدل علی انه واحد

وازبد و فطرت نوع انسان را از جملهٔ اجناس موجودات و تمامت مکونات بتعدیل مزاج مشرف و ممتاز فرموده تاج کرامت و تشریف هدایت وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا برتارک میمون و فرق همایون ایشان نهاده رقبهٔ زمین و زمان و نبات و حیوان را در ربقهٔ تسخیر این جنس خطیر در آورده قوت ناطقه را که مفتاح کنوز حقایق و گنجور رموز دقایق است در جیب باز جیب آن جماعت مودع ساخت۔ شعر

قدرت اوست که پرورده بشیرین کاری   طوطی ناطقه را در شکرستان مقال
حکمت اوست که پروانه دین را و به عقل   تا نهد شمع هدایت بشبستان ضلال

لاجرم جمیع انسان عظیم الشان بشکرانهٔ نعمت منیع و موهبت بدیع راه در شاهراه بیان و معانی گنجهلانش بپویند و بنطق کلام لا احصی ثناء علیک تفسیر تنزیه و تقدیس ذات بیمثالش میگویند و علی الدوام بحبل المتین کرمش تمسک می جویند۔ بیت۔

شکر کدام فضل بجا آورد کسی　　حیران بماند هر که درین افتکار کرد

تُب عَلَیْنَا فَاِنَّنَا بَشَرٌ　　مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

و آلاف تحیة و رضوان و اصناف محمدت و غفران از دل و جان روشن رویان ایمان نثار روضه منور و مرقد معطر محرم رازدار راز سراپرده اوحی و مسند نشین و فی فتدلی شیرین کلام و ما ینطق عن الهوی حامل بار کرامت ان هو الا وحی یوحی و زیبنده التاج سروران ممالک اصطفی ابوالقاسم محمد مصطفی صلی اللّٰه علیه وسلم باد۔ کما قال اللّٰه تعالی ان اللّٰه وملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ فصیحی که مسیح از عهد عزت بمحامد او زبان میکشاد و ملیحی که عزیز مصر خلافت در ملاحتش تقدیم میداد۔ بیت۔

یتیمی که ناکرده قرآن درست　　کتب خانهٔ هفت ملت بشست

صلی اللّٰه علیه و آله التابعین لهم باحسان الی یوم الدین۔

در بیان فضیلت فصاحت بلاغت و تفضیل اصحاب این مستطاعت

برای منیر و خاطر خطیر ارباب فضل عزت و اصحاب علم و حکمت ظاهر و واضح است که حق سبحانه وتعالی از مکمن عالم غیب و از گنجینه مخزن لاریب مجموعه همچو وجود انسان بعد و ظهور بیاورده و در حدایق حقایق و گلستان دقایق بحالت فزائی و دل کشائی و شیرین زبانی چون نطق انفاس ناطقه نطق آدمی طوطی جان از جمله مرغان اوسلی اجنحه چنبانست حسن نه پرورده۔ بیت۔

نخستین فطرت پسین شمار　　توئی خویشتن را ببازی مدار

اعلی علیین مراتب انسانی علم و حکمت است که لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ازان عبارت است و اسفل السافلین آدمی جهل و حماقت است ثم رددناه اسفل السافلین بان اشارت است۔ پس از فحوای کلام کریم مقرر شد و از حضیض حقارت تا افلاک باوج مراتب ملائک جز باوصاف انسانی و معرفت یزدانی نتوان رسید۔ بیت

تو زآدم خلیفه بگهر　　قوت خویش را بفعل آور

نطق و فصاحت انسانی را کلید ابواب معانی نهاده اند بلکه طلسم کنوز دقایق را بدین مفتاح کشاده اند آدمی بقوت نطق و تمیز از حیوان ممتاز است و گرنه در وجود با جمیع خلایق انباز است زبان بهائم دو وانش نداشان

ظلمت و حجاب محجوبست و گرنه همه اشیای نزد ایشان محسوس است عارف رومی قدس سره درین باب
می فرماید

حس حیوانی ندارد اعتبار ای اخی در کوی قصابان گذار
فربهی حیوان کند از خورد و نوش می شود انسان قوی از راه گوش

و دریغ نباشد که چنین طوطی از شکرستان فصاحت و مقال محروم ماند و تاسف نشاید که مثل این بلبلی
از گلستان آمال معدوم گردد در عالم ارواح که شفاف و صافی است فیض آن ارباب فصاحت را روانی و کافی ست
بیت

در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم

صاحبدلی را ازانجا که مقام و حال اوست لاشک شاهد عدل قال و مقال اوست پس برین تقدیر سیاحان
وادی حقیقت و سیاحان بحار طریقت و شریعت در بادیه جان گداز حکمت و معرفت و در بحار خونخوار اندیشه و
فکرت سیاحت و سباحت کرده اند بلکه از خار مغیلان این بادیه گلی چیده اند و از غواصی این بحر متناهی دُرر دانه رسیده
و نیز بیت

ز آتش نکهت چو پریشان شوند با ملک از جملهٔ خویشان شوند

مسوّد این سواد نورانی و مصور این صورت پر معانی اقل عباد الله الغنی دولتشاه بن علاء الدوله بختی شاه
غازی سمرقندی ختم الله له بالحسنی بر رای جهان آرای ارباب دین و دولت و اصحاب فضل و فطنت معروض میگرداند
که من بنده روزگار شباب و ایام فضل و اکتساب در جهالت و بطالت بسر بردم و دو سه روزهٔ زندگانی که سرمایهٔ
سعادت جاودانی است بمالایعنی تلف کردم چون از روی محاسبت و مراقبت بر روزنامهٔ حیات نظر نمودم دیدم که
کاروان عمر گران مایه در بیشهٔ گمراهی پنجاه مرحله قطع نموده و از دیوان حکمت عنوان حضرت قدوة المحققین قبلة العارفین
نور الملة والدین مولانا عبدالرحمن جامی ادام الله تعالی برکات انفاسه الشریفه این رباعی را مناسب حال و بر
حسب حال خود یافتم. رباعیه

تا ده بودم بسی زبون افتاده تا بیست و سی زره برون افتاده
در جهل و غمی داده چهل سال بباد در پنجه و پنجهم کنون افتاده

با خود اندیشه کردم که از قصر دین و دانش که فهرست مجموعهٔ کمالات است حرفی نخوانده و از جاه و مراتب

ابا و اجداد بی بهره مانده - این چنین عمر تلف شده را چه عوض و این سودای بی سود را چه غرض - بعد ما که زخم شمشیر تشویر خوردم و ساعتی بندامت سر فرو بردم و دیدم که دولت گذشته تدبیری طلبت و در همت روزگار حالت نا عنبر می شمیدتی از تخلصهای شیخ آذری ره با خلاص یادم آمد بیت -

آذری عمر ببازیچه و غفلت بگذشت انچه باقیست شد و غافل و فرصت دریاب

ع - کی عمر رفته کس بدو پیمان گرفته است

آخر مصلحت آن دانستم که پیش از آنکه پای مرکب حیات در سنگلاخ اجل مجروح شود

ع دست بکاری زنم که غصه سر آید

علم را پایه بلند و پایه ارجمند یافتم اما دیدم که مشاهده آن عروس جز بمجاهده روزگار صبا نقش نمی بندد که العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر اگرچه طفل راهم اما قرین پنجاهم و شاهراه سلوک تحقیقت اگرچه طریقه واصلان و وظیفه کاملان است بیت -

تا جان نکنی خون نخوری پنجه سال از قال ترا ره ننماید بحال

من گمراه که بعد از تضییع و اتلاف پنجاه بغافلی رسیده باشم بحال رسیدن محال باشد قصه و غصه ملازمت درگاه سلاطین را چه گویم اگرچه این طریق شعار و دثار آبا و اجداد این مستمند است اما نفس را و مراسم آن خدمت نامرغوب دیدم بضرورت پای اندر کنار این منهج در کشیدم بیت -

تکیه برجای بزرگان نتوان زد بگزاف مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

عاقبت سودا و فکر این زیان بود و مارغ ضعیف مرا در ربود - قوت متخیله برین رباعی ترنم می نمود - رباعی

در دهر مرا نه جاه و مالی حاصل نه علم و کمال و وجد و حالی حاصل

مردان ز مردان زده اند از چه مرست چون نامردان خواب خیالی حاصل

آخر از حسرت و پشیمانی و اندوه و پریشانی بزاویه ادبار سجاده گشتم و بگوشه تنهائی معتکف نشستم از بطالت ملالت بر خاطرم مستولی شده شعر -

هاتف غیب این ندا در داد بیت

حاصل بینش ورقی بنگارش ور نتوانی قلمی می تراش

چون کنونه معانی ظهور نمود دانستم که قلم اثر دهای آن گنج بود یا قلم دو زبان یک دل شده گفتم ای مفتاح

کنوز دانش بگوهر مشورت می کشم که بسعی بنان من و بدندان تو کدام رقم است. قلم بصدای صریر با من تقریر کرد بیت

که هر چیز کان گفتنی گفته اند　　بر و بوم و دانش همه رفته اند

علمای دین داد آثار و اخبار داده اند و ابواب قصص انبیا بر رخ خلق کشاده اند شیخ عطار که مرقد او از ریاحین انوار معطر باد در تذکرة الاولیا ید بیضا نموده و مورخان دانا در تواریخ و مقامات سلاطین توانا مجلدها پرداخته اند و کتابها ساخته و هم چنین در معرفت بلاد و مصلحت عباد و آنچه بایستنی ایست فضلا در آن کار جهد نموده اند و یادگاری گذاشته اند بیت

آنچه مجهول مانده در عالم　　ذکر تاریخ و قصه شعراست

جهت آنکه علما باوجود کمال و فضل بدین افسانه مختصر قلم رنجه نکرده و سر همت فرو نیاورده اند و دیگر از اوقات مساعدت نکرده بلکه بضاعت آن نداشته اند القصه تاریخ و تذکره و حالات این طایفه را هیچ آفریده از فضلا ضبط ننموده اگر رقمی بر وجه ثواب درین ابواب نموده آید همانا که بر وجه صلاح خواهد بود و این شکسته چون از خزاین گنجینه معنی این رموز اصغا نمودم دانستم که این صید از قید صیادان این صناعت جسته و این در بروی ارباب طلب بسته است از آنچه شکسته بسته و در مدت العمر دیده و از آن خوشه که از خرمن کرام چیده بودم از تواریخ معتبر و از دواوین استادان ماضی و اشعار متقدمین و متاخرین و از رسایل متفرقه و کتب سیر و غیر ذلک تاریخ و مقامات و حالات شعرای بزرگ که ذکر دواوین اشعار ایشان در اقالیم مشهور و مذکور است جمع نمودم از عهد اسلام الی یومنا هذا و بتقریب شمه از تواریخ سلاطین بزرگ که شعرای نامدار روزگار آن طایفه بوده اند درین تذکره بقلم آوردم و از منشیات اکابر و لطایف اعاظم و تحقیق معرفت بلدان آنچه توانستم بقدر الوسع والامکان درین تذکره بایراد رسانیدم چون این عروس حقایق از حجله غیب روی نمود تامل نمودم که در حمایت شبستان کرم کدام صاحب دل توانا بود و قدر این مخدره عصمت که دامن طهارت آن آلوده خبث و خباثت نیست کدام معصوم خواهد دانست و این در معانی قابل گوش کدام اهل هوش است عقل دانا فهم ساخت ع

قدر زر زرگر شناسد قدر جوهر جوهری

از رموز علم دولت تفهیم شد که این خدمت جز صدر رفیع کرمی را شایسته نیست که امروز فضل بدولت او منتظم و بنای جهل از هیبت و جلالت او منهدم است.

ذکر محامد صاحب دولتی که این خدمت وقف احسان اوست

اعنی میر الکبیر الاعظم ناصب رایات العدالت والنصفة والکرم امیر الامراء والحکام والی ولایت الایام ناظم دواوین الملوک والخواقین اعدل من حمل الماء والطین نظام المالک ملجأ الضعفاء من ورثات الممالک ذی المفاخر والمآثر مرسخ کمالات الاوائل والاواخر مؤسس بنیان المکارم مجدد مراسم الاکابر والاعاظم معین العلماء مربی الفضلاء مقوی الفقراء والفضل الامراء العظام ولی النعم والایادی الجسام ناقد فنون العلم بمعیار الطبع السلیم عارف المعارف بمیزان ذهن المستقیم بیت

بحق مالک رقاب ملک شمشیر نظام الملة والدین علی شیر

زین الله سریر الوجود ببقائه وافاض علی المسلمین سحاب معدلته وجوده بزرگی که ممدوح اکابر آفاق است و مظهری که مجموع مکارم اخلاق ذات ملک صفاتش عنصر کرم و مروت و همت کیمیا خاصیتش معین شفقت و رأفت ارباب فضل راست منبعش مقری مبین و اصحاب ملت فاقه را دار الشفاء که منش مقری مبین عمارت گل اگرچه ظاهر انشاء اوست اما بحقیقت عمارت دل نیز پیشه و کار اوست ایزد سبحانه و تعالی درین هر دو طریقش ثابت قدم و راسخ دم داراد که شیوه اول سبب معموری بلاد و شفقت بر عباد هست و طریق ثانی اصل اخلاص و محض رشاد و معمار سعی جمیلش ویرانی ملک را معمور ساخت و ساقی کرمش مخموران ستم را سرسبز گردانید لمؤلفه

ور زمانش چون زویرانی نمی بیند اثر چند ازین وسواس و سودا میکند نوحه گری

پاکبازی مجلوه انکار معالی قناعت محمود سبکی صفت از آلایش طبیعت مجرد و بود و خیرات حسان یادگار اوست والباقیات الصالحات مونس روزگار او اثار آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

رعیت پناها دولت شاد باد بسعیت مسلمانی آباد باد

خدایت همه چیز شایسته داد جوانمردی و دانش و دین و داد

ز فضلت خراسان فرخنده بوم شرف برده بر خاک یونان و روم

ترا فضل رحمت و بخشش طریق همین کن که توفیق بادت رفیق

ز راه جهان نام نیکست بس بجز نام نیکو نماند ز کس

ترا خیر و احسان و نیکی و نام بماناد تا جاودان والسلام

رجاء واثق بلکه یقین صادق است که تحفهٔ حقیر این فقیر که تحقیق بردن شبه بکان جوهر بیست
عرض نور سها در جنب مشتری در نظر قبول خداوندے مردود نه گردد بیت

پاے ملخے نزد سلیمان بردن   عیب است ولیکن هنر است از مورے

بیان آئین این کتاب و تعیین طبقات و اسم و ابواب آن خواهم آوردن مقامات و حالات شعرا امر
متعذر است چه از روزگار قدیم این طریق بین الناس متداول بوده و از جهت تغییر لغات که جمهور و جهول
و اعوام از حالے بحالے و امرے بامرے مبدل میگردد اسامی اکثر این جماعت در ستر خفا است و اما از آنها
که اسامی سامی ایشان در تواریخ و رسایل مذکور است و ذکر ایشان درمیان مردم مشهور بعضی را اختیار نمودم
که جمله فاضل و درین علم ماهر بوده اند و نزد سلاطین مقبول و محترم و این کتاب را بطریق طبقات افلاک
بر هفت طبقه قسمت نمودیم که در هر طبقه ذکر بیست فاضل تخمیناً مسطور باشد و خاتمه برین طبقات از دو هم...
ذکر حالات فضلا و شعرا که امروز جهان بذات شریف ایشان آراسته است [illegible]
جرأت صاحب وقوف شوند ذیل عفو و اصلاح بر هفوات این کمینه بپوشند و در تقبیح نکوشند بیت

مگر عذرم بزرگان در پذیرند   بزرگان خورده بر خردان نگیرند
و عین الرضا عن کل عیب کلیلة   ولکن عین السخط تبدی المساویا
که در بحر لؤلؤ صدف نیز هست   درخت بلند است در باغ و پست
قبا گر حریر است و گر پرنیان   بناچار حشوش بود در میان

طبقهٔ اول و درین طبقه ذکر بیست فاضل است ص ۱۱ - ۴۲

طبقۂ ثانی نیز ذکر بیست فاضل است ص ۴۳ - ۸۱

طبقۂ ثالث درین طبقہ ذکر شانزدہ فاضل است ص ۸۱ - ۱۲۰

طبقۂ رابع درین طبقہ ذکر بیست فاضل است ص ۱۲۰ - ۱۹۸

طبقہ خامس ص۱۶۹ – ۲۲۶

طبقہ سادس ص۲۲۶ – ۲۹۲

طبقهٔ سابع ص ۲۹۲ - ۳۳۰

مولانا حسن سلیمی — مولانا محمد بن حسام — مولانا عارفی هروی
مولانا جنونی — مولانا یوسف امیری — خواجه اوحدی مستوفی سبزواری
امیر یمین الدین نزلابادی — درویش قاسم تونی — مولانا صاحب بلخی
خواجه منصور قرابوغه — مولانا طوسی — سید شرف الدین ضیائی سبزواری
حافظ حلوائی — مولانا طوطی ترشیزی — قنبری نیشاپوری
طاهر بخاری — مولانا ولی قلندر — امیرزاده یادگار بیگ
محمود برسه

خاتمه ([illegible])

در ذکر اکابر و افاضل که الیوم جمال روزگار بزیور فضل و کمال ایشان آراسته است مدالله تعالی
ظلال فضائلهم و ابّد دولتهم و درین محل ذکر شش تن از فضلا و امرا ثبت میشود والله اعلم مقدمهم
نور الملة والدین مولانا عبدالرحمن جامی ص ۳۳۳ — امیر کبیر امیر نظام الحق والدین علی شیر
امیر شیخ احمد سهیلی — خواجه افضل الدین محمود وزیر
خواجه عبدالله مروارید — مولانا خواجه آصفی

طبقۂ اوّل

حوادث آباد عالم مقامیست منقلب کہ بہر حادثہ بنوعے گردد و قرنے و قومے و زمانے و لغتے و زبانے پدید آید بیت

شاہد دہر فریبندہ عروسیست شے   نیست معلوم کہ کاوس کیش دارا بود

طوفانات و حادثات و انقلاب و قتل عام ہمہ باعث آنست کہ تبدیل احوال شود و علما و فضلا بزبان فارسی قبل از اسلام شعر نیافتہ اند و ذکر اسامی شعرا را نیافتہ اند اما در افواہ افتادہ کہ اوّل کسیکہ شعر گفت بزبان فارسی بہرام گور بود و سبب آن بود کہ او را محبوبہ بود کہ وے را دل آرام چنگی میگفتند و آن منظورہ ظریفہ و نکتہ دان و راست طبع و موزون حرکات بودہ چنانکہ این بیت شامل حال وی است۔

اے ز سر تا پا چو چشم خویش عین مردمی   میتواند بود چندین حسن در یک آدمی

و بہرام بدو عاشق بود و آن کنیزک را دائم بتماشاے شکارگاہ بردے و دوست کامے و عشرت بہم کردے روزے بہرام مخصوص بہ دل آرام در بیشہ بشیرے در آویخت و آن شیر را دو گوش گرفتہ بہم بست و از غایت تفاخر بر زبان بہرام گذشت کہ منم آن پیل دمان و منم آن شیر یلہ و ہر سخنے کہ از بہرام واقع شدی دل آرام مناسب آن جوابے گفتے بہرام گفت جواب این سخن داری دلارام مناسب این بگفت نام بہرامم ترا و پدرت بو جبلہ پادشاہ را طرز این کلام بمذاق موافق افتاد بحکما این سخن را عرض کرد و نظم قانونی پیدا کردند تا با از یک بیت زیادہ نگفتندے ابو طاہر خاتونی گفتہ کہ بعہد عضد الدولہ دیلمی ہنوز قصر شیرین کہ بنواحے خانقین است بالکل ویران نشدہ بود و در کتابہ آن قصر نوشتہ یافتند کہ بہ نظم فارسی قدیم است این است

ہژبرا بگیہان انوشہ بزے   جہان را بدیدار توشہ بزے

پس برین تقدیر معلوم شد کہ پیش از اسلام شعر فارسی نیز میگفتند اما چون ملک اکاسرہ بدست عرب افتاد و آن قوم مبارک بدین اسلام و ظاہر کردن شریعت کوشیدند و راہ و رسم عجم را میپوشیدند بعید نباشد کہ شعر نیز کردہ باشند و بانجہت قرأت شعر مجہول شدہ باشد و در زمان بنی امیہ و خلفاے بنی عباس کہ خود حکام اہلی و دیار عرب بودہ اند شعر و انشا و امثلہ بزبان عرب بودہ و خواجہ نظام الملک در سیر الملوک

حکایت کنند کہ از زمان خلفائے راشدین تا بوقت سلطان محمود غزنوی قانون و دفاتر و امثلہ و مناشیر از
درگاہ سلاطین بعربی مینوشتہ اند و بفارسی از درگاہ سلاطین امثلہ نوشتن عیب بود چوں وقت وزارت
عبدالملک ابونصر کندری رسید کہ او وزیر الب ارسلان بن چغر بیگ سلجوقی بود از کم بضاعتے خود فرمود تا آں
قاعدہ را برطرف ساختند و احکام و امثلہ را از دواوین سلاطین بفارسی نوشتند و نیز حکایت کنند کہ امیر
عبداللہ بن طاہر کہ بروزگار خلفائے عباسی امیر خراسان بود روزے در نیشاپور نشستہ بود شخصے کتابے
آورد و بہ تحفہ پیش او نہاد پرسید کہ ایں چہ کتاب ست گفت ایں قصہ وامق و عذرا است و خوب
حکایتے است کہ حکما بنام شاہ انوشیروان جمع کردہ اند امیر عبداللہ فرمود کہ ما مردم قرآں خوانیم و بغیر از قرآن
و شریعت پیغمبر ما را ازیں نوع کتاب درکار نیست و ایں کتاب تالیف مغانست و پیش ما مردود است
و فرمود تا آں کتاب را در آب انداختند و حکم کرد کہ در قلمرو ہر جا از تصانیف و مقال عجم کتابے باشد جملہ را
بسوزند ازیں جہت تا روز آں سامان اشعار عجم را ندیدہ اند اگر احیاناً نیز شعرے گفتہ باشند مدون نکردہ
اند حکایت کنند کہ یعقوب بن لیث صفار کہ در دیار عجم اول کسیکہ بر خلفائے بنی عباس خروج کرد او بود
پسرے داشت کوچک و لیث او را دوست میداشت روز عید آں کودک با کودکان دیگر جوز میباخت
امیر بسر کوے رسید و بتماشائے فرزند ساعتے بایستاد فرزندش جوز میباخت و ہفت جوز بگو افتاد و یکے
بیروں جست امیرزادہ ناامید شد پس از لحظہ آں جوز نیز بر سبیل رجع القہقری بجانب گو غلطان شد امیرزادہ
مسرور گشت و از غایت ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطان غلطان ہمیرود تا لب گو

یعقوب را ایں کلام بمذاق خوش آمد ندماء و زرا را حاضر گردانید گفتند انہ جنس شعر است و ابودلف
عجلی و الکعب باتفاق بتحقیق و تقطیع مشغول شدند ایں مصرع را نوعے از ہزج یافتند مصرعے دیگر بتقطیع
موافق ایں بدیں مصراع افزودند و یک بیت دیگر موافق آں ساختند و دوبیتے نام کردند چندگاہے دو
میگفتند تا آنکہ لفظ دوبیتے نیکو ندیدند گفتند کہ ایں چہار مصراعی است رباعی میباید گفتن و چنانکہ آں ایام
فضلا ایں برباعی مشغول بودند و خوش خوش باصناف سخن روے مشغول شدند ع

گل بود بسبزہ نیز آراستہ شد

اما بروز آں سامان شعر فارسی رونق یافت و استاد رودکی دریں علم سر آمد بود و قبل ازوے

شاعرے کہ صاحب دیوان باشد نشنودہ ایم پس واجب بود کہ ابتدا از استاد نمائیم۔

ذکر مقدمۃ الشعرا ابوالحسن رودکیؒ

استاد ابوالحسن رودکی در روزگار دولت سامانیہ ندیم مجلس امیر نصر بن احمد بودہ وجہ تخلص برودکی گویند از آں جہت است کہ رودکی را در علم موسیقی مہارتے عظیم بودہ و بربط را نیکو نواختے بعضے گویند کہ رودک موضعے است از اعمال بخارا و رودکی از انجاست فی الجملہ طبعے کریم و ذہنے مستقیم داشتہ و از جملۂ دانشاں فن شعر است و کتاب کلیلہ و دمنہ در قید نظم آوردہ و امیر نصر را در حق او صلات گرانمایہ بود چنانچہ استاد عنصری شرح آں انعام در قصاید خود میگوید حمد اللہ مستوفی در تاریخ گزیدہ مے گوید کہ امیر نصر بن احمد را چوں ملک خراساں مسلم شد و بدار الملک ہرات رسید باد شمال و ہوائی اعتدال آں شہر جنت مثال امیر را ملائم طبع افتاد و نوبہار سرخس و تموز کہسار بادغیس و خزاں پر نعمت ہرات و حوالی شہر مشاہدہ میکرد و امیر دار الملک بخارا کہ تخت گاہ اصلی آں خاندان است از خاطر محو شد امرائے دولت و ارکان حضرت سلطنت را چوں وطن و مسکن و ضیاع و عقار از قدیم الایام در بخارا بود از مکث امیر در ہرات ملول شدند و ہیچ حیلہ امیر قصد بخارا نمے کرد آخر الامر استعانت باستاد رودکی بردند تا امیر را در مجلس انس بر عزیمت بخارا تحریص کند و مال عظیم استاد را تقبل کردند روزے امیر را در مجلس شراب ذکر نعیم بخارا و ہوائے آں ملک جنت مثال بر زبان گذشت استاد رودکی بدیہہ ایں ابیات نظم کردہ بعرض رسانید

بوئے جوئے مولیاں آید ہمے — یاد یار مہرباں آید ہمے
ریگ آموی و درشتیہائے آں — زیر پایم پرنیاں آید ہمے
آب جیحوں با ہمہ پہنا وری — خنگ ما را تا میاں آید ہمے
اے بخارا شاد باش و شاد زی — شاہ زوت میہماں آید ہمے
میر ماہ است و بخارا آسمان — ماہ سوئے آسماں آید ہمے
میر سرو است و بخارا بوستان — سرو سوئے بوستاں آید ہمے

ایں قصیدہ ایست طویل ایراد مجموع آں را ایں کتاب تحمل نیاورد گویند کہ امیر را چناں ایں قصیدہ بخاطر ملائم افتاد کہ موزہ در پا ناکردہ سوار شد و عزیمت بخارا کرد عقلا را ایں حکایت بخاطر عجیب مینماید

که این نظمست ساده واز صنایع و بدایع و متانت عاری چه اگر درین روزگار سخن وری این نوع سخن
در مجلس سلاطین و امرا عرض کند مستوجب انکار همگنان شود اما می شاید که چون استاد را در اوتار و
موسیقی وقوف تمام بوده قولی و تصنیفی ساخته باشد و بآهنگ اغانی و ساز این شعر را عرض کرده در محل
قبول افتاده باشد القصه استاد را انکار نشاید کرد بمجرد این سخن بلکه او را در فنون علم و فضایل وقوف است
قصاید و مثنوی را نیکو میگوید استاد رودکی عظیم الشان و مقبول خاص و عام بوده نقل است که چون رودکی
درگذشت دویست غلام هندو ترک گذاشت قیاس اموال دیگر ازین توان کرد این قطعه از اشعار اوست

بر ده او خسروا که مرا دور روزگار — بی آلت و سلاح بزد راه کاروان
چون ز رلیتی نمود مرا مخنثی فزود — بیکردن شگفت نمود است گرگ بان

اما امیر رودکی ابوالفوارس نصر بن احمد بن اسمعیل بن سامان پادشاه هنرمند هنر پرور بوده ما ورا النهر
و خراسان را مستخلص ساخت و سی سال بعدل و داد و بشر اباوی و قهر اعادی روزگار گذرانید و آخر بدست
غلامان خود سعادت شهادت یافت در ۳۰۱ھ و استاد عنصری در تعداد سلاطین آل خاندان مبارک
گوید بیت

نه کس بودند ز آل سامان مذکور — دایم به امارت خراسان مشهور
بود اسمعیل و احمدی و نصری — دو نوح و دو عبدالملک دو منصور
یمحو الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب۔

ذکر غضایری رازی رح

از اکابر شعراست در روزگار سلطان محمود سبکتگین بوده و از ولایت ری بعزم خدمت سلطان متوجه
غزنین شده و با شعرای دار الملک مشاعره و معارضه مشغول شد و در مدح سلطان قصیده انشا کرد که مطلع
آن قصیده این است۔

اگر مرا بجهان اندر است جاه و جلال — مرا ببین که ببینی جهان را بکمال
من آنکسم که بمن تا بحشر فخر کنند — هر آنکه بر سر یک بیت بر نویسد قال

و درین قصیده اغراقی هست که سلطان غضایری را صلهٔ آن هفت بدره زر بخشید که از چهار در هزار

درم مملو بود و اینست آن اغراق

صواب کرد که پیدا نکرد هر دو جهان
یگانه ایزد داور بی‌نظیر و همال

وگرنه هر دو ببخشیدی روز عطا
امید بنده نبودی به ایزد متعال

وعضایری را قوت کامل در فن شاعری هست خصوصاً در صنعت اغراق و اشتقاق و فضلا و
شعرا او را در این دو صنعت مسلم میدارند تا آثار و مناقب سلطان یمین الدوله ابوالقاسم محمود انار الله برهانه
از آفتاب روشن تر است پادشاهی بود موفق بتوفیق یزدانی عدل شامل و فضل کامل داشته
علما را موقر داشتی و با فقرا و صلحا در بار و در مقام خدمت و شفقت زندگانی میکرد لاجرم همچو نام شریفش عاقبت
او محمود است و در تاریخ الفتح چنین آورده است که سلطان محمود مملکت غزنین و خراسان را مستخلص
ساخت او را ذوق آن شد که از دار الخلافه بلقبی مشرفش گردانند و امام منصور ثعالبی را برسالت بدار الخلافه
فرستاد و امام قریب یک سال بجهت این مهم در دار الخلافه تردد میکرد و میسر نشد آخر الامر امام این صورت را
بعرض خلیفه رسانید که امروز سلطان محمود پادشاه بزرگ همتش و با شوکت و در اعلای اعلام دین میکوشد
و چندین هزار بتکده بعضی او مساجد شده و چندین هزار کفار بشرف اسلام مشرف شده اند شاید چنین
پادشاهی غازی دین دار را از لقب محروم کردن خلیفه از سخن امام متامل شد که این شخص بنده زاده
است او را لقبی از القاب سلاطین چگونه توان داد و دیگر مضایقتی نیست هر چه لایق است بزرگ و پر شوکت
مبادا اگر قصوری و عصیانی از او در وجود آید با کار حضرت در این امر مشاورت کرد اتفاق کردند که او
را لقبی باید نوشت که احتمال مدح و ذم داشته باشد و نوشتند که سلطان یمین الدوله ولی امیر المومنین
دولی در لغت هم دوست را گفته و هم مملوک را پس این کلمه هر دو جانب شامل باشد چون منشور
از دار الخلافه بدین لقب صادر شد ابو نصر کیفیت این لقب بحضرت سلطان عرضه داشت کرد
سلطان از غایت بزرگی و کیاست احتمال طرفین مدح و ذم را ملاحظه کرد و فی الحال صد هزار درهم بحضرت
رسالت روان کرد و بخلیفه نوشت که محمود مدت سی سال بحرب کفا جهت تعظیم شرع خاندان مصطفی
صلی الله علیه وسلم روزگار گذرانیده باشد اکنون یک الف بصد هزار درهم بخرد خلیفه که ثمره شجره مروت
و فتوت است اگر یک حرف بصد هزار درهم نفروشد و مضایقه کند کمال بی مروتی باشد. چون
رسول سلطان با این مکتوب بدار الخلافه رسانید اکابر و فضلا بعرض خلیفه رسانیدند که مقصود محمود انه

خریدین یک حرف الحاق اسے لفظے ست در لقب کہ والی امیر المومنین شود و مظنہ طرف دوم بر طرف باشد
خلیفہ از کمال فضل و کیاست سلطان تعجب کرد بالقاب والی سالہا امثلہ و مناشیر از دار الخلافہ در حق
سلطان صادر میشد و وفات سلطان در سنہ عشرین و اربعمائہ بودہ و شصت و نہ سال عمر یافت و سی و
چہار سال سلطنت اکثر ایران بدو متعلق بود۔

ذکر اسدی طوسی رہ

از جملہ متقدمان شعراست طبع مستقیم داشتہ و فردوسی شاگرد اوست در روزگار سلطان محمود استاد
فرقہ شعرائے خراسان است و او را بکرات تکلیف نظم شاہنامہ کردہ اند استعفا خواستہ پیری و ضعف
را بہانہ ساختہ و حالا دیوان او متعارف نیست اما در مجموعہا سخن او مسطور است و مناظرہا بغایت نیکو
گفتہ و از طرز کلام او معلوم میشود کہ مرد فاضلے بودہ و فردوسی را بنظم شاہنامہ ایما و اشارت مے کردہ کہ این
کار بدست تو درست خواہد شد نقل است کہ چوں فردوسی از غزنی فرار کرد و بطوس آمد از طوس برستم دار
افتاد و بعد از مدتے کہ از رستم دار و طالقان مراجعت کرد بوطن مالوف آمد و دران حین چوں وفاتش
نزدیک شد اسدی را طلب کرد و گفت اے استاد وقت رحیل در رسید و از نظم شاہنامہ قلیلے
ماندہ است مے ترسم کہ چوں من رحلت کنم کسے را قوت آں نباشد کہ باقی را بقید نظم در آورد استاد گفت
اے فرزند غمگین مباش کہ اگر حیات باشد بعد از تو من ایں شغل را باتمام رسانم فردوسی گفت اے استاد
تو پیر مے شکل کہ ایں کار بدست۔ تو کفایت شود اسدی گفت انشاء اللہ تعالیٰ شود و از پیش
فردوسی بیروں شد و آں شب و روز تا نماز دیگر چہار ہزار بیت باقی شاہنامہ را بنظم آورد و ہنوز فردوسی
در حال حیات بود کہ سواد آن ابیات مطالعہ نمود و بر ذہن مستقیم استاد آفرین گفت و آں نظم از اول
استیلائے عرب است بر عجم در آخر شاہنامہ و آمدن مغیرہ بن شعبہ برسالت نزد یزدجرد شہریار و حرب سعد
بن وقاص بملوک عجم و ختم کتاب شاہنامہ و فضلا برانند کہ آں جا نظم فردوسی آخر شدہ و بہ نظم اسدی رسیدہ۔
ظاہر آں بہ فراست معلوم میتواں کرد و از مناظرات اسدی مناظرہ شب و روز را او تقسیم و درین روزگار اشعار
مناظرہ کمتر میگویند۔

مناظرۂ شب و روز گفتار اسدی

بشنو از حجت گفتار شب و روز بہم — سرگذشتی کہ ز دل دور کند شدت و غم

ہر دو را خواست جدال از سبب بیشی و فضل — در میان رفت فراواں سخن از مدحت و ذم

گفت شب فضل شب از روز فزوں آمد ازانکہ — روز را باز ز شب کرد خداوند قدم

نزد یزداں ز پرستندہ و باز عابد روز — ساجد و عابد شب راست فزوں قدر و قیم

قوم را سوئے مناجات بشب برد کلیم — ہم بشب گشت جدا لوط ز بے داد ستم

قمر چرخ بشب کرد محمدؐ بدو نیم — سوئے معراج بشب رفت ہم از بیت حرم

ہر چہ باشد سی روز بفرمان شب قدر — بہتر از ماہ ہزار است ز بس فضل و نعم

ستر پوش است شب و روز نمایندہ عیوب — راحت افزاست شب و روز فزایندہ الم

ہست در روز ز اوقات کہ نہیست نماز — وز نماز ہمہ شب نہی نبی بود دائم

منم آں شاہ کہ تختم زمن است ایوان چرخ — مہ سپہدار و ہمہ انجم و سیارہ خدم

ہر مہ و سال عرب را عدد از ماہ منست — بر سر ماہ منست از پر جبریل رقم

بر رخ ماہ من آثار درستست پدید — بر رخ چہرہ خورشید تو آثار سقم

راست خورشید تو چندانکہ بسالے برود — کم ز ماہے برود ماہ من از کیف و کم

روز از شب بشنید ایں و برآشفت و گفت — خامشی کن چہ درائی بسخن نا محکم

روز را عیب بطعنہ چکنی کایزد عرش — روز را پیش ز شب کرد ستایش بقسم

روزۂ خلق کہ دارند بروز ست ہمہ — بحرم حج و بہ روز است ہم از رب امم

عید و آدینہ و فرخ عرفہ عاشورا — ہمہ روز است چہ بینی ہم از عقل و فہم

روز خواہد بدر برخاستن خلق بحشر — روز بد نیز وجود ہمہ مردم ز عدم

تو بعاشق نہ برنجی و باطفال نہیب — در تن دیو دلی بر دل بیمار و در جسم

بوم و خفاش بشب مرغ و سیہ جنے و دیو — دزد اکثر ہمہ شب گردد ہمہ اہل تہم

من باصل از خور چرخم تو بجنبی از دل تنگ — من چو تابان صفوہ تارم تو چو تاریک ستم

روی آفاق زمین خوب نماید ز تو زشت	دیدهٔ خلق زمین نور فزاید ز تو نم
هر مرا گونهٔ اسلام ترا گونهٔ کفر	هر مرا جامهٔ شاه ولیست ترا جامهٔ غم
تو بچهر از حبشی فخر به حسن ار چه کنی	حبشی را چه رسد حسن اگر هست صنم
سپه دیل و بنجوم از چه شناسند که پاک	بگریزند چه خورشید من افراخت علم
چه زبان کت نهی پیش زمین داشت خدا	ور نهی نیز هم از پیش سمیعست اصم
خلق الموت بخوان گرچه حیات از پس اوست	به ز موتست بهرحال حیوة آخر هم
گر ز ماه تو شناسند مه و سال عرب	ز آفتابم همه دانند مه و سال عجم
گرچه زرد آمده خورشید هم او به ز تست	
سه فریضه ز نمازست بروز و دو بشب	زان نماز تو کم آید که ز من هستی کم
گر ز خورشید سکندر ره داو پیک ویست	پیک البته سکندر شهد از شاه قدم
ور بقول نبوی راضی و خواهی که بود	درمیان حکم کنی عدل خداوند حکم
یا سپهدار نگهدار شه عادل زاد	یا رضا ده برئیس الوزرا کان کرم
زاد بو نصر خلیل احمد کز نصرت حمد	افسر جاه و جلال است سر ملک و نعم

ذکر ملک الکلام ابوالفرج سنجری

استاد ابوالفرج در زمان حکومت امیر ابوعلی سیمجور ظهور یافته و مداح آن خاندان است مردیست محتشم و صاحب جاه بوده و از اکابر آل سیمجور انعام و اکرام بی پایان بدو عاید شده در علم شعر بغایت ماهر و صاحب فن است چنانکه چند نسخه درین علم نفیس تالیف دارد و ملک الشعرای عنصری شاگرد اوست و سیستانی الاصل است و در بعضی مجموعها او را غزنوی نیز نوشته اند و بعد از ابوالفرج بلخی بود اما الفضل للمتقدم دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها اشعار او نوشته دیدم و اکابر در رسایل خود اشعار استاد ابوالفرج را به استشهاد میآورند و او راست

عنقای مغرب است درین دور مردمی	خاص از برای تهنیت رخت آدمی
چندانکه گرد صورت عالم بر آمدیم	غمخوارهٔ آدم آمد و بیچارهٔ آدمی

هر کس بلت خویش گرفتار محنت اند   کس را نداده اند برات مسلّمی

نقل است که امیر ابو علی سیمجور پیش از حکومت آل سبکتگین از قبل سلاطین سامانیه حاکم خراسان بوده و چون امیر ناصر الدین را با سبکتگین منازعت افتاد و دران فتنه خراسان خراب شده و عاقبت امیر ابوعلی بر دست سلطان محمود گرفتار شد و پادشاهی خراسان باستقلال و انفراد بید تصرف سلطان محمود افتاد و آل سیمجور استاد ابو الفرج را مفتخر مودند که هجو آل سبکتگین میگفته و در حقارت نسب ایشان اشعار دارد و آل سیمجور مستاصل شدند و سلطنت خراسان بر آل سبکتگین قرار گرفت سلطان محمود بغایت از استاد ابو الفرج در خشم بود خواست تا او را هلاک سازد و عقوبت فرماید او در خفیه استعانت باستاد عنصری برده عنصری شفیع او شده جریمه او را از سلطان درخواست کرد سلطان از جریمه او درگذشت و او را با اموال و جهات باستاد عنصری بخشید و استاد عنصری اموال گران مایه از استعداد ابو الفرج آورد و از روی حقوق استادی و سماحت نصف اموال را به ابو الفرج بخشید و استاد ابو الفرج عنصری را دعا کرده و قصاید در مدح شاگرد دارد۔

ذکر ملک الفصحا منوچهر شصت کله

در زمان دولت سلطان محمود غزنوی بوده از ولایت بلخست اما در غزنی بودی و او را از شعرا سلطان محمود شمرده اند شاعری ملائم گوی متین سخن است و او شاگرد استاد ابو الفرج سجزیست و از اقران ملک الکلام عنصری بوده و اشعار او مقبول طبع فضلا است و دیوان او در ایران زمین معروف و مشهور است بغایت متمول و صاحب مال بوده و شصت کله از آن مشهور شده است و جمیع اموال او بسبب شعر و شاعری حاصل شده استاد عنصری اشعار او را بسیار معتقد است و مربی او بوده و او را در مدح استاد عنصری قصاید غراست و از آن جمله قصیده میگوید و خطاب بشمع میکند بر طریقت لغز و تخلص بمدح استاد عنصری مینماید و چند بیت از آن قصیده وارد میگردد۔

ای نهاده بر میان فرق جان خویشتن   جسم ما زنده بجان و جان ما زنده بتن
گر نه کوکب چرا پیدا نگردی جز بشب   ور نه عاشق چرا گریی همی بر خویشتن
کوکبی آری و لیکن آسمان تست موم   عاشقی آری و لیکن هست معشوقه لگن

پیرهن در زیر تن داری و پوشد هر کسی — پیرهن بر تن تو تن پوشی همی بر پیرهن

گر بمیری آتش اندر تو رسد زنده شوی — چون شوی بیمار خوشتر گردی از گردن زدن

تا همی خندی همی گریی و این بس نادر است — هم تو معشوقی و هم تو عاشقی بر خویشتن

بشکفی بی نوبهار و پژمری بی مهرگان — بگریی بی دیدگان و باز خندی بی دهن

تو مرا مانی بعینه من ترا مانم همی — دشمن خویشیم هر دو دوستدار انجمن

خویشتن سوزیم چون من بہر او دوستان — دوستان در راحتند از ما و ما اندر حزن

هر دو گریانیم و هر دو زرد و هر دو در گداز — هر دو سوزانیم هر دو فرد و هر دو ممتحن

آنچه من در دل نهادم بر سرت بینم همی — و آنچه تو بر سر نهادی در دلم دارد وطن

روی تو چون شنبلید نو شکفته بامداد — وان من چون شنبلید ناشکفته در چمن

از فراق روی تو گشتم عدوی آفتاب — در فراق تو شب تاری شدستم مفتتن

من دگر یاران خود را آزمودم خاص و عام — و طلبگاری زیان تن نه وفا اندر وثن

رازدار من توی ای شمع یار من توی — غمگسار من توی من آن تو تو آن من

تو همی تابی چو نور و من همی خوانم بمهر — هر شبی تا روز دیوان ابوالقاسم حسن

استاد استادان زمانه عنصری — عنصر دین و دلش بی عیب و بی غش و فتن

شعر او چون فضل او هم بی تکلف هم بدیع — فضل او چون شعر او هم نازنین هم حسن

زین فروتر شاعران دعوی کنند لاف و گزاف — این حکیمان دگر یک فن بود و بسیار فن

در زغن هرگز نباشد فن اسب راهوار — گرچه باشد چون صهیل اسب آواز زغن

تا همی خوانی تو اشعارش همی خوانی شکر — تا همی بویی تو ابیاتش همی بوی سمن

الحق این قصیده بر متانت طبع و سخنوری او گواه عدل است والسلام۔

ذکر ملک الکلام پندار رازی رہ

شاعر مجدالدوله ابوطالب بن فخر الدوله دیلمی بوده سخن متین و طبع قادر داشته و بسه زبان سخنوری میکند عربی و فارسی و دیلمی و از قهستان ری است صاحب اسمعیل بن عباد که کریم جهان بوده مربی

پندار است و خواجه ظهیرالدین فاریابی راست در فضیلت خود و ستایش پندار بیت

در نهانخانهٔ طبعم بتماشا بنگر — تا ز هر زاویه عرصهٔ وهم پنداری

و این رباعی نیز از اوست

از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست — روزی که قضا باشد و روزی که قضا نیست
روزی که قضا باشد کوشش نکند سود — روزی که قضا نیست در او مرگ روا نیست

و این رباعی بغایت مشهور است بر بسیاری از اکابران اسناد میکنند اما بتکرار در چند نسخه بنام پندار دیدم و او راست بزبان دیلمی در مذمت کدخدائی۔

مرا گویند زن کن زن که اندر دل هلاک آئی — عروسک جهیزک پر زخانه طمطراک آئی
نخواهی زن نخواهی که نه مه بگذرد حالی — رید در ریش تو گرچه زخانه نیک واک آئی

اما مجدالدوله بعد از وفات پدر هفده سال در عراق عجم و دیلم سلطنت کرد میان او و سلطان محمود غزنوی تنازع بود و مادر مجدالدوله دختر ابو لف دیلمی صاحب اختیار مملکت بوده و چون مجدالدوله طفل بود سیده به نیابت او سلطنت میکرد گویند سلطان محمود غزنوی از مادر مجد باج و خراج طلب کرد و بدو نوشت که حق تعالی مرا برگزید و تاج اقبال و کامرانی بر تارک دولت قاهرهٔ من نهاد و بشمشیر اهل ایران و هند مطیع و منقاد من شدند تو نیز فرزندت را روانه کن تا در رکاب همایون من باشد و باج و خراج قبول کن وگرنه دو هزار فیل جنگی بدیار تو فرستم تا خاک ری بعرش برند نقل کنند سیده رسول را اکرام نمود و در جواب سلطان نوشت که سلطان محمود مرد غازی و صاحب دولت است و اکثر ایران زمین و هند او را مسلم است اما تا شوهرم فخرالدوله در حیات بود مدت دوازده سال از فکر خصومت سلطان محمود اندیشناک بودم تا شوهرم برحمت واصل شده آن اندیشه از خاطرم برخاست چراکه سلطان پادشاه بزرگ و صاحب ناموس است لشکر بر سر زنی نخواهد کشید و اگر کشد و جنگ کند مقرر است که من نیز جنگ خواهم کرد و اگر ظفر مرا باشد تا دامن قیامت مرا شکوه است و اگر ظفر او را باشد مردم گویند پیرزنی را شکست داد فتح نامها در ممالک چگونه نویسد مصراع

چه مردی بود کز زنی کم شود — من میدانم که سلطان مرد

عاقل و فاضل است هرگز اقدام بر چنین کاری نخواهد کرد من در عزتی این بار آسوده ام

و بر بساط کامرانی و رفاهیت غنوده ام چون رسول سلطان محمود پیغام بر این منوال رسانید سلطان محمود بر عقل و کیاست سیده آفرین کرد گفت ما منجوا ستیم که شنیده باشیم اما این زن را خرد و هوش بیشتر از مرد است و تا سیده زنده بود سلطان محمود قصد مملکت فخرالدوله نکرد وفات فخرالدوله در سنه ۲۱۰ بوده

ذکر ملک الشعرا استاد ابوالقاسم الحسن بن احمد عنصری رح

مناقب و بزرگواری او اظهر من الشمس است و سرآمد شعرای روزگار سلطان محمود بوده و اورا طور شاعری فضایل است و بعضی اورا حکیم نوشته اند چنین گویند که در رکاب سلطان یمین الدوله محمود همواره چهار صد شاعر متعین بودندی و پیشوا و مقدم طایفه استاد عنصری بوده همگنان شاگردی او مقر و معترف بودند و اورا در مجلس سلطان منصب ندیمی با شاعری ضم بوده و پیوسته مقامات و غزوات سلطان نظم کردی و اورا قصیده ایست مطول قریب یک صد و هشتاد بیت که مجموع غزوات و حروب و فتوح سلطان را در آن قصیده بنظم آورده و در آخر سلطان محمود استاد عنصری را منشال ملک الشعرایی قلمرو خود ارزانی داشت و حکم فرمود که در اطراف ممالک هر کجا شاعری خوشگوی باشد سخن خود بر استاد عرضه دارد تا استاد باغث و سمین آنرا منقح کرده در حضرت اعلی بعرض رساند و همه روزه مجلس استاد عنصری از شعرا متصدر معین بوده و اورا جاه و مال عظیم بدین جهت جمع شده فردوسی را در نظم شاهنامه تحسین بلیغ کرده چنانچه آن حکایت بجایگاه خود خواهد آمد و استاد عنصری را در صنعت سوال و جواب در مدح امیر نصر بن سبکتگین برادر سلطان محمود شعر

سئوالی کزان گل سیراب	دوش کردم مرا بداد جواب
گفتمش جز بشب نشاید دید	گفت پیدا بشب بود مهتاب
گفتم از تو که پرده دارد مهر	گفت از تو که برده دارد خواب
گفتم از شب خضاب روز مکن	گفت برگ ز خون مکن تو خضاب
گفتم آن زلف سخت خوشبوییست	گفت زیرا که هست عنبر ناب
گفتم آتش بران رخت که فروخت	گفتا آن کو دل تو کرد کباب

گفتم از روی تو نتابم روی
گفت کس روی تافت از محراب

گفتم اندر عذاب عشق توام
گفت عاشق نکو بود بعذاب

گفتم از چیست روی احسن من
گفت هر دوم ز روی شعر و شراب

گفتم از خدمتش مرا خبر است
گفت از و چیز نغز نیست نایاب

گفتم آن میر نصر ناصر دین
گفت آن مالک ملوک رقاب

گفتم او را کفایت و ادب است
گفت کافی از و شد است آداب

گفتم آگاهی از فضایل او
گفت بیرون از و شدست حساب

گفتم از دست بحر بخشیست سؤال
گفت نزدیک نیز و در شتاب

گفتم او در زمانه پاینست است
گفت پاینست تر ز عمر شباب

گفتم اندر جهان چو او دیدے
گفت نی و نخوانده ام ز کتاب

گفتم اندر کفش چه دیدی تو
گفت دریا بجاے او چو سراب

گفتم او لفظ سایلان شنود
گفت پاسخ دهد بزر و ثیاب

گفتم آزاده را بنزدش چیست
گفت جاه و جلالت و ایجاب

گفتم از تیر او چه دانی باز
گفت همتاے صاعقه است شهاب

گفتم آن تیغ چیست دشمن چه
گفت این آتش است و آن سیماب

گفتم از حکم او برون جا چه چیز نیست
گفت اگر هست ضایع است و خراب

گفتم اعداے او دروغ زنند
گفت همچون مسیلمه کذاب

گفتم آفاق را بدو ندهم
گفت خود کس خطا دهد بصواب

گفتم از جود او عطا بر کیست
گفت بر جامه باف و بر ضراب

گفتم آن کز همه شهر بهتر است
گفت داد و ستش ایزد وهاب

گفتم او ملک را بجا دارد
گفت زیر نگین و زیر رکاب

گفتم از مدح او ثنا سازیم
گفت زیبان کنند اولوا الالباب

گفتم او را چه خواهم از ایزد
گفت عمر دراز و دولت و شباب

وازمقالات استاد عنصری برین قدر کفایت کنیم چه دیوان استاد عنصری قریب سه هزار بیت است مجموع آن اشعار مصنوع و معارف و توحید و مثنوی و مقطعات و مولد استاد عنصری ولایت بلخ است و مسکن دار الملک غزنین و وفات یافتن استاد عنصری در شهور سنه احدی و ثلاثین و اربعمائه در زمان دولت سلطان مسعود بن محمود غزنوی بود اما سلطان مسعود پسر مهتر سلطان محمود است و سلطان محمد بن محمود برادر کهتر سلطان مسعود و بعد از سلطان محمود این دو برادر را منازعت افتاد و سلطان محمود وصیت کرده بود که خراسان و عراق و جرجان و مضافات سلطان مسعود را باشد و غزنین و کابل و هند محمد را و سلطان مسعود از برادر التماس کرد که تا او را در خطبه شریک سازد و محمد اباکرد و سلطان مسعود بخصومت او لشکر بزابل کشید و محمد مسعود را اسیر کرد و بقتل رسانید و در ثانی الحال مودود بن مسعود برعم خروج کرد و بقصاص پدر عم و فرزندان آن را بکشت و صبح اقبال آن سبکتگین بشام ادبار مبدل شد و دران خصومت آل سلجوق خروج کردند و خراسان و عراق را مسخر ساختند و سلطان مسعود پادشاه دانا با رای و تدبیر بوده ۔

تا بخت کرا خواهد و میلش بکه باشد

ذکر عسجدی نوّر مرقده

اصلاً هروی است قصاید رامتین و ملایم میگوید و از جملهٔ شاگردان استاد عنصری است و همواره در رکاب سلطان محمود بودے و دیوان عسجدی متعارف نیست اما سخن او در مجموعها و رسایل مسطور و مذکور است رباعی

از شرب مدام و لاف مشرب توبه ۔۔۔ وز عشق بتان و سیم غبغب توبه
دل در هوس گناه و بر لب توبه ۔۔۔ زین توبه نادرست یا رب توبه

ذکر ابو الفخر مسعود بن سعد سلمان نور قبره

جرجانی است و دیوان او در عراق و طبرستان و دار المرز شهرتے عظیم دارد و در زمان دولت امیر عنصر المعالی منوچهر بن قابوس بوده و مردے اہل فضل بوده اشعار عربی بسیار دارد و در آخر عمر ترک

مداحی سلاطین و امرا نموده و قصاید توحید و معارف وارد مشتمل بر زهدیات و ترک دنیا فضلا و اکابر اشعار اورا معتقد اند چنانکه فلکی شروانی در منقبت خود میگوید و ذکر سخن مسعود میکند این است . بیت

گرین طرز سخن در شاعری مسعود را بودے | بجان صد آفرین کردی روان سعد سلمانش

واین قطعه مسعود راست .

چون بدیدم بدیدهٔ تحقیق	که جهان منزل فناست کنون
زاد مردان نیک محضر را	روی در مربع فناست کنون
آسمان چون حریف نامنصف	پر ز عشوه و دغاست کنون
طبع بیمار من ز بستر آز	شکر یزدان درست خواست کنون
وز عقاقیر خانهٔ توبه	نوشداروی صدق خاست کنون
وین زبان جهان خدیو سرای	مادح حضرت خداست کنون
لهجه نو نوای خوش نغمه	بلبل باغ مصطفی است کنون
عزت جاه کسب بر من	چون فزون شد بجاست کنون
سر آسوده و تن آزاد	هیچ گز پشم و پنبه راست کنون
مدتی خدمت شها کردم	نوبت خدمت خداست کنون

اما امیر شمس المعالی قابوس بن وشمگیر والی جرجان و دارالمرز و طبرستان و گیلان بود پادشاه دانا و عالم و عادل و فاضل بود و حکما و علما را موقر داشتی و اشعار عربی و فارسی بسیار گفته است و حکیم سنائی است درین باب که این بیت دلالت بر قابوس میکند

فقه خوان لیک در سیم جاه | هیچو قابوس و شمگیر مباش

میان او و فخرالدوله دیلمی خصومت افتاد و اورا از جرجان اخراج کرد و قابوس به نیشاپور آمده در استجابه امیر علی سیمجور نائش صاحب آورد که والی خراسان بود از قبل نوح بن منصور سامانی و مدت هشت سال در نیشاپور بسر برده و ز آل دو سلطان را انعام داد و در مدت غربت تعاهده که در دارالملک خود داشت ذره تجاوز نکرده امام ابو سهل صعلوکی که دران حین اقضی القضاة خراسان و سرآمد آن روزگار بوده در مدایح قابوس و قصاید و تصانیف دارد چون فخرالدوله وفات یافت باز امیر قابوس قصد جرجان و مملکت

موروث خود کرد بدست آورد و دران حین بدست خاصان خود و سعی منوچهر فرزندش در قلعه
جناشک که از اعمال بسطام است شهید شد و سبب قتل امیر قابوس آن بوده که او مردے بغایت متکبر
و بدخو بوده و بسیار اکابر بدست او هلاک شدند و او را در ریختن خون حرصے تمام بوده عاقبت ارکان
دولت از وے متنفر شدند و منوچهر را بران آوردند تا او را گرفته محبوس ساخت و در اثنائے حبس بهلاک
او رضا داد حکایت کنند که در وقتے که منوچهر قابوس را گرفت به عبد الله جماز سپرد تا او را در قلعه ماران حصار
محبوس سازد در راه قلعه امیر قابوس از عبد الله سوال کرد که آخر شمایان را چه برین داشت که بر آزار من
جرأت کردید عبد الله گفت اے امیر تو مردم را بسیار مے کشتی ازین جهت ترا حبس کردیم امیر قابوس
گفت غلط این است من مردم را کمتر میکشتم ازین جهت بدین بلا گرفتار شدم اگر مردم را بسیار
کشتمی اول ترا میکشتم تا امروز بدین خواری بدست تو گرفتار نمیشدم و شیخ الرئیس ابو علی سینا معاصر امیر
قابوس بوده است و او را حجة الحق گفته اند اصلاً بخارائیست و پدر او عبد الله سینا دانشمند و حکیم بوده شیخ
ابو علی در دوازده سالگی با دانشمندان بخارا مناظره کردے و ایشان را ملزم ساختے در خوارزم هفت
سال درس گفته و از انجا بجرجان و عراق عجم افتاده وزیر عماد الدوله دیلمی شده و در خطه اصفهان بمرض
اسهال و رنج در گذشت و این قطعه در حق او گفته شده۔

حجة الحق ابو علی سینا　　در شجع آمد از عدم بوجود
در شصا کسب کرد جمله علوم　　در تکز کرد این جهان بدرود

ذکر سحبان العجم فردوسی رحمة الله

اکابر و افاضل متفق اند که شاعرے درین مدت روزگار اسلام مثل فردوسی از کتم عدم
پا بمعمورهٔ وجود ننهاده والحق داد سخنورے و فصاحت داده و شاهد عدل بر صدق این دعوے
کتاب شاهنامه است که در این پانصد سال گذشته از شاعران و فصیحان روزگار هیچ آفریده
را یارای جواب شاهنامه نبوده و این حالت از شاعران هیچکس را مسلم نبوده و نیست و این معنی
عنایت خدائیست در حق فردوسی گفته اند بیت

سکه کاندر سخن فردوسی طوسی نشاند　　کافرم گر هیچکس از جمله فری نشاند

اول از بالای کرسی بر زمین آمد سخن   او سخن را باز بالا برد و بر کرسی نشاند

و عزیزی دیگر راست بیت

در شعر سه تن پیمبرانند   هر چند که لا نبی بعدی

اوصاف و قصیده و غزل را   فردوسی و انوری و سعدی

انصاف آنست که مثل قصاید انوری قصاید خاقانی زانوان گرفت باید که کم و زیاده و مثل غزلیات شیخ بزرگوار سعدی غزلیات خواجه خسرو و خواجه بود اما مثل اوصاف و سخن گذاری فردوسی کرام فاضل شعر گوید و کرا باشد و میتواند بود که شخصی این سخن را مسلم ندارد و گوید که شیخ نظامی را درین باب ید بیضا است و درین سخن مضایقه نیست و شیخ نظامی بزرگ بوده و سخن او بلند و متین و پر معانیست اما از راه انصاف تامل در هر دو شیوه گوید و تمیز نموده حکم براستی گو درمیان بیاورد اما اسم فردوسی حسن بن اسحاق بن شرف شاه است و در بعضی نسخ ابن شرف شاه تخلص میکند و از دهاقین طوس بوده و گویند از قریه رزان است من اعمال طوس و بعضی گویند سوری بن المعتمر گویند و او را عمید خراسانی گفته اند و در روستاق طوس کاریزی و چهار باغی داشته فردوس نام و پدر فردوسی باغبان آن مزرعه بوده و وجه تخلص فردوسی آن است والعهدة علی الراوی ابتدای حال فردوسی آن است که عامل طوس برو جور و بیدادی کرده و بشکایت عامل طوس بغزنین رفته مدتی بدرگاه سلطان محمود تردد میکرد و مهم او میسر نمی شد بخرج الیوم درماند شاعری پیشه ساخته قطعه و قصاید میگفت از عام و خاص بجهت معاش بدو چیزی میرسید و در سر او آرزوی صحبت استاد عنصری میبود و از غایت جاه عنصری او را این آرزو میسر نمی شد تا روزی که خود را در مجلس عنصری گنجانید و در آن مجلس عسجدی و فرخی که هر دو شاگرد عنصری بودند حاضر بودند استاد عنصری فردوسی را چون مرد روستایی شکل دید از روی ظرافت گفت ای برادر در مجلس شعرا جز شاعری نمی گنجد فردوسی گفت بنده را درین فن اندک مایه هست استاد عنصری جهت آزمودن طبع او گفت ما هر یک مصرعی میگوییم اگر تو مصرع دیگر گویی ترا مسلم داریم عنصری گفت چون عارض تو ماه نباشد روشن عسجدی گفت مانند رخت گل نبود در گلشن فرخی گفت مژگانت گذر همی کند از جوشن فردوسی گفت مانند سنان گیو در جنگ پشن همگنان از حسن کلام او تعجب کردند و آفرین گفتند و استاد عنصری فردوسی را گفت نیا گفتی مگر ترا در تاریخ سلاطین عجم وقوفی هست گفت

بلے تاریخ ملوک عجم همراه دارم عنصری او را در ابیات و اشعار مشکله امتحان کرد فردوسی را در شیوهٔ شاعری
و سخنوری قادر یافت گفت ای برادر معذور دار که با فضل تو آشنا نبودیم و او را مصاحب خود ساخت
و سلطان محمود عنصری را فرموده بود که تاریخ ملوک عجم را بقید نظم در آورد و عنصری از کثرت اشتغال بہانہا
میکرد و می تواند بود که طبعش بر نظم شاهنامه قادر نبوده باشد و هیچکس را دوران روزگار نیافته که اہل این
کار بوده باشد. القصه فردوسی را پرسید که میتوانی که نظم شاهنامه گوئی فردوسی گفت بلے انشاء الله
استاد عنصری ازین معنی خرم شد و فی الحال بعرض سلطان رسانید که جوانی خراسانی آمده بسیار خوش
طبع و سخنوری قادر است گمان بنده آنست که از عهده نظم تاریخ عجم بیرون تواند آمد سلطان گفت
او را بگو که در مدح من چند بیت بگوید عنصری فردوسی را بمدح سلطان اشارت کرد فردوسی چند بیت
در مدح سلطان بگفت بدیهه و این بیت ازانجمله است

چو کودک لب از شیر مادر بشست بگهواره محمود گوید نخست

سلطان را بغایت ازین بیت خوش آمد و فردوسی را فرمود تا بر نظم شاهنامه قیام نماید گویند که او را
در سرا بوستان خاص فرمود تا حجره مسکن دادند و مشاهره و وجه معاش مقرر کردند و مدت چهار سال در
خطهٔ غزنین بنظم شاهنامه مشغول بود بعد ازان اجازت حاصل کرد که بوطن رود و بنظم شاهنامه مشغول باشد
و مدت چهار سال دیگر بطوس ساکن و باز بغزنین رجوع کرد چهار دانگ شاهنامه را بنظم آورده بود بعرض
سلطان رسانید و مقبول نظر کیمیا خاصیت سلطانی شد و باز بر طریق اول بکار مشغول شد و سلطان
گاه گاه او را نوازش و تفقدی فرموده و مربی او شمس الکفاة خواجه احمد بن حسن المیمندی بود و مدح او
گفتی و التفات به ایاز که از جملهٔ خاصان سلطان بود نمیکرد ایاز ازین معنی تافته شد و از روی معادات
در مجلس خاص بعرض رسانید که فردوسی رافضی است و سلطان محمود در دین و مذهب بغایت صلب
بوده و در نظر او هیچ طایفه دشمن تر از رفضه نبوده اند خاطر سلطان ازین سبب بر فردوسی متغیر شد روزی
او را طلب فرمود و از روی عتاب با او گفت که تو قرمطی بوده بفرمایم تا ترا در زیر پای فیلان هلاک کنند
تا جمیع قرامطه را عبرت باشد فردوسی فی الحال در پای سلطان افتاد که من قرمطی نیستم بلکه اہل السنت
و جماعتم و برمن افترا کرده اند سلطان فرمود که مجتهدان بزرگ شیعه از طوس بوده اند امامن ترا بخشیدم بشرط
آنکه ازین مذهب رجوع نمائی فردوسی بعد ازان از سلطان هراسان شد و در حق ایاز بدگمان گشت

بهر کیفیت که بود نظم کتاب شاهنامه باتمام رسانید و او را طمع آن بود که سلطان در حق او احسان بزرگ
بجاے آورد و متکفل ندیمے مجلس خاص و اتفاقاً چون خاطر سلطان بدو گران شده بود و صلهٔ کتاب
شاهنامه شصت هزار درم نقره انعام فرمود که بیتی را درمی نقره باشد و فردوسی بغایت این انعام را در نظر
خود حقیر دانست اما بستد و به بازار شد و بحمام در آمد و بیست هزار درم اجرت حمامی بداد و بیست هزار درم
را فقاعی خرید و بیست هزار درم بمستحقان قسمت نمود و خود را در شهر غزنین مخفی ساخت و بعد ازان بحیله کتاب
شاهنامه را از کتابدار سلطان بدست آورد و چند بیت در مذمت سلطان بدان الحاق کرد که این
ابیات ازان جمله است بیت

بسے سال بردم بشهنامه رنج	که تا شاه بخشد مرا تاج و گنج
بجز خون دل هیچ چیزم نداد	نشد حاصل من ازو غیر باد
اگر شاه را شاه بودے پدر	بسر بر نهادی مرا تاج زر
اگر مادر شاه بانو بدے	مرا سیم و زر تا بزانو بدے
چو اندر تبارش بزرگی نبود	نیارست نام بزرگان شنود

و باقی این ابیات شهرتے عظیم دارد بنوشتن تمام احتیاج نبود و فردوسی مدت چهار ماه در غزنین
متواری بود و بعد ازان مخفی بهراة آمد و در خانه ابو المعالی صحاف چندگاه بسر برد و آخر سوالان سلطان
بتفحص فردوسی میرسیدند و در شهرها منادی میکردند فردوسی خود را بمشقت تمام بطوس رسانید و دران جا
نیز نتوانست بودن اهل و عیال و اقربا را وداع کرد و عازم رستمدار شد و دران حین اسپهبد جرجانی
از قبیل منوچهر بن قابوس حاکم رستمدار بود بدو پناه آورد و سپهبد او را مراعات کرده از فردوسی ابیات
هجو سلطان را بیک صد و شصت مثقال طلا بخرید که از شاهنامه محو سازد و او اجابت کرد و دیگر بار بطوس
رجوع نمود و پیری برو مستولی شده بود و در وطن مالوف متواری میبود و وقتے سلطان در سفر هند نامه
بملک دهلی نوشت رو بخواجه حسن میمندی کرد که اگر جواب هند و نه بروفق مراد ما آید تدبیر چیست خواجه این
بیت از شاهنامه خواند

اگر جز بکام من آید جواب	من و گرز و میدان افراسیاب

سلطان را رقتے پیدا شد گفت در حق فردوسی جفا و کم عنایتے کردم آیا احوال او چیست خواجه

چون محل وتقرب یافت بعرض رسانید که فردوسی پیر و عاجز و مستمند شده و در طوس متواری بود سلطان
از غایت عنایت وشفقت فرموده تا دوازده شتر از نیل بار کرده جهت انعام فردوسی بطوس فرستاد
رسیدن شتران نیل بدروازهٔ رودبار طوس همان بود و بیرون رفتن جنازهٔ فردوسی بدروازهٔ رزان همان
بعد از آن آن جهات را خواستند که بخواهرش دهند قبول نکرد و از غایت زهد گفت ع

مرا بمال سلاطین چه احتیاجی نیست

وفات فردوسی در شهور سنه ۴۱۱ احدی عشر و اربعمائه بود و قبر او در شهر طوس است بجنب مزار
عباسیه والیوم مرقد شریف او متعین است و زوار را بدان مرقد التجاست چنین گویند که شیخ ابوالقاسم
گرگانی رحمة الله علیه بر فردوسی نماز نکرد که او مدح مجوس گفته آن شب در خواب دید که فردوسی را در بهشت
عدن درجات عالی است ازو سوال کرد که این درجه بچه یافتی گفت بدان یک بیت که در توحید
گفتم این است بیت

جهان را بلندی و پستی توئی　　ندانم چه هر چه هستی توئی

اما اسپهبد پسر خال امیر شمس المعالی قابوس است و رباط چشق که در جنب دربند شقان
است و بر سر راه واقع است که از خراسان بجرجان و استرآباد میروند از بناهای اوست و دیواران
چون عهد خوبان ستمگار درهم شکسته بود و سقف آن چون صحبت عاشقان برهم نشسته امروز از آن
جز رسوم و طللی باقی نبود معمار لطف امیر کبیر عالم عادل مؤید مفضل نظام الحق والدین علی شیر خلد الله تعالی
ایام دولته بعمارت آن رباط مسافر پناه اشارت فرموده باندک مایه روزگاری دیواران چون سد سکندر
محکم و سقف آن چون طاق فلک معظم امروز درین اقلیم مثل آن عمارتی نشان نمیدهند پناه مسافران
و شکوه مجاوران آن دیار است حق تعالی ذات ملک صفات این امیر خیر را استدام دارد

الهی تا جهان را آب و رنگست　　فلک را دور و گیتی را درنگست
ممتع دارش از عمر جوانی　　ز هر چیزش فزون ده زندگانی

ذکر ملک الشعرا فرخی رحمة الله

استاد فرخی ترمذیست و شاگرد استاد عنصریست ذهنی سلیم و طبعی مستقیم داشته استاد رشید وطواط

میگوید که فرخی عجم را همچنان است که متنبی عرب را و هر دو فاضل سخن را سهل ممتنع میگویند و فرخی مادح امیر مظفر بن امیر نصر بن ناصر الدین است که در روزگار سلطان محمود بن سبکتگین والئے بلخ بود و در صفت داغگاه امیر ابو المظفر راست

تا پرند نیلگون بر روئے پوشد مرغزار ‌ ‌ ‌ پرنیان هفت رنگ اندر سر آرد کوهسار
خاک را چون ناف آهو مشک زاید بیقیاس ‌ ‌ ‌ بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار
دوش وقت نیم شب بوی بهار آورد باد ‌ ‌ ‌ حبذا باد شمال و فرخا باد بهار
باد گوئی مشک سوده دارد اندر آستین ‌ ‌ ‌ باغ گوئی لعبتان جلوه دارد در کنار
نسترن لؤلؤی بیضا دارد اندر مرسله ‌ ‌ ‌ ارغوان لعل بدخشی دارد اندر گوشوار
تا بر آرد جامهائے سرخ گل بر شاخ گل ‌ ‌ ‌ پنجهائے دست مردم سر فرو کرد از چنار
باغ بوقلمون لباس و شاخ بوقلمون نمائے ‌ ‌ ‌ آب مروارید رنگ و ابر مروارید بار
راست پنداری که خلعتهائے رنگین یافتند ‌ ‌ ‌ باغهائے پرنگار از داغگاه شهریار
داغگاه شهریار اکنون چنان خرم شود ‌ ‌ ‌ کاندرو از خرمی خیره بماند روزگار
سبزه اندر سبزه بینی چون سپهر اندر سپهر ‌ ‌ ‌ خیمه اندر خیمه بینی چون حصار اندر حصار
هر کجا خیمه است خفته عاشقی با دوست مست ‌ ‌ ‌ هر کجا سبزه است شادان یاری از دیدار یار
سبزها با بانگ چنگ و مطربان نغزگوئے ‌ ‌ ‌ خیمها با بانگ نوش و ساقیان میگسار
عاشقان بوس و کنار و نیکوان ناز و عتاب ‌ ‌ ‌ مطربان رود و سرود و خفتگان خواب و خمار
بر در پرده سرای خسرو فیروز بخت ‌ ‌ ‌ از پی داغ آتشی افروخته خورشید وار
بر کشیده آتشے چون مطرد دیبائے زرد ‌ ‌ ‌ گرم چون طبع جوانان زرد چون زر عیار
داغها چون شاخهائے بسد یاقوت رنگ ‌ ‌ ‌ هر یکے چون ناردانه گشته اندر زیر نار
کودکان خواب نادیده مصاف اندر مصاف ‌ ‌ ‌ مرکبان داغ ناکرده قطار اندر قطار
خسرو فرخ سیر بر بادهٔ دریا گذار ‌ ‌ ‌ با کمند اندر میان دشت چون اسفندیار
همچو زلف نیکویان خردسال تاب خورده ‌ ‌ ‌ همچو عهد بوستان سالخورده استوار
میر عادل بوالمظفر شاه با پیوستگان ‌ ‌ ‌ شهریار شهرگیر و پادشاه شهردار

هرکرا اندر کمند تاب خورده افگند   گشت نامش بر سرین و شانه و پیش نگار

هرچه زین سود لمع کرد از سوئے دگر بدر داد   شاعران را با لگام و زایران را با فسار

واستاد فرخی را در بلاغت و فصاحت بے نظیر شمرده اند و کتاب ترجمان البلاغت در صنائع شعر از جملہ مؤلفات اوست و سخن او را فضلا باستشهاد میاورند و دیوان فرخی در ماوراء النهر شهرتے دارد وحالا در خراسان مجهول و متروک است۔

ذکر امیر معزی رہ

از اکابر و فضلا است و بدے تحصیل علوم کرده و مرتبه دانشمندی حاصل نموده و در علم شعر سر آمد روزگار خود بوده اصلش از ولایت نسا است ابتدای حال سپاهی بوده و در خدمت سلطان ملک شاه از خراسان باصفهان افتاد و او را مرتبه امارت دست داد نظامی عروضی سمرقندی که مؤلف کتاب چهار مقاله است میگوید که بسے بافضلا و اکابر صحبت داشتم در مروت و عقل و رائے و ظرافت طبع مثل امیر معزی ندیدم اول شهرت امیر معزی و تعیین ملک الشعرائی او در درگاه سلطان ملک شاه آن بود که شب عید سلطان و ارکان دولت جهت رؤیت هلال عید بر بام قصر بر آمده و ایشان تمام شکل هلالے مرئی میشد تا اکابر و اعیان جملہ از دیدن ماه عاجز شدند ناگاه چشم سلطان بر ماه افتاد و به اشارت انگشت مبارک بتمام اکابر نمود و از غایت بهجت و سرور با امیر معزی مثال داد که درین محل شعرے بعرض رساند شامل بر این صورت ایستاده بدیهه این رباعی انشا کرد و ماه نو را بچهار تشبیه مطلق بیان کرد رباعی

اے ماه کمان شهریارے گوئی   یا ابروی آن طرفه نگاری گوئی

نعلے زده از زر عیاری گوئی   در گوش سپهر گوشواری گوئی

سلطان آن را پسند فرمود و مرتبه امیر معزی روزے در ترقی نهاد تا بدان جا که سلطان رسالت بروم بدان فرمود گویند چهار قطار شتر قماش باصفهان آورده و دیوان امیر معزی مشهور و متداول است و خاقانی معتقد اوست و منکر رشید وطواط و امیر معزی قصیده ذوقافیتین را نیکو گفته و شعرا بیشتر شعر آن قصیده را تتبع کرده اند و مطلع آن قصیده این است۔

ای تازه ترا ز برگ گل تازه ببر   پروردہ ترا دایهٔ فردوس ببر

امیر معزی از امیر عنصری محکم تر گفته است۔

تا باد خزان حله برون کرد زگلزار   ابر آمد و پیچید قصب بر سر کهسار

اما سلطان جلال الدین ملک شاه ولیعهد امیر شجاع الب ارسلان است و خلاصه دودمان سلجوقی بوده روزگار در دولت او چون عروسی بود آراسته و خلایق رفاهیتی که در عهد او دیده اند از زمان آدم الی یومنا هذا در هیچ عهد نشان نداده اند گویند که در حرمین شریفین خطبه بنام ملک شاه خواندند و از عنایت الٰهی در حق سلطان ملک شاه یکی آن بوده که وزیری همچون خواجه دنیا و آخرت نظام الملک بدو ارزانی داشت که بعلم و عدل و خیرات مثل او وزیری نشان نداده اند و سلطان در آخر دولت در عمر خود بر خواجه متغیر شد و ترکان خاتون که حرم بزرگ سلطان بود بتربیت ابوالغنایم تاج الملک فارسی مشغول شده از سلطان برای او وزارت بستد و یک سال و چهار ماه تاج الملک باستحقاق وزارت کرده خواجه مصادره ها میداد و تحمل میکرد تا وقت یورش بغداد در حدود نهاوند ملاحده خواجه را بدرجه شهادت رسانیدند و در وقت وفات این قطعه بسلطان فرستاد۔

چهل سال بالطاف تو ای شاه جوانبخت   زنگ ستم از چهره آفاق ستردم

طغرای نکونامی و منشور سعادت   پیش ملک العرش بتوقیع تو بردم

چون شد ز قضا مدت عمرم نود و شش   در حد نهاوند زیک زخم بمردم

بگذاشتم آن خدمت دیرینه بفرزند   او را بخدا و بخداوند سپردم

و عزل خواجه نظام الملک بر سلطان ملک شاه مبارک نیامده و ناگاه در اثنای آن حال در حوالی بغداد بجوار حق پیوست بعد از شهادت خواجه بچهل روز امیر معزی حسب الحال این رباعی انشاء کرده۔ رباعی

بشناخت ملک سعادت افسر خویش   در منقبت وزیر خدمت گر خویش

بگماشت بلاست تاج بر لشکر خویش   تا در سر تاج کرد تاج سر خویش

وله

رفت در یک مه بفردوس برین دستور پیر   شاه برنا در پی او رفت در ماهی دگر

اے دریغا آن چنان شاہے دلیرے اینچنین　　قہر یزدانی ببین و عجز سلطانی نگر

وکان ذالک فی شہور سنہ اثنی وثمانین واربعمائۃ عمر سلطنۃ ۳۰

ذکر نظامی عروضی سمرقندی

مروے از اہل فضل بودہ وطبعے لطیف داشتہ از جملہ شاگردان امیر معزی است ودر علم شعر ماہر بودہ کتاب داستان ویس ورامین بنظم آوردہ گویند کہ این داستان را شیخ بزرگوار نظامی گنجوی نظم کردہ قبل از خمسہ وکتاب چہار مقالہ از تصانیف نظامی عروسی است وآن نسخہ ایست مفید در آداب معاشرت وحکمت عملی ودر آئین خدمت ملوک وغیر ذالک واین بیت از داستان ویس ورامین از نظم عروضی آوردہ میشود تا وزن ابیات آن نسخہ معلوم باشد۔

از ان گویند آرش را کمان گیر　　کہ از آمل بمرو انداخت او تیر

واین حقیقت حال آن است کہ آرش برادرزادہ طہمورث است اقالیم را قسمت کردہ اند وآن دیوار ایست کہ حالا اثر وطلال آن باقیست از حدود آمل تا ابیورد ومرو والطرف جیحون تا حدود فرغانہ وخجند میکشید وآرش از عجم التماس کردہ یک تیر پرتاب در قسمت ملک عجم از او مضایقہ نکرد وعجم یک تیر پرتاب بدو دادہ وحکما تیرے مجوف کردہ از سیماب وادویہ پر کردہ اند تا در وقت طلوع آفتاب مقابل آفتاب انداختہ وحرارت آفتاب آن را جذب کردہ از آمل تا بمرو رسید ودر بعضے تواریخ این صورت نوشتہ اند واین حالت عقل دور مینماید کہ تیرے متصل چہل مرحلہ برود اما شیخ آذری در جواہر الاسرار میآورد کہ شیخ ابو علی سینا این صورت را منکر نیست کہ از حکمت دور نیست تاویل آن است کہ نیزہ بالا است در یک فرسنگی مرو آمل نام بچپان کہ دہی است در سمرقند سیزوار نام ودر خوارزم دہی است بغداد نام۔

ذکر امیر ناصر خسرو رہ

اصل او از اصفہان است ودر باب او سخن بسیار گفتہ اند بعضے گفتہ اند موحد وعارف است و بعضے طعن میکنند کہ طبیعی ودہری بودہ مذہب تناسخ داشتہ والعلم عند اللہ بہمہ حال مردے حکیم و

فاضل و اہل ریاضت بودہ و تخلص حجۃ میکنند چہ اورا در آداب بحث با علما و حکما بسیار بود و حجۃ و برہان
محکم داشتہ و در اوّل حال از اصفہان بگیلان و رستمدار افتادہ و مدتے با علماے انجا بحث کردہ قصد او
کردند بطرف خراسان گریخت و بصحبت شیخ المشائخ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز مشرف شد
و شیخ را از روئے کرامت احوال او معلوم شدہ بود و با اصحاب گفتہ کہ فردا مردے حجتی بدین شکل و
صفت بدینجا خواہد رسید اورا اعزاز و احترام نمایند اگر امتحانے از علوم ظاہر در میان آورد بگوئید
شیخ نامردے دہقان و امی است و آن شخص را پیش من آرید چون حکیم ناصر بدر خانقاہ رسید مریدان
بفرمودہ شیخ عمل کردہ اورا بخانہ شیخ اوردہ اعزاز و اکرام فرمود حکیم ناصر گفت اے شیخ بزرگوار میخواہم
ازین قیل و قال درگذرم و پناہ باہل حال آورم شیخ تبسمی کرد و گفت اے سادہ دل بیچارہ تو چگونہ
بامن صحبتے توانی کرد سالہا است اسیر عقل ناقص ماندہ و من اوّل روز کہ قدم بدرجہ مردان نہادم
سہ طلاق بر گوشہ چادر این مکارہ بستہ ام حکیم گفت چگونہ شیخ را معلوم شد کہ عقل ناقص است بلکہ
اوّل ما خلق اللہ العقل گفتہ اند شیخ فرمود کہ آن عقل انبیاست ولیکن دران میدان مکن کہ عقل
ناقص عقل تو و عقل پور سیناست کہ ہر دو بدان مغرور شدہ اید و دلیل بر آن قصیدہ است کہ دوش
گفتہ و پیدا است کہ ہر کان کن فکان عقل است غلط کردہ کہ آن گوہر عشق است فی الحال بزبان
مبارک شیخ مطلع آن قصیدہ گذرانیدہ شد و مطلع آن قصیدہ این است۔

بالاے ہفت طاق مقرنس دو گوہر اند　　کز کائنات و ہر چہ درو ہست برتر اند

حکیم چون آن فراست از شیخ بدید مبہوت شد چہ این قصیدہ را ہم دران شب نظم کردہ بود و
ہیچ احدے را بدان اطلاع نبود و اعتقاد و اخلاص او بآستانہ شیخ درجہ عالی یافت و چند وقت در
خدمت شیخ روزگار گذرانید و بریاضت و تصفیہ باطن مشغول شد اما شیخ اورا اجازت سفر دادہ بجانب
خراسان آمد و از علوم غریبہ و تسخیر سخن گفت علماے خراسان بقصد او برخاستند و در ان اوان قاضی القضاۃ
ابوسہل صعلوکی امام و بزرگ خراسان بود در نیشاپور میبود حکیم را گفت تو مرد فاضل و بزرگی و چون امتحان
بسیار میکنی سخن تو بلندتر واقع شدہ چنین کہ ملاحظہ میکنیم علماے ظاہر خراسان قصد تو دارند صلاح درانست
کہ ازین دیار سفر اختیار کنی حکیم از نیشاپور فرار نمودہ به بلخ افتاد و آنجا ہم متواری میبود و در آخر حالی
بکوہستان بدخشان افتاد و این قصیدہ در شکایت اہل خراسان گوید۔

بنالم بتو اے قدیم و قدیر | ز اہل خراسان صغیر و کبیر
چہ کردم کہ ازمن رمیدند | ہمہ خویش و بیگانہ خیر و خبیر
مقرم بفرمان پیغمبرت | نہ انباز گفتم ترا نہ نظیر
بامت رسانیم پیغام تو | محمد رسولت بشیر و نذیر
قرآن را بہ پیغمبرت ناورید | مگر جبرائیل آن مبارک سفیر
مقرم بحشر و بمرگ و حساب | کتابت زبر دارم اندر ضمیر

واین قصیدہ ایست مطول کہ اعتقاد خود بیان میکند چون مطلع قصیدہ اول بزبان مبارک شیخ ابوالحسن گذشتہ از باقی قصیدہ چند بیت نوشتہ خواہد شد۔

پروردگان دایہ قدس اند در قدم | گوہر نیند گرچہ باوصاف گوہرند
بیبال در مشیت سفلی کشادہ بال | بے پر برآشیانہ علوی ہمی پرند
از نور تا بظلمت و از اوج تا حضیض | از باختر بخاور و از بحر تا برند
ہستند و نیستند و نہانند و آشکار | ہم بے تواند و با تو بیک خانہ اندرند
بے دانشان اگرچہ نکوہش کنند شان | آخر مدبران سپہر مدور اند

وبعد در بیان نفس کل و عقل کل چند بیت در نکوہش اہل روزگار میگوید۔

گوئی مرا کہ جوہر دیوان ز آتش است | دیوان این زمان ہمہ از گل مخمرند
جز آدمی نژاد ز آدم درین جہان | اینہا ز آدمند چرا جملگی خرند
دعوی کنند آنکہ براہیم زادہ ایم | چون نیک بنگری ہمہ شاگرد آذرند
در بزمگاہ مالک و طوطی زبانی اند | این ابلہان کہ در طلب حوض کوثرند
خوبتر کجا بود کہ دران جا برادران | از بہر لقمہ ہمہ خصم برادرند
ان سنیان کہ سیرتشان بغض حیدر است | حقا کہ دشمنان ابوبکر و عمر اند
و آنانکہ نیستند محبان اہل بیت | مومن مخوانشان کہ بکافر برابرند
گر غافلی ز ہر دو جماعت سخن مگوی | بگذار شان بہم کہ نہ سلطان نہ قیصرند
ہان تا ازان گروہ نباشی کہ در جہان | چون گاو میخورند و چو گرگان ہمی درند

نه کافرے بقاعده نه مؤمنی بشرط　　همسایگان من نه مسلمان نه کافرانند

و دیوان امیر ناصر خسرو سی هزار بیت باشد مجموع حکمت و موعظه و سخنان محکم و متین و کتاب روشنائی نامه در نظم و کنز الحقایق در نثر از اوست و ظهور حکیم ناصر خسرو در روزگار سلطان محمود غزنوی بوده و معاصر شیخ الرئیس ابو علی سینا بوده و گویند هر دو باهم صحبت داشته اند اما سخن عوام است و در هیچ نسخه و تاریخ ندیده ام و قبر حکیم ناصر خسرو در درهٔ یمکان است از اعمال بدخشان و مردم کوهستان را با میر ناصر خسرو اعتقاد بلیغ است بعضے اورا سلطان منسوب سازند و بعضے شاه و بعضے امیر و بعضے گویند که سید بوده و آنکه میگویند چند گاه در طاق کوه نشسته و بوے طعام زنده مانده سخن عوام است اعتبارے ندارد و این کیفیت این حالت را از شاه شهید سلطان محمد بدخشی سوال کردم فرمود که اصلی ندارد و وفات حکیم در شهور سنه احدی و ثلاثین و اربعمائه بوده۔

ذکر عمعق بخاری رح

از شعرائے بزرگ است و در زمان سلطان سنجر بوده و قصهٔ یوسف را نظم کرده است که در دو بحر توان خواندن استاد رشید وطواط سخنان اورا در حدائق السحر استشهاد میاورد و معتقد اوست و حمید بن عمعق پسر اوست که در روزگار سوزنی بوده و سوزنی را هجو کرده این قطعه حمید راست۔

دوش در خواب دیدم آدم را　　دست حوا گرفته اندر دست
گفتمش سوزنی نبیرهٔ تست　　گفت حوا به سه طلاق اینست

عمعق را در شیوهٔ مرثیه گفتن ید بیضاست و ابو طاهر خاتونی در تاریخ آل سلجوق میگوید که چون ماه ملک خاتون دختر سلطان سنجر در گذشت که در حبالهٔ سلطان محمود بن محمد بن ملک شاه بود سلطان سنجر از وفات او بسیار تنگدل شد و عمعق را از انجا طلب کرد تا مرثیه خاتون بگوید چون عمعق آمد پیر و عاجز و نابینا بود از قصیدهٔ مطول استعفا خواست و این ابیات بگفت و این واقعه در فصل بهار بود۔

هنگام آنکه گل دمد از صحن بوستان　　رفت آن گل شگفته و در خاک شد نهان
هنگام آنکه شاخ شجر نم کشد ز ابر　　بے آب مانده نرگس آن تازه بوستان

این مرثیه را عمعق نیکو گفته و ایراد مجموع آن مشکل است اما مناقب و مآثر سلطان سنجر اظهر

من الشمس است هفتاد و شش سال عمر یافت پادشاهے بود صاحب دولت و درویش دوست و عادل سیرت و فرشته طاعت مدت شصت سال باستقلال سلطنت ایران و توران کرد و بیست سال بنیابت پدر و برادران و چهل سال بانفراد و استبداد صاحب تاریخ آل سلجوق گوید که من در راوگان در ملازمت سلطان بودم معاینه مشاهده کردم که گنجشکے بر شامیانه سلطان آشیانه کرده بود و بیضه نهاد چون وقت رحلت ازان منزل رسید که سلطان فراشی را متعهد شامیانه گذاشت تا وقتیکه آن گنجشک بچه بپرورد و بپراند سائبان را فرو نیارد و محافظت نماید. غرض که پریشانی گنجشک روا نداشت لاجرم ذکر او باقی مانده و خواهد ماند شعر

عدل کن زانکه در ولایت دل　　　در پیغمبری زند دل

اما از شعرا بزرگ که در دور سلطان سنجر بوده اند و مدح سلطان گفته اند و صله و تربیت یافته ادیب صابر است و رشید و طواط و عبد الواسع جبلی و فرید کاتب و انوری خاورانی و ملک عماد زوزنی و سید حسن غزنوی و مهستی دبیره که محبوبه سلطان و ظریفه روزگار بوده نقل است که شبے در مجلس سلطان بود چون بیرون آمد سلطان استفسار هوا میکرد برف مے بارید مهستی این رباعی را بدیهه نظم کرده بعرض رسانید۔

شاها فلکت اسب سعادت زین کرد　　　وز جمله خسروان ترا تحسین کرد
تا در حرکت سمند زرین نعلت　　　بر گل ننهد پائے زمین سیمین کرد

سلطان را این رباعی بسیار خوش آمد و من بعد مهستی مقرب حضرت سلطان شد اما مولینا فاضل ابی سلمان بن ذکریا کوفی در کتاب اقالیم آورده که چون سلطان سنجر بغداد را مستخلص ساخت قصد سامره کرد و در جامع سامره غارے است که زعم شیعه آنست امام محمد مهدی ازان غار خواهد خروج کرد و هر جمعه بعد از ادار صلوٰة اسپے ابلق بازین طلا بر در غار منتظر نگاه دارند و گویند یا امام بسم الله سلطان چون این حال مشاهده کرد و کیفیت پرسید اسپے دید بغایت رعنا و بے نظیر پای بر آن مرکب نهاد و سوار شد و گفت این اسپ بدست من امانت است هرگاه که امام خروج کند تسلیم کنم این صورت بر سلطان مبارک نیامد و این بے حرمتی هر چند از ظرافت طبع سلطان خوش نمود اما پسندیده نداشتند و در آخر دولت معاش ادرار علما و مواجب و وظیفه صلحا را بربست و این نیز سبب زوال دولت شد و غزان بر خروج

کردند مدتے محبوس و مقید بود و اکثر ولایات و ممالک خراسان و ما وراء النهر و عراقین بلکه اکثر معمورهٔ عالم در آن غوغا خراب و بے آب شد امیر خاقانی دران وقایع میگوید۔

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد ‌ ‌ ‌ ‌ وآن نیل مکرمت که شنیدی سراب شد

گردون سر محمد یحیی بباد داد ‌ ‌ ‌ ‌ محنت نصیب سنجر مالک رقاب شد

و امام محمد یحیی نیشاپوری تلمیذ امام غزالی است و سرآمد علمائے روزگار بوده غزان او را بشکنجه کشیدند و بعقوبت هلاک کردند و سلطان بعد ازان که از قید غزان خلاص یافت پیر و فرتوت شده بود و دهم ربیع الثانی سنه اثنی و خمسین و خمسمائه در مرو بجوار حق پیوست و در وقت وفات این قطعه نظم کرد قطعه

بزخم تیر جهان گیر و گرز قلعه‌گشای ‌ ‌ ‌ ‌ جهان مسخر من شد چو تن مسخر رای

بسے قلاع گشودم بیک نمودن دست ‌ ‌ ‌ ‌ بسے مصاف شکستم بیک فشردن پای

چو مرگ تاختن آورد هیچ سود نداشت ‌ ‌ ‌ ‌ بقا بقائے خدایست و ملک ملک خدائے

ذکر امیر قطران بن منصور ترمذی

ترمذی از جملهٔ استادان شعراست انوری شاگرد او بوده و ترمذیست اما در بلخ میبوده است دیوان او در عراق عجم مشهور است و در قوس نامه نسخه نظم کرده است بنام امیر محمد بن قماج که در روزگار سلطان سنجر والی بلخ بوده و رشید سمرقندی و رودکی و لوایحی و شمس سمکش و عبدالواسع و پسر خجاخند و اکثر شعراء بلخ و ما وراء النهر شاگرد قطران بوده اند و در آخر حال قطران بعراق افتاد و آنجا اقامت کرد و در علم شعر ماهر و صاحب تصانیف است و رشید وطواط میگوید که من در روزگار خود قطران را در شاعری مسلم دارم و باقی را شاعر نمیدانم قطران در اشعار مربع و مخمس و ذو قافتین و غیر ذالک بسیار کوشیده این ترجیع ذو قافیتین او راست۔

یافت ازین دریا دگر بار ابر گوهر بار بار ‌ ‌ ‌ ‌ باغ و بستان یافت دیگر زابر گوهر بار بار

چون نبارد نقش هر دم این زمین ناخوش شود ‌ ‌ ‌ ‌ بر زمین هر دم ز چشم خویش گوهر بار بار

هر کجا گلزار بود اندر جهان گلزار شد ‌ ‌ ‌ ‌ مرغ شبگیران سرایان بر سر گلزار زار

باد بفشاند همی بر سنبل و عنبر عبیر — ابر بفروزد همی بر لاله و گلنار نار
تا نگشت از صبا پرچین چو پر باز باز — باغ بفروزد اندرو چون لعبت طناز ناز
چون بطرف جوی بنماید گل غژ روی روی — جای باید با معشوق میخوردن کنار جوی می
برده از مرجان بگونه لالهٔ نعمان سبق — برده از مطرب بدستان بلبل خوشگوی گوی
بستد از یاقوت و بستد لاله گلنار رنگ — یافت از کافور و عنبر خیری و شب بوی بوی
از نسیم سنبل و گلگشت چون قیر باغ — و ز دم زلف بت من گشت چون مشکوی کوی
چشم من چون چشمهٔ اموی گشت از هجر او — تن بخون در خون میان چشمهٔ آموی موی
کوز گردد بر سپهر از عشق او هر ماه ماه — خون دل هر شب کند زین چشم من پیرایه

وله

اے بخوبی بر بتان کابل و کشمیر میر — ماندم از بس کاوری در وعدها تاخیر خیر
هست مردم را شب و شبگیر روی و موی تو — موی را شب کن قیاس و روی را شبگیر گیر
لاله سرخی یافته قسم از تو هنگام بهار — آبی از من یافته زردی بگاه تیر تیر
غمزهٔ تو بیدلان را دل بدوزد بر جگر — همچو خسرو بر زحل دوزد بنوک تیر تیر
بو الجلیل آن روی گیتی زو شده موجود جود — جعفر آنکش چوب گشت از طلع مسعود عود

ذکر فصیحی جرجانی

از جملهٔ ملازمان عنصر المعالی کیکاوس ابن اسکندر بن قابوس است و قصهٔ وامق و عذرا را نظم آورده و بسیار خوب گفته است و من ورقی چند از آن دیدم ابتر در هوس باقی بودم نیافتم و این بیت را از آن داستان یاد داشتم نوشتم و او در آن داستان حال خود و ذکر ایام دولت خاندان ملک قابوس را یاد میکند و از غایت تاسف این بیت میگوید۔ بیت

چه فرخ وجودے که از بخششش — بپیرد بپایی ولی نعمتش

اما امیر کیکاوس نبیرهٔ پادشاه قابوس است مردے اهل فضل بوده و کتاب قابوس نامه را او تصنیف کرده و هفت سال ندیم مجلس سلطان سعید مودود بن مسعود بن محمود غزنوی بوده است

ودر آخر عمر روی از دنیا گردانید و در گیلان بطاعت و عبادت مشغول شد و اورا هوس غزا در دل افتاد
همراه امیر ابو السواد که والی گنجه و بردع بوده بغزای گرجستان رفت و آنجا بسعادت شهادت رسید در
حالتیکه زخم دار شده بود نزدیک بمرگ رسید این قطعه گفت

کیکاوس ای عاجز گرداب اجل را | آهنگ شدن کن که اجل از بام در آمد
روزت بنماز دگر آمد بهمه حال | شب زود درآید چو نماز دگر آمد

ذکر فرخاری رہ

فرخار موضعیست در بدخشان فوق طالقان و فرخار نام در ولایت ختلان موضعی دیگر نیز هست
درمیان خطا و کاشغر ولایتیست فرخار نام غالباً فرخاری که شعرا اوصاف هوا و خوبان انجا را کرده
اند فرخار ترکستان است چنانچه سلمان ساوجی این بیت میگوید بیت

بت فرخار ندیدیم بدین حسن و جمال | بت ماچین نشنیدیم بدین شیوه و حال

معلوم نیست که فرخاری از کدام فرخار بوده است و اوراست بیت

اسپی دارم که هرگز ایزد | قانع نه از او دنیا فرزند
تا روز ز عشق جو همه شب | از خرمن ماه خوشه چیند
گفتند که جو نماند ازاین غم | می خواهد و تعزیت گزیند
پوسیده پلاس و پاره کاه | می خواهد تا درو نشیند

ذکر ابو العلائی گنجوی رہ

اورا استاد الشعرای نویسد و در روزگار شیروان شاه کبیر جلال الدنیا والدین اخستان
منوچهر ملک الشعرا ملک شیروان و مضافات آن بوده عظیم الشان صاحب جاه بوده است و خاقانی و
فلکی شیروانی هر دو شاگرد او بوده اند و خواجه حمد الله مستوفی قزوینی در تاریخ گزیده میآورد که ابو العلا دختر
خود را بخاقانی داد و فلکی را نیز هوس دامادی استاد بود چون دست نداد برنجید میخواست که تا سفر کند
استاد جهته رضای او بیست هزار درم بدو بخشید و گفت ای فرزند این بها پنجاه کنیزک ترکیست

که همه بهتر از دختر ابو العلا بید فلکی بدان راضی و خوشنود شد و چون خاقانی جاه و شهرت یافت نخوت کرد و باستاد التفات نمیکرد ابو العلا این ابیات در هجو او گوید.

تو ای افضل الدین اگر راست پرسی — بجان عزیزت که از تو نشادم

ور دگر پسر بود نامت بشروان — بخاقانیت من لقب بر نهادم

بجای تو بسیار کردم نکوئی — ترا دختر و مال و شهرت بدادم

چرا حرمت من نداری که من خود — ترا هم پدر خوانده هم اوستادم

بمن تا چند گوئی که گفتی سخنها — کز ایشان سخنها نباشد بیادم

بگفتم نگفتم نگفتم بگفتم — بکردم بکردم نکردم نکردم

اما ملک منوچهر چراغ دودمان سلاطین شروان بوده است شعرا را دوست داشتی و علما و فضلا در مجلس او محترم بودندی کرم و صیت بزرگی او در آفاق منتشر شد و شعرای اطراف بخدمتش مایل شدند و در عهد او چند شاعر بزرگ در شیروان اجتماع داشتند مثل شیخ بزرگ شیخ نظامی گنجوی و ابو العلا فلکی و خاقانی و سید ذو الفقار و شاهفور و قاضی ابو سعید عبدالله بیضاوی قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میاورد که ملوک شروان از نسل بهرام چوبین اند و بهرام بچند پشت به اردشیر بابکان میرسد.

ذکر ملک عماد زوزنی ره

بسیار فاضل و دانشمند بوده و در علم شعر شاگرد سید حسن غزنویست مدت مدید بشاعری کرده روزی در حالت سیاحت بطوس افتاد و او را ذوق صحبت حجة الاسلام محمد غزالی پیدا شد و بی وسیله نتوانست بصحبت امام رفتن این قطعه را نظم کرد و بزیارت امام رفت.

خرد را دوش میگفتم که این کهنه جهان حالی — شد از غوغای شیطان و ز سودای هوا خالی

خرد گفتا عجب دارم که میدانی و میپرسی — بعهد علم غزالی بعهد علم غزالی

امام را چون چشم بر ملک افتاد از روی فراست دریافت که صاحب کمال و مدرک است. گفتش ای یار نیکو خصال چنین که شعر منظور سیرت تو زیباست چرا بتصفیه باطن و عمارت دل نکوشی تا از ابرار باشی عار نداری که فردا قیامت ترا از زمرهٔ الشعراء یتبعهم الغاوون شمارند ملک را این سخن موثر افتاد

وردے در دلش پیدا شد و بدست امام توبه کرد و بعبادت و علم و تهذیب اخلاق مشغول گشت واز امام درخواست که املاک و جهات خود که میراث یافته بود وقف علما و زهاد کند امام منع فرمود که گرد این آرزو مگرد که رعونتے ازین حسنات در دل تو پیدا شود که ماحی جهد و کوشش تو شود پس ملک امام را گفت چه کنم این جهات را امام گفت بسر آن مرو هر که خواهد قبول کند ملک چنان کرد والله اعلم۔

طبقه دویم در ذکر بلبیت فاضل است

ذکر حکیم ازرقی رہ

بسیار فاضل بوده و او را حکیم میسنویسند از مرد است ظهور او در روزگار سلطان طغان شاه سلجوقی بود که در خاندان سلجوق از او مستعد تر پادشاہے نشان نداده اند چند تصنیف بنام طغان شاه پرداخته فخر بناکتی در تاریخ خود میاورد که طغان شاه را قوت رجولیت کمتر بود اطبا و حکما روزگار بسیار جهد نمودند مفید نیامد حکیم ازرقی کتاب الفیه وشلفیه تالیف کرد تا بدرگاه سلطان دران کتاب و تصنیف و تصویران نظر کردے قوت شهوانی در حرکت آمدی و بدین وسیله ازرقی صاحب جاه و ندیم مجلس خاص شد صاحب کتاب چهار مقاله گوید روزے طغان شاه نرد میباخت و چندانکه سه شش می خواست سه یک میامد سلطان ازین صورت متغیر شد حکیم ازرقی این رباعی بدیهه انشا کرد۔

گر شاه سه شش خواست سه یک زخم افتاد   تا ظن نبری که کعبتین داد نداد
آن شش که خدایگان همی خواست ز تخت   از هیبت شاه روئے بر خاک نهاد

اما سلطان طغان شاه پادشاہے نکوصورت پاک سیرت بود مقر سلطنت او در نیشاپور بوده است چهار باغے و قصرے در نیشاپور ساخته بنام نگارستان وامروز آن موضع از محلات شهر نیشاپور است و اطلال آن قصر را طلل طغان شاه میگویند و سلطان طغان شاه در اوان جوانی با ابراهیم بن ینال مصاف کرد بدست او گرفتار شد و آن روسیاه کور باطن چشم جهان بین او را آسیب رسانید و او در حسرت چشم خود این بیت بگفت۔

تا دست قفا چشم مرا میل کشید　　　فریاد ز عالم جوانی برخاست

طغرل بیگ که خال او بود بدین انتقام ابراهیم را بکشت و چون این بیت بشنید زار زار بگریست وگفت اے کاش مرا پسر شدے تا من یک چشم خود بدین جوان جهان نادیده دادمی و بیک چشم قناعت کردمے پس طغانشاه از خال خود درخواست تا او را ملول نه گذارد ندیمان خوشگو و جلیسان خوشخوی با او مصاحب سازد طغرل بیگ التماس او را بجا آورد۔

ذکر استاد عبدالواسع جبلی

اصل و منشا او از ولایت گرجستان است در روزگار سلطان سنجر بوده طبعے قادر داشته و اشعار مشکله بسیار گوید در اول حال از جبال گرجستان بدار الملک هرات افتاد و از آن جا بغزنین رفت بخدمت سلطان بهرام شاه بن مسعود که سلطان غزنین بوده است رفته و در غزنین بخدمت او مشغول شد مدت چهار سال مدایح او گفته چون سلطان سنجر بمدد و تقویت بهرام شاه که خواهرزادهٔ پدرش بود لشکر بغزنین کشید عبدالواسع این قصیده را انشا کرد۔

ز عدل کامل طمر و ز امن شامل سلطان　　　تذرو و کبک و گور و مور در گشتند در گیهان
یکے همخانهٔ شاهین دوم همخانهٔ طغرل　　　سه دیگر مونس ضیغم چهارم محرم ثعبان
خداوند جهان سنجر که همواره چهار الت　　　بود در رایت و رای جبین و روئے و پنهان
یکے پیروزی دولت دوم بهروزی ملت　　　سه دیگر زینت دنیا چهارم نصرت ایمان
بنان اوست در بخشش سنان اوست در کوشش　　　لقائے اوست در مجلس لوائے اوست در میدان
یکے ارزاق را باسط دوم ارواح را قابض　　　سه دیگر سعد را مایه چهارم فتح را برهان
یکے ناموس کیخسرو دوم مقدار اسکندر　　　سه دیگر نام آفریدون چهارم ذکر نوشروان
شد اندر قرن او باطل شد اندر عصر او ناقص　　　شد اندر فرق او حاصل شد اندر وقت او نقصان

وآنچه مشهور است که عبدالواسع در اول حال علف و عامی بوده و آنها که بروے بندند که در اول چگونه شعر میگفت سخن عوام است و در تواریخ نه دیده ازین جهت بقلم در نیامد چون اصلے ندارد چه شخصے که در سخنوری یکے از بے نظیران روزگار بوده باشد عقل قبول نمی کند در پایان شباب چنین عامی بوده باشد

بتربیت اهل شده باشند اما سلطان بهرام شاه پادشاه فاضلی بوده و دانش مند و دوستدار و شاعرپرور و عالم
نواز بوده است دار الملک غزنین بروزگار او مرکز اهل فضل شده و تربیت این فرقه را از و بهتر کسی نکرده
است کتاب کلیله و دمنه را در روزگار او حمید الدین نصر الله که تلمیذ او ستاد ابو حامد غزنوی بوده است از
عربی بفارسی ترجمه کرده و بنام بهرام شاه پرداخته و الحق داد فصاحت و بلاغت دران کتاب داده است
و شیخ عارف سنائی حدیقه را بنام او میگوید و این بیت از اوست بیت

گر فلک هیچو بارگاه هستی　　شاه بهرام شاه شاه هستی

خواجه رشید وزیر در تاریخ جامع خود می آورد که ملک علاء الدین از سلاطین غور قصد بهرام
شاه کرد با او در کنار آب باران مصاف نموده با وجود آنکه دویست فیل جنگی داشت از علاء الدین منهزم شد
و شب از شدت سرما پناه بخرابه دهقان مردی برد گفت طعام چه داری مرد دهقان فطیری و
پوده لب جوئی پیش آورد چون تناول کرد باستراحت مشغول شد پوشش خواست دهقان گفت
ای جوان خدا میداند که بغیر از جل گاو هیچ چیز ندارم سلطان گفت ای بدبخت نامش را چرا بردی
خاموش باش و بپوش چون آن شب دهقان از صورت و سیرت سلطان فهم کرد که او سلطان
است بامداد از سلطان سوال کرد که بحق خدای تو سلطانی گفت هستم گفت ای مخدوم بهانه با وجود
این تهور و شجاعت و لشکر جرار و فیلان جنگی چه افتاده است که از غوری بدگهری روی بهزیمت نهادی
سلطان دهقان را گفت بیل بردار بیل برداشت یک چوبه تیر از بیل گذرانید تا سوفار در خاک نشست
و تبسم کرد و گفت این است اما بخت برگردان است و دران هزیمت بهندوستان رفت و علاء الدین
غزنی را بعد از آنکه قتل و غارت کرد به برادر داد و بهرات آمد و سلطان بهرام شاه از هند باز گردید و برادر
ملک علاء الدین را بر گاوی نشاند و گرد غزنین محلات بگردانید و شعرا که معاصر او بودند شیخ سنائی غزنوی
و سید حسن و عثمان مختاری و علی فتحی بکرات و مرات گفتی که از لقمه از فطیر دهقان در عمر خود لذیذتر نخورده
ام و آسایش تر از جل گاو هرگز پوششی نیافتم و وفات سلطان بهرام شاه در شهور سنه ثلاث و اربعین و خمسمائه بوده

ذکر استاد الشعرا ابو المفاخر رازی

در روزگار سلطان غیاث الدین محمد ملک شاه بوده و دانش مند کامل و شاعری فاضل بوده

در فنون علوم بهره تمام داشت و او را یکے از استادان مے دانند و در شاعری او را انواع فضایل است و اشعار او بیشتر بر طریق لغز واقع است و این صنعت او را مسلم است و در مناقب سلطان الاولیا و برهان الاتقیا علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثنا چند قصیده دارد جمله مصنوع و متین اما آنچه شهرت دارد و اکثر شعرا در جواب آن اقدام نموده اند اینست بیت

بال مرصع بسوخت مرغ ملمع بدن — اشک زلیخا بریخت یوسف گل پیرهن

و اکابر مطلعها در این باب گفته اند غالباً در صفت طلوع آفتاب بدین سیاق گفته باشند و بعضے صفت غروب آفتاب نیز گفته اند و جواب اکابر مر این قصیده را در ذیل ذکر فضلا خواهد آمد و شیخ ابوالمفاخر نزد سلاطین و حکام قبولی تمام یافته اما صاحب تاریخ سلجوقی میگوید که سلطان مسعود بن محمد ابن ملکشاه در ولایت رے بوقت عزیمت مازندران نزول کرد و لشکریان او را در مزارع اهالی ری چارپا گذاشتند و بے رسمی و بے ضبطی میکردند ابوالمفاخر این قطعه بسلطان فرستاد و لشکریان را از خرابی منع و زجر نموده قطعه این است قطعه

ای خسروے که سایس حکم تو بر فلک — برتر ز طاق طارم کیوان نشسته است
لطفت باستین کرم پاک مے کند — گردے که بر صحیفه دوران نشسته است
بر تخت ری تو ساکن و از حکم نافذت — در ملک چین بمرتبه خاقان نشسته است
شاها سپاه تو که چو مورند و چون ملخ — بر گرد دخل و دانه دهقان نشسته است
باران عدل بار که این خاک سالهاست — تا بر امید وعده باران نشسته است

اما سلطان غیاث الدین ابوالفتح محمد بن ملکشاه پادشاهے دیندار مؤید موفق سعادتمند بود میان او و برادرش برکیارق خصومت افتاد و برکیارق در آن حین فوت شد و سلطنت ایران بر محمد قرار یافت دوازده سال بعدل و داد و تعظیم علما گذرانید و در دین و مذهب و ملت صلب بوده و در جهاد بدمذهبی ایشان داد مے داد و در استیصال او کوشیدے و از تحقق او بر اسلام و اسلامیان بسے آفت که در قلع و قمع ملاحده کوشید و قلعه شاه دژ را فتح کرد و عبدالملک بن عطاش را فرود آورده و بر گاوے نشاندند و در بازار و محلات اصفهان بگردانید و آخر بزارے زارش هلاک گردانید و مسلمانان او را در این کار خیر دعا کنند و چنین گویند که عبدالملک علم رمل را نیک دانستے و قتیکه سلطان قلعه را محاصره کرده

بسلطان نوشت که درین هفته عظمت و شوکت من در اصفهان مرتبه شود که بوصف در نگنجد خواص و عام
بر من گرد آیند و مامور من باشند و بعد از هفته گرفتار شد و آن چنان که ذکر رفت به گاو سے تشهیر کردند
سلطان بدو گفت اے بدبخت حکم تو کارگر نشد عبد الملک گفت آنچه من حکم کردم ظاهر شد اما بر طریق فضیحت
نه بر طریق حکومت سلطان تبسم کرد و گفت اے بدبخت انشاء الله که حکم مخدومان تو در الموت نیز بدین
نوع کارگر آید سلطان سوگند یاد کرد که اگر خدا خواسته باشد و عمر امان دهد با خداوندان تو همه کنم که با تو
کردم آخر الامر اجل امان نداد سلطان درگذشت والا سلطان بالکل ملاحده را استیصال مے ساخت
و بعد از وفات او ملاحده قوت گرفتند و فساد آن ملاحین تا روزگار هلاکو خان بمسلمانان مے رسید
شعرائے بزرگ که در زمان سلطان محمد بوده اند ابن المعانی نحاس و ابو المفاخر و منجیک و شبل الدوله
بوده رحمهم الله علیهم اجمعین عمره بیست و هفت سال سلطنت دوازده سال وفات در سنه ۴۹۸ھ

ذکر ملک الشعرا خاقانی حقایقی ره

نام او افضل الدین ابراهیم بن علی شروانیست فضل و جاه و قبول سلاطین و حکام او را میسر
شده در علم بے نظیر و در شعر استاد بوده و در جاه مشار الیه چنانچه استادان ماهر مدح او گفته اند
و در قصیده که آن را صفیر الضمیر نام کرده این بیت میگوید۔

ز دیوان ازل منشور کاول در میان آمد — امیری جمله را دادند و سلطانی بخاقانی
برائے حجت معنی براهیمے پدید آمد — ز پشت آذر صنعت علی نجار شروانی

در آخر حال او را ذوق فقر و شکست نفس و صفائی باطن ظاهر و انگیز شد و از خاقان کبیر منوچهر
انار الله برهانه از ملازمت و خدمت استعفا میخواست که بخدمت اهل سلوک مشغول گردد خاقان چون
دل وابسته بصحبت او بود اجازت عزیمت نمے داد تا آنکه بے اجازت خاقان از شروان گریخت
و به بیلقان آمد گماشتگان شروان شاه او را گرفته بدرگاه فرستادند و خاقان او را بند فرمود در قلعه
شابران مدت هفت ماه مقید و محبوس از غایت ملالت و دل تنگی در قلعه این قصیده میگوید حالات
ترسایان و لغات و اصطلاحات ایشان بیان میکند و این قصیده مشکل است و شیخ عارف آذری
شرح این ابیات مشکله در جواهر الاسرار میکند و چند بیت ازان قصیده این است۔

فلک کجروتر است از خط ترسا مرا دارد مسلسل راهب آسا

پس از تعلیم دین از هفت مردان پس از تنزیل وحی از هفت قرا

پس از میقات حج و سعی و عمره پس از قرآن و تعظیم و مصلا

مرا از بعد پنجه سال اسلام نزیبد چون صلیبم بند برپا

دوم زنار بندم زین تحکم روم ناقوس بوسم زین تعدا

دگر قیصر سگالد راز زردشت کنم زنده رسوم زند و استا

بسرگین خر عیسی را به بندم رعاف جاثلیق ناشکیباه

و چون این قصیده موقوف شرحست زیاده ازین بقلم نیامد و خاقانی بعد از حبس دیگر بملازمت مشغول نشد و در طلب دامن گیر او شد مشرب فقر دریافت و بعزیمت حج از شروان بیرون آمده همراهیے موفق التوفیق که کریم جهان بود جمال الدین موصلی سفر حجاز پیش گرفت و این قصیده را در راه مکه میگوید وصف بادیه میکند و چهار مطلع درین قصیده بکار داشته که مطلع ازان قصیده است۔

سر حد بادیه است روانباش بر سرش تریاق روح کن ز سموم معطرش

در آخر این قصیده تخلص باسم جمال موصلی میکند و جاه او را متین سے میسازد و درین بیت

سلطان دل خلیفه همم خاتمش ازان سلطان پدر نوشته خلیفه برادرش

صاحب خلاصه بنا کتی میگوید که خاقانی نزد خاقان بسیار مقرب بود و در اول حال حقایقی تخلص داشت و خاقان کبیر او را منصب خاقانی ارزانی داشت و از لطایف او یکے آنست که نوبتے این بیت بخاقان فرستاد۔

وشقی ده که در برم گیرد یا وشاقی که در برش گیرم

وشق موینه التای را گویند و وشاق چهره امرد است چون خاقان این بیت مطالعه کرد حکم کشتن خاقانی کرد چون این حکم بخاقانی رسید از روئے فراست دریافت کسی را بال و پر برکند و نزد خاقان فرستاد که گناه از من نیست ازان کس است که باو وشاقی را یا وشاقی ساخته خاقان دریافت باو دل خوش کرد و نازکی آن است که خاقان از خاقانی رنجیده که چرا هر دو طلب نکرده مگر در همت من قصورے دیده خاقانی باو وشاقی طلبیده که هر دو باشد همت بزرگان آن زمان چنین بوده و لطافه

طبع شعرا بدین مشابه واکنون اگر شاعری از ممدوح خود دو خروار شلغم طلب کند حقیر ندارند و منت دارند که تخفیف تصدیع میکند. و فاضل زمان اثیر الدین اخسیکتی معاصر خاقانی بوده و از دیار فرغانه و ترکستان بآرزوی مشاعره آهنگ خاقانی و ملک شروان کرده در راه بخدمت سلطان السلاطین ارسلان بن طغرل پیوست وارسلان بن طغرل او را تربیت کلی کرد و اثیر همواره معارض خاقانی میبوده و سخن خود از سخن خاقانی مقدم میدانست و این قطعه را خاقانی نزد اثیر فرستاد قطعه

خرد خریطه‌کش خامهٔ بنان من است سخن جنیبه بر خاطر و بیان من است
بگرد گار که دور زمان پدید آورد که دور دور بهشت زبان زمان منست
منم که یوسف عهدم بقحط سال سخن که میزبان گرسنه دلان زبان منست
بشرق و غرب رود نامه ضمیرم از آنک کبوتر فلکی پیک رایگان من است
ز ژاژ خائی هر ابلهی بترسم از آنک هنوز در عدم است آنکه همقران منست
منم لوحی معانی پیمبر شعرا که معجز سخن امروز در بیان منست
توئی که صاحب قلج منی اگر روزی بعقبی گشته شوی این قلم فتح ان منست

و اثیر الدین این قطعه در جواب نوشت.

گره‌گشای سخن خامهٔ توان منست خزینه‌دار روان خاطر روان منست
کشید زین من این دیده بلال رکاب از آنکه شهپر روح القدس عنان منست
کنار و دامن جهان بُجّهٔ بحر پر در شد که در ولایت معنی گدای کان منست
من ارسلان شه ملک قناعتم زیرا که جهان شهیر و شهان صد یک جهان منست
کمان من بکشد دست بازوی شروان که تیر چرخ یک انداز از کمان منست
من قرین وجودم سفر بود گفتن هنوز در عدم است آنکه همقران منست
زبان زمان من زمین گیتی و خرد بخش است محال باشد گفتن زبان زمان منست
وگرنه زان هنر سپهر آید این دعوی بحکم عقل سجل میکنم که آن من است

و میان اثیر و خاقانی معارضات بسیار است و هر دو فاضل و دانشمند و خوش گوی بوده‌اند وفات خاقانی در شهر تبریز بوده و مشهور است اشین و ثمانین و خمسمایه و در مقبرهٔ سرخاب تبریز آسوده است و هم

او الیوم مشہور و متقرر است قبر افضل الزمان ظہیر الدین طاہر بن محمد فاریابی رہ و ملک الشعرا شاہفور بن محمد اشہری نیشاپوری ہر دو در پہلوے خاقانی ست رہ اما سلطان غیاث الدین ارسلان بن طغرل بادشاہ ظریف طبع و معاشر بود شعرا را دوست داشتے و ہموارہ مجلس او از حضور شعرا و ندما خالی نبودے صاحب تاریخ آل سلجوق آوردہ است کہ یک روز عید سلطان در ہمدان سوار شد بعزم عیدگاہ و دران عید حاضر بودم و بر سر راہے کہ موکب سلطان گذشت حساب کردم ہفت ہزار سوار کمخاب دیبا پوش شمردم کہ ہمراہ سلطان بعیدگاہ میرفتند و در عہد او جامۂ ابریشمی بہای تمام یافت و سلطان بایوز و سگ شکارے ذوقے تمام یافت و گویند چہار صد یوز داشت مجموع با قلادہ زر و جل سقرلاط و ممدوح اثیر الدین اخسیکتی است و این قصیدہ را اثیر در حق او میگوید۔

بفراخت رایت حق بر تافت دست باطل   الپ ارسلان ثانی شاہ ارسلان طغرل

و کمال الدین اسمعیل اصفہانی و خواجہ سلمان ساوجی ہر دو جواب آن گفتہ اند این بیت از کمال الدین است۔

اے در محیط عشقت سرگشتہ نقطۂ دل   وے از فروغ رویت خورشید گشتہ مرکز گل

سلمان این بیت میگوید۔

زنجیر بند زلفت زد نقطہ بر در دل   خیل خیال خالت در دیدہ ساختہ منزل

و از شعراے بزرگ کہ در روزگار الپ ارسلان بودہ اند خاقانی و ظہیر فاریابی و اثیر الدین اخسیکتی و مجیر الدین بیلقانی و کمال الدین گنجوانی و شاہفور نیشاپوری و ذو الفقار شروانی و سید عز الدین علوی

ذکر حکیم اوحد الدین انوری رہ

اوصاف سخنورے و فضیلت او اظہر من الشمس است از شعراے روزگار کم کسے مدد انشمندے و انواع فضایل ہمتاے او بودہ اصل او از ولایت ابیورد است از دہی کہ آنرا بدنہ گویند بجنب مہنہ و آن صحرا را دشت خاوران میگویند و او در اول حال خاوری تخلص میکرد و استاد او عمارہ التماس نمود کہ انوری تخلص کند و انوری در مدرسۂ منصوریہ طوس بتحصیل علوم مشغول مے بود ہمچنانکہ رسم است فلاکت و افلاس برو عاید شد و بخرج الیوم فرو ماند کہ دران حالت موکب سنجرے بنواحی رادکان نزول کرد و انوری در

مدرسه نشسته بود دید که مردے محتشم با غلام و اسب و ساز تمام مے گذرد و پرسید که این کیست گفتند
مرد شاعر است انوری گفت سبحان الله پایه علم بدین بلندی و من چنین مفلوک و شیوه شاعری بدین
پستی و او چنین محتشم با عزت و جلال ذوالجلال که من بعد الیوم بشاعرے که دون مراتب من است مشغول
خواهم شد دران شب بنام سنجر این قصیده گفت مطلع آن اینست۔

گر دل و دست بحر و کان باشد　　دل و دست خدایگان باشد

وعلی الصباح قصد درگاه سلطان کرد و قصیده را گذرانید سلطان بغایت سخن شناس
بود طرز کلام او را دانست که دانشمندانه و متین است بغایت مستحسن داشت و ازو سوال کرد که
ذوق ملازمت داری یا بجهته طمع آمده انوری زمین خدمت بوسه داد و گفت بیت

جز آستان توام در جهان پناهے نیست　　سر مرا بجز این در حواله گاهے نیست

سلطان مشاهره و جامگی و ادرارش فرمود و دران سفر تا مرد ملازم درگاه بود و دران سفر
چند قصیده عرض کرد مثل این که مطلع آنست۔

باز این چه جوانی و جمال است جهان را　　و این حال که نو گشت زمین را و زمان را

و این قصیده مشکل است و محتاج شرح و بغایت این قصیده را خوش گفته و انوری در
علم نجوم سر آمد روزگار خود بود چنانچه مفید در نجوم و چند نسخه دیگر تالیف کرده چنین گویند که از خاک
خاوران چهار بزرگ فاضل خواسته اند که پنجم ایشان نبوده چنانچه درین باب گفته اند بیت

تا سپهر هیبت گردان شد بخاک خاوران　　تا نشانگاه آمدش چار آفتاب خاوری
خواجه چون بو علی شادان وزیر نامدار　　عالمے چون اسعد مهنه زہر سنشینے بری
صوفی صافی چو سلطان طریقت بوسعید　　شاعر قادر چو مشهور خراسان انوری

اما خواجه ابو علی احمد شادان خاوری وزیر طغرل بیگ بن میکائیل سلجوقی بوده مرد سنجیده
عاقل مدبر کاردان بود و خواجه نظام الملک در اول حال ملازم او بوده و گویند که خویشاوند اوست
و خواجه نظام الملک را بعد ازان که از وزارت استعفا خواست بواسطه پیری و ضعف بجائے خود
بوزارت الب ارسلان از نظام الملک کفایتی و کارے نیکو دیدے بروح خواجه ابو علی دعای خیر
کردے اما استاد اسعد مهنه از فحول علما بوده و در مجلس سلطان محمد ابن ملک شاه با امام حجة الاسلام

ابو حامد محمد غزالی مناظره کرد و علما خراسان تقویت استاد اسعد کردند و در مجلس سلطان محمد اول
سوالی که بر امام کرد این بود گفت که تو مذهب حنفی داری یا شافعی امام در جواب گفت من در
عقلیات مذهب برهان دارم و در شرعیات مذهب قرآن نه ابو حنیفه بر من خطی دارد و نه شافعی براتی
استاد اسعد گفت که این سخن خطا است امام گفت ای بیچاره اگر تو از علم الیقین شمه شنیدستی
نمی گفتی که من خطا میگویم اما در قید ظاهر ماندهٔ و معذوری و اگر حرمت پیری و مقدمی تو نبودی
با تو مناظره کردمی و راه تحقیق بتو نمودمی حکایت کنند که در روزگار انوری بعهد سلطان سنجر چنان
اتفاق افتاد که هفت کوکب سیاره در برج میزان اجتماع کردند و حکیم انوری حکم کرد که دران ماه اکثر
بناها و اشجار قدیم را باد بر کند و شهرها را خراب کند عوام الناس ازین حکم متوهم و ترسناک شدند و
سردابها کندند و روز قران در آنجا خزیدند اتفاقاً دران شب که انوری حکم کرده بود شخصی بر سر مناره مرده
چراغی برافروخت چندان باد نبود که چراغ بنشاند صباح سلطان سنجر انوری را طلب کرد و باو عتاب
نمود که چرا چنین حکم غلط میکنی انوری معذرت آغاز کرد که آثار قرانات فوری نمیباشد بلکه بتدریج ظاهر
می شود دران سال چندان باد نبود که خرمنها مزارع مردم پاک کند و تمامی خرمنها تا بهار دیگر در صحرا
بماند انوری ازین تشویر بگریخت و به بلخ رفت مدتها بدید و سالها بسر می برد و بعلم نجوم مشغول بود
آنگاه آزاری از بلخیان باو رسید که مردم بلخ گفته بود مردم بدو بیرون آمدند و معجر بر سر او می کردند و
میخواستند که از شهرش بیرون کنند قاضی القضاة حمید الدین ولوالجی که فاضل روزگار بود حامی
انوری شده و او را ازان بلیه خلاص کرد سوگندنامه دران باب میگوید که

ای مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری — وز نفاق تیر و قصد ماه و کید مشتری

و در همین قصیده میگوید بیت

بر سر من مغفری کردی کلاه داران ورگذشت — بگذرد بر جلباب انجم تیر دور سنجری

و فرید کاتب در همین باب گوید

گفت انوری که از جهت بادهای سخت — ویران شود عمارت و که نیز بر سری

در روز حکم او نوزیدست هیچ باد — یا مرسل الریاح تو دانی و انوری

و ایضاً

میگفت انوری که درین سال بادها — چندان وزد که کوه بجنبد تو نگری
بگذشت سال و برگ نجنبید از درخت — ای مرسل الریاح تو دانی و انوری

وفات انوری در سال سبع و اربعین و خمسمایه در بلخ بوده و قبر او هم در بلخ است در جنب مزار سلطان احمد خضرویه رح

ذکر افضل الفضلا رشید وطواط

وهو رشید الدین محمد بن عبد الجلیل الکاتب العمری نسب او با میر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه میرسد بزرگی فاضل و ادیب و ذوفنون عالم بوده و بزرگوارے و فضل او را همگنان معترف اند و ظهور او در روزگار اتسز بن قطب الدین محمد خوارزم شاه بوده است اصل او از بلخ است اما در خوارزم تمکن داشته و در روزگار خود استاد فرقه شعرا و فصحا بوده و همواره شعراء اطراف از نزدیک و دور قصد ملازمت او میکرده اند و باستفادهٔ شعر و دیگر علوم مشغول میبوده اند و او را در راے شاعری جاه و مراتب عظیمی دست داده مردے تیز زبان و فصیح بوده و بر سخن شعرا اطراف ایراد و تخطیه کردی و بسیر شعرا با و نوشته میبوده اند و اکثر او را بهجو و پائے رکیک گفته اند از غایت حسد اما ساحت او ازین افترا و اهانت مبراست و در فضل او هیچ سخن نیست و او مردے تیز زبان و حقیر الجثه بوده ازان جهت او را وطواط میخوانده اند و وطواط مرغ کیست که او را فرشترک میخوانند نقل است که روزے در خوارزم علما مناظره میکردند در مجلس خوارزم شاه و رشید در ان مجلس مناظره بحث و تیز زبانی آغاز کرد خوارزم شاه دید که مردے باین خردے بحث میکند و دوات پیش رشید نهاده بود خوارزم شاه از روے ظرافت گفت دوات را بردارید تا معلوم شود که درپس دوات کیست که سخن میکند رشید گفت المرء باصغریه قلبه و لسانه خوارزم شاه را کیاست فضل و بلاغت او معلوم شد و او را محترم و موقر داشتی و بانعامات مستفید میساخت و او را در مدح خوارزم شاه قصاید غراست و این قصیده ازان جمله است.

شاها بپایگاه تو کیوان نمی رسد — در ساحت تو گنبد گردان نمیرسد
جائے رسیده بمعالی مرتبت — کانجا بجهد فکرت انسان نمیرسد
جز امر تو بمشرق و مغرب نمیرسد — جز امر تو بتازی و دهقان نمیرسد

یک خطه نیست در همه اطراف خافقین | کانجا ز بارگاه تو فرمان نمی رسد
فریاد ازین جهان که خردمند را ازو | بهره بجز نوایب و حرمان نمیرسد
جهال در تنعم و ارباب فضل را | بی صد هزار غصه یکی نان نمیرسد
جاهل بمسند اندر و عالم برون در | جوید بحیله راه بدربان نمی رسد
آزرده شد بحرص و رم جان عالمان | وین خواری از گزاف لئیمان نمیرسد
دردا و حسرتا که بپایان رسید عمر | وین حرص مرد و ریگ بپایان نمیرسد
منت خدای را که مرا در پناه تو | آسیب حادثه بدل و جان نمیرسد
تا دامن جلال تو بگرفته ام مرا | دست بلا بریش و گریبان نمیرسد
یک روز نیست کز تو هزاران هزار نوع | در حق من کرامت و احسان نمیرسد
آنم که چون بجنگ فصاحت شوم سوار | در گرد من فصاحت سحبان نمیرسد
از نظم من بخاک خراسان خجسته انتهاست | گر شخص من بخاک خراسان نمیرسد
تا آدمی بفضل و کمالی که ممکن است | در علم جز بقوت و برهان نمیرسد
بگذار ماه روزه بطاعت که دشمنت | گر بگذرد ز روزه بقربان نمیرسد

و دیوان رشید قریب پانزده هزار بیت است اکثر آن مصنوع و مرصع و ذوقافیتین وغیر ذلک و قصیده میگوید تمامی آن مرصع و بعضے ابیات آن مرصع مع التجنیس و دعوے کرده که بیشتر از هیچ آفریده قصیده نگفته است که تمامی آن مرصع بوده باشد خواه بعربی و خواه بفارسی و این است مطلع آن قصیده و هفتاد بیت است مجموع او مرصع -

اے منور بتو نجوم جلال | وے مقرب ز تو رسوم کمال
حضرت تو معول دولت | ساحت تو مقبل اقبال

و رشید عمر دراز یافت و بعد از وفات اتسز خوارزم شاه تا زمان سلطان شاه بن ایل ارسلان بن اتسز در حیات بود و سلطان شاه را آرزوے صحبت رشید در سر افتاد گفته اند که پیر و ضعیف شده گفت البته او را بحضور من رسانید رشید را در محفه نشانده بحضور او بردند و چون چشم او بر سلطان افتاد این رباعی انشا کرد - رباعی

جدت ورق زمانه از ظلم بشست — عدل پدرت شکستگی کرد درست

ای بر تو قبای سلطنت آمده چست — هان تا چه کنی که نوبت دولت تست

اما خوارزم شاه بن قطب الدین محمد بن نوشتگین قراجه غلام زادهٔ سلطان ملک شاه سلجوقیست مال و منال خوارزم در زمان ملک شاه بر طشت خانهٔ سلطان صرف میشدی و نوشتگین مهتر طشت داران بود سلطان او را بحکومت خوارزم فرستاد مردی متدین بود و قطب الدین محمد فرزند او مرتبهٔ خوارزم شاهی یافت علما را احترام نمودی و اتسز پسر اوست و در خوارزم متمکن شد و نزد سلطان سنجر تقربی تمام یافت هر سال یکبار به مرو آمدی و ملازمت سلطان کردی و باز بخوارزم مراجعت کردی اصحاب اغراض حسودی کردند و سلطان را با او بدگمان ساختند از مرو بگریخت و در خوارزم با سلطان آغاز عصیان کرد و استیلای تمام یافت و همواره با کفار تاتار غزا کردی و غنیمت بسیار یافتی تا درجه او بدان رسید که لشکریان از سلطان می گریختند و بدو می پیوستند سلطان با انبوه لشکر بخوارزم کشید و انوری دران سفر ملازم بود چون بنواحی هزار اسپ رسیدند و قلعه را محاصره کردند انوری این رباعی بگفت و بر تیری نوشته بقلعه انداختند۔

ای شاه همه ملک جهان حسب تراست — در دولت اقبال جهان کسب تراست

امروز بیک حمله هزار اسب بگیر — فردا خوارزم و صد هزار اسب تراست

رشید در قلعه بود در ملازمت اتسز این بیت در جواب رباعی انوری نوشت و بعرض فرستاد و در عسکر سلطان انداخت بدین نسق که

گر خصم تو ای شاه بود رستم گرد — یک خر ز هزار اسب تو نتواند برد

سلطان بغایت از وطواط در خشم شد و سوگند خورد اگر وطواط بدست من افتد او را هفت پاره سازم و این قصیده را نیز سلطان شنیده بود که وطواط گفته است و مطلع اینست۔

اتسز غازی به تخت ملک برآمد — دولت سلجوق و آل او بسر آمد

و کینهٔ قدیم در دل سلطان بود و چون مدتی محاصره کردند اتسز قوت مقاومت نداشت شب از قلعه بگریخت و قلعهٔ هزار اسپ را سلطان گرفت و رشید پنهان شد بمنادی و تفحص حاضرش کردند سلطان فرمود که هفت پاره اش کنند رشید بشفاعت رقعه پیش منتخب الدین بدیع کاتب

که منشی دیوان اعلی و منصب ندیمی با شغل انشا منضم داشت فرستاد تا گناه او را از سلطان در
خواهد منتجب الدین بدیع سلطان عرضه داشت کرد که وطواط مرغکی است بسیار خرد و ضعیف او را
هفت پاره نمیتوان کرد آنکه سلطان فرماید او را دو پاره کنند سلطان بخندید و باین لطیفه بجرم وطواط
درگذشت و وطواط خلاص یافته به ترمذ رفت و مدتی در ترمذ بود تا اتسز از خوارزم لشکر کشید و بوقت گرفتاری
سنجر اکثر خراسان را مسخر ساخت رشید از ترمذ قصد ملازمت اتسز کرد و در خبوشان بعسکر اتسز رسید
مصاحب اتسز بود ناگاه اتسز در خرم دره خبوشان بفالج درگذشت در شهور سنه احدی و خمسین و
خمسمائه رشید در سر تابوت اتسز میگریست و این رباعی میگفت رباعی

شاها فلک از سیاستت می لرزید ۔ پیش تو بطبع بندگی میورزید
صاحب نظری کجاست تا در نگرد ۔ تا آن همه سلطنت بدین می ارزید

وفات رشید در خوارزم سنه ثمان و سبعین و خمسمایه بود مدت عمر او نود و هفت سال بوده
قبر او در جرجانیه خوارزم است و او را در علم معانی و بیان تصانیف مرغوب است کتاب حدایق السحر از
تصنیفات اوست که در صنایع علم شعر از آن مفیدتر نساخته اند و ترجمه صد کلمه حضرت امیر المومنین
علی بن ابی طالب نوشته و چند نسخه دیگر در علم شعر و کتابت و استیفا و ترسل تصنیف دارد۔

ذکر استاد شهاب الدین صابر

دانشمندی بود ماهر و فاضل و در عهد دولت سلطان سنجر از ترمذ بود انتساب و اصل او از بخارا است
فاما در خراسان نشو و نما یافته و معارض رشید وطواط است تا حدیکه یکدیگر را هجوها گفته اند
و ایراد آن هجویات از این کتاب دور است خاقانی معتقد اوست و برخلاف وطواط انوری صابر را
در شاعری مسلم دارد و الحق صابر بغایت خوش گو بوده است و سخن او صاف و روان است و پیش
نزدیک تر از اشعار اقران او بوده مربی صابر سید ابوجعفر علی بن حسین قدامه موسوی است که او را در تعظیم
و قدر رئیس خراسان مینوشته اند و سلطان سنجر او را برادر خوانده و مسکن سید نیشاپور بوده و ضیاع و عقار
و احتشام او در خراسان بی نهایت بوده و بغایت سید کریم و مدبر و صاحب ناموس بوده و این سوگند
نامه را صابر بمدح سید انشا نموده است و بعضی این است۔

تنم بهمه اسیر است و دل بعشق فدی | همی بگوش من آید ز لفظ عشق ندی
دلم ز دست شد و چشم ندید روی خلاص | خلاص نیست اسیران عشق را ابدی
من و تو ایم نگارا که عشق و خوبی را | ز نام لیلی و مجنون برون بریم همی
ملامتست ازین عشق و عشق بر مجنون | غرامتست ازین حسن و حسن بر لیلی
ازان سبب که عسل را حلاوتی ز لب است | خدایگان عزوجل در عسل نهاد شفی

و در تهنیت آنکه سلطان سنجر را برادر خواند قصیده گفته است و این بیت از انجا است ـ

اگرچه بهترین خلق آدم را پسر باشد | بزرگی را پدر شد تا برادر خواند سلطانش

و صابر نزد سلطان سنجر و ارکان دولت او محترم بود و چون اتسز خوارزمشاه با سلطان در خوارزم عصیان ظاهر کرد سلطان ادیب صابر را مخفی بخوارزم فرستاد تا دایم متحفظ حالات و متجسس اخبار باشد اتسز شخصی فدائی را فرستاد تا روز جمعه سلطان را زخم زند و هلاک کند ادیب صابر صورت آن شخص را بر کاغذ تصویر کرده بمرو فرستاد تا آن شخص را طلب کرده و او را یافتند و سیاست کردند و ادیب در خوارزم بود اتسز خبر یافت که صابر چنین کاری کرده ادیب را دست و پا بسته در جیحون انداخت و غرق ساخت و کان ذلک فی شهور سنة ثلث و اربعین و خمسمائة ـ

ذکر عثمان مختاری رح

غزنوی است و از اقران حکیم سنائی است و در روزگار سلطان ابراهیم بن مسعود شاه بوده ملک الشعرا غزنین مختاری بوده است طبعی قادر داشته چنانکه سنائی قصیده چند در مدح او گفته و مطلع یک قصیده این است ـ

نبود پیش دو خورشید و دو ماه تاری تیر | که بود ملهم از خاطر مختاری تیر

و عثمان مختاری این قصیده را نیکو گفته در مدح سلطان ابراهیم بیت

مسلمانان و لیکن اوحم که ضایع میشود جانش | در افتادم بآن دردی که پیدا نیست درمانش

و بسیاری از اکابر این قصیده را جواب گفته اند همانان بزیبائی این قصیده نگفته باشند و جواب گفته خاقانی این قصیده مطلعش این است ـ

مراول پیر تعلیمست من طفل زبان‌دانش | دوم تعلیم سر عشر و بسر زانو دبستانش

و خواجه خسرو دهلوی در جواب این قصیده داد سخنوری داده و درین روزگار طبع نقاد جوهری بازار سخن دران عارف عبدالرحمن جامی جواب این قصیده شده والحق حقایق و معارف و حکمت را نوعی در شیوهٔ نظم آورده که در حیز وصف نمیگنجد و بعضی افاضل درین امر تتبع نموده اند اما سلطان ابراهیم بن مسعود بن محمود غزنوی پادشاه دیندار مؤید بوده از ولایت بهره داشته هفتاد و شش سال عمر یافت و مدت شصت و دو سال سلطنت کرد و در مدت سلطنت بخشش جهة منتظر و اساس سلطنت برزمین نینداخت و قریب چهارصد خانقاه و رباط و مساجد و مدارس در راه خدا بنا کرد و صاحب طبقات ناصری می‌گوید سلطان ابراهیم شبها گرد محلات غزنین برآمدی و بیوه زنان و محتاجان را طعام دادی و بعهد او در غزنین داروی چشم و اشربه و ادویه تمام امراض از خزینه او بردندی و سلاطین سلجوقیه او را تعظیم کردندی و پدر بزرگ نوشتندی و وفات او در شهور سنه اثنی و تسعین واربعمائه بوده۔

ذکر شیخ العارف ابو المجد محمد آدم السنائی رہ

از بزرگان دین و اشراف روزگار است همه زبانها ستوده و در مشرب فقر آن چاشنی که خدای تعالی در او ارزانی داشته وصفت نه گنجد مولانا جلال الدین رومی با وجود کمال و فضل او خود را از متابعان شیخ سنائی میداند و میگوید بیت۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او | ما از پی سنائی و عطار آمدیم

و جای دیگر در مثنوی میفرماید۔

ترک جوشی کرده ام من نیم خام | از حکیم غزنوی بشنو تمام

و در آخر حال مرتاض بوده از دنیا و مافیها معرض شده تا حدیکه سلطان بهرام شاه غزنوی خواست که همشیرهٔ خود را بنکاح شیخ درآورد ابا نمود و عزیمت حج کرده بخراسان آمد و درین باب در معذرت سلطان بهرام شاه میفرماید۔

من نه مرد زن و زر و جاهم | بخدا گر کنم و گر خواهم
گر تو تاجم دهی ز احسانم | بسر تو که تاج نستانم

وچون از غزنین بخراسان آمد دست ارادت در دامن تربیت شیخ المشایخ ابویوسف همدانی قدس سره زد و در خلوت نشست و عزلت اختیار کرد و شیخ ابویوسف همدانی از بزرگان دین بود و خانقاه او را از تعظیم و قدر کعبهٔ خراسان میگفتند و مرید شیخ العارف ابوعلی فارمدیست امام غزالی با وجود فضل و کمال معتقد شیخ ابوعلی بوده و در آخر مرید او شد و فارمد قریه ایست از اعمال طوس اما سبب توبهٔ حکیم سنائی این بود که او مدح سلاطین گفتی و ملازمت حکام کردی نوبتی در غزنین مدحی جهت سلطان ابواسحاق گفته و سلطان عزیمت هند داشت بتسخیر قلاع کفار حکیم میخواست که بتعجیل قصیده را بگذراند قصد بملازمت سلطان کرد در غزنین دیوانه بود که او را لای خوار گفتندی و از معنی خالی نبود همواره در شرابخانه دردهٔ شرابها جمع کردی و در گلخنها تجرع نمودی چون حکیم بدر گلخن رسید از گلخن ترنمی شنود قصد کرده شنود که لای خوار با ساقی می گوید پر کن قدحی تا بکوری چشم ابراهیمک غزنوی بنوشیم ساقی گفت این سخن را خطا گفتی چه ابراهیم پادشاهیست عادل مذمت او مکن دیوانه گفت چنین است اما مردکی ناخشنود و ناانصاف است غزنین را چنانکه شرط است ضبط ناکرده در چنین زمستانی سر میل ولایتی دیگر دارد و چون آن ولایت بگیرد آرزوی ملک دیگر خواهد کرد و آن قدح بستد و نوش کرد و ساقی را گفت پر کن پر کن قدحی تا بکوری سنائیک شاعر بنوشیم ساقی دیگر گفت این خطا از اصلاح دور است در باب سنائی طعن مکن که او مردی ظریف و خوش طبع و مقبول خاص و عام است گفت غلط مکن که مردکی احمق است لافی و گزافی چند فراهم آورده و نام او شعر کرده و از سر طمع هر روز دست بر دست نهاده در پیش ابلهی بپای ایستاده خوش آمد میگوید و این قدر نمی داند که او را از برای هرزه گوئی نیافریده اند اگر روز عرض اکبر ازو سؤال کنند که ای سنائی بحضرت ما چه آوردی چه عذر خواهد آورد و این چنین کسی را چه ابله و فضول شاید گفت حکیم چون این بشنید از حال بحال رفت و این سخن کارگر آمده دل او از خدمت مخلوق بگردید و از دنیا دل سرد شده دیوان مدح ملوک را در آب انداخت و طریق انقطاع و زهد و عبادت شعار ساخت و ریاضت بمرتبه رسانید که همواره در غزنین پائی برهنه می گردید دوستان و خویشان بر حال او گریان شدندی و اقربا را گفتی که بر حال من غمگین نباشید بلکه طرب و خوش دلی کنید دوستان بجهت او کفش آوردند و التماس کردند در پای کند قبول کرد روز دیگر کفش را بحضور یاران آورد و رد

کرد و گفت آن سنائی دیروز در نظر شما بودم و امروز خلاف آنم غالباً سدّ راه این کفش است و خسرو
درین معنی خوش گفته نیست مدبر اهل ترک ار خود ندارد کفش از آنکه هر شگاف از پا شناسش و بین وود لست
راه درست اما از گفته حکیم سنائی کتاب حدیقه است که هر چمن از آن حدیقه ریاض حقیقت و طریقت است
و اهل توحید و تصوف اغلب ابیات این کتاب را در رسایل باستشهاد می‌آرند و از حدیقه
این تمثیل در این کتاب لایق آمد

داشت لقمان یکی وثاق تنگ — چون گلوگاه نای و حلقه چنگ
شب همه شب به پیچ و تاب شدی — روز همه در آفتاب شدی
بوالفضولی سوال کرد از وی — کین چه جای است یک بدست و پی
با دم سرد و چشم گریان پیر — گفت هذا لمن یموت کثیر

باوجود این فضل و کمال چون کتاب حدیقه تمام کرد علماء ظاهر غزنین بر حکیم طعن کردند و
اعتراض نمودند آن کتاب را بدار الاسلام بغداد فرستاد و بدار الخلافه عرض کرد و از علماء بغداد و ائمه
اندیار بر صحت عقیده خود فتوی حاصل کرد و از غزنین عزیمت خراسان نمود و چندگاه در حلقه درویشان
شیخ ابو یعقوب یوسف بسلوک مشغول شد و باز بغزنین رجوع کرد و در آخر حال بجز توحید و معارف
و حقایق نگفتی و چند قصیده او در توحید و معارف بی نظیر است و بزرگان تتبع آن نموده‌اند قصیده

طلب ای عاشقان خوش رفتار — طرب ای شاهدان شیرین کار
در جهان شاهدی و ما فارغ — در قدح جرعه و ما هشیار
خیز تا ز آب دیده بنشانیم — گرد این خاک توده غدار
پس بجاروب لا فرو روبیم — کوکب از سقف گنبد دوار
تا خود بشنوید نه از من و تو — لمن الملک واحد القهار
ای هواهای تو هوا انگیز — ای خدایان تو خدا آزار

وین قصیده را شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ فخر الدین عراقی و غیر ایشان تتبع کرده‌اند و جواب
گفته اند

مکن در جسم و جان منزل که این دون است و آن والا — قدم زین هر دو بیرون نه نه اینجا باش و نه آنجا

و این قصیده را خواجه سلمان ساوجی جواب گفته اگرچه شاعرانه است اما حکیم درین قصیده سخن را بلند مے گوید دیوان حکیم سنائی سی هزار بیت زیاده است مجموع حقایق و معارف و ترک دنیا و سخن حکیم اصحاب طریقت و سلوک را شیوهٔ ترک دنیا و مذمت این خاکدان تحریص تمام میکند وفات حکیم سنائی در محروسهٔ غزنین در شهور سنه ست و سبعین و خمسمایه بوده الیوم مرقد شریف او معیّن و خانقاه او معمور است و اہل غزنین را بدان مرقد التجاست و از شعرا سید حسن غزنوی و عثمان مختاری و عمادی و حکیم سوزنی و انباری ترمذی و نجیب الدین ورکانی معاصر شیخ سنائی بوده اند رہ

ذکر محمد غزالی رہ

محمد غزالی از قریه الیست من اعمال طوس نام آن غزال بوده و نیز گویند که غزال ریسمان وش را میگویند و او فرموک مادر خود که رشته بود در بازار مے فروخت ازان جهت بغزالی اشتهار یافت از جملهٔ تلامذه ابوالمعالی امام الحرمین عبدالملک بن محمد جوینی بود و شیخ ابوبکر نساج را در طفولیت دریافته و شیخ ابوبکر آب دهن مبارک خود در دہان او انداخته ببرکت او عالم ربانی شد اکابر اتفاق دارند که غزالی از صدیقان است گویند هفتاد نوع علم خوانده که کشاد کار من در کدام باشد از هیچ علوم او را فتحے حاصل نشده رجوع بصوفیه نمود و زهد و عبادت اختیار کرد و سخن شیخ با سخن صوفیه مخلوط کرده گفتی و سجه در پا قلم بر کاغذ نهادی و حکمت مرعی داشتی لاجرم علمای ظاهر بروطعن کردند از خراسان بحجاز رفت و از آنجا بشام افتاد و ده سال در دیار عرب بدرس و افاده مشغول بود و کتاب احیاء علوم و جواهر القرآن را در دمشق تصنیف کرده است باز بخراسان رجوع نمود و عزلت و انزوا پیش گرفت و از دنیا و اہل دنیا بغایت معرض بود صاحب تاریخ استظهاری گوید که مؤید الملک بن نظام الملک امام را بجهت تدریس مدرسه نظامیه در بغداد او طلب کرد و او این مکتوب در جواب نوشت هذه المکتوب الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی محمد و اله و عترته اجمعین اما بعد خدمت خواجه و ملجأ جهانیان متع الله المسلمین بطول بقائه این ضعیف را از حضیض خرابه طوس باوج معموره دار السلام بغداد میخواند کرم و بزرگی سے نماید برین حقیر نیز واجب است که خواجه را از حضیض بشرے باوج مراتب ملکی برساند اے عزیز از طوس و بغداد در راه بغداد و تو یکسان است اما از اوج انسان تا حضیض حیوان

تفاوت بسیار است والتماس بحضور فقیر که فرمودند لاشک این فقیر را وقت فراق است نه وقت عزیمت عراق اے عزیز فرض کن که غزالی بنبغداد رسید و متعاقب فرمان در رسید نه فکر مدرسه دیگر باید کرد امروز را همان روز انگارد و دست ازین بے سروپا بدارد والسلام ذوالاکرام و وفات و عمر غزالی ازین بیت معلوم میشود۔

نصیب حجۃ الاسلام ازین سرای سپنج — حیات پنجه و چار و ممات پانصد و پنج

ذکر حکیم سوزنی رہ

سمرقندی است خوش طبع و ظریف است در ابتدا رحال تحصیل کردے اما طبع او بهزل مایل بودے علما مدرسه اتفاق کردند و پسر خمار را برآن داشتند که هجو سوزنی بکند و او هجو هائے رکیک گفت سوزنی نیز با او معارض شده وایراد آن هجویات درین کتاب پسندیده نیامد اما حکیم سوزنی را در آخر عمر توبه نصوح واقع شد و حج گذارد و در توحید و نصایح و زهدیات و معارف قصاید غرّا دارد و ازان جمله این قصیده ثبت شد۔

چون بر هوای دل تن من گشت پادشاه — آمد بپیش سینه ام از سفه سپاه
لشکر که سفاهت من عرض داده بود — من ایستاده همبر عارض بعرض گاه
دیو سپید پیم بران بود تا کند — همچون گلیم خویش لباس ولم سیاه
بمنود خیل خیل گنه پیش چشم من — تا او کدام خیل کنم بیشتر نگاه
تا خیل را بچشم من آراستی و بد — زان نوع دانه سازد و دام افگند براه
رفتم براه دیو فتادم بدام او — وز دیو دیو تر شدم از سیرت تباه
یک روز بیگناه نبودم بعمر خویش — گویا که بود دیگنے نزد من گناه
هر گونه گناه ز اعضاء من پرست — چون ازین تخم زده اند گونه گیاه
فردا بروز حشر که امروز منکرند — اعضاء من شوند بر اعمال من گواه
ای تن که پادشاه شدی بر هوای دل — هم بندهٔ ازانکه آله است پادشاه
در قدرت آله نگه کن بچشم عجز — تا عجز خویش بینی در قدرت اله

قامت دوتاه کردی یکتا شود مباش — همتاے دیو تا نزدی درچهار ماه

پیچے رسید موئے سیاهت سفید شد — یارب سفید روئے سیه موئے را نخواه

گر آب وجاه میطلبی معصیت مورز — از طاعت خدائے طلب آبروے و جاه

نیران دوزخ از تو برآرد دمار و دود — گر از ندم بباری از دیدگان میاه

اے سوزنی اگر تنت از کوه آهن است — در کوره دل آر چو سوزن ز غم بکاه

در پیش چشم عقل جهان فراخ بین — چون چشم سوزنے کن و بندیش گاه گاه

گر از عذاب نار بترسی پناه جوئے — تو توبه را و سایه طوبی حشر پناه

تا آمد از تو هیچ گناهے ز کوه کم — یا هیچ طاعتے ز تو آمد فزون ز کاه

زایل سموم و هاویه اے دل طمع مکن — تا نزد تو نسیم شمال آید از هراه

عصیان کنی و جائے مطیعان طمع کنی — بسیار کلهاست بسودائے این کلاه

با توبه آشنا شو و بیگانه شو ز جرم — تا در بحار رحمت رحمان زنی شناه

اے قادرے که هست بتقدیر حکم تو — گردنده چرخ اخضر و تابنده مهر و ماه

یارب بلطف خویش ببخشا اے کریم — بر من یگانه عاصی بر جمله عصاه

هستم یگانه عاصی و عاصی من بسی است — جمله نیازمند بفضل تو سال و ماه

کافی توئی و قاضی حاجات ما توئی — ما را مران بقصد قضا و در کفاه

ایمان ما و قوت اسلام و دین ما — از ما جدا مکن بجدا گشتن حیاه

بر ما لباس خاک چو جیب کلیم کن — تا چون کف کلیم برآریم ازو جباه

اے راوی این قصیده بخوان و مبین — السمع للسعیدی خیر من ان تراه

ولامعی بخاری و جلیتی و نسفی و پیشش حاله و شطرنجی شاگردان سوزنی اند این مطلع سوزنی است

تا کے ز گردش فلک آبگینه رنگ — بر آبگینه خانه طاعت زنیم سنگ

درکن صاین این قصیده را جواب گفته هم بطرز حکیم سوزنی و شاه ابو اسحق او را صلت صله بدره زر داد و مطلع آن قصیده بجائے گاه خود برسد وفات حکیم سوزنی در سمرقند بوده و در شهور سنه تسع وستین وخمسمائه و قبر او در مقبره جاکردیزه است بقرب مزار امام العالمین ابو منصور ماتریدی شهاب الدین

ابوحفص عمر نسفی۔

ذکر ملک الشعرا فلکی شروانی ره

بغایت خوشگوی بوده از اقران افضل الدین خاقانی است و بعضی گویند استاد خاقانیست و این درست نیست بلکه شیخ العارف آذری ره در جواهر الاسرار آورده که خاقانی و فلکی هر دو شاگرد ابوالعلاء گنجه اند رحمه الله و مستوفی فلکی را استاد خاقانی میداند فی کل حال طبع قادر داشته و این قصیده او راست در مدح شروان شاه۔

سپهر جاه و معالی محیط نقطهٔ عالم　　جهان جود و معانی چراغ دودهٔ آدم

خدیو کشور پنجم یگانهٔ انجم ششم　　جم دوم منتظم خدایگان معظم

زحل محل و قضا ید قدر او فلک تمکین　　شمال طبع و صبا فر مسیح دین ملک دم

ستوده رای چو ارش سخا فزای چو بهمن　　جهان گشای چو رستم هنر نمای چو نیرم

و این قصیده مطول است و ایراد مجموع ابیات آن از تکلفی خالی نبود و اگر فضلا همه این قصیده را بخوانند بر فلکی آفرین کنند و خواجه عصمت الله بخاری این قصیده را جواب گفته در مدح سلطان سعید خلیل الله و دیوان فلکی را بنزد پادشاه میرزا الغ بیگ گورگان بردند مطالعه کرده پسند فرمود اما گفت تخلص عجب دارد تفال خوب نیست

ذکر سید اشرف حسن الحسینی ره

بزرگوار و فاضل و دانشمند و اهل دل بوده قصیده فخریه را او میگوید و شعرا بعضی جواب آن گفته اند از اکابر مثل مجیر بیلقانی و کمال الدین اسمعیل و از متاخران شیخ آذری نیز گفته اما قبل از سید حسن کسی مثل این قصیده نگفته است۔

دانند جهان که قرة عین پیمبرم　　شایسته میوهٔ دل زهرا و حیدرم

کمال الدین اسمعیل میفرماید۔

روزی و طاق کحلی شب در سر آورم　　بگریزم از جهان که جهان نیست درخورم

وظہیر الدین بیلقانی این بیت گفته است.

هر شب که سر بجیب تفکر فرو برم — سر فلک بدرم راز سدره بگذرم

اما خاکساران عالم خاک انکسار و کمی مے طلبند و از مقام فخر عار دارند گویند روزے سید حسن در غزنین وعظ میگفت هفتاد هزار مرد در پایئے منبر او جمع شده بودند سلطان بهرام شاه را خوش نیامد و دو شمشیر نزد سید فرستاد تا در یک غلاف کند سید رنجیده از غزنین بیرون آمد و عزیمت کرد که بحج رود چون بزیارت مرقد مطهر حضرت سید المرسلین علیه افضل التحیته رسید این ترجیع بند گفت والتماس خلعت کرد.

یا رب این ماتیم واین درگاه صدر انبیاست — یا رب این ماتیم واین خاک جناب مصطفیٰ است

وترجیع بند عربی گفته این است.

سلوا یا قوم بل صلوا علی الصدر الامین، — مصطفیٰ ما جاء الا رحمته للعالمین

و در حسن الطلب این بیت فرمود.

لائق فرزندیے نیارم ز و درین حضرت ولے — مدحتے آوردم اینک خلعتے بیرون فرست

خواجه حمد الله مستوفی در تاریخ گزیده خود و رانثات تذکره شعرا میاورد که خلعت از روضه حضرت رسالت ما بجهت سید بیرون آمد و بر صحت این اطنابی میکند و چون از حج بازگردید مردم آن کرامت دیده بسیار معتقد او شدند و درین حین سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه در دار السلام بغداد بوده بروزگار خلیفه عباسی و سلطان مسعود در اکرام و اعزاز سید مبالغه بسیار نموده مستعدانه ترتیب کرده سید را بطرف غزنین روانه ساخت چون سید بولایت جوین رسید در قصبه آزادوار فیجاءة بجوار رحمت ایزدی انتقال کرد فی شهور سنه خمس و ثلثین و خمسمائه واکنون تربت شریف او در قصبه آزادوار مذکور است و معروف وآزادوار مسقط الرأس و موطن مالوف خواجه شمس الدین محمد صاحب دیوان جوینی و برادر او خواجه علاء الدین عطا ملک که تاریخ جهان کشا او نوشته بوده است واین دو خواجه از کریمان جهانند و هر دو فاضل و صاحب جاه و عالم پرور و خوش طبع و صاحب ناموس اند و فضیلت خواجه علاء الدین را کتاب جهان کشائی گواه عدل است و بزرگوارے خواجه شمس الدین صاحب دیوان اظهر من الشمس است و کتاب شمسیه را بنام او تصنیف نموده اند

واو شرحے برین کتاب نوشته قضا و قدر قصد وديعت حيات او نمودند و آن کار ناتمام مانده گویند روزے خواجه شمس الدین در صدر جاه قبول عوام و خواص بر مسند خواجگی متمکن بود بدر جاجرمی این رباعی بگذرانید بنزد خواجه۔

دنیا چو محیط است و کف خواجه نقط — پیوسته بگرد نقطه میگردد خط
پروردهٔ توکه دمه دوون دوسط — دولت نامه خدائے کسرا بغلط
خواجه دوات و قلم خواست و پشت — رقعه شاعر بدیهه این رباعی نوشت
سیصد برهٔ سفید چون سینهٔ بط — دروی ز سیاهی نبود هیچ نقط
از گلهٔ خواص مانده از جائے غلط — چون بدهد بدست وارنده خط

اما در روزگار اباقاخان خواجه علاء الدین متکفل مهام دار السلام بغداد بود مجد الملک یزدی برو تقریر کرد و بدان سبب خواجه را چهار صد هزار درم مصادره افتاد و عاقبت خیانت مجد الملک ظاهر شد و اباقاخان برو متغیر گشت او را بیاساق رسانیدند و اعضاء او را به اقالیم بجهت عبرت عمله فرستادند و خواجه درین باب مے گوید۔

روزے دو سه سر دفتر تزویر شدے — جو بندهٔ ملک و مال و توقیر شدے
اعضائے تو هر یکے گرفت اقلیمے — القصه بیک هفته جهانگیر شدے

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ می آورد که خواجه شمس الدین محمد و خواجه علاء الدین ابا عن جد از صنادید خراسان بوده اند و قتل خواجه شمس الدین محمد بحکم ارغون خان در قراباغ در چهارم شعبان سنه ثلاث و ثمانین و ستمائه بوده و خواجه مجد الدین همگر فارسی این رباعی در مرثیهٔ صاحب دیوان گفته و شیخ بزرگوار سعدی این رباعی را بشنود و گریان شد و بر روح خواجه دعاء خیر گفت و خواجه مجد را تحسین نمود۔

در ماتم شمس از شفق خون بچکید — مه روئے بکند و زهره گیسو ببرید
شب جامه سیه کرد در ماتم و صبح — بر زد نفسے سرد و گریبان بدرید

ذکر فرید کاتب رہ

شاگرد انوری است خوشگوی و لطیف طبع بود و همواره ملازم درگاه سلطان سنجر بودے و این سوال و جواب اوراست.

گفتم بدان نگار که خورشید انوری — گفتا ز روے نکو ترم ار نیک بنگری
گفتم مه چهار دهی بر سپهر حسن — گفتا مه مراست هزار ار ز تو مشتری
گفتم به بندگی تو اقرار مے کنم — گفتا چه تو بسے است کنونم بچاکری

صاحب مقامات ناصری گوید که چون سلطان سنجر کرت دوم بتسخیر مملکت ماوراءالنهر لشکر کشید و سلاطین ترکستان باگورخان جمعیتے کردند و در حدود پائے مرغ که از اعمال قرشی است که در قدیم الایام آن ولایت را نسف مے خواندند مصافی عظیم دست داد و شکست بر جانب سلطان افتاد که سلطان میخواست که به ثبات قدم پیش برود دشمنان پس و پیش گرفتند ملک تاج الدین ابوالفضل سیستانی عنان اسپ سلطان بگرفت که اے خداوند چه محل قرار است و مردانگی نموده سلطان را از جنگ گاه بیرون آورد و با معدودے چند از آب جیحون عبره عبور کردند و آن شکست و ناموس سلطان سنجر نقصان کلی کرد و فرید ملازم او بود و درین باب این رباعی میگوید بیت

شاها ز سنان تو جهانے شد راست — تیغ تو چهل سال ز اعدا کین خواست
گر چشم بدے رسید آنهم ز قضاست — آنکس که بیک حال بماند است خداست

اما ملک تاج الدین ابوالفضل سیستانی از ملوک سیستان است و نبیرهٔ نصرالدین بن خلف است که در زمان سلطان محمود سبکتگین بوده با سلطان محمود بکرات مصاف داده و مرد محتشم و مشهور بوده و ملک تاج الدین مقرب بوده در روزگار سلطان سنجر سلطان صفیه خاتون خواهر خود را به نکاح ملک در آورد و ملوک سیستان خاندان بزرگ قدیم اند و درین روزگار جاه و منصب ایشان بر قاعده نمانده و ایشان از نسل یعقوب بن لیث صفارند که اول کسے از عجم که بر خلفائے بنی عباس خروج کرد او بود و بعد از یعقوب عمرو بن لیث برادر او مرتبه عالی یافت سی صد هزار سوار لشکر داشت بردست امیر اسمٰعیل سامانی اسیر شد و در بند و در حبس المعتضد خلیفه بغداد از گرسنگی بمرد در سنه ۲۸۷ گویند که هشتاد قطار شتر

مطلع او را میکشیدند والله اعلم۔

ذکر سیفی نیشاپوری رہ

شاعری محکم گو است و شاگرد فرید کاتب است و علم شعر را نیکو میدانسته این قصیده که سنگ و سیم را در هر مصرع لازم داشته او راست۔

ای نگار سنگدل وی لعبت سیمین عذار	مهر تو اندر دلم چون سیم در سنگ استوار
سنگدل یاری و سیمین برنگاری ای شگفت	همچو نقش سیم و سنگی در دل من پایدار
من چو سنگم صلب و عهد تو چون سیمی ولیک	همچو سیم از سنگ تا گاهم برفتی از کنار
من ترا چون سیم و تو مرا رانی بسنگ	رحم سنگ و عهد سیم از تست گوئی یادگار

اما چند سیفی دیگر بوده اند و امیر حاجی سیف الدین که از امرای بزرگ امیر تیمور گورگانی بوده شعر فارسی و ترکی را خوب گفته و سیفی تخلص میکرده و درین روزگار مولانا سیفی بخاری مرد فاضل و ظریفیست و ذکر او در خاتمه کتاب خواهد آمد اما سیفی نیشاپوری شاعر تکش خان خوارزم شاه که لقب او علاؤالدین بوده استقلال او درجه عالی یافت و تمامی خراسان را مسخر کرده و مرد خیر بوده مسجد جامع سبزوار او بنا کرده خواجه علاؤالدین عطا ملک جوینی در تاریخ جهان کشائی میآورد که تکش خان عزیمت عراق کرد و در صحرای ری با طغرل بن ارسلان سلجوقی که ولی نعمت زاده او بود مصاف داد و طغرل نام نسب میگفت و جنگ میکرد تا اسیر شد و او را پیش تکش خان بردند تکش از و سوال کرد که با وجود مردانگی و لشکر جرار و سلاح چه افتاد که چنین آسان اسیر شدی طغرل از شاهنامه این بیت برخواند۔ بیت۔

نه بیژن فرون بود هومان بزور	هنر عیب گردد چو برگشت بور

حکایت کنند که آن ناحق شناس ولی نعمت زاده خود را بر درری بردار کرد و آن حال بر و مبارک نیامد و اندک مایه روزگاری بعلت خناق درگذشت و آخر ملوک آل سلجوق طغرل بوده و بعد از قتل طغرل سلطنت از خاندان آل سلجوق انتقال کرد بخوارزم شاهیان افتاد فی شهور سنه ٥٦١ یمحوالله مایشاء و یثبت و عنده ام الکتاب۔

ذکر حکیم روحانی رہ

خوش گوئے بودہ وشاگرد رشیدے است ورشیدی استاد سیف الدین اسفرنگی بودہ و گویند رشیدی از اقران مولانا سیف الدین است و العہدۃ علی الراوی و این قطعہ روحانی راست در مذمت کدخدائی و قرض کردن۔

مرد آزادہ بگیتی نکند میل دو کار	تا وجودش ہمہ روزہ بسلامت باشد
زن نخواہد اگرش دختر قیصر بدہند	وام نستاند اگر وعدہ قیامت باشد

ذکر ملک الکلام ظہیر فاریابی

وہو ظہیر الدین طاہر ابن محمد فاریابی بغایت فاضل و اہل بودہ و در شاعری و فضل بے نظیر بودہ اکابر و افاضل متفق اند کہ سخن او نازکتر و باطراوت تر از سخن انوری است و بعضے قبول نکردہ اند و از خواجہ مجد الدین ہمگر فارسی فتوی خواستہ اند او گفت سخن انوری افضل است فی کل حال و در شیوۂ شاعری مشار الیہ است و در علم و فضل بے نظیر بودہ و اصل او از فاریاب است اما در روزگار اتابک قزل ارسلان بن اتابک بن ایلدگز بعراق و آذربائیجان افتادہ مداح قزل ارسلان بودہ و خواجہ ظہیر شاگرد استاد رشیدی سمرقندیست کہ قصۂ مہر و وفا بنظم آوردہ و دوازدہ ہزار بیت در نظم آن داستان دادہ در باب دیوان ظہیر فضلا گفتہ اند کہ معلوم نیست چند ہزار بیت است گفتہ اند

دیوان ظہیر فاریابی	در کعبہ بدزد اگر یابی

و چون خواجہ ظہیر خوشگوست واجب نمود کہ از دیوان او قصیدہ و قطعہ و غزلے در این تذکرہ بقلم آید و این قصیدہ را مدح قزل ارسلان میگوید۔

گیتی ہمی ز دولت فرمان دہ جہان	مانند بر وضع ارم و عرصۂ جنان
از ہر طرف کہ چشم نہی جلوۂ ظفر	وز ہر طرف کہ گوش کنی مژدۂ امان
بالید زین نشاط تن تخت بر زمین	بگذشت از ین شکوہ سر تاج ز آسمان
افسانہ گشت قصۂ دارا و کیقباد	منسوخ شد سیاست جمشید و اردوان

فلک چنین متغیر و شاه چنین مطلع　　دریست تا زمانه ندارد ز کس نشان

در اول حال ظهیر از فاریاب به نیشاپور آمد و در آن حین سلطان طغان شاه حاکم نیشاپور بود و در خاندان سلجوق و طغان شاه بوده اند و این طغان شاه بعد از سلطان سنجر بر تخت نشست و چند نوبت زد با خوارزم شاه امان او نداد و طغان شاه قدیم ممدوح حکیم ازرقی است روزی سلطان طغان شاه ثانی بتماشای کان فیروزه رفته بود و خواجه ظهیر ملازم بود - این قصیده گوهر ردیف را مناسب آن حال میگوید

ترا ست لعل شکربار و در میان گوهر　　میان لعل چرا کرده نهان گوهر

بخنده چون لب یاقوت رنگ بگشائی　　ز شرم زرد شود همچو زعفران گوهر

سخن چو زر و شاه از حقه [illegible] ساخت　　نشانم از غم آن لعل درفشان گوهر

مرا بیاوده گرچه خاکسارم از آنک　　بخاک تیره کند بیشتر مکان گوهر

اگرچه سیم و زرم نیست هست اگر [illegible]　　که نزد عقل به از صد هزار کان گوهر

مترکه سنگ نیاید تراز صحبت من　　چرا که سنگ ندارد زر [illegible] گوهر

چنان بچشم تو بنشستم ز [illegible] دو رخ　　که روز بزم بچشم خدایگان گوهر

زمین بس است که الماس طبع من بارد　　چو خنجر ملک مشرق و میان گوهر

خدایگان ملوک ثانی طغانشاه ارسلان　　که بذل میکند از جود بر جهان گوهر

ز بسکه خون [illegible] بریخت در مصاف　　گرفت دل کان رنگ ارغوان گوهر

ببین بخت چگیرد قلم بدست کند　　بصورت شبه از نوک او روان گوهر

سپهر را که ز دست خرد [illegible]　　بقدر جود تو در گنج بایگان گوهر

اگر تو دست سخاوت کشیده [illegible]　　بهیچ کان ندهد هیچکس نشان گوهر

خروس عدل تو پا بر زد دست عالم　　بجای بیضه نهاده ست ماکیان گوهر

زهی شاه که بعد از هزار غصه و رنج　　هر آنچه او ز رنج تو در دهان گوهر

اگرچه موج برآورد سالها دریا　　بهیچ وجه نیفگند بر کران گوهر

زمانه گرچه نیازارد هم [illegible]　　کسی نیفگند از دست رایگان گوهر

بیلقانی را تربیتهائے کلی کرد چنانکه هر هفته او را جامهٔ کمخاب و اطلس بخشیدی و مجیر بتفاخر پوشیدے و فضلاء آن رعونت را پسندیده نداشتند و ظهیر در باب مجیر گفته۔

گر بدیبا ہائے فاخر آدمی گردد کسے　　پس درا طلس چیست گرگ در عباسی سما

و بعد از آنکه ظهیر مدتے ملازمت سلاطین و حکام نمود آخر استعفا خواست و بطاعت و علم مشغول گشت و در مدرسهٔ تبریز ساکن شد وفات او در تبریز بوده در شهور سنهٔ ثمان و تسعین و خمسمائه بروزگار دولت اتابک بن قزل ارسلان و ظهیر الدین فاریابی بسرخاب مدفون است در جنب خاقانی و مجیر الدین بیلقانی و کمال خجندی و شرف الدین شفروه و محمد بن علی کرمانچ اصفهانی و جوهری زرگر معاصر خواجه ظهیر بوده اند اما اتابک سعید قزل ارسلان ابن اتابک ایلدگز از جمله موالی سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه است جاهے و سلطنتے بکمال یافت و پادشاه نشان بود و طغرل بن ارسلان کودک بود و امور سلطنت عراق و آذربایجان بعد از وفات اتابک بقزل ارسلان متعلق گشت او مردے مهیب و با سیاست و صاحب تجمل بود و آمے خواست همچنانکه پدر و برادرش کفیل مهمات آن سلجوق بودند او نیز با شد طغرل بزرگ شد و از اتابک برتافت و مکاتب پیاپی بخوارزم شاه تکش مینوشت که عزیمت عراق کند و شر قزل ارسلان کفایت نماید و در اثناے این حال بر در شهر همدان شبے ارسلان را بتخت کشته یافتند و کسے ندانست که آن کار که کرده چنانکه فرستاد تکش در صحرائے رے طغرل را بردار کرد و حدیث نبوی کارگر آمد که من اهان ظالما فقد سلطه الله۔

ذکر ملک الکلام مجیر الدین بیلقانی رہ

بنهایت خوشگوی و ظریف طبع و فاضل بوده از اقران خواجه ظهیر فاریابی است و در پیش ایلدگز راه تقرب و نیابت داشت و همواره با سعد او و تجمل معاش کردے و شعرا چنانکه رسم است بر وے حسد بردند و او را بجهت تحصیل وجه از دیوان اتابکی باصفهان فرستادند افاضل اصفهان چنانکه فطرت پروانی او نکردند و مجیر در هجو اصفهان این رباعی گفت۔ رباعی

گفتم ز صفاهان مدد جان خیزد　　لعلیست مروت که از آن کان خیزد

کاشکی دانستمی کاهل صفاهان کورند　　با این همه سرمه کز صفاهان خیزد

و اکابر اصفهان ازو در خشم بودند شرف الدین شفروه گفتند تا او را هجوهایی رکیک گفت و ایراد آن هجویات درین کتاب مناسب نیامد اما شرف الدین شفروه در جواب رباعی مجیر میگوید رباعی

شهری که چه از جملهٔ ایران باشد　　کی لایق هجو چون تو کشخان باشد
سرمه چه کنی که از صفاهان باشد　　میل تو میل است فراوان باشد

اثیرالدین این قصیده در مدح قزل ارسلان گفته و در لزوم شمع در هر بیت و فضلا و شعرا این قصیده را پسندیده اند

چهرهٔ عمرم نمود شعبدهٔ آسمان　　گشت چراغ دلم شمع سحر الامان
بر سر پایم گداخت شعلهٔ خالی چو شمع　　با سر زخمم فکند تیر فلک چون کمان
سر ولوله چون شمع بزم حریفان عمر　　تا بکشندت چو شمع شب همه شب در میان
شمع دل کس نیم پس چه سبب همچو شمع　　مرده نفس میزنم بر لب اینجا کدان
وز سر او اجتهاد شمع صفت گر نواخت　　گر بفروشد رواست ور بگذارد بجان
از وی آتش حیات گر نگیرد چه کرد　　پای بجانم چو شمع گرد سر آن بتان
زنده شوم همچو شمع از پی دیدار که هست　　مستمع این سخن خسرو صاحبقران
صفدر سلطان جناب کرده چو شمع　　صدرده برخود گریست عالم نامهربان
گشته بر احیا صبا خواست شه از طمع ملک　　زانکه بود شمع روز خواب خوش پاسبان
ظلم که افسرده شد بود تو بی نور چو شمع　　از لطف تیغ او سوخته شد سر پاسبان
پرده چو شمع از میان ظلمت شب بر کشید　　قدرت قادرش کرد مسند ره این جهان
ای که تو تاجی چو شمع دیدهٔ طفلی عدا　　وی ز تو دولت چو شمع گشته سپه پهلوان
هست چو شمع پرورش دشمن خطای ملک　　تا نتیجه دهد کلک تو در بستان
ساخته همواره شمع در رهٔ عشقت بجز　　هم ز دل آتش نمود چشمهٔ آب روان
خواهد اگر آتش است گریه و دیده　　آنکه نهندش چو شمع بر سر آب از زبان
تا که شب هست شمع محرم اهل عشق　　بر دل پاک تو باد سر الهی عیان

شمع جلال تو باد یار بہ نیک اختری　　پیکرش از باختر تافتہ تا قیروان

اما اتابک ایلدگز در زمان دولت سلطان مسعود محمد بن ملک شاہ کافی و مدبر ملوک آل سلجوق بودہ و بعد از وفات سلطان مسعود شاہ پادشاہ نشان شدہ و والدہ ارسلان بن طغرل بہ نکاح خود درآورد و مردے متدین و عادل بودہ و علما را دوست داشتے و اورا استیلا و احتشام بسیار دست داد چنانکہ در روزگار او اولاد ملوک در سلطنت سلجوق جز اسمی نداشتند و اتابک ایلدگز در شہر ہمدان مدرسۂ عالی ساختہ و اوقاف بسیار وارد و درین روزگار خراب است وفات اتابک ایلدگز در شہور سنہ ثلث و ستین و خمسمائۃ بودہ و مرقد او و منکوحۂ او در جوار مدرسہ ایست کہ در ہمدان بنا کردہ و شعراء بزرگ کہ بروزگار اتابک ایلدگز بودہ اند و فرزندان او اتابک جہان پہلوان محمد و اتابک قزل ارسلان اثیرالدین اخسیکتی و مجیرالدین بیلقانی و ظہیرالدین فاریابی و شیخ نظامی گنجوی و قوامے مطرزی و یوسف فضولیست بودہ اند رہ اما بیلقان از اعمال آذربایجان است و در جوار قراباغ کہ قشلاق سلطانست چنانکہ صاحب صور اقالیم میگوید کہ چو لشکر ہلاکو خان قلعہ بیلقان را محاصرہ کرد بمدت مدید از فتح قلعہ میسر نشد عاجز شدند چہ در نواحے بیلقان خاک ست و دشت و سنگ بجہت منجنیق نمے یافتند خواجہ نصیرالدین طوسی تعلیم داد تا درختہائے بزرگ افگندند و از چوب بشکل سنگ منجنیق تراشیدند بعد ازاں و در میان ارزیر ریختند و بجائے سنگ انداختند و برج و بارہ و بناہائے قلعہ ویران شد بدین حیلہ شہر را گرفتند و قتل فراوان کردند و ازان روزگار شہر بیلقان خراب است و از او جز اسمی نماندہ اما خاقان سعید شاہ رخ سلطان میخواست کہ آن شہر را عمارت کند مدبران مملکت صواب ندیدند کہ چون آن شہر معمور شود خلایق و چہار پا جمع شود و نقصان در علفخوار قشلاق پدید آید و نیز زلزلہ در آن شہر عام بود و چند نوبت از آسیب زلزلہ خراب شدہ بملاحظہ زلزلہ نیز کردند و ترک عمارت آن شہر نمودند اما بہ حفر جوئی بیلقان شاہ رخ سلطان امر نمود و آن جوی را جاری ساختہ اند و طواحین وا کردہ اند والیوم برقرار است۔

ذکر جوہری زرگر

سخنان دلپسند دارد و مردے ندیم شیوہ بودہ و شاگرد استاد ادیب صابر است و از اقران

اثیرالدین اخسیکتی بوده و اصلش از بخاراست اما بطریق سیاحت بعراق افتاده بوده و در اصفهان ساکن بوده عمرے مشغول و همواره شعرا را خلعت دادی و خدمت کردے و از اشعار او قصیدهٔ نوشته میشود که جهت شراب گفته

چون صبح برکشد علم ساده پرنیان — باید کشید رایت عشرت بر آسمان
زان پیش کافتاب سر از کوه بر زند — باید مئے ببوئے گل و رنگ ارغوان
آن بادهٔ بنور مه و عکس آفتاب — کز آفتاب ماه دهد روز و شب نشان
معیار عقل و داروے خواب و فروغ مے — درمان درد و قوت جسم و غذائے جان
اصل سخا و عنصر مردی و ذات حسن — عین تواضع و تن لطف و سریان
هضم طعام و نفی غم و مایهٔ نشاط — قوت دل و توان تن زار و ناتوان
دارو بکار آنکه کنی رنگش آزمون — باشد ببوئے آنکه کنی بویش امتحان
رنگ عقیق و گونهٔ یاقوت و لون لعل — بوئے عبیر و نکهت مشک و نسیم جان
در فعل او نهاده گهِ تربیت فلک — در طبع او سرشته گهِ تقویت زمان
نور سهیل و تابش مریخ و تاب ماه — آرام کهل و حرمت پیر و تفت جوان
آن می که گر ز دور بداری ز عکس او — شنگرف سوده گردد مغز اندر استخوان
گردد ز فعل او تن بے زور زورمند — باشد ز طبع او دل غمناک شادمان
چون آب نار روان بود اندر قدح اگر — آمیخته بشنگرف بود آب ناروان
آن را که سود ها بزیان آورد فلک — چون زو بخورد سود شمارد همه زیان
روئے چو زعفران شود از وے معصفری — وز خرمی نشاط دل آرد چو زعفران
در باغ و بوستان نه تماشا بیافت هر — بی می هر آنکه یافت سوئے باغ و بوستان
بر گلشن مراد بود باده تاز گل — بر کشتی مراد بود باد بادبان
آن دستگیر پیر شد و پیر در بهار — وان آفت جوان جوان بود در خزان
روحیست بیکثافت و جسمیست بیکدورت — نوریست بے تغیر و ناریست بیدخان

میخواه و می گسار بشادی بشاد باش ازانک | مارا خدایگان وعده بقا کرد در جهان
دروه شراب ناب که باشد حرام خواب | چون تیغ آفتاب زند چرخ زرفشان
تا جوهری زرگر بجام شراب پر | نوشد بیاد مجلس بزم خدایگان

وممدوح جوهری سلطان سلیمان شاه بن محمد بن ملک شاه است و در مدح آن قصائد غرا دارد و داستان احمد و مهستی را نظم کرده و گویند که حضرت شیخ بزرگوار نظامی قدس سره گفته والعلم عند الله اما سلطان مغیث الدین سلیمان شاه پادشاه نیکو بوده و بعد از طغرل بن محمد بن ملک شاه بر تخت ملک نشست و استمالت اتابک ایلدگز را ولیعهدی بارسلان بن طغرل داد و همواره بعشرت و شراب مشغول شده بود از حرم بیرون نیامدی و دوران او چون دوران گل و هفته بیش نبود و دوران خار محنت در راه او انداخت و حریف لجباز فلک با او دغا باخت کدام دوحه سعادت که از تند باد شقاوت از بیخ کنده نشد و کدام گلبرگ تر اقبال که از صرصر تند او باد پراگنده نشد عاقبت این سفله جهان کشتیست و حاصل ازو دروزه لقای زمان ملامت کشتی خوشا وقت آن کسیکه از دروازه هستی به بیابان عدم بیرون رفت بلکه ازین دروازه هرگز در نیامد سلیمانشاه را سلیمان حشمت بیشتر نبود بادی که تخت او را بر میداشت سخت این را بر باد داد از جفای روزگار که داد کس نداد و فریاد از روزگاری که نمیرسد بفریاد

میکند بلبل خوشگوی خوش الحان فریاد | که کجا رفت اویس و حسن کو دل شاد
پیش ازین باد بفرمان سلیمان بودی | میبرد دهر کنون ملک سلیمان بر باد

ذکر اثیر الدین اخسیکتی رح

دانشمند و فاضل بوده و در سخنوری مرتبه اعلی دارد و از اقران امیر خاقانی است اصلش از ترکستان است از ناحیه اخسیکت من اعمال فرغانه اما در عراق عجم و بلاد آذربایجان ساکن شده و حاکم خلخال و ماسوله او را بخود خوانده و در آخر عمر دران دیار بسر برد و اتابک ایلدگز طالب صحبت اثیر بوده ملاقات کرد اما صحبت و ملازمت میسر نشد و تجربه تمام داشت و این قصیده را در جواب خاقانی گفته که مطلع قصیده خاقانی است۔

قحط وفات در تتمه آخرالزمان　　　بال است عظیم پردهٔ عزلت ما زمان

واثیرالدین در جواب خاقانی میفرماید

ای عقل تیز تو ناوردگاه جان　　　بیرون جهان سمند مراد از این جهان
عین رکیبت و بهره تابش نکند　　　بیوه زنیست چرخ منه تیر در کمان

و در تحریص نفس بقناعت و ترک دنیا این بیت در آخر قصیده میگوید

ای عقل نازنین چو توئی مقتدای نفس　　　تا کی ستایش طغرل و تکش و طغان
خلقان حرص و آز بکش از سر ای پسر　　　ور ننگ مدح گفتن خلقانش وا رهان

و چون اثیر از سخن وران مشتاق است واجب بود این قصیده او را تمام نوشتن و این قصیده در مدح اتابک ایلدگز گفته و مراتب خود را باز نموده و تعریضی چند بظهیر کرده که مداح محمد ایلدگز بوده است

واثیر مداح قزل ارسلان است و ایشان هر دو برادرند

آن را که چارگوشهٔ عزلت میسر است　　　گو نوبه پنج زن که شه هفت کشور است
بگذر ز طبع چرخ که بستان سرای انس　　　برتر ز طاق طارم این سبز منظر است
گر بوی کام هست از این هفت اختر است　　　در عهد انس هست نه زین چار گوهر است
چون کاهلان بسبزهٔ گردون فرو میاب　　　کین سایه دار گرچه نگونست بی بر است
وانی بدین بخور مزور که خوش بود　　　هر سر که بید باغ تر از بوی مجمر است
گاوی نشان دهند درین قلزم کبود　　　لیکن نه بر چریست مر او را نه عنبر است
از آسمان مشام تنفر فراز گیر　　　کین سیر بر کرانه بخور شیر ابخر است
بر شط حادثات برون آی زین لباس　　　کاول برهنگی است که شرط شناور است
از اشک خواه سیم که نقد مرد جست　　　وز چهره جوی زر که طلای معصفر است
خلقان برنگ ریز طبیعت از آن مکس　　　هر دست رنگ او ز نخستین سیه تر است
بر صحن دکان جسم که در دار ملک روح　　　هر زر عمل که هست که بر تو مقرر است
جبریل میزبان مسیح است بر فلک　　　در خورد هم طویلگی زر سم خر است

تو همچنان مکن که چو بیند مرا حسود — گوید بطعن حال فلان از که بهتر است
گر من خریدهٔ کرم این برادرم — او هم گزیدهٔ نظر آن برادر است
صد قصه و قصیده و پیغام با برا — در بطن این دو که گفتم مستتر است
تا پاسبان معتمد ملک خاتم است — تا رازدار موتمن فکر و دفتر است
آن روزنامه باد ضمیر تو کاندرو — اسرار هفت خاتم گردنده مضمر است
عمرت دراز باد که چرخ عطیه بخش — از هر عطیه که دهد عمر خوشتر است

ارباب فضل اثیر را در شاعری مسلم میدارند و بعضی برآنند که سخن او به از سخن انوری و خاقانی است و بعضی این دعوی را مسلم ندارند انصاف آن است که هر یک ازین سه فاضل را شیوه ایست که دیگری را نیست اثیر سخن را دانشمندانه میگوید و انوری سلیقهٔ سخن نیک تر رعایت میکند و خاقانی از طمطراق لفظ بر همه تفضیل دارد ع

هر خوش پسری را حرکات دگر است

اینها غواصان بحار معانی بوده اند و هر یک بقدر کوشش ازین بحر دردانه بیرون آورده اند
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند — خدای عز و جل جمله را بیامرزاد

ذکر مولانا سیف الدین اسفرنگی

اسفرنگ در ماوراء النهر موضعی است و مولانا سیف الدین مرد طالب علم بوده و در سخنوری مرتبهٔ عالی دارد و دیوان او متعارف است و در مجلس الغ بیگ دیوان او را اکابر علما و فضلا مطالعه کردندی و سخن او را بر سخن اثیر ترجیح داده اند اما این حال مکابرهٔ عظیم است مولانا سیف الدین در اوایل روزگار ایل ارسلان خوارزم شاه از بخارا قصد خوارزم کرد و ایل ارسلان او را اعزازات کلی نموده فرمود که جواب قصیدهٔ خاقانی بگوید مطلع این است ـ

صبح دم چون کله بندد آه دود آسای من — چون شفق در خون نشیند چشم شب پیمای من

مولانا سیف الدین این قصیده را در بحر و ردیف موافق جواب گفته فاما قافیه مخالف است چون بمجلس برد آن قصیده را فضلا پسندیدند مطلع آن قصیده اینست ـ

شب چو بردارد نقاب از روی اسرار من — خفته گیرد صبح را چشم و دل بیدار من

مولانا سیف الدین در معذرت گفته که این قافیه و الطبع خوش نشانیده تر یافتم بعد از آن قصیده خاقانی را بهمان قافیه و ردیف جواب میگوید مطلعش این است

تا ز اکسیر قناعت شد طلا سیمای من — گنج بادآورد گیتی گشت خاکپای من

از کلاه فقر تا ترکی مرا آمد نصیب — جبهه اکلیل سای فرق گردون سای من

و درین قصیده لطایف و نازکیها بسیار دارد و قصاید فضلا را جواب و شرح بسیار گفته و معارض قصیده ظهیر شده و مطلع آن اینست۔

شرح غم لذت شادی بجان دهد — ذکر لب تو طعم شکر در دهان دهد

مطلع قصیده مولانا سیف الدین است۔

آن را که غمزه تو ز کشتن امان دهد — این است خون بها که بیاد تو جان دهد

دیوان مولانا سیف الدین دوازده هزار بیت است۔ مجموع ملازم و مختار در نغزگوئی مشایخ مولانا بدر الدین شاشی است و پسر عطار بخاری که بعلائی عطار مشهور است و عدنانی و ملک شاه جمله شاگردان مولانا سیف الدین بوده اند و ایل ارسلان بعد از اتسز بر تخت خوارزم جلوس کرده بر خراسان مستولی شد و سید الحکما و الفضلاء سید اسمعیل جرجانی کتاب اغراض و خفی علائی را بنام او نوشته و در علم طب کتاب فارسی چند مفید تر از اغراض ننوشته اند و اغراض انتخاب ذخیره خوارزمشاهی است و ایل ارسلان در شهور سنه ۵۶۸ در بیست جموع بوکلان قضا و قدر سپرد و بعد از و میان فرزندان او سلطان شاه محمود و علاء الدین تکش خان بجهة سلطنت خراسان نزاع بود و در آن غوغا پریشانی تمام برعایای خراسان رسید سلطان شاه این رباعی بتکش فرستاد۔

میخواهد ترا مصاف میدان ما را — کو شاه ترا نبرده جولان ما را

خواهی که نزاع از میان برخیزد — خوارزم ترا ملک خراسان ما را

تکش در جواب این رباعی فرستاد۔

این ملک اگرچه بدو سودا گیرد — وین قصه که در شاه و در پا گیرد

تا قبضه شمشیر که خون پالاید — تا دولت و اقبال که بالا گیرد

تا در سرخس میان هردو برادر مصاف واقع شد تکش ظفر یافت و سلطان شاه بخوارزم گریخت آنجا نیزش نگذاشتند و در صحرا ها می گردید تا فوت شد وفاتش در سنه تسع و ثمانین و خمسمائه بود و سلطنت باستقلال به تکش خان مقرر شد۔

طبقهٔ ثالث و درین طبقه ذکر بیست فاضل ثبت است

ذکر شیخ نظامی گنجوی رح

مولد شریف او گنجه است و در صور اقالیم آن ولایت را جنزه نوشته اند و در بزرگواری و فضیلت و کمال شیخ زبان تحریر و بیان تقریر عاجز است سخن او را ورائے طور شاعری ملاحتے و افیست که صاحب کمالان طالب اند و لقب شیخ نظام الدین ابو محمد بن یوسف بن مؤید است و بمطرزی مشهور شده و شیخ برادر قوامی مطرزیست که یکے از استادان شاعران بوده و قصیده میگوید که تمام صنائع شعری دران مندرج است و ذکر او و ایراد او و بعضے از آن قصیده ثبت خواهد شد و گویند شیخ در آخر عمر منزوی و صاحب خلوت شده و با مردم کمتر اختلاط کردے و درین باب میگوید۔

گل رعنا درون غنچه حزین   همچو من گشته اعتکاف نشین

و اتابک قزل ارسلان را آرزوئے صحبت شیخ بودے و بطلب شیخ کس فرستاد بمودند که شیخ منزویست و با سلاطین و حکام صحبت نمیدارد اتابک از روئے امتحان بدیدن شیخ رفت شیخ از روئے کرامت دانست که از روئے امتحان مے آید و بچشم حقارت مے نگرد شیخ از عالم غیب بچشم اتابک نمود اتابک دید تختے پادشاهانه نهاده اند از جواهر و کرسی دید که صد هزار چاکر و سپاهی و تجمل پادشاهانه و غلامان با کمر مرصع و حاجبان و ندیمان برپائے ایستاده و شیخ پادشاهانه بر تخت نشسته و دوات و قلمے و مصحفے و مصلائی و عصائے و کاغذے چند پیش شیخ نهاده است بتواضع دست شیخ را ببوسید و اعتقاد او نسبت بشیخ درجهٔ عالی یافت و شیخ نیز گوشهٔ خاطرے بدو حواله کرد و گاه گاهے بدیدن اتابک آمدی و صحبت داشتے و شیخ بیان این حال درین بیت میگوید۔

بگفتم بوسمش همچون زمین پای　　چو دیدم آسمان برخواست ازجای

و شیخ از مریدان اخی فرج زنجانیست قدس سره و دیوان شیخ نظامی ورای خمسه بیست هزار بیت است غزلیات مطبوع و موشحات مصنوع چون قصه خسرو شیرین را بالتماس قزل ارسلان نظم کرد چهار دیه معمور مزروع صله آن کتاب بشیخ بخشید و شیخ شکر آن انعام میگوید

نظر بر حمد و بر اخلاص من کرد　　دیه حمدونیان را خاص من کرد

واین فارسی از اشعار شیخ است .

جهان تیره است و ره مشکل جنیبت را عنان درکش　　زمانی رخت هستی را بخلوتگاه جان درکش

کلاغان طبیعت را ز باغ انس بیرون کن　　همایان سعادت را بدام امتحان درکش

چو خاص الخاص حق گشتی ز صوت پای نه بیرون　　هزاران شربت معنی بیکدم رایگان درکش

گرانجانی مکن هرگز تو در بزم سبک روحان　　چو ساقی گرم رو گردد سبک رطل گران درکش

بهشت و دوزخش مبنی مشو مشغول این هر دو　　قدم بر فرق دوزخ نه خطی گرد جنان درکش

چو مست حضرتش گشتی فلک را خیمه بر هم زن　　ستون عرش در جنبان طناب آسمان درکش

طریقش بقدم میر و جمالش بی بصر می بین　　حدیثش بی زبان بشنو شرابش بی دهان درکش

نظامی این چه اسرار است کز خاطر برون دادی　　کسی رمزش نمیداند زبان درکش زبان درکش

و شیخ قبل از خمسه در آوان شباب داستان ویسه و رامین را بنام سلطان محمود بن محمد بن ملکشاه نظم آورده و بعضی گویند آن را نظامی عروضی سمرقندی نظم کرده در عهد سلطان ملکشاه و شک نیست که بنام سلطان محمود نظم کرده اند و این بعهد شیخ نظامی اقرب است اما سلطان محمود پادشاهی سعادتمند و صاحب هنر بوده در روزگار سلطان سنجر هشت سال بنیابت او نشسته و سلطان محمود در صحرای ری با سلطان مصاف کرد و شکست خورد و روز دیگر پیاده سوار بسراپرده سنجری در آمد و فی الحال عم را سلام کرد سلطان را شفقت عمومت در کار آمد فرمود که پهلوی خیمه خود خیمه جهت او مهیا کردند و طبخ و مربخ و فواکه پیش محمود فرستاد و اول خود تناول میکرد و بعد از ان باو می داد روز دیگر محمود را سلطنت عراق باز نامزد کرد و بتاج مرصع و جامهای طلا دوز مشرف ساخت و اکابر و سرداران عراق را نیز دلجوئی در رعایت نمود و تشریف داد و روز سوم سلطان

بطرف خراسان ومحمود بجانب اصفہان روانہ شدند وکان ذلک فی عشرین جمادی اولی سنہ ۵۹۰ھ
وسلطان سلجوقی خاتون دختر خود را بنکاح سلطان محمود در آورد و در آن فرصت آن ملکہ بجوار رحمت
حق پیوست عوض او دختر دیگر ماہ ملک خاتون نام با مہد مرصع وتجمل بسیار و دیگر سال بجہنہ سلطان
محمود فرستاد ووفات شیخ نظامی در عہد سلطان طغرل بن ارسلان از شہور سنہ سبعین وخمسمائہ
بودہ ومرقد شیخ در گنجہ است و در روزگار شیخ خمسہ را جمع نکردہ بودند وہر یک داستان جدا جدا
بودہ بعد از وفات شیخ این پنج کتاب را در یک جمع کردند وفضلا آن کتاب را خمسہ نام نہادند

ذکر سید ذو الفقار شیروانی رح

سید ذو الفقار شیروانی ست واز افاضل عہد خود است وظہور او در روزگار دولت سلطان
محمد بن تکش خوارزم شاہ بودہ است در علم شعر بغایت ماہر است وقبل از خواجہ سلمان ساوجی کسے
در صنعت شعر وقصیدہ مثل قصیدہ ذو الفقار نگفتہ کہ مجموع صنایع وبدایع شعر را شامل باشد واین
قصیدہ مشتمل است بر توشیحات و دوایر وزخارفات واز ہر یک بیت چندین ابیات ومصارع و
ملون در بحور مختلفہ اخراج مے شود وخواجہ سلمان صنعت چند در قصیدہ خود زیادہ ساختہ وگویند
خواجہ غیاث الدین محمد رشید صاحب دیوان کہ خواجہ سلمان قصیدہ خارج دیوان خود را بنام او گفتہ
چنانکہ خواجہ سلمان را مدعا بودہ صلہ آن نداد۔ خواجہ سلمان پیش خواجہ غیاث محمد گلہ کرد کہ صدر سعید
الماستری کہ سید ذو الفقار قصیدہ مصنوع خود را بنام او نوشت او را ہفت خروار ابریشم کرم کرد و
باوجود آنکہ او وزیر شیروان بیش نبود وخواجہ کہ امروز بدولت صاحب دیوان ممالک ایران وتوران
است باوجود آنکہ از قصیدہ من تا قصیدہ او تفاوت باہر وظاہر است وباضعاف آن صنایع و
بدایع دران مندرج ست را ضیم کہ خواجہ بعشر عشیر آن در حق من کرامت فرماید خواجہ از سخن سلمان
تیرہ شد وگفت از علی ابو طالب تا سلمان نیز تفاوت ہست یعنی او را پایہ وشرف سیادت ہستا
وترانہ سید ذو الفقار در ملک عراق قصد ملازمت سلطان محمد خوارزم شاہ نمودہ سلطان او را
مراعات کردی ومقامات وتواریخ سلطان آنچہ میگذشت نظم میکرد واز قصیدہ مصنوع سید
بعضے نوشتہ خواہد شد تا نمودار ے باشد۔

چمن شد از گل صد برگ تازه دلبردار | بهار یافت بهارے ز باد در گلزار
نهال چون قد دلبر چمان شود در رقص | بسان فاخته چون بیدلان بنالد زار
ارم ز روے تتاریخ بوستان آید | خزان خزان چو در آید بباغ بباد بهار

واز هر سه بیت این قصیده بیتی اخراج مے شود و بدین نسق در بحور مختلفه

گل صد برگ دلبر وار چون در بوستان آید | بهارے باد در گلزار چون بیدل خزان آید

ذکر محمد خوارزم شاه

اما سلطان محمد خوارزم شاه پادشاهے قاهر و صاحب دولت بود کوکب اقبال او ارتفاع یافت و ملوک اطراف انقیاد امر او را کمر مطاوعت بستند و جز صلح با او مصلحت ندیدند خراسان و ماوراء النهر و کاشغر و اکثر عراق را مسخر ساخت و ممالک غور و هرات را از تصرف ملوک غور بیرون آورد و شوکت او بجائے رسید که هفتاد و خزوار نقاره و کوس طلا و نقره بر درگاه دولت او نوبت زدندے و هر صباحے را در دور دولت او طور معاش و تجمل مثل پادشاهے بود که بوصف در نیاید و دختر بخان سمرقند داد و از خان کاشغر دختر خواست و جهت این دو موهبت عظمی در کهستان همراه طوی عظیم فرمود که چشم روزگار ندیده بود در اثنائے آن حال تفحص فرمود که هیچ پیرے باشد که ملازمت سلاطین ماضیه نموده باشد تا از او استفسار رود که مثل این عظمت و تجمل از سلاطینے وجود یافته باشد گفتند بدین صفت مقرب الدین بن فلک الدین است که از بزرگ زادگان دولت سنجری بوده است او را بحضور خود طلب داشت و استفسار کرد او گفت خوش عظمتی است و مزید بر این متصور نیست چون زیادت الحاح نمود گفت اے سلطان نوبتے سلطان سنجر در همین جایگاه جشنے ساخت که هرچه تو نموی بکار برده او ده گنجی دران جشن بکار برده بود سلطان تیره شد گفت آیا دران روز مرتبه تو چه باشد گفت اے خداوند در همان روز منشور هفتاد کس نوشتند که سلطان ایشان را اقطاع ارزانی داشته بود و پدر مرا بعد از سی کس نوبت نزول رسید و پدر بزرگ را که مقطع خوارزم بود بعد از چهل و پنج کس آن گاه سلطان اشارت کرد که این مرد را بخانه خود روانه کنید که پیش از این مصلحت بودن او این جا نیست صاحب تاریخ جهان کشائی میگوید که چون سلطان

محمد بر اکثر بلاد ایران استیلا یافت مغرور و نخوت کرد با ناصر خلیفه عباسی کدورت ظاهر ساخت و وحشت
در میانه بدانجا رسید که سلطان از علما و ائمه روزگار فتوی حاصل کرد که بنی عباس در امر خلافت
بغیر استحقاق‌اند و خلافت حق اولاد امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ است و خانه‌زاده علاء الملک
را از سادات ترمذ بخلافت نامزد فرموده خود عزیمت بغداد کرد تا خلیفه را معزول کند و سید حسینی
را منسوب سازد و ناصر خلیفه شیخ الشیوخ العارفین شهاب الدین عمر سهروردی را برسالت پیش
سلطان فرستاد که صلح کند و شیخ در حدود نهاوند بعساکر سلطان رسید و عظمت تمام مشاهده کرد
او را بخرگاه سلطان بردند و آمد و سلام کرد سلطان شیخ را رخصت نشستن داد همچنان برپای
خطبه در منقبت آل عباس بخواند و گفت این خاندان سنت مبارک آثار این مردم میمون است
سلطان از سر خشم جواب داد که هرچند این خاندان را شما مبارک ساخته اید اما مبارکتر از خاندان
رسول نیست و بحکم و تقویت شما این خاندان را مبارک شده همانا این افعال که ازین مردم میشوم
بشامت نزدیکتر است اگر عمر امان دهد خاندان رسول را بر شما مبارکتر سازم ای شیخ اگر ترا ذوق
محبت حق می بود بمصالحه ناصر دون مشغول نمیشدی هلا بازگرد و خلیفه را بگو تا فکر منزل من کند
که رسیدم شیخ رنجیده از بارگاه بیرون آمد و گفت الهی این مرد را بدست بدان گرفتار کن تا زوال
دولت سلطان محمد گویند ازین دعا بود لاجرم چنین است۔

تا دل مرد خدا نامد بدرد   هیچ قومی را خدا رسوا نکرد

سلطان چون عزیمت بغداد کرد و به همدان رسید برف بی حد در عقبات و همدان بارید و سرما
سخت واقع شد که اکثر چهارپایان عسکر تلف شدند سلطان بازگردید و آفتاب اقبال او آهنگ
زوال کرد و چون اندک روزی گذشت چنگیز خان بر وی خروج کرد در شهور سنه سبع عشر و ستمایه
لشکر مغول بحد ترکستان و اترار رسید سلطان چند نوبت با ایشان مصاف داد و هزیمت یافت
و بعد ازان سلطان هرچند روبرو شدی با وجود صد هزار سوار مسلح بی جنگ ازان قوم روگردان
شدی نوبتی سلطان جلال الدین که پسر مهتر سلطان بود از پدر سؤال کرد که جهانیان را مردانگی و
سیاست شما معلوم است بیست سال با استقلال و کامرانی حکومت ایران زمین کردید ۔
اکنون ازین مشتی بیدین چنگیزی مسلمانان را بدست کفار تجاذیل گرفتار میسازی سلطان جـ

جواب گفت اے پسر آنچہ من میشنوم تو نمی شنوی جلال الدین گفت چہ نوع سخن است سلطان گفت ہرگاہ کہ صف قتال راست میکنم مے شنوم کہ جمعی رجال اللہ از غیب مے گویند ایہا الکفر اقتلوا الفجرہ لاجرم رعب و وحشت بر من مستولی مے گردد اے فرزند اگر مرا معذور داری میشاید واز اصحاب کشف و بزرگان دین منقول است کہ در پیش سپاہ چنگیز خان رجال اللہ و خضر پیغمبر را دیدہ اند کہ رہنمائی آن لشکر مے کردہ اند عقل عقلا ازین حال مبہوت و حکمت حکما ازین حکم فروت یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید و شیخ ابو الجناب نجم الملۃ والدین الکبری قدس سرہ در آن فرصت این رباعی گفت۔

اے رازق مور و مار و زاغ و بلبل ۔۔۔ گشتند ہلاک بندگان تو بکل،
مشتے سگ را بہانہ تو ساختہ ۔۔۔ از قہر تو میکنی چہ تاتار و مغل

سلطان را با لشکر مغول بہیچ وجہ پائے استقامت نبود در شعبان سنہ سبع عشر و ستمائہ بکلی روئے بہزیمت نہادند و مسلمانان فریاد میکردند کہ ما را بہ بلائے مغول گرفتار مسازد در جواب میگفت کہ حصارہا بسازید مسلمانان از فرماندگی در ہر شہر و قصبہ و مواضع حصارہا عمارت میکردند و اکثر حصول مختصر تا بدین روزگار باقی ماندہ و اکنون خرابست و سلطان از نیشاپور قصد ری کرد انجا نیز استقامت نکرد جمعی گفتند مازندران جائے محکم است از یک طرف دریا و طرف دیگر بیشہ و جبال از طرفے نزدیک خوارزم است کہ تختگاہ اصلیت سلطان از ری بر ستمدار آمد و از انجا بجزیرہ آبسکون قرار گرفت و از غایت التہاب و آتش دردن و اندوہ بر سلطان علت جرب عارض شد و خواجہ علاء الدین عطا ملک کہ صاحب تاریخ جہانکشائے است میگوید کہ پدرم نزد سلطان مقرب بود چنین تقریر نمود کہ روزے سلطان در اثنائے سفر بر سر پشتہ با آسایش باستادہ دے چند فرود آمدہ و من ہمراہ کوچ مے گذشتم مرا طلب کرد رفتم سلطان دست بمحاسن فرود آورد و تمام سفید شدہ بود آہے برکشید و گفت اے جوینی مے بینی کہ روزگار غدار بغدر مشغول شدہ بخت ستمگار ستم از سر گرفت جوانے بہ پیرے بدل شد و سیاہی موبہ سفیدی مبدل شد صحت منعدم و مرض ملتزم گشت این درد را چہ دوا و این غم را چہ تدبیر و این ابیات را بدیہہ انشا کرد و از من دوات و قلم خواست و زار زار میگریست و این ابیات می نوشت۔

بروز نکبت اگر برج قلعهٔ فلکت | چو شاه معرکه چرخ مسکن و ماواست
یقین بدان که بوقت نزول تیر قضا | حصار محکم تو همچو دامن صحراست
بروز دولت اگر مسکن تو هامون است | ترا گشادگی ارض گنبد خضراست
تو کار نیک و بد خویش کن بحق تفویض | بروز نکبت و دولت که کار کار خداست

وبعد از اندک مایه فرصتی سلطان را بیماری صعب روی نمود واز هوای عفن مانند لن واندوه نامرادی در جزیره آبسکون رخت بقا از دروازهٔ فنا بیرون برد وجان بجان بخش سپرد وکان ذلک فی بیست ودوم ذی حجة الحرام سنه سبع عشر وستمائه واز اکابر عصر که در روزگار سلطان محمد ظهور یافته اند از مشایخ طریقت سلطان المحققین نجم الملة والدین احمد الخیوقی المعروف بکبری بوده است واتباع واصحاب او واز علما وائمه فخر الملة والدین محمد بن عمر الرازی واز شعرا بزرگ محمد بن عبد الرزاق اصفهانی وپسر او کمال الدین اسمعیل وسید ذو الفقار شیروانی ووفات امام فخر الدین درهرات بود ومدفن مبارک او در خیابانست وعزیزی در تاریخ امام گوید

امام عالم وعامل محمد الرازی | که کس ندید نه بیند ورا نظیر وهمال
بسال ششصد وشش در گذشته شد بهراة | بشنبه دیگر اثنین غرهٔ شوال

ذکر ملک الکلام شاهفور بن محمد نیشاپوری

خوش طبع وفاضل بود وشاگرد ظهیر الدین فاریابی ست در روز سلطان محمد بن تکش منصب انشا بدو متعلق بوده رسالهٔ شاهفوری بدو منسوب است ودر علم استیفا چند رساله دیگر در القاب وانشا تصنیف کرده است ونور الدین منشی که وزیر سلطان جلال الدین بود بسیار اهل بود اما علی الدوام بشرب خمر مشغول است شاهفور این رباعیه گفت وبمجلس خواجه فرستاده

فضل تو واین باده پرستی باهم | مانند بلندی است وپستی باهم
حال تو بچشم ماهرویان ماند | کآنجاست مدام نور ومستی باهم

واین غزل هم ازوست

روزگار آشفته یا زلف تو یا کار من | ذره کمتر یا دهانت یا دل غمخوار من

شب سیه‌تر یا دلت یا حال من یا خال تو ‌‌‌‌‌‌ | ‌‌‌‌‌‌ شهد خوشتر یا لبت یا لفظ گوهربار من

نظم پروین خوبتر یا دُر و یا دندان تو ‌‌‌‌‌‌ | ‌‌‌‌‌‌ قامت تو راستتر یا سرو یا گفتار من

وصل تو دلجوی‌تر یا شعرهای نغز من ‌‌‌‌‌‌ | ‌‌‌‌‌‌ هجر تو دلسوزتر یا ناله‌های زار من

مهر و مه رخشنده‌تر یا رای من یا روی تو ‌‌‌‌‌‌ | ‌‌‌‌‌‌ آسمان گردنده‌تر یا خوی تو یا کار من

وعده تو کوژتر یا پشت من یا ابرویتا ‌‌‌‌‌‌ | ‌‌‌‌‌‌ قول تو بی‌اصل‌تر یا باد یا پندار من

صبر من کم یا وفای نیکوان یا شرم تو ‌‌‌‌‌‌ | ‌‌‌‌‌‌ خوبی تو بیشتر یا اماره و تیمار من

چشم تو خونریزتر یا چرخ یا شمشیر شاه ‌‌‌‌‌‌ | ‌‌‌‌‌‌ غمزه تو تیزتر یا تیغ یا بازار من

ونسب شاهفور بحکیم عمر خیام میرسد و وفات شاهفور در تبریز بوده در شهور سنه ستمائه و قبر او در سرخاب تبریز است در جنب خاقانی و ظهیر فاریابی ره اما عمر خیام نیشاپوریست بسیار فاضل بوده و در علوم نجوم و احکام سرآمد روزگار خود بوده سلاطین او را بسیار عزیز داشتندی چنانچه سلطان سنجر او را بر تخت پهلوی خود نشاندی و خواجه نصیر الدین طوسی این صورت بعرض هلاکو خان رسانید که فضل من صد برابر فضل عمر خیام است اما تقدیم علما درین روزگار بقانون نمانده صاحب تاریخ استظهاری میگوید که خواجه نظام الملک طوسی و عمر خیام و حسن صباح در نیشاپور تحصیل میکردند و شرکا درس بودندی و با یک دیگر عقد اخوت بسته بودند خواجه نظام الملک را کوکب اقبال ارتفاع یافت و باستحقاق وزیر ممالک شد حسن صباح و عمر خیام قصد ملازمت خواجه نموده آهنگ اصفهان کردند چون ملاقات میسر شد خواجه مقدم ایشان را بانواع اکرام تلقی فرمود و بعد از چندگاه گفت داعیه شما چیست عمر خیام گفت داعیه من آن است که ادرار معاش من در نیشاپور مهیا سازی تا بفراغت معاش بگذرانم چنان کرد بعد از آن حسن را گفت که تو چه میگوئی گفت التفات من بشغل و نیابت خواجه عمل همدان [illegible] حسن را داعیه بود که خواجه در وزارت او را شریک سازد از این عمل عار کرد و بر خواجه دل گران شد و بمعادات او برخاست و همواره بنزد سلطان ملکشاه اختلاط کردی و به نرد و شطرنج مشغول شدی تا مقربان و ندیمان سلطان را بفریفت و بعرض سلطان رسید که بیست سال است سلطان پادشاهی میکند لابد است که سلطان بر تجمل جمع و خرج ممالک خود و اموال خود صاحب وقوف شود سلطان خواجه نظام الملک

را طلب کرد و گفت مجمل جمع و خرج ممالک بچندگاه تکمیل توانی کرد خواجه گفت از دولت پادشاه
امروز از حد ممالک کاشغر است تا ملک انطاقیه و روم اگر جد و کوشش نمایند بیکسال این مهم
متمشی گردد شب دیگر حسن صباح بسلطان گفت اگر سلطان این شغل بمن تفویض کند و دست
مرا قوی گرداند من بچهل روز این مهم مجمل را تکمیل کرده بعرض رسانم سلطان اختیار دفترخانه بدست
حسن داد و امر فرمود تا محاسبان و مستوفیان محکوم حسن باشند و این شغل را بچهل روز تمام سازند
حسن بکار دفتر مشغول شد و از چهل روز قلیلی مانده که حسن کار را تمام کرد خواجه نظام الملک دانست
که این کار بدست حسن تمام خواهد شد حیله نمود و رکابدار خود را گفت تا بغلام حسن دوستی کند و زر و
مال بسیار بدو بدهد و غلام خود را گفت روز چهلم که حسن دفتر را تکمیل سازد من و او بخرگاه سلطان
درآئیم تو غلام حسن را بگو که میخواهم دفتر خواجه ترا ببینم که چون نوشته اند آن دفتر بهتر است یا دفتر خواجه
من چون دفتر بدست تو در آید دفتر را برهم بپاش و پریشان بساز بدین طریق مقرر شد و غلام خواجه
روز چهلم دفتر حسن را پریشان ساخت و خواجه نظام الملک و حسن هر دو به مجلس سلطان آمدند
سلطان حسن را گفت که دفتر را تکمیل کرده گفت بلی گفت بیار حسن دفتر بجنبد و سلطان بگشاد سلطان
از سر پیدا نبود ورق ظاهر نشد حسن دریافت که خواجه نظام الملک کیسه کرده خجل
شد و دست و پای او بلرزید و به تعجیل دفتر فراهم می برد سلطان بانگ بر وی زد خواجه بعرض رسانید
که ای خداوند بنده در اول حال دانستم که این مرد دیوانه است اما چون پادشاه با و رجوع کرده بود
نیارستم زد چگونه کاری ملک بدین وسعت را بچهل روز تکمیل توان کرد و اهل مجلس یار خواجه شدند
و نکوهش حسن کردند سلطان فرمود که حسن را بسیلی از خرگاه بیرون کردند و او متواری شده در اصفهان
بخانه بخانه می گریخت او را دوستی بود رئیس ابوالفضل نام بخانه او پناه برد و رئیس مراعات او کردی
و رئیس را بمذهب زندقه دعوت کرد و اتحاد قریب داد و شبی رئیس را گفت که اگر مرا یاری باشد من ملک این
ترکمان را و وزارت این روستایی را برهم زنم رئیس تعقل کرد که ملکی از کاشغر تا مصر باشد این مرد با یک
یار چگونه برهم زند همانا این مرد را علت ما خولیا طاری شده آن روز روغن بادام و افتیمون آورد و در طعام
زعفران داد و چه که مناسب دفع سودا است اضافه کرد حسن بفراست دریافت و از خانه رئیس بگریخت
و قصد قلعه الموت کرد که در قستان دیلم است و بعبادت مشغول گشت و کوتوال قلعه را بفریفت و مرید

مرید خود ساخت و همواره بیرون قلعه در مغاره ساکن بودے و بزهد مشغول و بطاعت اشتغال داشتے حاکم
قلعه از حسن التماس کرد که بدرون قلعه تشریف فرمائے حسن گفت من در ملک کسے طاعت نه کنم برابر
پوست گاوے زمین بفروش تا من در ملک خود بعبادت مشغول باشم کوتوال بقدر پوست گاوے
زمین بدو بفروخت و چون بقلعه در آمد تمام اهل قلعه را بفریفت و مرید خود ساخت و پوست گاو را
دوال دوال کرد و از یک طرف دروازه بگرد قلعه بگردانید و صبح کس بامیر قلعه فرستاد که قلعه ملک
منست و من فروخته در ملک من مباش و بیرون رو و چون اهل قلعه تمام مرید حسن بودند حاکم مضطر
شده چاره ندید از قلعه بیرون آمد و حسن بدین حیله قلعه را مسخر ساخت و بهار قلعه را رئیس ابوالفضل نوشت
و گفت من هنوز یارے ندارم اگر یارے میسر شود کار را پیش خواهم برد و آن ملعون داعیان باطراف فرستاد
تا خلق را گمراه میساختند و مذهب زندقه و الحاد ظاهر کرد بیشتر اهل ایران و توران به بلائے آن محایل
سالها گرفتار بودند اگر ذکر حالات ایشان زیاده ازین گفته شود بتطویل مے انجامد در روزگار هلاکو خان
بالکل قلاع و بقاع ملاحده فتح شد و سلطنت ایشان سپری گشت د خواجه نصیر درین باب میفرماید

سال عرب چو ششصد و پنجاه و چهار بود   روز دوشنبه اول ذی القعده بامداد
خورشاه پادشاه سماعیلیان ز تخت   برخاست پیش تخت هلاکو بایستاد

ذکر جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفهانی

از صنادید و اکابر علمای اصفهان است شاعرے خوش گوے بوده و کمال الدین اسمعیل
پسر اوست سلطان سعید الغ بیگ گورگان سخن جمال الدین محمد را بر سخن کمال ترجیح مے نهاد
و بارها گفتے عجب دارم که سخن پدر پاکیزه تر است و شاعرانه تر چگونه سخن پسر شهرت زیاده یافت اما این سخن
مکابره است چه سخن کمال نازک افتاده و سهل ممتنع است اما بر سخن پادشاهان ایراد حد عوام نیست د
خواجه جمال الدین محمد عبدالرزاق در روزگار دولت سلطان جلال الدین خوارزم شاه ظهور یافته و مداح
خاندان صاعدیه است و این ترجیع حضرت رسالت اوراست۔

اے از بر سدره شاه راهت   وے قبه عرش بارگاهت
اے طاق نهم رواق بالا   بشکسته ز گوشه کلاهت

هم عقل دو دیده در رکابت — هم عرش خزینه در پناهت

ای چرخ کبود ژنده دلق — در گردن پیر خانقاهت

مه طاسک گردن سمندت — شب طرهٔ گیسوی سیاهت

چرخ ارچه رفیع خاک پایت — عقل ارچه بزرگ طفل راهت

جبریل مقیم آستانت — افلاک حریم بارگاهت

خوردست خدا ز روی تعظیم — سوگند بروی همچو ماهت

ایزد که رقیب جان خرد کرد — نام تو ردیف نام خود کرد

واین ترجیع را بغایت خوب گفته و خواجه سلمان جواب را بسیار خوب گفته واین قصیده هم اوراست در حقیقت احوال روز قیامت۔

چو در نوردد فراش امر کن فیکون — سرای پرده سیماب رنگ آئینه گون

چو قلعه گردد بیخ طناب هر دو تنگ — چهار طاق عناصر شود شکسته ستون

مخدرات سماوی تتق بر اندازند — بجای ماند این هفت قلعهٔ مدهون

نه کله بندد شام از حریر غالیه رنگ — نه حله بندد صبح از نسیج سقلاطون

عدم بگیرد ناگه عنان دهر شموس — فنا درآرد در زیر ران خیال حرون

فلک بسر برد ادوار شغل کون و فساد — قمر بریزد ادثار غاو کالعرجون

مکونات همه داغ نیستی گیرند — که کس نماند از ضربت زوال مصون

بقذف مهر برآید ز مطلع مغرب — چنانکه گوئی این ماهیست و آن ذوالنون

باحتساب بیازار قهر نازد کون — ز هم بدرد این کفه های ناموزون

عدم براند سیلاب بر جهان وجود — چنانکه خرد کند موج هفت چرخ نگون

نه صبح بندد بر سر عمامهٔ قصب — نه شام گیرد بر سفت حلهٔ اکسون

چهار مادر کون از قضا عقیم شوند — بصلب هفت پدر تا سلاله گردد خون

ز روی چرخ بریزد قراضهای منیر — ز زیر خاک برافتد و خبیهٔ قارون

ز هفت بحر جهان منقطع شود نم کاب — همه کنند تیمم ز چشمهٔ جیحون

بدست امر شود سطے صحایف ملکوت — بپای قهر شود پست قبهٔ گردون
چهار ماشطهٔ قابله سه طفل حدوث — سبک گریزند از رخنهٔ عدم بیرون
نموده مرکز غبرا سوی عدم حرکت — چو یافت قبهٔ خضرا از فوز دور سکون
نه خاک تیره بماند نه آسمان لطیف — نه روح قدس بماند نه نجدی ملعون
به نفخ صور شود مضطرب فنا موسوم — بقبض و ضرب به ایقان کوهها هامون
همه زوال پذیرند غیر ذات خدای — قدیم و قادر و حی و مدبر و بیچون
چو غلبه ملک الموت در جهان گنجند — نظام ملک ازل با ابد شود مقرون
ندا رسد سوی اجزا ز مرگ فرسوده — که چند خواب گران گر نخورده افیون
برون جهند ز کتم عدم عظام رمیم — که مانده بود بمطمورهٔ عدم مسجون
همے گرآید هر جزو سوی مرکز خویش — که هیچ جزو نگردد ز حد خویش فزون
عظام سوی عظام و عروق سوی عروق — جفون بسوی جفون و عیون بسوی عیون
باقتضای معادی ملتئم گردد — به هیچ جزو بنقصان کل خود مغبون
چو در دمند بناقوس لشکر ارواح — چو خیل نحل شود منتشر سوی طیمون
بقصر جسم درآرند باز هودج روح — سواد قالب بار دگر شود مسکون
پس آنگهی ز صواب و عقاب حکم کنند — بحسب کردهٔ خود هر یکی شود مرهون
یکی بحکم ازل مالک نعیم بود — یکی به سبق قضا مالک عذاب الهون
هر آنکه معتقد او نه این بود جاهل — وگر حکیم ارسطالس است و افلاطون

ذکر سلطان جلال الدین خوارزمشاه

پادشاهی بود مردانه و شجاع و نیکو صورت و تمام قد بعد از شکست که از لشکر مغول پدرش منهزم شد او بطرف کابل روان شد و چنگیز خان ایلغار لشکر در عقب او روانه ساخت و سلطان جلال الدین در نواحی چهیر که از اعمال کابل است لشکر مغول را شکست خان را ضرورت شد از عقب جلال الدین رفتن بنفس خود از حدود بلخ و قرشی جیحون را عبور کرده براه بامیان بغزنین رفت و در کنار آب سند

هر دو لشکر بهم رسیدند و جلال الدین را قوت مقاومت نبود لشکر او پریشان شد و خان در کنار
آب فرود آمد و جلال الدین اسب را در آب سند راند و فی الحال از آب عبور کرده و تمام لشکر
خان مشاهده میکردند جلال الدین در آن طرف آب از اسب فرود آمد و نیزه بر زمین زد و نشست
و دستار و لباس و اسلحه را بر نیزه فگند تا خشک شود خان بر لب آب آمده بر مردانگی او آفرین کرده
و خان نعره زد که ای پادشاه زاده می شنوم که قد و بالای رعنا داری برخیز تا بالای ترا تماشا
کنم جلال الدین بر پای راست باز خان نعره زد که بنشین در صفت قد و بالا و منظر تو هرچه شنیده بودم
صد چندانست سلطان جلال الدین بنشست خان آواز داد که مرا مطلوب همین بود که تو محکوم من
باشی اکنون بسلامت برو خان از کنار آب مراجعت کرد و از افراد لشکر جلال الدین قریب هفتاد در
هر نوع که بود خود را بسلطان رسانیدند و کاروان افغانی که از کبر سواد طرف مولتان میرفتند در نواحی
لهاور غارت کردند و قوت و سلاح یافتند و از مردم افغان چهار صد مرد جنگی بسلطان ملحق شدند
و در آن حین هزاره لاچین که امیر خسرو دهلوی از آن مردم است از آنجیز بلخ از لشکر مغل رسیده
بودند هشت صد مرد دیگر بسلطان جمع شدند و قلعه نرگس بالرائ فتح کردند و پادشاه ملتان با سلطان صلح
کرده علاء الدین کیقباد که پادشاهزاده اصلی هند بود دختر بسلطان داد و سلطان را در دیار هند سه سال
و هفت ماه سلطنت باستقلال دست داد چون خبر مراجعت چنگیز خان بطرف دشت قپچاق شنید
از دیار هند براه کیچ و مکران بکرمان آمد و براق حاجب که از امرای پدرش بود و حاکم کرمان سلطان را
منزل و مال بسیار داد و او از قلعه بیرون نیامد سلطان از کرمان بفارس آمد و اتابک سعد بن
زنگی او را پذیره شد و مال داد سلطان باصفهان آمد و عراق و آذربایجان را مسخر ساخت و مردم
دیار خراسان و عراق از آمدن سلطان شادیها کردند و شحنگان مغل را می کشتند و سرها آویخته
میسوختند و سلطان بعدل و داد چند سال در ایران زمین حکومت کرد و غیاث الدین برادر او یکی از
ناصحان او را در مجلس شراب بکشت و از این وهم بگریخت و چند نوبت با سلطان جلال الدین
عصیان ظاهر کرد تا آخر حال بدست براق حاجب که سلاطین کرمان از نسل او بودند کشته شد
و پادشاهی بانفراد بتصرف جلال الدین افتاد تا وقتیکه امیر و سنتهای بهادر باسی هزار مغل
بایران آمد سلطان باز از اصفهان بگریخت و بآذربایجان رفت و آنجا نیز استقامت نکرد و بدیار بکر

افتاد و دختر ملک اشرف را بنکاح خود در آورد و لشکر مغول باز قصد او کردند ملک اشرف بارها مے
گفت که لشکر مغول میرسد سلطان بسخن او التفات نمی کرد که این سخن از برائے آن میگوید که من
از ملک او بیرون بروم تا شبے لشکر مغول بدر شهر رسیدند و دختر ملک خفته بود سلطان را بیدار کردند
که لشکر رسید سلطان دختر ملک را گفت پدرت بحقیقت راست گفت و ما غرض مے پنداشتیم
اکنون چه میگوئی درین حال با من موافقت مے توانی کرد دختر گفت بلے سلطان را چندان
مجال نشد تا آب گرم کند مطهرهٔ آب خنک بر سر ریخت و دختر را سوار ساخت و هر دو در نیم شب
بگریختند و بعضے گویند سلطان تنها فرار کرد القصه سلطان عروس مملکت را سه طلاق را گوشهٔ چادر بسته
و چندگاه در بیابانها و صحراها میگردید و خاتمه کار سلطان نزد مورخان معلوم نشد و گفته اند در اسپ
و لباس او طمع کردند و بکشتند و بعضے گفته اند از سلطنت و شغل دنیا دل سرد شد و در لباس فقرا
در آمد و متواری شد و در روم و شام زندگانی میکرد و کسے او را نمی شناخت بارے تا مدت دو سال
آوازهٔ او هر چندگاه میرسید که سلطان از جائے پیدا شد مردمان طبل بشارت میزدند و بر لشکر
مغول خروج میکردند و آن اصلے نداشت بسیار بندگان خدا ازین جهت بدست لشکر مغول شهید
شدند و آوازهٔ سلطان چون عنقا بود و چون کیمیا اما این حکایت از شیخ عارف رکن الدین شیخ
علاء الدوله سمنانی قدس سره العزیز نقل است که فرموده اند یک روز در بغداد در خدمت شیخ خود
نور الدین عبد الرحمن اسفرائنی نشسته بودیم ایشان از مجلس برخاستند و بیرون رفتند و مریدان و
اصحاب را باز گردانیدند و سه شبانه روز بخانقاه نیامدند مریدان مضطرب شدند که شیخ را چه افتاده
باشد بتفحص مشغول شدند تا حدیکه ویرانها و حیاض بغداد را احتیاط کردند ناگاه نماز شامے بخانقاه آمد
و اصحاب شادمان شدند من از حقیقت غیبت شیخ سؤال کردم فرمودند که سلطان جلال الدین
خود را از سلطنت معزول کرده و در حلقهٔ درویشان در آمده بود و سالها بعبادت مشغول بوده و بدرجهٔ
رجال الله رسیده بود درین روزها در قریهٔ صرصر از اعمال بغداد بحرفهٔ پینه دوزی مشغول بوده و بجوار
رحمت ایزدی پیوسته بود مرا از عالم غیب خبر کردند و رفتم بتکفین و تجهیز و درین دو سه روز مشغول
بودم شیخ علاء الدوله گوید من و اصحاب تعجب کردیم و این آیة خواندیم لمن الملک الیوم لله الواحد القهار
هر آئینه هر کس که عروس ملک فانی را مطلقهٔ ثلاثه سازد حق سبحانه و تعالی مقام ابرار و اقطاب بدو

ارزانی دارد۔

چیست دنیا و خلق و استظهار — خاک دانی پر از سگ مردار
بهر یک خانه این همه فریاد

سلطان جلال الدین تا مردار دنیا بمردار خواران مغول باز نگذاشت از غوغای سگان مغول خلاص نیافت تا پیش از مرگ اضطراری بموت اختیاری نرسید راحتی از خورد و خواب ندید و از جهانی که او در سلطنت را گذاشت تا بتاریخ آنکه از دنیا رحلت کرد قریب پنجاه سال باشد که از شکنجه بصورت کین اندوزی براحت نعیم پینه دوزی افتاد۔

بمیر ای دوست پیش از مرگ اگر تو زندگی خواهی — که ادریس از چنین مردن بهشتی گشت پیش از ما

ذکر خلاق المعانی کمال الدین اسمعیل بن جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفهانی

قابل صدق و سلف الکرم بوده و جمال الدین محمد را دو پسر بوده معین الدین عبد الکریم و کمال الدین اسمعیل و معین الدین دانشمند بوده و کمال الدین اسمعیل نیز دانشمند و فاضل بوده خاندان ایشان در اصفهان محترم بوده و اکابر صاعدیه بتربیت کمال الدین اسمعیل مشغول شدندی او را در مدح خاندان ایشان قصیده غراست چنانکه می گوید و مطلع آن اینست

رکن دین صاعد مسعود که در نوبت او — جای تشویش عجم مجمع بنیان علماست

در این قصیده در هر بیتی موی لازم داشته است و ممتنع الجواب چه معانی بسیار و نازک بجا درج کرده هذا مطلع القصیده۔

ای که از هر سر موی تو دلی اندر واست — یک سر موی ترا هر دو جهان نیم بهاست

خواجه سلمان و بعضی فضلا جواب این قصیده گفته اند اما اکابر شعرا کمال الدین اسمعیل را خلاق المعانی می گویند چه سخن او معانی دقیقه مضمر است که بعد از چند نوبت که مطالعه کرده ظاهر میشود و این دو بیت شعر طبع سلیم معلوم کند اینست

بخاک پات که آبی بیابند از دو جگر — اگر مسوده شعر من بیفشاری
سرو که خواری و حرمان کشد معانی من — بلی کشند غریبان هر آینه خواری

در موعظه و حکمت گوید اینست –

وقت آنست ظالم را که پشیمان گردد کار دریابد و از کرده پشیمان گردد

عشقبازی همه اهل محبت شد و داشت کنون وقت آنست که دل با سر و سامان گردد

دل که برگرد رخ خوب تو گردد تا چند که بهر بادی چون زلف پریشان گردد

هر سیه دل که شد از جام هوا مست غرور فتنه انگیزتر از غمزهٔ خوبان گردد

چون خط خوب که هر روز سیه روی تر است هر که پیرامن زلف و لب ایشان گردد

ای تن از تیرگی دل رخت بیرون نه تا دلت منظرهٔ رحمت رحمان گردد

مهبط نور الهی نشود خانهٔ دیو بنگه تو ولی کی منزل سلطان گردد

عقل را بندهٔ شیطان کنی آنگه نه رواست که ملک سیرتش مطبخ شیطان گردد

خویشتن را همه در عشق گداز از سر سوز تا ببینی که چو شمعت همه تن جان گردد

بت شکن هیچ براهیم شوار میخواهی که ترا آتش نمرود گلستان گردد

چون سلیمان همه بر پشت صبا خیمه زدن گر ترا دیو هوائی تو بفرمان گردد

اهل دنیا را بهل رها کن چه فرعون تهی تا رفیق دل تو موسی عمران گردد

مال دنیا که بر او تکیه زدستی چو عصا اگر از دست بیندازی ثعبان گردد

کام دل مطلبی بندهٔ ناکامی باش تا همان درد ترا مایهٔ درمان گردد

دل بدین گنبد گردنده مبند از قلاب آسیا نیست که بر خون عزیزان گردد

حرص آنست اینکه همه چیز ترا بایست است آنکه کم کن تو که نرخ همه ارزان گردد

کار دنیا که تو دشوار گرفتی بر خود گر تو بر خویشتن آسان کنی آسان گردد

هر زمان از پی خاییدن هر خس دگری است چون اره زبانت همه دندان گردد

از پی مشغله دنیا سر بسر خواهی که ترا عمر کم و سیم فراوان گردد

آدمی از ره صورت متساوی هستند متفاوت همه از طاعت و عصیان گردد

پارهٔ سیم شود حلقهٔ فرج استر پارهٔ دیگر از آن مهر سلیمان گردد

خود گرفتم که پس از سعی تکاپوی دراز کار از انسان که دولت است بسامان گردد

به چه ایمن ازین عالم ناپابرجایی | که بیک دم زدنش کار دگرسان گردد
صبح پیری ز همه سوی سرت تیغ زند | انجم اشک تو وقتست که ریزان گردد
گر تو در کارگه صنع بنظاره شوی | زین عجائب دهن فکر تو خندان گردد
در قیامت نرسد شعر بفریاد کسی | ور سراسر سخنت حکمت یونان گردد
فضل و دین نزد کسی باشد کو از صدق و صفا | تابع امر خداوند جهانبان گردد
جان ازین منزل غولان بسلامت نبرد | جز کسی کز سر تحقیق مسلمان گردد
جاودان رستم اگر حب رسول و اصحاب | بر سر نامه گفتارم عنوان گردد

دیوان کمال الدین اسمعیل نزد فضلا قدری دارد و کمال او از وصف مستغنی است و شهرت حسن او در آفاق منتشر گویند که او را اسباب دنیاوی و استعداد کلی فراهم آمده بود و همواره فروماندگان را از اموال خود بطریق معامله دستگیری کردی و بعضی مردم اصفهان بعد بد معاملگی کردند و منکر شدند و او از آن مردم رنجید و درین باب در مذمت مردم اصفهان میگوید

ای خداوند هفت سیاره | پادشاهی فرست خونخواره
تا در و کوه را چو دشت کند | جوی خون آورد ز جوباره
عدد مردمان بیفزاید | هر یکی را کند بصد پاره

جوباره یکی از محلات اصفهان است و دردشت نیز یکی دیگر و عنقریب لشکر اوکتای قاآن در رسید و قتل عام در اصفهان واقع شد و کمال الدین اسمعیل نیز در آن غوغا شهید شد و سبب کشتن او آنست که چون لشکر مغول رسید کمال در خرقه صوفیه و فقرا در آمده در بیرون شهر زاویه اختیار کرد و آن مردم او را از نجبا شنیدند و احترام می نمودند و اهل شهر و محلات رخوت و اموال را بزاویه او پنهان کردند و آن جمله در چاهی بود در میان سرای یک نوبت مغل بچه کمان در دست گرفته بود کمان سنگی بر مرغی انداخت زه گیر از دستش بیفتاد و غلطان بچاه رفت بطلب زه گیر سر چاه را بگشادند و آن اموال را پیدا شد و کمال را مطالبه دیگر اموال کردند و در شکنجه بلاک شد و در وقت مردن بخون خود این رباعی نوشته بود

دل خون شد و شرط جانگدازی این است | در حضرت او کمینه بازی این است
با این همه هیچ نمی یارم گفت | شاید که مگر بنده نوازی این است

قد وقع شهادته فی ثانی جمادی الاول سنه خمس و ثلاثین و ستمائه.

ذکر اوکتائی قاآن

بعد از چنگیز خان باستحقاق بر تخت خانی نشست و برادران و اعمام او را تفویض مینمودند از روی استعفا میخواست تا بعد از قوریلتای بزرگ تولی خان بازوی او را گرفته او را بر تخت سلطنت نشاند و در سیرت و صورت قاآن اصحاب تواریخ را تاکیدات و اطنابی وارد که در حیز وصف نمی گنجد و هرچند از دین بیگانه بود اما بمروت آشناست صاحب تاریخ طبقات ناصری میآورد که نوبتی قاآن باردو بازار میگذشت چشم او بر عناب افتاد آرزو کرد غلام را فرمود که یک بدره زر ببرد عناب بخرد وزرا گفتند که چندین عناب که این بقال دارد دو دینار بهای آن را کافیست خان گفت چنین است تا این فقیر سالها است که نشسته است بامید چنین سودائی و همچو من خریداری هرگز بدست او نیفتاده و نخواهد افتاد و آن بدره زر بفرمود تا در بهای یکمن عناب تسلیم بقال کنند و صاحب تاریخ جهان کشای گوید که در یاسای مغول هر کس که بروز در آب رود و غسل کند کشتنی باشد چه آنرا بفال بد گرفته اند نوبتی قاآن میگذشت جغتای با او همراه بود مسلمانی را دید که در آب رفته غسل میکند قاآن را گفت این شخص را بیاسا باید کشتن و تو اهمال میکنی مردم دلیر میشوند قاآن گفت مگر این شخص غریب است و از یاسای بیخبر است و جغتای بغایت متهور و بیباک بود گفت اگر بیخبر است یا نیست بجهت تشدید یاسای کشتنی است هرچند قاآن این نوع سخنان میگفت جغتای قبول نمیکرد قاآن بعد از قیل و قال فرمود که امروز بیگاه شده است فردا بیرغو پرسیم و این مرد را بعبرت بر سر بازار سیاست فرمائیم و آن شب مسلمان را طلب کرد و گفت تو مگر یاسای ما ندانسته که چنین گستاخی آن بیچاره زاری میکرد که ندانستم قاآن فرمود که یک بدره زر ببرد و او وگفت بروز یرغو بهمان جوی آب انداز و فردا که ترا طلب کنند بگوی که زر در آب پنهان کرده بودم و من غریبم اسچان کرد خلاص شد بدره زر بحضور قاآن آوردند قاآن گفت تو را اولاد و تو درین چند روز تفرقه مشوش بوده اید و از کسب معاش باز مانده اید ببرد و این زر را بتعلیق و عشرت بخورید برین معاشرین سیرت نیکو بیگانگان را چنین محترم میساخت و اگر هشیاران را مساعدت نماید نور علی نور باشد و در مدیح لبیانی و اثیرالدین اومانی و شرف الدین شفروه از اقران کمال الدین اسمعیل اند

رحمهم الله علیهم۔

ذکر شرف الدین شفروه رہ

اصفهانیست و صاحب قابلیت و فاضل و ذوفنون و در اصفهان در روزگار دولت اتابک شیرگیر او را ملک الشعرا مینوشتند و همواره با شعرای اطراف در فنون شعر بحث کردے و جمال الدین محمد پدر کمال الدین اسمعیل او را هجوها کرده و در مدح سلطان طغرل بن ارسلان این قصیده گفته

پیش سلطان شد در فرمان بری — آدمی و وحشی و دیو و پری
طغرل آنکه هفت سلطان دارد او — تاج و تخت و افسر و انگشتری
مطرب و طباخ و نقل و کاتبش — زهره و خورشید و ماه و مشتری
باد و خاک و آب و آتش پرورش — حاجب و دربان و پیک و لشکری
در پناه عدل او با هم براز — شیر و آهو گرگ و میش و مرغ و باز
در کف خدام و غلمانش بهم — نیزه و روپین و شمشیر و قلم
باد فراش آسمانش تا زند — بارگاه کندلان چتر و علم
بر سر خوانش برائے میهمان — گاو ماهی اشتر و اسب و غنم
بحر و کان کرده نثار حضرتش — لولو و فیروزه و زر و درم
مطربان در بزمگاه او بکف — بربط و چنگ و رباب و نائے و دف
کرده در بستان عیش او وطن — گلبن و شمشاد و سرو و یاسمن
صید باز و یوز چرخ او شده — کرگس و سیمرغ و فیل و کرگدن
بر تن بدخواه او چیره شد — خار پشت و لاک لاک و زاغ و زغن
رودها در بوستانش ساخته — بلبل و قمری و کبک و فاخته
باد در باغ مرادش جلوه گر — عندلیب و طوطی و طاوس نر
کرده از نعل سمندش خسروان — گوشوار و یاره و طوق و کمر
پاره پاره بر تن بدخواه او — جوشن و خود و قزاگند و سپر

کارگر بر پیکر خصمان او گرز و تیغ و نیزه و تیر و تبر
بارور در صد هزارش شهر و ده سیب و نارنج و ترنج و نار و به

ذکر ملک الشعرا رفیع الدین لنبانی ره

از اقران خواجه جمال الدین محمد است و لنبان از قرار اصفهان است بر دروازه و موضع نزه و جای دلگشای است و رفیع از انجاست شاعری خوشگو بوده و در اوان جوانی ازین جهان فانی تحویل نموده و اثیرالدین اوصاف سخنوری او را بسیار بنظم آورده است و رفیع معاصر سعید هروی است و این قصیده او است در مدح سید اجل فخرالدین زید بن حسن حسینی که از اکابر سادات ری است و احتشام و ملک او در ری بسیار بوده است

جانا حدیث عشق بگوشت کجا رسد هرگز بود که دولت وصلت بما رسد
من کیستم که صافی وصلت کنم طلب اینم نه بس که دردی هجرت مرا رسد
خاک رهت بدیده رسد نه چه جای آن هرگز چنین سزا بمن ناسزا رسد
الحق رسید آنچه رسید از هوا بمن آری بمردم آنچه رسد از هوا رسد
پشتم دوتا شد از غم و هیچیست ای ناسد وهم سبکی بدان بر زلف دوتا رسد
دلهم چو کهربا شد ز بر ساعت از نخیر چون شانه ح بسته است که بر کجا رسد
جانم چو شمع در شب هجرت بلب رسید چون نیست روز وصل تو بگذار تا رسد
گر صد هزار پاره کنند این دل مرا هر پاره راز عشق تو سوزی جدا رسد
بیگانه از هزار بود آشنا یکی هجرت باتفاق بدان آشنا رسد
تلخی است بخت تو و غلطی است منتظر این کار دولتت کنون تا کرا رسد
بشنو حدیث من که بسی قصه با رسن از عاجزان ببارگه پادشا رسد
دست از جفا بدار و بیندیش زانکه زود دردی ز دعای من اندر قفا رسد
ترسم کز بل نشوی چو صد هزار جفای تو از ما بسید اجل شکایتی رسد
فرخنده فخر دولت و دین زید بن حسن کز لفظ او بگوش امل مرحبا رسد

دامن ز رنگ سنبل و گل در کشد صبا گر بوی خلق او بمشام صبا رسد
سر در نشیب خدمت آرد سوی زمین هر روز کافتاب بوسطا السما رسد
ای آنکه چشم انجم روشن شود ز نور از خاک پایت او بفلاک توتیا رسد
در نوبتی که اهل کرم چون تو بی بود پیدا بود که همت ما تا کجا رسد
چندانکه مدح خواند بلبل تهنیت کی همچو گل بتاج و کلاه و قبا رسد
پاینده باش تا زگل و بلبل طرب دائم بگوش و چشم تو برگ و نوا رسد

و دیوان اثیر اومانی در فصیح در عراق عجم بسیار محترم است و شعرای هر دو را شعر تمام است اما در خراسان و ماوراء النهر متروک است۔

ذکر ملک الکلام سعید هروی رہ

زیبا سخن و لطیف طبع بوده از اقران قاضی شمس الدین طبسی بوده و مداح خواجه عزالدین طاهر فریومدیست که در زمان سلطنت اولاد چنگیز خان وزیر خراسان بوده است و در طوس مسکن داشته و بروزگار هلاکو خان بسعی امیر ارغون آقا از وزارت عزل شد و مبلغی مصادره داد و خواجه وجیه الدین زنگی وزیر باستقلال بوده و پسر خواجه عزالدین طاهر است سعید بسیار نازک سخن است و پوربها شاگرد سعید است و در مدح خواجه عزالدین طاهر گوید

بپر دو سه نگارم ز ماه تابان گوئی ولم ربوده خم زلف او چه چوگان گوئی
بهی که گوئی ز نخدان او بیار ز لب زلعل آب برو زآب حیوان گوئی
اگر سراسر میدان سخن بران باشند بدلبری برباید ز پیش ایشان گوئی
بیا نسیم صبا پیش آن نگارین شو حدیث درد ولم را بگوش جان گوئی
گرت هواست که گل پیش تو فرو ریزد به پیش او سخن از حسن روی جانان گوئی
ورت رضاست که سرو سهی ز جا برود حکایت قد رعنای آن گلستان گوئی
همان زمان که من این با صبا همی گفتم در آمد از در من آن عجیب چو بستان گوئی
چو دیدمش خم زلف همچو چوگانی فتاد در قدم او سرم چه غلطان گوئی

بگفتمش که سر زلف تو ره بود و ظلم — بخنده گفت زهی مردک پریشان گوی
جواب دادم و گفتم که ای نگار ظریف — اگرچه جان جهانی سخن بسامان گوی
من آن کسم که کسی با من این سخن گوید — که برده ام سخن از همه خراسان گوی
ز شاعران منم امروز در بسیط زمین — که برده ام بفصاحت ز جمله اقران گوی
خیال پرور و ایهام گوی و دور اندیش — لطیفه ساز و صناعت نمای و آسان گوی
چنین که بر گل رویت غزل سرایانم — مرا مگوی که شاعر هزار دستان گوی
کسی که دعوی بر قاضی بفضل و عقل کرد — گواه شاده است بیا گو بنظم برهان گوی
اگر نه کرد ز دعوی برجوع گو پیش آی — ثنای صدر صدور جهان ازین سان گوی
ستوده عز دول آنکه در جهان کامل — ببرد ذات شریفش ز نوع انسان گوی
جهان معدلت وجود طاهران کز فضل — بصولجان هنر می برد بپایان گوی
ز کائنات برون برد گوی رفعت از آنکه — که هست منطقه چوگان او و کیوان گوی
فلک مسخر تدبیر حکم اوست چنان — که در تصرف چوگان بود بفرمان گوی
اگر ز جودش دریا نشانه ای دارد — بآب دیده بیا گو بابر نیسان گوی
اگر تو فتح تمکین او چنین باشد — برون برد بجلال از جهان امکان گوی
زمانه خاک درش را که سرمه ثریاست — اگر بجان بفروشد هنوز ارزان گوی
کسی که تاج نخوابان او نشد او را — اسیر جاه نشد دان و قلیل حرمان گوی
خرد بتا با چون خلق مصطفی داری — بمدح خویش رهی را عدیل حسان گوی
چنین لطیف سخن در جهان کرا باشد — برای من نه بهر رضای یزدان گوی
نظر بحال دعا گو بچشم رغبت کن — حدیث خلعت بنده بگوش احسان گوی
بقای جاه تو بادا دهر که دین دارد — دعای عمر تو گو هیچ بنده از جان گوی

اما در روزگار دولت منکوقاآن هلاکو خان بپادشاهی ایران زمین موسوم شد و در پارس
...ل سنه تسع واربعین وستمائه بعد از جانقی و قورلتهای بزرگ با لشکر هزار هزار متوجه ایران شد
و او پسر تولی بن چنگیز خان است بغایت قاهر و صاحب دولت و صاحب رای بوده تمام ایران

زمین بروزگار او مسخر شد و تلافی خرابیها که در روزگار فترات واقع شده بود نمود و بدعتها را برانداخت
و قانون ممالک بروجهی ظاهر ساخت که مزیدی بر آن متصور نباشد و قصد دیار و قلاع ملاحده کرد و
حصون و بلاد ایشان را مسخر ساخت و خواجه نصیر طوسی در آن روز ببلاد و جبال ملاحده افتاده بود بخدمت
خان شتافت و چند سال ملازم بود و خان را در حق او اعتقاد عظیم دست داد و خواجه در مراغه
رصد بست و زیج ایلخانی استخراج نمود باتفاق مؤید الدین العریضی و نجم الدین و غیرهما و او
استیصال آل عباس و خلفاء بغداد او نمود و قتل و غارت بغداد و هلاک المستعصم بالله که آخر خلفاست
شهرتی عظیم دارد و در تواریخ مذکور و بین الناس مشهور و وفات هلاکو خان در شهور سنه ثلاث و
ستین و ستمائه عمر هلاکو خان چهل و هشت سال بوده است والله اعلم۔

ذکر ملک الفضلا شمس الدین طبسی رحمه الله

از صنادید علما و فضلا خراسان است هرچند قاضی زاده طبس است اما در دار السلطنه هراة
مسکن داشته با وجود فضل و کمال در شاعری مرتبه عالی داشته و خوش خلق و خوش منظر بوده و
سلطان سعید بایسنغر فرمود که دیوان مولانا شمس الدین خطاط کتابت کرده که مشهور است بر سبیل الکتابه
و بارها بایسنغر گفته که این گونه شعر و خط که خطاست در حق این دو شمس از نو اوراست و قاضی
شمس الدین معاصر سلطان الفضلا صدر الشریعه است و صدر الشریعه از اکابر فقهاست و با یکدیگر
صحبت داشته اند و گفته اند قاضی شمس الدین آوازه فضل و کمال صدر الشریعه شنوده عزیمت
بخارا نمود روزی که بدیدن صدر الشریعه رفت و آن شب صدر الشریعه قصیده گفته بود و بعد از آنکه
طلبه را درس گفت این قصیده را بخواند و فضلا در غش و تحسین این سخن می گفتند و این است

بعضی از قصیده صدر الشریعه

برخیز که صبح است و شراب است من و تو ‌ ‌ ‌ آواز خروس سحر است از هر سو
برخیز که برخاست پیاله بیکی پای ‌ ‌ ‌ بنشین که نشسته است صراحی بدو زانو
مینوش از آن پیش که معشوقه شب را ‌ ‌ ‌ صبح بکند و ببرد گیسو
در شیشه مینا می رنگین خور و پندار ‌ ‌ ‌ سنگی تو درین شیشه گردنده مینو

ای آهوی رعنائی تو صید دل من   وی زلف پریشان تو چون نافهٔ آهو

از حسرت شفتالوی رخ لب لعلت   نیلی رخ سرخم بطپانچه است چو آلو

مولانا شمس الدین از مجلس برخاست و فی الحال بطریق بدیهه این قصیده را جواب گفت و بحضور صدر الشریعه آورد و این چند بیت از آن است . قصیده .

از روی تو چون کرد صبا طرهٔ یکسو   فریاد برآورد شب غالیه گیسو

از زلف سیاه تو اگر شد گرهی باز   کز مشک برآورد فلک نعبیه هر سو

از شرم خط غالیه تا چیز تو ما تاره است   در وادی غم پاجگر سوخته آهو

خواهی که صدف دیده گهر باز ندارد   هنگام سخن عرضه مکن رشتهٔ لولو

ای زلف شب انگیز و رخ روز نمایت   چون عنبر و کافور بهم ساخته هر دو

آخر دل رنجور مرا چند برآری   زنجیر کشان تا بسر طاق دو ابرو

گفتی که بزر کار تو روشن سره گردد   آری همه امید من اینست ولیکن

بستم در اندیشه که چیزی نگشاید   زین خانهٔ رستش گوشه و این زاویه تو

چون صدر الشریعه این ابیات مطالعه کرد بر ذهن مستقیم او آفرین کرد و او در حلقهٔ درس مولانا صدر الشریعه بطلب علوم مشغول بوده و در علم و ادب کامل روزگار خود شد و امام صدر الشریعه از اکابر بخارا است با وجود فضل و کمال در شاعری بی‌نظیر بوده و در لطایف و ظرایف یگانه و در بسیط زمین تصانیف او منتشر شده و این قطعه او راست .

یکی و پنج و سی و بیست نیمی   دگر دست و یه فرنگی چند

پس آنگه دست ما و دامن دست   گنه از بنده و عفو از خداوند

و بعد از انصراف بخارا بطرف خراسان مولانا شمس الدین ندیمی مجلس وزیر با استحقاق نظام الملک که بوقت سلطان جلال الدین وزیر خراسان بوده متمکن شده و در مدح او قصاید غرا دارد و از جمله قصاید یکی اینست .

خیزای گرفته بوی گل از عارض تو خوی   تا باغ عمر تازه کنیم از نسیم می

پر خنده وار صبح دم از سینه لب طرب   تا کی دم زمانه خوری چون کمان نی

دامن کشان بخدمت سلطان گلخرام — تا سرو در هوای تو بندد میان چو نی
بلبل نگر که در طلب باغ عارضت — فرسوده گرد عرصهٔ آفاق زیر پی
ای دلبری که فرخلهٔ زنگار فام گل — از رشک چهرهٔ تو قبا شد هزار نی
از یک نظر که نزهت رخسارهٔ تو کرد — لطف بهار تعبیه شد در نهاد وی
گل پارهٔ سریر فرو رفته پیش تست — نگذار تا عذار تو نسبت کند بوی
از نرگس سیه دل جادو سوال کن — کین جور تا چه مدت و این عشوه تا کی
عدل خدایگان وزارت پناه جهان گرفت — زین بیش منجور نکشی چشم ان زمانه ای
فرخنده صدر دولت و دین آنکه دست او — بر هم شکست قاعدهٔ خاندان طی
عادل نظام ملک محمد که رای او — بر روی شهریار کواکب نهاد کی
چون روزگار کار سماحت بدو سپرد — منسوخ شد مآثر و دستور ملک ری
تقدیر بی اشارت رای رفیع او — در حیز وجود نیاورد هیچ شی
آنم که زاد ذات مبارک بقای او — اقبال گفت انبتک الله یا صبی
طبعش بیاز گفت که سیم و درم مخواه — کین یک سیه دل آمد و آن یک سفیه ای
جائی که نقل ابر خوشکام او رسد — گردون چگونه میل کند سوی تاج کی
آنکس که نور ناصیه آفتاب دید — دانم که طبع او نکند یاد هیچ فی
ای مهر تیغ تو که چو کیوان سپهره — از پای تا بفرق سر قاتلان حلی
بیش گفت چگونه ستایم محیط را — کس گفت پیش چشمهٔ کوثر حدیث نی
از خاک در گه تو که اکسیر دولتست — پیرایه ایست مرد که دیدست فی
تا لازم حیات بود اعتدال طبع — بادا رسیده صیت کمال تو حی به حی

و مولینا شمس الدین روزی مفلس بود از خدمت وزیر صدر الدین نظام الملک یک هزار دینار قرض خواست و تمسک مرعون بدین منوال انشا کرده بخدمت وزیر فرستاد که قال الله سبحانه و تعالی واقرضوا الله قرضا حسنا مقصود از این حکمت آنست که خداوندان نعم و ارباب علوم از انعام عام و اکرام تمام اهل الله را دستگیری کرده اند و آنرا در زمرهٔ فیض الهی قرض شمرده اند بنا برین مقدمه قرض

داو خزانه دار سخاو کرم مخدوم معظم سلطان الوزرا فی العالم خواجه نظام الملک محمد اعز الله دولته القاهره واعوان حضرة الزاهره از نقره رائج من فضه واکواب بکاتب حروف ناما لوف بنده طهوف شمس طبسی داد و او بدین مبلغ مذکور مدیون گشت هر شخص عوض این مبلغ بحکم آیه کریمه فله عشر امثالها بر کرم باری عز شانه است اما رهن کرد مقر مذکور و مستقرض مسطور عوض اینمال را در مقرله عز نصره و ابد عصره جمله باغی لجنة قطوفها دانیة در شهرستان بلدة طیبه ورب غفور و در محله والذین اوتوا العلم درجات مزارع آن کمثل الحرث کشجرة مبارکة لاشرقیة ولاغربیه موصوف است باصلها ثابت و فرعها فی السماء بنات آن انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة هر یک از حساب سنابل آن کانها کوکب دری شرب آن از بحر و کاسا دهاقا مدخل ان ادخلوها بسلام آمنین بمساحت عرضها کعرض السموات والارض و آنباغرا چهار حد است حد اول بسرابوستان عقل حد دوم بحجره خیال حد سیوم بشارع فکر حد چهارم بکوچه و هم رهنی درست و شرعی و بعد از آن راهن طهوف باغ معروف را از مرتهن مذکور باجاره گرفت تا بوقت استماع ندای یا ایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة بحکم لهم اجر عظیم هر سال به پنجاه عقد گهر سلک نظم که هر عقد آن من الشعر لحکمة معدن عقود همین باغ معهود محدود و عبارت از هر عقدے قصیده متین غرا که اگر بر کوه خوانند لارایته خاشعا متصدعا من خشیة الله و مستاجر ملتزم و متکفل شد که مال اجاره را بے اہمال و امہال جواب گوید بشهادت وکفی بالله شهیدا۔

ذکر ملک الفضلا امامی هروی

از جمله فضلاء ممالک خراسان است و با وجود علم و فضل شاعری بےنظیر بوده و با شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی و مجد الدین همگر فارسی معاصر است صاحب نزهت القلوب گوید که روزے خواجه شمس الدین محمد صاحب دیوان و ملک معین الدین پروانه که در عهد اباقاخان حاکم ممالک روم بود و مولانا نور الدین رصدی و ملک افتخار الدین که از فضلا و ملک زوزن است هر چهار فاضل باتفاق قطعه بحضور خواجه مجد الدین فارسی فرستادند و از وا استفسار کردند۔

پروانه گفت شیخ فارس مجد ملت و دین ... سؤالے مے کند پروانه روم

ملک افتخار الدین و نور الدین رصدی گفتند۔

زشاگردان تو هستند حاضر　　رہی و افتخار و نور و منظلوم

صاحب دیوان گفت۔

چو دولت حضرتت را هست لازم　　دعاگو صاحب دیوان ملازم
ز شعر تو و سعدی و امامی　　که این به پسندند اندرین بوم
تو کن تعیین او چون ملک انصاف　　بود در دست تو چون مهره در موم

خواجه مجد الدین این رباعی در جواب فرستاد۔

ما گرچه بمنطق طوطی خوش نفسیم　　بر شکر گفتهائے سعدی مگسیم
در شیوه شاعری باجماع امم　　هرگز من و سعدی بامامی نرسیم

و این فضل که در حق امامی گفته اند در شیوه بدایع و صنائع شعری بوده باشد اما سخن شیخ سعدی را مراتب عالی وارد و مشرب اورا از حقیقت و طریقت سخن او نشانی میدهد و از نمکدان الطاف آنے وارد و امامی از صنادید علماء هرات است اما در کرمان و اصفهان در بعضے اوقات مسکن داشته و قضاة هراة از نسل امامی اند خواجه فخر الملک که از بقیۂ وزراء و صدور خراسان است مربی مولانا امامی بوده و این قصیده را در حق فخر الملک میگوید۔

چون کبک خسته لب بشراب مروّقے　　کیکے از ان بطوق معنبر مطوقے
در بزم خوبتر ز تذرو و ملوئے　　اندر مصاف چهره تر از باز ازرقی
بر آفتاب طعنه کنی و مسلمی　　بر مشتری و ماه بخندی و برحقی
گر ماه در لباس کبود منتقلاست　　تو شاه در لباس بنفسج مبغرقی
مانند همین برو شنی ماهتاب از آب　　سیمین برت بزیر بغلطاق قیقی
بر آب دیده پیش تو زورق سوان کنم　　گر زانکه بینمت که تو مایل بزورقی
گر حور عین ببیند عناب شکرت　　آیا که چون گزند سر انگشت فندقی
گر پادشاه حسنی اندر بساط دهر　　در صدر خواجه به بودت جائے بیدقی
تاج امم خلیفه جهان فخر ملک و دین　　کز آدم است او در وشکنده مابقی

چون نزد سروران بکرم نام او برند تن در دهد زمانه باسم مطابقی

ای آنکه عز و جاه بزرگان کشوری وی آنکه صدر و بدر وزیران مطلقی

محصول کارگاه نجوم مرتبی مقصود گرد گشتن چرخ مطبقی

اندر بهار فضل نسیم معطری واندر نسیم خلق بهار خورنقی

پیش حصار حزم تو کان حصن دولتست بحر محیط پایهٔ ندارد خندقی

بی مجلس تو طبع نجوید معاشرت بی ساغر تو می بگذارد مروقی

موضوع کردی از کف بخشندهٔ اسم جود تو صدر کز مصادر اقبال مشتقی

فضل تو بحر دان حقیقت بپایه ار زان در هنر بنزد بزرگان محققی

آن دل که شد معلق مهر و هوای تو چون زلف یار رنج ندید از معلقی

این شعر داشت قافیه مغلق آنچنانک بر بستمش که کس نخواند ز مغلقی

من پارسی زبانم ازان کردم احتراز زان تازیی که خنده زنند از مریقی

گردم همی بگرد سخنهای دلفریب در آرزوی نظم معزی و ازرقی

ناید درین قوافی ازین خوبتر سخن گرچه سخن طراز نماید فرزدقی

احمق بود که عرضه کند فضل پیش تو خرما به بصره بردن باشد ز احمقی

تا زین چرخ اشهب و گرد زمین بود از مرکب زمانه نیابد جز ابلقی

بر هر مراد و کام که داری مظفری وز سیر مهر و سعد که خواهی موفقی

گویند که فخر الملک این قطعه پیش مولانا امامی فرستاد بطریق استفتا **قطعه**

سر افاضل دوران امام ملت و دین خدایگان شریعت درین چه فرماید

که گربه گر قفس قمری و کبوتر را بشب زدن ز ره ظلم و جور بر باید

خدایگان کبوتر ز روی شرع و قصاص اگر بریزد خون گربه را همی شاید

امام در جواب این قصیده را فرستاد۔

ایا لطیف سوالی که در مقام خرد ز روی خلقت نکهت نسیم جان آید

بگربه نیست قصاصی که صاحب ملت چنین قصاص بشرع گزین نفرماید

نه کم ز گربهٔ بیدست گربهٔ صیاد — که مرغ بیند و بر شاخ پنجه بگشاید
اگر بیاعد بیمین خود سری آرد — بچون گربه همان به که دست نگشاید
بقای قمری و عمر کبوتر ار خواهد — قرارگاه قفس را بلند فرماید

اما اباقاخان بعد از هلاکوخان بر سریر ملک جلوس کرد پادشاهی قاهر و مروانه و باراستی و تدبیر بود و وزارت بصاحب مغفور خواجه شمس الدین صاحب دیوان داد و لشکر بروم فرستاد و بعضی از روم مسخر کرد و صدر عراق را خواجه نصیر الدین اگرچه بروزگار هلاکوخان بنیاد کرده در عهد اباقاخان باتمام رسانید سی تومان اباقاخان برآنجا خرج و اباقاخان تابستان در ایلاق و زمستان در مراغه بودی و هفت سال در اکثر ایران زمین به تنها پادشاهی کرد شبی در مرغزار اوجان در حوالی تبریز نشسته بود ناگاه وحشتی در وی ظاهر شد و گفت مرغی عظیم قصد من دارد تیر و کمان بمن دهید چون تیر و کمان بدست گرفت فی الحال بیفتاد و جان بحق تسلیم کرد و کان ذلک فی شهور سنه اربع و سبعین و ستمائه۔

ذکر ملک الشعرا فرید احول رحمة الله

از اقران امامی هرویست و در اصفهان در زمان صاعدیه ظهور یافته و در شاعری کمل است و این قصیده را در صفت شب محکم گفته است۔

نماز شام که از اوج این رواق ولائی — فرو شد زورق زرین بر آید از لشتی تائی
ز اوج موج این دریا بر آمد صد هزار انجم — چه در رشتهٔ محیط گل شناور چیل مرغابی

صفت انجم که صفت طلوع نیر اعظم است در آخر این قصیده بیان کند و در چه خیالات درین قصیده کارها دارد سلطان سعید بایسنغر میرزا باباسودائی را جواب این قصیده فرموده و مطلع قصیده باباسودائی این است۔

جم انجم چو زد بر چرخ شادروان دارابی — بر آمد شاه قاقم پوش ازین ایوان سیمابی

و فرید در تعجیل که ذهن او درین قصیده مبادرت کرده متعجب این بیت میگوید که یک هفته باصفاهان فرید این بیت انشا کرد عجائب داشت طبع او ازین تیزی و استادی و باباسودائی

صورتے از نوادر درین بیت باز بینماید بیک ساعت بگفت این شعر در باورد سودائی اندر سیاہان گیچہ گفت آن را باشتابی غالبا لفظ یک ساعت از محل دور مینماید چہ ہشتاد بیت متین در ساعتے گفتن مشکل است تاویل آنست کہ در عرف عوام ہست کہ برائے یک ساعت عمر جاودانی مخور یعنی اندک فرصتے را یک ساعت گویند واشاد راست نگہدار فرصت کہ عالم دمے است وعی پیش دانا بہ از عالمی است قال رسول اللہ الدنیا ساعۃ فجعلہا طاعۃ

ذکر اثیر الدین اومانی رہ

مرد خوش طبع وفاضل بودہ ودیوان او مشہور است ودر علم شاگرد نصیر الدین طوسی نور اللہ قبرہ بودہ اصل او از ہمدان است اشعار عربی بسیار دارد وسخن را دانشمندانہ میگوید واین قصیدہ در صفت زمستان گفتہ در مدح اتابک ازبک بن محمد قصیدہ

بہار دار زاد یار برد در بہمن	چنین کہ دید بنفشہ کہ ریخت برگ سمن
بدو دعو دہمے ماند ابر واین عجب است	کہ دود عود بکافور باشد آبستن
چنین کہ جوشن سیمین باب می بینم	چگونہ کار کند تیغ خور بران جوشن
باب بنگر و یاد آور از سنان قدیم	بزال ماند در بند ماندہ از بہمن
زرشتہائے سفید سحاب تافتہ ام	کسے نہ بینم از مہر یک سر سوزن
برہنہ بود جہان مدتے و درزی ابر	بدوخت از پے عالم سفید پیراہن
اگر نہ چشمہ خضر است وپردہ ظلمات	چرا در ابر نہان است چشمہ روشن
ببست آب روان ہیچنانکہ گوئی ہست	بسان خنجر خسرو ہم آب وہم آہن
ملک مظفر دین خسرو جہان ازبک	کہ روح کشور گیتیست او وعالم تن
تخلصے بشنو اسے یگانہ خسرو وقت	زعنصری کہ بود اوستاد اہل سخن
بہ تیغ کہ بران ابر گستر و کرباس	کہ تا بپیش تو آرد زمانہ تیغ و کفن
چراغ روز نمیتابد از سپہر بخواہ	چراغ مے کہ برد ظلمت از خانہ تن
بیار بادہ روشن اگرچہ تیرہ ہواست	کہ چون پیالہ ہی روشنست دیدہ من

مگر خدنگ تو مرغیست آهنین منقار	که هست چینهٔ او دانهٔ دل دشمن
خدایگانا نیغت وبال خصم آمد	گرفت خواهد خصمت وبال در گردن
چو عاشقان چه عجب گر ز عشق طلعت او	هزار چاک زند آخر الزمان دامن
هنرپناها تشریف تو همایون باد	بر آفتاب بزرگان سر صدور زمن
مجیر دولت و دین مفخر صدور عراق	که هست گاه کفایت چو صد نظام حسن
بعهد مملکت جم گر آصف او بوی	نیوفتادی خاتم بدست اهرمن
همیشه ابلق ایام بکشد رام تو باد	اگرچه ابلق ایام هست مرد افگن

ذکر مولانا رکن الدین قبائی رہ

از جملهٔ شاعران متقدمین بوده شاگرد اثیر الدین اومانی و استاد پور بهاء جامی است و از ترکستان بطریق سیاحت بعراق عجم افتاده و با بدر الدین جاجرمی در اصفهان مشاعره و معارضه و مشاعره دارد فاما سخن او از سخن بدر افضل است و مجیری شاعر نیز که استاد بدر جاجرمی است معاصر قبائی بوده و قبائی در حق بدر جاجرمی گوید

فحل اشعارم قبائی زان سبب دارد لقب	چون زنان لیسے بدر جاجرمی مبین مجیری

مولانا رکن الدین در حق خواجه عز الدین این قطعه گوید

چه شد امسال آخر ای مخدوم	که من ز رنج دیدهٔ مظلوم
بعد ده سال حق برین دولت	گشتم از هر مراد دل محروم
راه من بنده خدمت و دعا	و نه این هر دو بوده ام ملزوم
و هر دو دوران همان ستمگارند	و آدمی همچنان جهول و ظلوم
نه منم عاطل از فنون هنر	نه توئی عاری از فروع علوم
نه تو مفلس شدی نه من منعم	نه تو خادم شدی نه من مخدوم
تو همان مالکی و من مملوک	تو همان حاکمی و من محکوم
هست این بیت نظم مالک فضل	رحمة الله سنائی مرحوم

رزق برتست هرچه خواهی کن　　خواه احسان شمار خواه رسوم

گویند قبا ولایت نزه و دلکشا ست و در اقصائے ترکستان است وشهرے عظیم بوده اکنون شهر خراب شده وآن دیار مسکن مغول وقلماق است وخواجه نصیر الدین طوسی نور الله مرقده درکتاب خلافت نامهٔ الٰهی میاورد که پیغوبن طغان در زمان سلطان محمود سبکتگین حاکم قبا بوده و او مردے عادل وخیّر بوده ودر نهایت پیری گوش او گران شد زار زار می گریست که بعد ازین آواز داد خواهان چگونه شنوم اما روز جمعه فرمودے تا تخت او را در میدان نهادندے و بر تخت نشستے و فرمودے تا هر کرا تظلمے بودے جامهٔ سرخ پوشیدے آنکس را طلب فرمودے وکیفیت بر کاغذے نوشته بدست او دادے وبغور او رسیدے چون دعوت حق را لبیک اجابت گفت وازین جهان فانی از خاکدان ظلمانی رخت بریاض جاودانی برد پنج پسر داشت ملک را بر پسران پنجگانه قسمت نمود و سلطان محمود چون سمرقند و ماوراء النهر مسخر ساخت ازان پنج برادر که حاکم قبا بودند خراج خواست این قطعه بسلطان فرستادند.

ما پنج برادر از قبائیم　　دریا دل و آفتاب رائیم
ما ملک زمین همه گرفتیم　　اکنون بتفکر سمائیم
گر چرخ بکام ما نگردد　　چنبر ز همش فرو کشائیم

سلطان دریافت که غرور و نخوت در دماغ ایشان متمکن شده پیدا گشته اند که غیر از قبا ملکے دیگر نیست که گفته اند ما ملک زمین همه گرفتیم عنصری را گفته تا جواب ایشان را دو بیت انشاد کند این است.

نمرود بگاه پور آذر　　مے گفت خدائے خلق مائیم
جبار بنیم پشه اورا　　خوش داد سزا که باز گوئیم

ارسلان جاذب را با لشکر انبوه فرستاد تا گوشمال ایشان را بدهد ارسلان مدتے شهر قبا را محاصره کرد و در قلعه و شهر قحط خاست وآن پنج برادر عاجز شدند و از روئے عجز این قطعه دیگر بار بسلطان فرستادند.

ما پنج برادر قبائیم　　در قحط و نیاز مبتلائیم

شاها تو عزیز ملک مصری | اخوان گناه گار مائیم
مارا که بضاعتیست مزجاة | شرمنده ز حضرت شمائیم
بر حالت زار ما ببخشائے | از فضل و کرم که بینوائیم

سلطان چون این شعر مطالعه کرد رحم آمدش و گفت قطعه اوّل از غرور بود و واجب نمود گوشمال دادن و این قطعه از عجز و نامرادی و در طریقت این زمان از جریمهٔ ایشان درگذشتن خوب مینماید فرمود تا لشکر از ولایت ایشان برخاستند و مملکت را بتیغ برادر مسلم داشت حکایت کنند که ارسلان جاذب بروزگار سلطان محمود حاکم طوس و نیشاپور بود و امیر بزرگ بود و دستار [illegible] آورده اند که ارسلان با سلطان خویشاوندی داشت و مرد صاحب خیر و مردانه بود رباط سنگ بست که بر سر چهار راهی واقعست راهی از نیشاپور بمرو و راهے از طوس بهراة او ساخته است و در ربع زبین رباطی از آن عالی تر هیچ مسافرے نشان نمیدهد و امروز ویران است و قبر ارسلان در رباط مذکور است و این ترکیب بر گرد قبر او نوشته اند کل ملک سیفوت کل فانی سیموت لیس للانسان حیاة سرمداً الا الملک الحی الذی لا یموت

چون ضمیر منیر امیر کبیر عالم فاضل معین العلما و مربی الفضلا و مقصد الفقرا الذی قصر لسان القلم عن وصف ذاته نظام الحق والدین علی شیر خلد الله ظلال دولته علی رؤس المسلمین و ابقا بتجدید سنت سنیه اکابر مصروف است در جنب آن رباط رباطی مجدداً احداث فرمود که چشم روزگار چنان عمارتے ندیده و امروز مقصد مسافران و مطلوب مجاوران این دیار است و در زیبائی چون عروس آراسته و در رعنائی چون بوستانے پیراسته حق تعالی وجود شریف این معدن خیرات و مبرات را همیشه در پناه خود محفوظ دارد

پدر بجائے پسر هرگز آن کرم نکند | که دست جود تو با خاندان آدم کرد

ذکر ملک الفضلا خواجه مجد الدین همگر فارسی

مرد فاضل و هنرمند بود و در روزگار خود در فضل و استعداد و ظاهر و باطن نظیر نداشت و خوشنویس و خوشگوی و ندیم مجلس سلاطین و حکما و حکام بودے و نسب او بکسری نوشیروان بن قباد میرسد

چون نسب و حسب او را دست فراهم داده نزد حکام و اشراف قبول تمام یافته و در روزگار خود ملک الشعرا فارس و عراق عجم بوده و هر مشکل که در عالم شعر دران دیار واقع شدے همگنان بادے رجوع کردندے و دیوان خواجه مجدالدین در عراق شهرتے عظیم دارد و لطایف او بین الخواص والعوام مذکور و مشهور گویند همه روز خواجه مجدالدین با اتابک بن ابوبکر زنگی نرد باختی و چنان واقع شد که اتابک ترک لعب نرد کرد و برین یکسال گذشت و خواجه مجدالدین این قطعه بخدمت اتابک فرستاد قطعه

خسروا داشت بخانے تو مرا یار چنانک — کان تبارست زدن لاف زهستی با من
آسمان با همه تعظیم و بلندی کو راست — میزد از روی تواضع دم پستی با من
تا تو برداشتی اکنون ز سرم دست کرم — میزند از سر کین تیغ دو دستی با من
یاد میدار از ان شب که رهی را گفتی — عمر باقی بنشین خوش چو نشستی با من
آن شب آن بود که در سر هوس نرد تو بود — نردمن بردم عدا تو شکستی با من
یارب امسال چه تدبیر کنم کو که چو پار — شه بیازد نرد بستی با من

اتابک سعد در جواب فرستاد

از صروبای مصری یکصره الحقا دیناره — سبے لعب نرد کردم هر ساله بر تو اورا

گویند مدتے ها این بیت بحال در حق خواجه مجدالدین مجرا بودے اما بتقریب قصه از اتابا نوشیروان بادل واجب بود نوشتن سیرت پسندیده او تا عبرت بود که شیخ سنائی در حدیقه خود ذکر آن کرده است تمثیل

تا بجستے برد جام نوشیروان — شاه میدید کرد ازو پنهان
دل خازن بجم شد بخاست — تا هم بحق گرفت از چپ و راست
هر کسے را مطالبت مے کرد — او بدید و درد رنج و غصه و درد
شاه گفتا مرنج و غصه مسنج — هیچکس را مدار در غم و رنج
کانکه او جام برد ندهد باز — وانکه او دید فاش نکند راز
شاه روزے میان رهگذری — دزد خود را بدید با کمرے
کرد اشارت بخنده که باری — کین از آن جام هست گفتاری

در روزگار ملوک عجم بر رعایا ظلمها واقع شدے وچون نوبت بانوشیروان رسید بیخها
برانداخت وقاعده های خوب پیدا ساخت وسد باب الابواب که اسکندر بسته بود مختل و ویران
شده بود انوشیروان آنرا عمارت کرد و منع لشکر دشت قبچاق فرمود و مزدک که بروزگار قباد ظاهر شده
بود و مذهب زندقه را عدل نام کرده وانوشیروان روز مهرجان بتدبیر هفت هزار از عوان و اصحاب
سرنگون در خاک فرو برده هلاک ساخت وقباد بعد از آنکه شصت سال سلطنت کرده بود در زندگانی
خود انوشیروان را بر تخت نشاند و خود را در آتش گاه بتعبدی که دران کیش دستور بوده مشغول گشت
وانوشیروان چهل و هشت ساله بعدل و داد و تعظیم حکما روزگار گذرانید و در بارگاه او همواره چهار
کرسی زر نهاده بودی یکی ملک ترک را ویکی هند را ویکی روم را ویکی ملک یمن و عرب را و
هر سال یکی از ملوک چهارگانه بخدمت او آمدندے وبنوبت بر مستقر خود قرار گرفتندے صاحب
تاریخ بناکتی گوید در زمان دولت مامون خاتم انوشیروان یافتند سه سطر بران مسطور و مکتوب بود سطر
اول این که راه تاریکست مرا چه بینش سطر دوم عمر دوباره نیست مرا چه خواهش سطر سوم مرگ در قفا
است مرا چه رامش سعدی گوید بعد از هزار سال که نوشیروان نماند گویند خلق و هر که بوده است عادلے
همواره اشراف روزگار در دور او محجوب و اراذل در روزگار او منکوب مے بوده اند و انوری درین
باب مے فرماید

نوشیروان که طنطنه صیت عدل او — تا حشر بر زبان افاضل روا بود
هرگز روا نداشت که بد اصل و سفله را — در عهد او زبان قلم در بنان بود

از سیرت پسندیده و رعایت مراسم خیر نوشیروان بمرتبه رسید که علما درباب عذاب او توقف دارند
حرمت عدل را باوجود شرک که داشته و حضرت رسالت فرموده که ولدت فی زمن الملک العادل
زهے درجه عدل و زهے سعادت پادشاه عادل پادشاہے که موحد و عادل باشد فرض کن که رایت
و رعایت او چه مرتبه باشد حق تعالی این پادشاه عادل که عدل او از عدل انوشیروان مزیت دارد
و سیرت پسندیده او نزدیکست که بشعار خلفاء راشدین رسد سالها بر سر امت احمد مختار پاینده دارد
و دست تطاول بد اصلان و دونان را از سر رعیت کوتاه گرداند و این قاعده را که جولاهه بچگان و دهقانان
قلم استیفا بدست گرفته اند چنانکه کار ایشان و پدران ایشان گاو بندی بوده اکنون قدم از سیاست

وعمل سلطانے میزنند ودرین کار نقصان دین وملت وشکست شرع وسنت است.

تیغ دادن درکف زنگی مست به که آید علم جاهل را بدست

بکلی دفع فرماید چنانکه مشاهده میرود که بازاریان وعوام الناس ومردم دیها وصحرانشینان فرزندان خودرا بعلم رقوم وسیاق میسازند وچون درین علم باندک مایه نه باستحقاق شرعی یافتند بعلمداری مشغول میشوند وفساد این اراذل بمسلمانان میرسد وچون از اجرام مال مسلمانان وجه معاش و زینت لباس آسان بدست میاید کدخدازادگان ممالک نیز رعیتے ترک کرده بعملداری مشغول میشوند وعنقریب در ملک وکفایت نقصان فاحش دست خواهد داد اگر این شیوه مذموم را بازخواست نفرمایند ومنع نکند حکایت کنند که چون ملک شاه را در دارالسلام بغداد متخلص شد خواست تا با خلفا وصلت سازد خواجه نظام الملک را طلب کرد وگفت میخواهم که بتعجیل باصفهان روئے ودرعرض دو هفته دویست هزار درهم سرانجام نموده بعساکر ظفر پیکر رسانی وخواجه را اجازت اصفهان داد وخواجه بدینور درخانه کدخدائی نزول کرد وان مرد خواجه را خدمتگاری چنانکه شرط است بجائے آورد وشب درخدمت خواجه نشسته بود عرض کرد که موجب چیست که خواجه بدین تعجیل میرود واسباب وتجمل همراه نیست خواجه گفت سلطان را خرچی ضروری دست داده من میروم تا در دو هفته دویست هزار درهم از اصفهان بخزانه رسانم دهقان بعرض خواجه رسانید که مرا بدولت پادشاه چهار صد هزار درم استعداد ونیاوی هست ومردپیرم وپسر قابل دارم ومیخواهم که او را بعلم وخط استیفا بشاگردی وهم ومن مردودن وبے استحقاقم وسلطان مثل من مردم را منع این نوع کار فرموده مے ترسم وفرزند خودرا بدین علوم باستاد نتوانم داد اگر شما درین شغل بجهة من اجازه از سلطان حاصل نمائید دویست هزار درم نقد بخزانه سلطان خدمت میکنم خواجه از پیر مرد این سخن شنید بسیار خوشحال شد واین را کفایتی مستحسن تصور کرده در خانه دهقان ساکن شد وکیفیت احوال رابدست قاصدے بسلطان عرضه داشت نموده سلطان چون مکتوب خواجه مطالعه کرد درغضب شد ورخساره مبارکش برافروخت وسوگند خورد که اگر محاسن سفید نظام الملک دستگیر او نشدی وحق خدمت او که در حق پدرم وحق من مدتهاست موکد وثابت است او را رسوا ساختمی آخر خواجه بمنید انکه مرا بمال دهقان احتیاج نیست تا از روئے حرص وطمع مال از او بستانم پسر او را که اهلیت واستحقاق نباشد بکار مسلمانان نصب کنم واز دکارها تا پسندیده

بمسلمانان رسد دمرانکو ہش کند کہ ملک شاہ رشوت گرفت و نااہلان را علم اشراف و بزرگان اذن فرمود ہمانا خواجہ دشمن من بودہ و من اورا دوست تصور مے کردم و بدو نوشت کہ بکاری کہ ماذون شدہ برود توقف مکن غرض کہ سلاطین کارہا بزرگ بمردم خورد نفرمایند مبالغہ بدین منوال داشتہ حکایت سلطان سنجر را پرسیدند کہ دران وقت کہ بدست غزان گرفتار بودے کہ ملکے بدین وسعت و آراستگی کہ ترا بود چنین مختل شد گفت کارہا بزرگ بمردم خورد فرمودم وکارہا خورد بمردم بزرگ مردم خورد کارہا بزرگ نیارستند کرد و مردم بزرگ از کارہا خرد عار داشتند و درپے نرفتند ہر دو کار تباہ شد و نقصان بملک و دولت رسید۔

جز بخردمند مفرما عمل ۔۔۔ گرچہ عمل کار خردمند نیست

ذکر ملک الافاضل پور بہا جامی

بغایت مرد مستعد و قابل و فاضل بودہ و آبا و اجداد او قضاۃ ولایت جام بودہ اند و او مردے خوش طبع بودہ و بدین پایہ سر فرو دنیا در نہ ہموارہ با مستعدان نشستی و بیشتر اوقات در بہراہ روزگار گذرانیدے و او شاگرد مولانا رکن الدین است کہ بقبائی مشہور شدہ بروزگار ارغون خان در ملازمت خواجہ وجیہ الدین زنگی بن طاہر فریومدیست بہ تبریز رفت و با خواجہ ہمام الدین مشاعرہ کردہ و سحور مشکلہ قصاید دارد و این غزل اوراست بیت

بریاض آفتاب از شب رقم خواہد کشید	ماہ را بر صفحہ خوبی قلم خواہد کشید
یارب این یکقطرہ خون کو را ہمیخواند دل	تا کسے از بیداد مہر دیان ستم خواہد کشید
امشب اے شمع از سر بالین یاران مرو	بیدلے سر در گریبان عدم خواہد کشید
پر حذر باش امشب اے ہمسایہ یتا لحزن	کز سر شک چشم من دیوار غم خواہد کشید
میکشد بار غم محبوب و میداند بہا	ہر کہ عاشق شد ضرورت بار غم خواہد کشید

و این قصیدہ ہم اوراست در مدح خواجہ اوراست در مدح خواجہ وجیہ الدین زنگی در اصطلاح لغت مغولی بسیار مستعدانہ گفتہ است و برین نسق شعر در دیوان استادان کم دیدہ ام۔

ایکردہ مدح بالب لعل تو نوکری	محبوب از یکے ونگاری وچادری

نوئین نیکوانی و ترغو لب ترا از تمغا صد تغار بریزد دو لب باری
در بیلغ غم تو ز بس نالها سخت غون شد دل چریک و رعایا و لشکری
هندوستان زلف ترا چشم ترک تو بلغاق کرده هیچو تو شون نکودری
قامان حره هاے تو چون کلک ایلچیان کردند مشق بر رخ تو خط لے غوری
کردند ترک بر لب جیحون چشم من خیل خیال تو چو تومان پیادری
تمغاچی غم تو زد از اشک آل من تمغاے تیغ بر ورق زر جعفری
کردم تمشی لبت جان ببوسه سورغامشی نمیکند از راه کافری
تا تمشی کنیم بسهم در مجادله زین قصه پیش داور آفاق کیسری
بیلگالغ بتکچی قاآن اعظم انک دارو ره تبکساچی و راه بهادری
اے صاحبے که هست زیر تیغ حکم تو ترک و مغول و تازی و رومی و بربری
ارتاق گشت بالقبت تا بشرق و غرب تنسخ برد برابے تو خورشید خاوری
متقاوران عقل تو در راه مملکت بستند دست فتنه و جور از ستمگری
پرشیوه سخاے تو آنش عطا دهند باورچیان یکاسه زرین مشتری
توشقی همت تو ز بهر قمر الغو بربست بال نسر بپر کبوتری
سرکوعنائیے تو اغر لامشی کند بر سر کشد برندق او چرخ چنبری
آنکس که او رسید بیاساے حکم تو در خاک تیره خشت لحد کرد بستری
اختاچی سیاست انجی اجل در گردن عدوی تو بندد دو چنبری
پور بها دعاچی درگاه دولتت گشت ست اشکبار ز غم او بیخودی
سوغات حضرت تو فرستاد این دعا یاوش نگیر بخاطر عاطر در آوری
نوشند مگر ز سر غوث انعام عام تو در طوے تنشش تو ایاغ توانگری
یاقیشی کند چه گیجی تربیت ترا در شعر با نظامی و قطران و انوری
بر گفته اند درین اصطلاح شعر فردوسی و دقیقی و پندار و عنصری
نشنیده است در عرب و در عجم کسے زینسان قصیده ز مغری تبحری

تا هست کار ملک بپاسائے پادشاه — تا هست حکم شرع بدین پیمبری
در حفظ خویش ایزد تا سر امشی کشاد — پاینده باد ذات تو از فضل تنگری

اما ارغون خان در روزگار دولت پدرش اباقا خان پادشاه خراسان بود چون اباقا خان
وفات یافت در خطه تبریز شهزادگان و امرا برغم او احمد بن هلاکو خان اتفاق کردند و او را به تخت نشاندند
و احمد خان پادشاهی نیکو سیرت بوده و میل تمام باسلام و اسلامیان داشت و گویند مسلمان بود
اما از برائے مصلحت اسلام ظاهر نمیکرد و بعد از آنکه که بر سریر خانی جلوس کرده بود عزیمت خراسان
نمود و ارغون خان از و منهزم شد و از طوس راه کان پناه بقلعه کلات برد و احمد خان قلعه را محاصره
نتوانست کرد که آن قلعه را دور دوازده فرسنگ است و در دوازده دارد و دیگر کوه محکم است مثل برج
دیوار و سے آن قلعه هیچ جا نیست و در آن قلعه لشکر ها را آب خورد و علفخوار است و ارغون بعد
از یکماه پیش عم آمده و عذر خواست و احمد خان را شفقت عمومت در کار آمد و آسیبی بارغون نرسانید
و خود کوچ کرده بطرف عراق روانه شد و ارغون خان را با جمعی از خاصان خود سپرد که از عقب بیاورند
مشکلی بوقا که مقدم آن مردم بود با ارغون خان عهد بست و او را خلاص داد و باقی مردم با ارغون
متفق شدند و لشکر استرآباد و بیلقان پیوست و در عقب احمد خان روانه شدند و چون احمد خان بنخجوان
رسید خبر ارغون خان بشنود مضطرب شد و بتعجیل خود را به تبریز رسانید و والده را همراه داشته بکرانه
آمد لشکریان از و برگشته بارغون پیوستند و او فرار کرد و او را در دامغان دربان سلطان بارغون رسانید
و بحکم ارغون خان هلاک شد و سلطنت ایران باستقلال بدست ارغون افتاد و انتقام آنکه شمس الدین
محمد صاحب دیوان پدر اباقا خان با احمد خان رجوع کرده او را در حوالی قراباغ تبریز بیاسا رسانید
و از مشایخ و از علما و شعرا که در روزگار ارغون بوده اند شیخ مصلح الدین سعدی ره و از علما و شعرا
خواجه همام الدین تبریزی و مولانا علامه قطب الدین شیرازی و غیرهم در وفات علامه گوید

بار سخنی کرد چرخ کج رفتار — در سه روزه آه از آن بازی
ذال و یا رفته از گه هجرت — رفته در پرده قطب شیرازی

ذکر مولانا عبدالقادر نائینی

از اقران شیخ سعدی ست مردے تارک بوده وهمواره بقناعت روزگار گذرانید ے وخوشگوے ست وسخن ہائے شیخ سعدی را تتبع میکند اما قصبہ نائین از اعمال اصفہان است ودر قدیم الایام داخل یزد بوده قصبہ خوش ہوا ودر سرپایانی کہ میان یزد واصفہان است واقع شده وپنبہ نرم در آن جا حاصل مے شود خودرنگ وملہ نائین درین روزگار بے نظیر است واین غزل از مولانا عبدالقادر است۔

ایکہ چشم تو چشمے چشم من جز تو ندید	ہیچ چشمے چشمے از چشم تو نیکو تر ندید
چشمہ نوش تو دارد چشمہ حیوان ولیک	چشم من زان چشمہ جز چشمے پر از گوہر ندید
باخیال چشم تو رضوان کہ چشم جنت ست	حور در چشمش نیاید چشمہ کوثر ندید
چشم آن دارم کہ از چشم زلالی قطرہ دار	زانکہ چشم جز بچشمت چشمہ انور ندید
زار زدے چشم تو چشم من بصبر دل	چشم را خونبار کرد وچشمہ سار خود ندید

طبقہ چہارم

درین طبقہ ذکر بیست فاضل ثبت است وبعد ازین ذکر غزل گویان ثبت کرده مے شود وبعضے موحدان وعارفان باوجود استغراق وحال از دریائے عرفان در دانہ بیرون آورده اند درطی تذکره از روئے گستاخی ذکر ایشان کہ در دریائے حقیقت است بقید کتابت در می آید رہ۔

ذکر سلطان المحققین شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ

وہو محمد بن ابراہیم العطار نیشاپوری مرتبہ او عالی است ومشرب او صافی وسخن او را تازیانہ اہل سلوک گفتہ اند در شریعت وطریقت یگانہ بوده در شوق ونیاز وسوز وگداز شیخ زمانہ مستغرق بحر عرفان وغواص دریائے ایقان است شاعری شیوه او نیست بلکہ سخن او از واردات غیب است

واین طریق را بدو منسوب کردن عیب است اصل شیخ از قریه کدکنست من اعمال نیشاپور شیخ
عمر دراز یافت گویند صد و چهارده سال عمر داشت و ولادت مبارک او در روزگار سلطان سنجر بن
ملک شاه بوده در شعبان المعظم سنه ۵۱۳ بیست و نه سال در شهر نیشاپور بوده و در شهر شادشاخ
هشتاد و پنج سال و بعد از قتل شیخ بسه سال شهر شادشاخ خراب شد بسیاری از اکابر و مشائخ را دریافته
و با عارفان صحبت داشته و چهارصد کتاب اهل طریقت را مطالعه نمود و جمع کرده و در آخر حال بمرتبه
عالم فنا رسید و متروی و معتکف شد و عزیزی در باب زلزله که در نیشاپور بود و بکرات واقع شد
میگوید بیت

اندر سه زمان سه زلزله نازل گشت — در پانصد و نه آنگه شد شهر خراب
وآن زلزله بار دوم ششصد و سی — آن زلزله بار سوم هشتصد و هشت

اما سبب توبه شیخ آن بود که پدر او در شهر شادشاخ عطار عظیم القدر و رونق بوده بعد از
وفات پدر او بهمان طریق بعطاری مشغول بودی دکانی آراسته داشتی چنانکه مردم را از تماشای
آن دکان چشم منور و دماغ معطر شدی شیخ روزی خواجه وش بصدر دکان نشسته و پیش او غلامان
چالاک بخدمت کمر بسته ناگاه دیوانه بلکه در طریقت فرزانه بدر دکان رسیده و تیز تیز در دکان نگاهی کرده
بلکه آب در چشم گردانیدی و آهی کردی شیخ درویش را گفت چه خیره می نگری مصلحت آن است که
زود در گذری درویش گفت ای شیخ من سبکبارم و بجز خرقه ندارم اما خواجه بر خریطه عقاقیر ثقیلات

در وقت رحیل چیست تدبیر — من زود ازین بازار میتوانم گذشت

وتدبیر انتقال و احوال خود کن و از روی بصیرت فکری در حال خود کن گفته چگونه میگذری
گفت این چنین و خرقه از بر کنده زیر سر نهاده جان بحق تسلیم کرد شیخ از سخن مجذوب پر درد گشت و دل
او از خشکی بوی مشک گرفت دنیا هیچ مزرع کافور سرد شد و دکان بتاراج داد و از بازار دنیا بیزار شده
بازاری بود بازاری شد در بند سودا بود و سودا در بندش کرد که این سودا موجب اطلاق و تجرید
بارنامه و طمطراق القصه ترک دنیا و دنیاوی گرفته بصومعه شیخ الشیوخ العارف رکن الدین اکاف قدس سره
رفت که در آن روزگار عارف و محقق بود بدست شیخ توبه کرد و بمجاهدت و معاملت مشغول شده چند سال
در حلقه درویشان شیخ بود بعد از آن بزیارت بیت الله الحرام رفته و بسی مردان حق را دریافته و

خدمت کرده مدت هفتاد سال بجمع نمودن حکایات صوفیه و مشایخ بوده و هیچ کس را از اهل
طریق این ماده جمع نشده بود بر رموز و حکایات و اشارات و حقایق و دقایق کسے مثل شیخ عطار
صاحب وقوف نشده در نهایت کمال بحرے بود زاخر و همت او مصروف بنفی خاطر و در گوشه
نشسته و در بروئے غیر بسته هزاران ابکار اسرار در خلوت سرائے او جلوه ساز بودند و در شبستان
او عروسان حقایق و دقایق محرم راز اشعار او از آن مشهور تر است که درین کتاب شرح توان داد و در
رموز و اشارات او از آن عالی تر که شمه در حیز کتاب شرح آن داد حکایت آورده اند که چون شیخ
درگذشت وران حین پسر قاضی القضاة یحیی بن صاعد که بزرگ نیشاپور بود فرمان یافت مردم مصلحت دیدند که آن پسر
را در قدم شیخ دفن کنند قاضی این قبول نکرد و گفت که پسر من روا نباشد در زیر پائے پیرک افسانه گوئے
باشد و فرزند او را جائے دیگر دفن کردند و آن شب قاضی در خواب دید که در سر روضه
منور شیخ عطار است و ابرار و اقطاب و رجال الله جمع شده و صد هزاران مشاعل نور در فشان و
نجوم عنایت از افق هدایت تابان مجموع اکابر بر سر قبر شیخ بحرمت تمام مراقب اند قاضی از اصحاب
شرمنده بلکه مجلس تا رفته باز گشت فرزندش را دید گریان و بزاری زار میگفت اے پدر تقصیر
کردی و مرا از برکت قدم رجال الله محروم گردانیدے زود در پائے که بهشت من اقدام ایراست
و مرقد من در قدم عطار قاضی صباح بعد زهیتی اقربا بر شیخ آمد و بالتماس مقرر نمود که فرزندش
را در قدم شیخ دفن ساختند و ازان جرأت توبه کرد و از مریدان و معتقدان شیخ شد و در سر قبر شیخ
عمارت ساخت و قبر شیخ در بیرون شهر شادشاخ در محلے که موسوم است بشهر بازارگان و عمارت آن
زاویه مختصر و ویران بود اما چون همواره رائے صواب نمائے و خاطر مشکل کشائے امیر جلیل نیر فاضل

معین دولت و ملت بدو گرفته نظام　　　یمین ملت و ملت بدو گرفته نزار

نظام الحق والدوله علی شیر عز نصره بالتائید بتعمیر بقاع مصروف است و احیاء سنت سنیه اکابر ماضی مقرر بادید
بر روضه شیخ عطار که ملجاء زوار است عمارتے ساخته که در دلکشائی پر نور تر از روضه رضوان و در فروغ بخشی جان افزا
تر از مرغزار جنان است و زبان اهل زمان در تحسین این معدن خیرات و مرکز مبرات دائما بدین بیت مترنم

دو چیز اهل نجات است نام نیک و صواب　　　وزین چو درگذری کل من علیها فان

حق تعالی توفیق رفیق سعادت این دریائے تحقیق و بحر تصدیق کناد بالنبی و عترته شیخ

و دیوان اشعار بعد از کتب مثنوی چهل هزار بیت باشد از انجمله دوازده هزار رباعی گفته و از کتب طریقت تذکرة الاولیا نوشته و رسایل دیگر بشیخ منسوبست مثل اخوان الصفا وغیر ذلک واز نظم آنچه مشهور است این است اسرارنامه الهی نامه مصیبت نامه جواهر الذات وصیت نامه منطق الطیر بلبل نامه حیدر نامه شتر نامه مختار نامه شاہنامه دوازده کتاب نظم است ومیگویند چهل رساله نظم کرده و پرداخته اما نسخ دیگر متروک و مجهول است وقصاید و غزلیات و مقطعات شیخ مع رباعیات و کتب مثنوی صد هزار بیت بیشتر است زهی بحرے که از موج آن دُر معانی بساحل زندگانی افتد و جهت تبرک و تیمن از قصاید شیخ چند بیت نوشته میشود بیت

اے روئے در نهفته ببازار آمده | خلقے بدین طلسم گرفتار آمده

یک پرتو اوفگنده جهان گشته پُر چراغ | یک تخم کشته این همه در بار آمده

و در توحید و قصاید ابیات غرّا دارد که بعضے از اکابر آنرا شرح نوشته اند و سید عز الدین آملی ره قصاید شیخ را شرح گفتی و این قصیده که بعضے ازان وارد میشود شرح منظوم گفته و در توحید این قصیده مآل شیخ عالی است۔

سبحان خالقے که صفاتش ز کبریا | بر خاک عجز مے فگند عقل انبیا

گر صد هزار سال همه خلق کائنات | فکرت کنند در صفت عزت خدا

آخر بعجز معترف آیند کاے اله | دانسته شد که هیچ ندانسته ایم ما

آنجا که بحر نامتناهی است موجزن | شاید که شبنمے بکند قصد آشنا

وانجا که گوش چرخ بدرّد ز بانگ رعد | زنبور در سبوے نوا چون کند ادا

در جنب نور ذات بود ظلمتے گذر | السیر فی الطلیعة والشمس فی الضحا

و در آخر عمر شیخ ترک اشعار کرده اگر بنوادر معنی دست وادی در شیوه رباعی بیان نمودے وایں رباعی در نهایت عال گفته۔

هر چیز که آن برائے ما خواهد بود | آن چیز همه بلائے ما خواهد بود

چون تفرقه در بقائے ما خواهد بود | جمعیت ما فنائے ما خواهد بود

مرغے بودم پریده از عالم راز | تا بو که برم ز شیب صیدی بفراز

چون ہیچ کسے نیافتم محرم راز ... زان در کہ در آمدم برون رفتم باز

اما شیخ در فطرات چنگیز خان بدست لشکر مغول اسیر شد و در قتل عام شہید شد و سبب شہادت
او آن بود کہ طوطی روح مبارکش از زندان قفس بدن ملول شد و میخواست کہ بشکرستان وصال
رسد تعجیل قتل خود مے نمود گویند کہ مغلے مے خواست کہ شیخ را بقتل رساند مغلے دیگر گفت این
پیر را مکش کہ خونبہاء او ہزار درم بدہم مغل ترک قتل شیخ کرد شیخ گفت مفروش کہ بہتر ازین خواہندم
خرید شخصے دیگر گفت کہ این پیر را مکش کہ خونبہاء او یک توبرۂ کاہ است بدہم شیخ گفت بفروش
کہ بہتر ازین نمے ارزم شیخ شربت شہادت نوش کرد و بدرجہ سعدا و شہدا رسید و کان
ذلک فی عاشر جمادی الثانی سنہ سبع وعشرین وستمائۃ و بعضے سنہ اثنی و ثلثین
وستمائۃ و بعضے سنہ ست عشر وستمائۃ نوشتہ اند اما سند خرقہ شیخ عطار خرقہ تبرک از دست سلطان العارفین
مجد الدین بغدادی دارد و شیخ عطار در طفولیت نظر از قطب عالم حیدر یافتہ و کدکن کہ مولد شیخ است
در نواحی زادہ است و پدر شیخ ابراہیم بن اسحق عطار کدکنی مرید قطب الدین حیدر بودہ و شیخ
عطار حیدری نامہ در ایام شباب بنظم آوردہ چون در ایام صبا بودہ ہرچند بہ سخنہاء شیخ مانند
نیست اما بہ تحقیق سخن شیخ ست و بعضے مے گویند کہ حیدریان آن نظم را بشیخ بستہ اند و آن اعتقاد
غلط است اما قطب الدین حیدر از ابدال بودہ و مجذوب مطلق محققان معتقد حیدر اند مرد صاحب
باطن و اہل ریاضت بودہ و یکصد و دہ سال عمر داشتہ و بعضے گویند یکصد و چہل سال عمر
یافتہ و از نژاد خانان ترکستان است و پدر او سالور خان نام بودہ و او مجذوب از مادر متولد شدہ
وکرامات و مقامات او مشہور است و در تاریخ سنہ سبع وتسعین وخمسمائۃ رحلت کردہ
و در زاوہ مدفون است و بعضے وفات او را در سنہ اثنی وستمائۃ نیز نوشتہ اند

ذکر ملک العارفین مولانا جلال الدین رومی رح

وہو محمد بن الحسن البلخی البکری قدس سرہ العزیز پیشوائے محققان عالم و مقبول خواص
وعوام دل پاک او مخزن اسرار الٰہی و خاطر فیاض او مہبط انوار نامتناہی بودہ طریقت و مشرب او
تشنگان وادیے طلب را بزلال عرفان سیراب ساختہ سیرت و مذہب او سرگشتگان تیہ جہالت

رابسرحد الیقان راہبری نمودہ در تحصیل علوم یقینی عالم ربانے و در مراتب توحید و تحقیق سالک
صمدانی رموز و اشارات عالم غیب را بشیوہ سخن گستری بیان کردہ و طریق عین الیقین اما بواسطہ
علم الیقین بعیان رسانیدہ۔

مصرع چون بر اوج زد آن بحر زخار از شرف لولو منظوم بر ساحل فگند از ہر طرف

زبان قلم از تحریر کمال او عاجز و قاصر است و در ہمہ مذہبہا ستودہ و نزد ہمہ طایفہ مقبول
بودہ اصل مولانا از بلخ است و پدر او مولانا بہاؤ الدین ولد سرخیل علمائے بلخ بودہ و در روزگار
سلطان محمد خوارزم شاہ حشمت یافتہ و عظمتے تمام یافتہ و با وجود علم ظاہر در تصوف سخن گفتہ اہل
بلخ او را عظیم معتقد اند و ہرگاہ وعظ گفتے در پائے منبر او از خاص و عام مجلس عظیم منعقد شدے
سلطان محمد بر وے حسد برد و بمعادات مولانا برخاست مولانا بہاء الدین از سلطان رنجیدہ اصحاب
و اہل و عیال را ہمراہ برداشتہ از بلخ بیرون شدند و قسم یاد کرد کہ سلطان محمد خوارزم شاہ تا
پادشاہ باشد بہ بلخ و بخارا در نیاید و از اصحاب و متعلقان و فرزندان جماعتے کثیر ہمراہ مولانا
بہاء الدین عزیمت حج نمود و در اثنائے آن سفر بہ نیشاپور رسید شیخ فرید الدین عطار بدیدن مولانا
بہاء الدین آمد و در آن وقت مولانا جلال الدین کودک بود شیخ عطار کتاب اسرار نامہ را بہدیہ
بمولانا جلال الدین داد و مولانا بہاء الدین را گفت زود باشد کہ این پسر آتش در سوختگان عالم
زند از نیشاپور بعزیمت بیت اللہ الحرام نمودند و بہر شہر و ولایت کہ مولانا بہاء الدین رسید مقدم
او را اکابر عزیز و محترم داشتندے و از او استفادہ علوم ظاہری و باطنی نمودندے و بعد از سفر حجاز
عزیمت دیار شام و زیارت انبیاء نمود و بعد از چند سال بہ سیاحت بطرف روم افتاد و در یا
عال مولانا جلال الدین و پدرش مرید سید برہان الدین ترمذی بودہ اند سید مردے بزرگ
و اہل باطن است و در سفر شام و حجاز با مولانا بہاء الدین مصاحب بودہ و در شام بجوار رحمت
ایزدی انتقال نمود و در وقت رحیل مولانا را وصیت کردہ و گفتہ کہ کشاد کار شما در روم خواہد بود و در
روزگار دولت سلطان علاء الدین و اصحاب بروم افتادند و اہل روم بغایت معتقد و مرید او
شدند و سید علاء الدین نیز با اقربا و فرزندان ارادت ظاہر ساختہ از جملہ بلاد روم مولانا بہاء الدین
شہر قونیہ اختیار کردہ بوعظ و افادہ مشغول بودے و سلطان علاء الدین او را انعام در حق مولانا

تقدیم رسانیدے و مولانا را احترامی زاید الوصف دست داد چنانچہ مولانا در رسالہ نظم کرد در تاریخ پدر و جد خود نوشتہ این ابیات مذکور است۔

چون بہاء ولد بروم رسید حرمت از اغنیاء روم بدید
شد مریدش علاء الدین سلطان نہ ہمین شاہ جملہ ایشان

و مولانا بہاء الدین چند سال در روم با علم و افادہ و منصب مقدمے و پیشوائے علمائے روزگار گذرانید و در شہور سنہ احدی و ثلثین و ستمائہ بجوار رحمت حق انتقال کرد و بطریق ارث و وصیت مولانا جلال الدین پیشوائے اصحاب و جانشین پدر شد و سلطان ولد درین باب گوید۔

چون بہاء ولد زمان حیات بسر آورد در رہ حسنات
جان بجان آفرین خویشتن بسپرد رخت ازین کہنہ دیر بیرون برد
ہیچکس در جہان نداد نشان کہ برون شد جنازۂ ز انسان
چون بہاء زین جہان ملال آورد دولتش روئے در جلال آورد

و علم و کمال و عظمت و اقبال مولانا جلال الدین اضعاف پدر بود چنین گویند کہ چہار صد طالب علم بدرس مولانا حاضر شدندے و سلطان روم از اعتقاد عظیم بلیغ در حق مولانا بود در اثنائے این حال در طلب دامن گیر مولانا شدہ از عالم ظاہر حضوری بےیافت و میخواست کہ بواسطہ خود را از قید صورت بسر حد معنی رساند چند صاحب کمال را در روم مولانا دریافتہ مثل شیخ الشیوخ صلاح الدین زرکوب قدس سرہ العزیز کہ خرقہ او بچند واسطہ بشیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی میرسد و ابن اخی کہ از ابدال و اوتاد بودہ در آخر دست ارادت در دامن شیخ العارفین محقق چلپی حسام الدین میزند۔ و ہذہ الابیات فی الاتحاد۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا این سیم دفتر کہ سنت شد سہ بار
مدتے این مثنوی تاخیر شد سالہا بایست تا خون شیر شد

و بعد از مدتے شمس الدین تبریزی قدس سرہ العزیز بسر وقت مولانا رسید و حالات شمس آنست کہ او پسر علاؤ الدین بودہ کہ از نسل او کیا بزرگ امید است کو لیل اسماعیلیان بودہ و خود

علاء الدین از کیش آبا و اجداد تبرا نموده و دفتر در رسایل ملاحده را بسوخت و شعار اسلام در قلاع
و بلاد ملاحده ظاهر ساخت شاه شمس الدین را بخواندن علم و ادب پنهان به تبریز فرستاد
و آن مدتی در تبریز بعلم و ادب مشغول بود و در کودکی از نهایت حسن او را در میان عورات نگاه
میداشته اند که چشم نا اهل و نا محرمی بدو نیفتد و از زنان تبریز زردوزی آموخته و بزردوز
ازان سبب مشهور است اما صاحب نظم سلسلة الذهب آورده که شمس الدین را آنکه میگویند
که فرزند خاوند علاء الدین که موسوم است بنو مسلمان غلط است و او پسر بزاز یست از شهر تبریز
و بعضی گفته اند که اصل او از خراسان است از ولایت بازر و پدر او بواسطه تجارت به تبریز افتاد
و شمس الدین در تبریز متولد شده و بنده میگوید که از هر کجا باشد باش کار معنی دارد نه صورت و ذوق
در آشنائی عالم ارواح است نه در تولد اجداد بیت

آن کس که ز شهر آشنا نیست   داند که متاع ما کجا ئیست

القصه شمس الدین در علوم ظاهر ماهر شد ذوق سلوک و طلب قابلیت الهی داشت
دامن گیر او شده مرید شیخ الشیوخ العارف رکن الدین ره شد و در معرفت و ریاضت و سلوک
مقام عالی یافت و شیخ را در حق او اعتقاد و اهتمامی زیاده از وصف و دست داد و او را نسبت
بشیخ رکن الدین شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو نجیب سهروردی قدس سره العزیز میرسد و او مرید
شیخ احمد غزالی و او مرید شیخ ابوبکر نساج است و شیخ ابوبکر مرید شیخ ابو القاسم گرگانی و شیخ ابو القاسم
مرید شیخ ابو عثمان مرید شیخ ابو علی کاتب است و شیخ ابو علی مرید سید طایفه ابو القاسم جنید بغدادی
است و شیخ جنید مرید خال خود شیخ سری بن مفلس سقطی و شیخ سری مرید شیخ ابو محفوظ معروف
کرخی است و از شیخ معروف سلسله دو شق است سلسله با امام علی بن موسی الرضا علیه السلام
میرسد و از و پدر بر پدر تا حضرت مصطفی صلی الله علیه و سلم و شق دیگر معروف مرید ابو سلیمان داود
طائی است و شیخ داود مرید حبیب عجمی است و حبیب عجمی مرید حسن بصری است و حسن بصری
مرید امیر المومنین علی ع است. چون جوئی به چشمه ولایت بر سید این سلسله قدریست
به سید رضوان الله علیهم اجمعین آیا هم سر سخن شمس تبریزی روزی شیخ رکن الدین شمس را
گفت ترا سی باید رفت و در روم سوخته ایست آتش در وی می باید زد شمس با شارت

پیر روے بروم نهاد و در شهر قونیه دید که مولانا بر اشتر نشسته و جمعی موالی در رکاب او روان از
مدرسه بخانه میرود و شمس الدین از روئے فراست مطلوب را دریافت بلکه محبوب در جلو مولانا
روان شد و سوالے کرد که غرض از مجاهدت و تکرار و دانستن علم چیست مولانا گفت روش سنت
و آداب شریعت شمس گفت اینها همه از روئے ظاهر است مولانا گفت ورائے این چیست شمس
گفت علم آنست که بعلوم رسی و از دیوان سنائی این بیت بر خواند

علم کز تو ترا بنستاند　　　جهل ازان علم به بود بسیار

مولانا ازین سخن متحیر شد و پیش آن بزرگ افتاد و از تکرار درس و افاده بازماند و همواره
شمس را طلب کردی و با او صحبت داشتی و به تنها با او بصحرا رفتی و شور و شغب از موالی و اصحاب
برآمد که سر و پا برهنه مبتدعی آمد و مولانا را از راه برد و همواره تشنیع زدندے و شمس الدین از
مولانا پنهان بجانب تبریز گریخت و مولانا را سوز اشتیاق این قطب دائره محبت در درون
شعله زدی و بے طاقت شده بطرف تبریز آمد و باز شمس را همراه بروم برد و مدتے دیگر روزگار
در صحبت او گذرانید باز مریدان و اصحاب مولانا بمعادات شمس الدین مشغول شدند ضرورتاً این
نوبت عزیمت شام نمود دو سال شمس الدین در نواحی شام بود و در آرزوے او مولانا میسوخت
و قوالان را مے فرمود تا سرود عاشقانه مے خواندند و شب و روز بسماع مشغول شده بود و اکثر
غزلیات که در دیوان مولانا مسطور است در فراق شمس الدین گفته و گویند در خانه مولانا ستونی بود
چون از غرق بحر محبت شدی دست دران ستون زدے و بچرخ آمدی و اشعار گفتے و خواندے
و مردم آن اشعار را نوشتندے و حالات مولانا طولے دارد و این کتاب متحمل تحریر آن نے آورد و
هر کس را ذوق دانستن حالات مولانا باشد رجوع برساله ولدنامه نماید که جمیع این حالات دران
رساله مندرج است و دیوان اشعار مولانا سی هزار بیت است و مثنوی را چهل و هشت هزار
بیت گفته اند و بعضے زیادت و بعضے کم تر گفته اند۔

آنانکه بسر در طلب کعبه دویدند　　　چون عاقبت الامر بمقصود رسیدند
از سنگ یکے خانه اعلائے مکرم　　　اندر وسط وادی بے زرع بدیدند
رفتند درو تا که ببینند خدا را　　　بسیار بجستند خدا را و ندیدند

چون معتکف خانه شدند از مستی   ناگاه خطابے هم ازان خانه شنیدند

کے خانه پرستان چه پرستید گل و سنگ   آن خانه پرستید که خاصان طلبیدند

خوش وقت کسانیکه چو شمس الحق تبریز   در خانه نشستند و بیابان نبریدند

این خانه دل خانه حق واحد مطلق   خوش وقت کسانیکه در ان خانه خزیدند

وهذه المثنوی المولوی فی معرفة الروح

خود غریبے در جهان چون شمس نیست   شمس جان باقی است او را امس نیست

شمس در خارج اگرچه هست فرد   مثل او هم مے توان تصویر کرد

در تصور ذات او را گنج کو   تا در آید در تصور مثل او

من چه گویم یک رگم هشیار نیست   شرح آن یاری که او را یار نیست

شمس جان کز خارج آمد در اثیر   نبودش در ذهن و در خارج نظیر

میرهند ارواح هر شب از قفس   فارغان نے حاکم و محکوم کس

رفته در صحراے بیچون جان شان   روح شان آسوده و ابدان شان

جان همه روز از لگد کوب خیال   از زیان سود و از خوف زوال

نه صفائی ماندش و نه لطف و فر   نه بسوئے آسمان راه سفر

جان هائے بسته اندر آب و گل   چون رهند از آب و گل با شاد دل

در هوائے مهر او رخشان شوند   همچو قرص بدر بے نقصان شوند

روح صافی بسته ابدان شده   آب صافی در گلے پنهان شده

مرغ کو اندر قفس زندانی است   مے نجوید رستن از نادانی است

روحهائے کز قفس ها رسته است   انبیا شان رهبر و شایسته است

آن بزرگان این بگفتند از گزاف   چشم پاکان روشن افتادست صاف

گفتنستان و نفستان و نقشتان   جمله روح مطلق است و نه فشان

زیر و بالا پیش و پس وصف من است   بے جهت ها ذات جان روشن است

طفل روح از شر شیطان باز کن   بعد از انش با ملک انباز کن

تا تو تاریک و ملول و تیرهٔ   زانکه با دیو لعین همشیرهٔ

روح را توحید الله چون سر است   نحیه ظاهر سست و پائے دیگر است

بحر علمے در نمے پنهان شده   در سه گز تن عالمے پنهان شده

جان بے کیفی شده محبوس کیف   آفتاب و حبس عقده است حیف

هر کرا باشد مثل گلشن وطن   کے خورد او باده اندر گو لخن

جائے روح پاک علیین بود   کرم باشد کش وطن سرگین بود

خود جهان جان سراسر آگهی است   هر که بیجان است از دانش تهی است

جان اول مظهر درگاه شد   جان جان خود مظهر الله شد

وفات مولانا در شهر قونیه روم بوده در شهور سنه ۶۹۱ مرقدش در قونیه است سن مبارک مولانا شصت و نه سال بوده و بعد از وفات مولانا سلطان ولد که خلف صدق مولانا است و سجادهٔ مولانا و سلطان ولد عارف و محقق عالم بوده است و کتاب ولدنامه بدو مشهور است و درین روزگار صومعه و خانقاه مولانا درجه اعلیٰ دارد و مقصد زوار است و بر سر روضه مولانا علی الدوام سفره مهیا و فرش و روشنائی مرتب است و بسیار اوقاف بر آن بقعه سلاطین روم مقرر داشته اند و قبر شاه شمس الدین تبریزی در قونیه است و وفات شاه شمس الدین بعد از رحلت مولانا بوده و بعضے گویند که مولانا را جذبه پیدا شده ترک درس و افاده کرده مردم قونیه آن حال را تصور کردند که از سبب شمس الدین است و شمس الدین را دشمن بودند تا فرزندے از فرزندان مولانا را بران داشتند که دیوار بر سر شمس انداخت اما این قول را در هیچ نسخه و تاریخ که بر آن اعتمادے باشد ندیده ام لیکن از درویشان و مسافران شنیده ام لاشک این قول اعتماد را نشاید و آنچه عارف جامی قدس سره در کتاب نفحات الانس میگوید این است که شبے شیخ شمس الدین تبریزی با مولانا در صحبتے خاص داشته که جماعتے بیباک با یکے از فرزندان مولانا کمین کرده اند و یکے ازان اشارتے بشیخ شمس الدین کرده حضرت شیخ شمس الدین روانی برخاسته بمولانا گفت که مرا بکشتن مے طلبند و بیرون رفت و آنان بے باکان یکے زخمے بر تن شیخ زدے او نعره زد که از هیبت نعره او همه بیهوش شده اند چون مولانا بیرون آمد غیر از چند قطرهٔ خون ازان سلطان عاشقان اثرے نیافته و فوت آن

سلطان عارفان اختلاف است العلم عند الله. بیت

سر عارف بجز از دیدهٔ عارف نتوان جست — شمس تبریز کند فهم که مولانا کیست

اما سلطان علاء الدین کیقباد از نژاد سلاطین سلجوقیه است و چون سلطان ملک شاه روم را مسخر کرد برادر خود سلیمان شاه بسلطنت روم فرستاد و از عهد ملک شاه تا روزگار غازان خان روم به تصرف سلجوقیه بوده است و علاء الدین پادشاه با عدل و داد و محب علما بوده و در عهد و علاذکر و شهری بنا کرده بر صفت رومیه و از قیاصره مثل او سلطنتی بسزا هیچ پادشاهی را میسر نشده و در مشهور سنه سبع و اربعین و ستمایه ازین دار فنا رخت بدار بقا کشیده.

ذکر املح المتکلمین مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی ره

و لقب شیخ مصلح الدین است در فضل و کمال و حسن و سیرت او صاحب کمالان متفق اند صد و دو سال عمر یافته سی سال بتحصیل علوم و سی سال بسیاحت مشغول بوده و تمام ربع مسکون را مسافر است و سی سال دیگر بر سجاده طاعت نشسته است در راه و طریق مردان پیش گرفته عمری بدین طریق صرف شده باشد و شیخ در روزگار اتابک سعد بن زنگی بوده و گویند پسر شیخ ملازم اتابک بوده و وجه تخلص سعدی بدان جهت است و دیوان شیخ را نمکدان شعرا گفته اند در ابتدای حال در مدرسه نظامیه بغداد و در حلقه درس شیخ الشیوخ العارف ابو الفرج ابن الجوزی بتحصیل مشغول بوده و بعد از آن بعلم باطن و سلوک مشغول گشته و مرید شیخ الشیوخ عبد القادر گیلانی است و در صحبت شیخ عبد القادر عزیمت حج نمود و بعد از آن گویند چهارده نوبت حج کرده پیشتر پیاده و بغزا و جهاد باطراف روم و هند رفته و آن درجه یافته و درین باب در بوستان گوید. بیت

در اقصای عالم بگشتم بسی — بسر برد ایام با هر کسی
تمتع بهر گوشه یافتم — ز هر خرمنی خوشه یافتم

حکایت کنند که شیخ در آخر حال در شیراز زاویه در بیرون شهر اختیار کرده و از صومعه خود بیرون نیامدی و بطاعت و عبادت و مراقبت اشتغال داشتی سلاطین و بزرگان و صلحا بزیارت شیخ رفتندی و طعام های لذیذ بجهت شیخ بردندی و شیخ از آنچه خوردی و از آنچه قسمت کردی و هر چه

باقی ماندے ودر زنبیلے کردے وآن زنبیل را از روزن بالاخانه آویختے وراه هیزم کشان شیراز از زیر بالاخانه شیخ بودے هیزم کشان گرسنه آن کلیچه وحلوا وبریانیهاے متکلف را بکار بردندے گویند که شخصے جامهٔ هیزم کشان پوشیده خواست تا بامتحان آن سفره را یغما سازد چون دست بزنبیل دراز کرد دستش در هوا خشک شد فریاد برآورد که اے شیخ بفریادم رس شیخ فرمود که اگر هیزم کشی مشقت شب گیر وضربت خار وآبله دست کو واگر غارت گر دزدے کند وسلاح و دل سخت کو که بے هیچ زخمی بناله درآمدی ودر حال شیخ دعا کرد وآن سیاه دل بدبخت عافیت یافت وآن سفره نعمت بدو بخشید حکایت آورده اند که عابدے از صلحاء شیراز که بحضرت شیخ نهانی انکار داشت در خواب دید که در عرش جوش وخروشے پیدا شد وجمعے از روحانیان زمزمه میکنند چون نیک استماع کرد میگفتند که این بیت سعدی شیرازی که درین گفته با تسبیح وتهلیل یک ساله جمیع ملائکه مساوی است آن عابد بیدار شد فی الحال عقدهٔ انکار از دل کشاد وبدر زاویه شیخ رفت ودید که شیخ بیدار نشسته وزمزمه میکند وذوقے وحالے دارد واین بیت مے سراید ومینویسد این مطلع آن غزل است۔

برگ درختان سبز در نظر هوشیار   هر ورقے دفتریست معرفت کردگار

عابد در قدم شیخ افتاد وشیخ را بر حال مطلع گردانید وبشارت داد ودر لطایف وظرایف وتازگی طبع شیخ را درجه عالی بوده وهمواره با مستعدان صحبت داشتے وباوجود استغراق حال با اهل فضل اختلاط کردے ومطایبت وهزل گفتے چنانچه آورده اند که خواجه همام الدین تبریزی که مرد اهل دل وصاحب فضل وخوش طبع بود وصاحب جاه ومتمول بوده ومعاصر شیخ سعدی است روزے شیخ در تبریز بحمام رفت خواجه همام نیز بغسلے تمام در حمام بود شیخ طاسی آب آورده بر سر خواجه همام ریخت خواجه پرسید که این درویش از کجا است شیخ گفت از خاک پاک شیراز همام گفت عجب حالی است که شیرازی در شهر ما از سگ بیشتر است شیخ تبسمی کرد وگفت که این صورت خلاف شهر ماست که تبریزی در شیراز از سگ کمتر است خواجه همام بهم برآمد واز حمام بدر آمد وشیخ نیز از حمام بیرون آمده بگوشه نشست وجوانی صاحب جمال چنانکه رسم است خواجه را باد مے کرد وخواجه همام میان او وشیخ وآن جوان حائل بود ودرین حالت خواجه از شیخ سعدی پرسید که شعرها

همام در شیراز مے خوانند شیخ گفت بلے شهرتے عظیم دارد گفت چیزے یاد داری گفت یک بیت یاد دارم بیت

درمیان من و دلدار حجابست همام | وقت آنست کزین پرده بیکسو فگنیم

خواجه همام را اشتباه نماند که این مرد سعدی ست سوگندش داد که تو سعدی هستی شیخ سعدی گفت بلے خواجه همام در قدم شیخ افتاد و عذر خواست و شیخ را بخانه برد و ضیافت کرد و تکلف هائے لطیف مے نمود و صحبت هائے خوب مے داشتند و خواجه بیشتر از غزلیات شیخ را جواب میگوید چون غزلیات و قصاید شیخ بغایت لطیف است واجب بود زیاده از مسطور درین تذکره نوشتن در توحید و شکر باری تعالیٰ این قصیده شیخ راست۔

فضل خدای را که تواند شمار کرد | یا کیست آنکه شکر یکے از هزار کرد
آن صانعے لطیف که بر فرش کائنات | چندین هزار صورت الوان نگار کرد
بحر آفرید و بر و درختان و آدمی | خورشید و ماه و انجم و لیل و نهار کرد
الوان نعمتے که نشاید سپاس گفت | و اسباب راحتے که نشاید شمار کرد
آثار رحمتے که جهان سر بسر گرفت | و احمال منتے که فلک زیر بار کرد
در چوب خشک میوه و در نے شکر نهاد | وز قطره دانۀ در شاهوار کرد
مسمار کوهسار بنطع زمین بدوخت | تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد
اجزاے خاک تیره بتاثیر آفتاب | بستان و میوه و چمن و لاله زار کرد
ابر آب داد بیخ درختان تشنه را | شاخ برهنه پیرهن نوبهار کرد
توحید گوے او نه بنی آدمند و بس | هر بلبلے که زمزمه بر شاخسار کرد
شکر کدام فضل بجاے آورد کسے | حیران بماند هر که درین افتکار کرد
لال است در دهان بلاغت زبان نطق | از غایت کرم که نهان آشکار کرد
بخشنده که سابقۀ فضل و رحمتش | ما را بحسن خاتمت امیدوار کرد
اے خواجه منی سر پندار کی بند | کابلیس را غرور و منی خاکسار کرد
پرهیزگار باش که دادار آسمان | فردوس جایگه مردم پرهیزگار کرد

نابرده رنج گنج میسر نمی‌شود — مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد

هر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت — دانه نکشت ابله و دخل انتظار کرد

دنیا که جسر آخرتش خواند مصطفی — جای نشست نیست بباید گذار کرد

دار القرار خانهٔ جاوید آدمیست — اینجای رفتن است نباید قرار کرد

چند استخوان که هاون دوران روزگار — خورد و شکست چنان بکوفت که خاکش غبار کرد

ظالم نماند و قاعدهٔ زشت او بماند — عادل برفت و نام نکو یادگار کرد

قارون زمین برآمد و دنیا بر او نماند — بازی رکیک بود که موشی شکار کرد

بعد از خدای هرچه پرستند هیچ نیست — بیچاره آنکه بر همه هیچ اختیار کرد

ما اعتماد بر کرم مستعان کنیم — کان تکیه باد بود که بر مستعار کرد

این گوی دولت که بیرون نمی‌برد — الا کسی که در ازلش بخت یار کرد

بیچاره آدمی چه تواند بسعی و جهد — چون هرچه بود نیست قضا کردگار کرد

او پادشاه و بندهٔ نیک و بد آفرید — بدبخت و نیکبخت و گرامی و خوار کرد

سعدی چو هر نفس که برآورد در سحر — چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد

نقش نگین خاتم دولت بنام آنکه — در گوش دل نصیحت سعدی گوشوار کرد

بالا گرفت و خلعت والا امید داشت — بر شاعری که مدح ملوک دیار کرد

شاید که التماس کند خلعت قبول — سعدی که شکر نعمت پروردگار کرد

ولہ

یا رب از ما چه صلاح آید اگر تو نپذیری — بخداوندی و لطفت که نظر باز نگیری

درد پنهان بتو گویم که خداوند رحیمی — یا نگویم که تو خود واقف اسرار ضمیری

همه مخلوق جهان مستعد مرگ و فناست — تو بقا آن حی توانا که عزیزی و نمیری

خالق خلق و فروزندهٔ مشکاة نجومی — رازق [illegible] و برازندهٔ خورشید منیری

سعدیا [illegible] تو توفیقی — چاره در بیشی عذر است اگر دانی تقصیری

ولہ

منقلب در دردان جامهٔ ناز — چه خبر دارد از شبان دراز
عاقل انجام عشق مے داند — که در اول نے کند آغاز
جهد کردم که دل بکس ندهم — چه توان کرد با دو دیدهٔ باز
زینهار از بلائے تیر نظر — که چو رفت از کمان نیاید باز
مگر از شوخی تذروان بود — که فرو دوختند دیدهٔ باز
محتسب در قفائے رندان است — غافل از صوفیان شاهد باز
پارسائے که خمر عشق چشید — خانه گو با معاشران پرداز
هر کرا با گل آشنائی بود — گو برو با جفائے خار بساز
هیچ بلبل ندارد این دستان — هیچ مطرب نیارد این آواز
هر متاعے ز معدنے خیزد — شکر از مصر و سعدی از شیراز

اما شیخ را در کتاب گلستان و بوستان لطایف و ظرایف بسیار است هر چند آن دو کتاب شهرت تمام دارد چند بیت از بوستان و لطیفه چند از گلستان لائق نمود درین کتاب نوشتن تا فخر روزگار شود من کتاب بوستان۔

شنیدم که در روزگار قدیم — شدی سنگ در دست ابدال سیم
مپندار کین قول معقول نیست — چو راضی شدی سیم و سنگت یکیست
خبر ده بدرویش سلطان پرست — که سلطان ز درویش مسکین تر است
گدا را کند یک درم سیم سیر — فریدون بملک عجم نیم سیر
نگهبانی ملک و دولت بلاست — گدا پادشاه است و نامش گداست
گدائے که بر خاطرش بند نیست — به از پادشاہے که خورسند نیست

و لہٗ

شنیدم که یک روز در دجله — سخن گفت با عابدے کله
که من فر فرماندهی داشتم — بسر بر کلاه شهے داشتم
سپهرم مدد کرد و بخت اتفاق — گرفتم ببازوئے دولت عراق

طمع کرده بودم که کرمان خورم — که ناگاه بخوردند کرمان سرم

من کتاب گلستان حکمت۔

حکیمی را پرسیدند که نیک بخت کیست و بدبختی کیست گفت نیک بخت آنکه خورد و کشت و بدبخت آنکه مرد و هشت حکمت مال دنیاوی بیاری بده که دستت گیرد یا بسگی ده که پایت نگیرد فایده عمل سلطان گنجست و طلسم یان گنج برگیری یا در طلسم بمیری اما وفات شیخ در محروسه شیراز در روزگار اتابک محمد شاه بن سلغر شاه بن سعد زنگی بوده و عزیزی در وفات آن شیخ بزرگوار گوید

شب آدینه بود و ماه شوال — ز تاریخ عرب خ صا سال

همای روح پاک شیخ سعدی — بیفشاند از غبار تن پر و بال

ایضاً همای روح پاک شیخ سعدی — چو در پرواز شد از روی اخلاص

مه شوال بود و شام جمعه — که در دریای رحمت گشت غواص

یکی پرسید سال فوت گفتم — ز خاصان بود زان تاریخ شد خاص

و تربت شیخ سعدی الکنون در شیراز جائی فرح بخش و حوض با صفاست و عمارات بی‌نظیر انجاست و مردم را بدان مرقد ارادت است اتابکان شیراز حاکمان خیر و عادل بوده اند و اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی مردی بس نیکو سیرت و عادل بوده است در شیراز دارالشفائی مظفری بنا کرده مساجد و رباطات و بقاع خیر بسیار بنا فرموده در شهور سنه سبع و ستین و ستمائه بجوار رحمت حق پیوست و بعد از وفات اتابک ابوبکر سعد بن ابی بکر که در کرم و فضیلت یگانه روزگار بود دوازده روز که سکه و خطبه بالقاب مبارکش مزین شده بود در طرطوس بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی این رباعی می‌گوید۔

ای چرخ جفا پیشه عالی بنیاد — هرگز گره بسته ما را نگشاد

هرجا که دلی دید که داغی دارد — داغی دگرش بر سر آن داغ نهاد

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ می‌آورد که در روزگار ملک شاه بن محمود بن محمد بن محمد ملک شاه سلجوقی در حدود سنه ثمان و خمسین و خمسمائه اتابک سنقر بر ملک شاه مذکور خروج کرد و فارس را فرو گرفت مردی شجاع و باتهور بود و مسجد سنقری در شیراز او بنا کرده تا روزگار غازان

خان فارس در تصرف اتابکان سنقری بوده وایشان موالی سلاطین سلجوقیه بوده اند اما بمکارم اخلاق
وسیرت نیکوگوی نیکنامی از میدان روزگار ربوده اند و سلطنت اتابکان در فارس یکصد و بیست سال
وکسری بوده و در روزگار غازان خان سلطنت فارس از اتابکیه منتقل بسلاطین مغول شده۔

ذکر شیخ المعارف اوحد الدین مراغہ

مرد موحد و عارف و گرم رو بوده است و با وجود کمال در عرفان و سلوک و فضیلت ظاہری
ہیچ کمی نداشته مرید شیخ الشیوخ اوحد الدین کرمانی بوده و اوحدی بدان جهت تخلص میکند و
اوحد الدین کرمانی یکی از اکابر اولیا است و مرید شیخ الاسلام والمسلمین شهاب الدین ابو حفص
عمر السهروردی بوده و در چهار رکعت نماز خفتن تمام قرآن را ختم کرده و در سلوک مقام عالی داشته خلیفه
بغداد المستنصر بالله مرید او شده و این رباعی او راست۔

اوحد در دل میزنی اما دل کو — عمریست که راه میروی منزل کو
تا چند زنی لاف ز زهد و طاعات — هفتاد و دو چله داشتی حاصل کو

و شیخ اوحد الدین کرمانی رباعیات میگفته اما اوحدی مراغی مردی فاضل است کتاب
جام جم را او نظم کرده و ترجیع او در میان موحدان شهرتی عظیم دارد و دیوان اوحدی ده هزار بیت باشد
سخن داموحدانه میگوید و ده نامه باسم خواجه ضیاء الدین یوسف بن خواجه اصیل الدین بن ملک الحکما
خواجه نصیر الدین طوسی ره گفته بسیار نازک و لطیف فرموده و این قصیده او راست۔

این چرخ گرد گرد کواکب نگار چیست — وین اختر منیر که گیرد وار چیست
بان ای حکیم هرچه بپرسم جواب گوی — تا آشنا شوی که درین پود و تار چیست
پروردگار را نفس بباید شناختن — تا نفس خود چه باشد و پروردگار چیست
این اختلاف عنصر و این اختلال دهر — در عین کارخانه هفت و چهار چیست
بوجهل را مخاصمت احمد از چه خاست — وان اتفاق جانی صدیق غار چیست
در یک کنش مجالست شهد و نوش نیش — در یک مکان نشست گنج و مار چیست
در قرصه سپید سیاه این هر دو نور بخش — خرداد و شهر و مهر و تموز و بهار چیست

منزل یکی و راه یکی و روش یکی — چندین هزار تفرقه در هر کنار چیست
رومی رخان صورت اعمال صالحان — گرد وجود این تن زنگی شعار چیست
آوردنش بعالم و بردن بخاک چه — پروردنش بشکر و کردن شکار چیست
این روز روشن و شب تاریک از چه حال — این خاک ساکن و فلک بیقرار چیست
اصل فرشته از چه و نسل پری ز که — این آدمی بدین نسب و افتخار چیست
در زیر دار این فلک بیگناه کش — چندین هزار پیکر ناپایدار چیست
گوش تو کو که لمن الملک چون براست — این نخوت و تکبر و این گیر و دار چیست
ای نقشبند صورت و معنی بگو که تا — زین نقشها اراده تو صورت نگار چیست
تا کی دوی چنین به پی این سیاه جان — نادیده این قدر که چنین و بسیار چیست
با ما هزار گونه مباهات میکنی — ای مدعی بگو که یکی از هزار چیست
از روز آمدن تو اگر واقفی بعلم — در روز رفتن این فزع زینهار چیست
ما در حصار این فلک تیز گردشیم — از حال بیخبر که درون حصار چیست
با اوحدی ز آتش دوزخ سخن مگوی — در دست این شکسته دل خاکسار چیست
چون بود اوحدی ز میان رفت کبریا — چون غیر حق نماند بگو خاکسار چیست

و این غزل هم او راست.

بر گل از عنبر کمندی بسته — گرد ماه از مشک بندی بسته
میوه وصلت بما کمتر رسد — زانکه بر شاخ بلندی بسته
تا به بستی پای تبریزی ای پسر — بر دلم کوه سهندی بسته
عاشقانی را که در دام تواند — چند را شستی و چندی بسته
اوحدی را کی پسندد یار این — زانکه دل در ناپسندی بسته

و شیخ اوحدی غزلیات عاشقانه و اشعار عارفانه خوش میگوید و نهایت سخن او پر حال است
حکایت کنند که کتاب جام جم را شیخ اوحدی در اصفهان نوشته در قریب یک ماه چهار صد سواد استنساخ
روزگار از آن کتاب برداشته اند یا چون جم از آن کتاب را به بهای بسیار خرید و فروخت میکردند

و آن کتاب در میان مستعدان بسیار کم بود و درین روزگار آن نسخه متروک است و الحق آن
نسخه در آداب طریقت مستحسن نسخه ایست و یک بیت از آن مثنوی نوشته اند تا ازین ابیات آن رنگ
نموداری باشد۔

اوحدی شصت سال سختی دید   تا شبی روی نیکبختی دید

و ظهور شیخ اوحدی در روزگار ارغون خان بوده و وفات او در اصفهان بعهد دولت
سلطان محمود غازان خان بوده در ظهور سنه سبع و تسعین و ستمائه و مرقد شیخ اوحدی در اصفهان
است و اہل اصفهان اعتقادی بران مزار دارند و غازان پسر ارغون خان است پادشاهی
سعادتمند و صاحب توفیق بوده و بعد از ارغون خان بر تخت سلطنت نشست جهان
را بزیور عدل بیاراست و حق تعالی او را بنور اسلام آراسته و از عالم یگانگی نسیم انس بر دل او
وزید و از بیگانگی بیگانگی رسید و بدان واسطه اسلام در لشکر مغول شایع شد و صاحب تاریخ گزیده
آورده که سبب اسلام غازان خان امیر نوروز بن ارغون آقا شد و پیوسته کیش اسلام را امیر
نوروز [illegible] در دل خان آرایش میداد و نکوهش کفر میکرد تا وقتی که سلطان در نواحی [illegible]
با بایدو خان مصاف میداد و چون روی بروی شدند لشکر بایدو خان در برابر لشکر غازان خان بیش بود
غازان خان متوهم شده میخواست که روگردان شود و امیر نوروز [illegible] گفت اگر خان امروز
براه اسلام درآید و از ظلمت کفر بنور ایمان مشرف شود هر آئینه حق سبحانه فتح و نصرت ارزانی دارد
و حق بر باطل غلبه کند کما قال الله تبارک و تعالی قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل
کان زهوقا خان گفت هر آئینه چنین است و اگر حق تعالی مرا برین دشمن ظفر دهد عهد کردم که بدین
اسلام درآیم و از شرک و کفر تبرا نمایم همان ساعت حق تعالی ظفر ارزانی فرمود و لشکر بایدو خان بی
آنکه جنگ شود هزیمت شدند و غنیمت بسیار بلشکر غازان خان رسید و بعد از دو روز امیر نوروز بعرض
خان رسانید که حق سبحانه و تعالی نصرت ارزانی داشت خان نیز وعده و عهدی که کرده بود وفا رساند
و چون نور ایمان در دل خان شعشعه نمود و قابل بود سخن امیر نوروز موثر شده بلکه جذبه الهی کشش
و کوشش کرده

آن را که بدانیم که او قابل عشق است   در سینه نهیم و دلش را برباییم

خان فرمود که البته کاملی میباید که اینین دین تامن بواسطهٔ او از کفر تبرا نمایم و بارشاد او مسلمان شوم و آداب و ارکان مسلمانے بمن آموزد فی الحال رقم بر شیخ الاسلام مفخر العارفین سلطان المحدثین صدر الدین ابراهیم بن شیخ العارف المحقق سعد الحق والدین الحموی قدس سره زدند و او را باسب یام از بحر آباد باندک فرصتے باذربایجان بردند و بعد از جشنها و طویها و اختیار ساعت خان غسل اسلام برآورد و بحرقهٔ حضرت شیخ مذکور مشرف شد همچون هزار دستان کلمهٔ توحید سرائیدن گرفت و باتفاق او تمامے امرا و ارکان دولت و لشکریان بدین اسلام مشرف شدند و به تهنیت اکابر نثارها کردند و باطراف ممالک بشارتها فرستادند و شیخ نامها نوشتند و این حالت در شعبان المعظم سنه احدی و تسعین و ستمائه بوده و در بناکتی در شهور سنه ثلاث و تسعین و ستمائه نوشته و العلم عند الله و امیر نوروز فیروز بخت با وجود سعادت اسلام بشهادت نیز مشرف شد زہے درجه عالی که حق تعالی او را کرامت فرموده و شهادت امیر نوروز در هرات بوده نماز شام سه شنبه بیست دوم شوال سنه ست و تسعین ستمائه۔

ذکر شیخ العارف فخر الدین عراقی رہ

دہو ابراهیم بن شهریار العراقی مولد او همدان است مرد محقق و سالک بوده و مرید شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی است قدس سره العزیز سخنها پرشور و عارفانه دارد و در وجد و حال بینظیر عالم بوده و موحدان و عارفان سخن او را معتقدند و چندین تصنیف مرغوب در تصوف دارد و لمعات لمعه از اشعه خاطر پرنور آن بزرگوار است حکایت کنند که شیخ عراقی را همواره با صاحب حسنات نظر پاک الفتے بوده روزے حضرت شیخ شهاب الدین را گفتند که عراقی در بازار روبروے کودکے نعل بند نشسته و نظاره میکند شیخ عراقی را ملامت کرد و گفت این نظر که مے افگنی آتش در کار خانه ناموس درویشان مے زنی آخر نمی بینی که حرف گیران در کمین اند و مدعیان گوشه نشین عراقی در جواب گفت شیخنا غیر کجا است که تو و مے بینی نما بائے شیخ ازین گستاخی عراقی طول شد و عراقی مدتے تضرع و زاری کرد تا شیخ بدو دل خوش شد و اعداد این جرأت عراقی را گفت ترا بسند میباید رفت و چندگاه در آن ریاضتگاه هیچ نقره در بونه سیالود و در آن سواد ظلمت میباید و شیخ عراقی را حواله شیخ الشیوخ الاسلام المحقق

قطب دایره ابدال و اوتاد مفخر الواصلین شیخ بهاء الدین ذکریا مولتانی که از جمله خلفاء شیخ الشیوخ شهاب الدین مذکور بوده نمود عراقی سفر مولتان و هند پیش گرفت و در خدمت شیخ مولتان بسلوک مشغول شد و در آن سفر او را فتوحی زیاده از وصف دست داد و در حالت سوز فراق و فرط اشتیاق و دوری از وطن و مهجوری از مسکن اشعار پر شور فراوان گفته و اهل هند را نسبت بعراقی اعتقاد بلیغ دست داد و شیخ بهاء الدین زکریا دختر خود را به نکاح عراقی در آورد و گویند در مدت چهار سال شیخ عراقی در هند چهار ده اربعین بر آورده و شیخ بهاء الدین ذکریا همواره مراقب حال عراقی بوده و اکرام او نمودے و از سخنان شیخ عراقی او را ذوق و حالی پیدا شدے گویند که شبے شیخ بدر خلوت عراقی رسید شنود که عراقی زمزمه میکند و میگوید و این غزل سے خواند و مے نویسد

نخستین باده کاندر جام کردند ... ز چشم مست ساقی وام کردند

چو با خود یافتند اهل طرب را ... شراب بیخودی در کام کردند

برای صید مرغ جان عاشق ... ز زلف فتنه جویان دام کردند

بعالم هر کجا رنج و بلا است ... بهم بردند و عشقش نام کردند

چو خود کردند راز خویشتن فاش ... عراقی را چرا بدنام کردند

شیخ را بر غریبی و افتقار عراقی رحم آمده گریان شد و گفت وقت آن است نیاز با و سلام بحضرت حقایق پناه شیخ شهاب الدین رسانی و عراقی را اجازت داد و او را العراق فرستاد و شیخ شهاب الدین قبل از وصول عراقی به بغداد بجوار رحمت حق پیوسته و شیخ عراقی ازین صورت مهجور شد و بعد از زیارت مرقد مبارک شیخ عزیمت شام نمود و چند مدتی در شام بسلوک مشغول بوده و در شهور سنه تسع و سبعمائه در عهد سلطان محمد خدابنده در دمشق بجوار رحمت حق واصل شد هشتاد و دو سال عمر یافت و مرقد مبارک او در جبل صالحیه است و در قدم حضرت قدوة العارفین شیخ الشیوخ محی الدین الاعرابی قدس سره العزیز آسوده است اما شیخ الشیوخ محی الدین اعرابی را نسب بحاتم طائی میرسد و اندلسی است در روزگار خلفا عدی بن حاتم طائی باندلس رفت و آن دیار بگشود فرزندان از نسل او در اندلس ماندند و نسب شیخ محی الدین بدان قبیله میرسد و این رباعی شیخ محی الدین راست

قطبی قلبی و قالبی لبنانی — سری عشقی و مشربی عرفانی
هارونی و روحی و کلیمی عقلی — فرعونی نفسی والهوا هامانی

اما نام سلطان محمد خدابنده او لجایتو خان سلطان بوده است و نسب او ازین بیت معلوم میشود که یکے از افاضل گفته

شاه الجایتوی بن ارغون بن اباقاخان — بن هلاکو خان بن تولی بن چنگیز خان

و بعد از ارغون خان غازان خان پادشاه شد و او لجایتو از وے بر تخت و چند سال در نواحی کرمان و هرموز با خربندگان مے گردید بدان سبب خربنده مے گفته و بعضی گویند نه چنین است بلکه فرزندے که بسیار نیکو روئے باشد پدر و مادر او را نام زشت نهند تا چشم زخم بروے کار نکند و ازین جهت او را خربنده میگفته اند و در سنه ثلاث سبعمائة بعد از وفات غازان خان بر تخت سلطنت قرار یافت پادشاہے عادل و هنرمند و هنرپرور بوده رائے صواب نمائے او همیشه برونق ملک مشغول بودے و وزارت بخواجه رشید الدین که در اصل همدانی است داد و وزیرے فاضل بوده و در تبریز عمارت رشیدیه را او ساخته و ازان عالی تر در عالم نشان نمے دهند که بر کتابه آن عمارت نوشته که بنا نهادن کردن این عمارت از ساختن آن عمارت مشکل تر است و خواجه رشید تاریخ جامع رشیدی نوشته و رسائل دیگر در حکمت و کلام و تفسیر و غیر ذالک هم بوے منسوب است خواجه صاحب کرم و فاضل بوده و در خطبه تاریخ آورده که تصنیف این تاریخ بعد از اداء فریضه صبح او را و تا طلوع آفتاب بوده و چون در اوقات دیگر فراغت بواسطه امور ملکی و اشتغال دیوانی میسر نبوده و سلطان محمد خدابنده در شهور سنه ست عشر و سبعمائة وفات یافت سی و شش سال و بعضی سی و هشت سال گفته اند عمر داشت و در گنبد سلطانیه مدفون است و قلعه شهر سلطانیه از بناهاے اوست۔

ذکر ملک الافاضل خواجه همام الدین تبریزی

دانشمند و فاضل بوده و با وجود فضیلت جاہے بر کمال داشته و حکام و وزرا در ایام الاوقات طالب صحبت او مے بوده اند و خوش عبارت و خوش طبع بوده حکایت کنند که نوبتے خواجه هارون بن خواجه شمس الدین صاحب دیوان [illegible] چهار صد سخن چلپی در ان مجلس حاضر گردانید [illegible]

حال علما در روزگار گذشته بدین منوال بوده و این غزل در آن روز بدیهه گفته

خانه امروز بهشت است که رضوان اینجاست ‌ ‌ ‌ وقت پرورده جان است که جانان اینجاست
بر سر کوه عجب بارگهی می بینم ‌ ‌ ‌ کوه طور است مگر موسی عمران اینجاست
مست اگر نقل طلب کرد بیازار مرو ‌ ‌ ‌ مغز بادام تر و پسته خندان اینجاست
شکر از مصر به تبریز میارید دگر ‌ ‌ ‌ که حدیث لب شیرین شکرستان اینجاست
کلبه تیره این رند گدا شاه نشین ‌ ‌ ‌ شده امروز که با مرتبه سلطان اینجاست
بعد ازین غم نخورد از گردش ایام همام ‌ ‌ ‌ هرچه آن آرزوی جان بود آن اینجاست
چه غم از محتسب و شحنه و غوغا کامروز ‌ ‌ ‌ خواجه هارون پسر صاحب دیوان اینجاست

و خواجه همام الدین از جمله شاگردان خواجه نصیر الدین طوسی است و از اقران مولانا قطب الدین شیرازی است و در شهور سنه ثلاث عشر و سبعمائه وفات یافته در تبریز آسوده است و خانقاه او متعین است.

ذکر ملک الشعرا بدر الدین جاجرمی ره

مرد اهل بوده و در روزگار خواجه بهاء الدین صاحب دیوان باصفهان افتاده و شاگرد خواجه مجد الدین همگر فارسی است و قصیده ابو الفتح بستی را که مطلعش این است.

زیادة المرء فی دنیاه نقصان ‌ ‌ ‌ و ربحه غیر محض الخیر خسران

بفارسی بنظم ترجمه کرده و بسیار مستعدانه گفته و در احکام اختلاج اعضا نسخه منظوم نوشته و اشعار مصنوع بسیار میگوید و این قصیده در صنعت حذف نقط در مدح خواجه بهاء الدین او راست

که کرد کار کرم مردوار در عالم ‌ ‌ ‌ که کرد اساس مکارم ممهد و محکم
عماد عالم عادل سوار ساعد ملک ‌ ‌ ‌ اساس طارم اسلام سرور عالم
مدار علو و عطارد علوم و مهر عطا ‌ ‌ ‌ سماک رمح و اسد حمله و هلال علم
سرور اهل محامد هلاک عمر عدو ‌ ‌ ‌ سر ملوک دل آرام ملک و اصل حکم
کلام او همه سحر حلال در همه حال ‌ ‌ ‌ مراد او همه اعطای مال و در و درم

دل مطهر او همدم کلام علوم — دم مکرم او مورد صلاح امم
رسوم معرکه او کرده حکم عالم رو — سموم حمله او کرده کار اعدا کم
هم او و هم دل او دار عدل را معمار — هم او و هم دم او در ملک را مرهم

واین غزل هم او راست۔

با عقیق لب او لعل بدخشان کم گیر — با گل عارض او لالهٔ نعمان کم گیر
سخن سرکشی و سرو سهی پیش مگوی — قد یارم نگر و سرو خرامان کم گیر
یاد چو دو لب لعل خط مشک افشانش — یاد ظلمت مکن و چشمهٔ حیوان کم گیر
شب تاریکت اگر وصل میسر گردد — یا رخت چشمهٔ خورشید درخشان کم گیر
غمزه اش بین و دگر شوخی جادو مگوی — خط سبزش نگر و سبزهٔ بستان کم گیر
وصل آن حور پری چهره گرت دست دهد — نام جنت مبر و ملک سلیمان کم گیر
وگرت میل تماشای گلستان باشد — در جمالش نگر و طرف گلستان کم گیر
بدر این منزل ویران تو بدخواه تو است — از اقالیم جهان شهر سپاهان کم گیر

اما خواجه بهاء الدین پسر خواجه شمس الدین صاحب دیوان است و در روزگار وزارت پدرش حاکم اصفهان بود مرد با تهور و مدبر بوده و در ضبط و نسق ملک جد و جهد عظیم داشته چنانچه صاحب تاریخ گزیده میآورد که سیاست او بمرتبه بوده که اکابر اصفهان را هرگاه طلب کردی کفن و حنوط ترتیب کردندے و وصیت نامها نوشتندے انگاه پیش او رفتندے یکبار نوبت فرزند طفل او دست دراز کرده ریش او را بگرفت سوگند خورد که او را بیاویزند آن فرزند طفل را از ایوان در قوطه کرده بیاویختند اکابر اصفهان او را بدین کردار نالایم دعاهای بد کردند و عنقریب جوانمرگ شد و خواجه شمس الدین در مرثیهٔ او این رباعی میگوید۔

فرزند محمد اے فلک هندو بیت — بازار زمانه را بها یک مو نیست
در حسرت قد الف پشت پدر — خم یافته بر مثابه ابرو نیست

ـــــــــــــــــــــ

ذکر شیخ حسن اسفرائینی رہ

مرد عارف و موحد بوده و مجذوب سالک است و مرید شیخ جمال الدین احمد ذاکر است که از جملهٔ خلفائے شیخ علی لالاست. هر چند ذکر او داخل سلسلهٔ اولیاست اما در شاعری نیز مکمل بوده و اشعار ترکی و فارسی نیکو میگوید و در ترکی تخلص حسن او میکند دیوان او در آذربایجان و روم شهرتے عظیم دارد و این غزل او راست۔

شوخ و بیرحم فتاده است نگارم چکنم ‌ ‌ ‌ برد اندیشهٔ او صبر و قرارم چکنم

سرزنش میکندم خلق که زاری تا کے ‌ ‌ ‌ من دل سوخته چون عاشق زارم چکنم

ماه رویم چو بدیدار نیاید روزے ‌ ‌ ‌ شب تاریک ستاره نشمارم چکنم

یار دل برد و نپرداخت بدلدارئ من ‌ ‌ ‌ او ز من فارغ و من بے دل و یارم چکنم

غم معشوق در افگند ز پایم چه سواست ‌ ‌ ‌ گشت از عشق پریشان سر کارم چکنم

چون خدا در دو جهان روے نکو داد روا ‌ ‌ ‌ منکر پور حسنم دوست ندارم چکنم

اما شیخ الشیوخ قطب الفلک الولایت رضی الدین علی بن سعید لالا قدس سره غزنوی بوده و عم زاده شیخ سنائی است و پدر او همراه حکیم سنائی عزیمت کعبه کرد و در خسرو شیرگیر که از اکمل ولایت جوین است کدخدا شده و ولایت شیخ رضی الدین علی لالا در خسرو شیرگیر بوده و در تمامی ربع مسکون سیاحت کرده و از چهار صد شیخ بزرگ اجازت ارشاد ستانیده و در آخر دست بیعت بشیخ ابو الجناب نجم الدین کبری داده و ابو الرضا بابا رتن هندی را در هند دریافته بابا رتن شانه از شانه هائے خود رسول صلعم بدو داده بود و جان بحق تسلیم کرد و مے گویند بابا رتن صحبت مبارک رسول دریافته است و بعضے گویند که از حواریان عیسی ع است و عمر بابا رتن یک هزار و چهار صد سال مے گویند اما وفات شیخ رضی الدین علی لالا قدس سره در شهور سنه اثنی و اربعین و ستمائه بوده هفتاد و شش سال و بعضے هفتاد و نه سال میگویند عمر یافت و شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحموی قدس سره هشت سال بعد از وفات شیخ علی لالا بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی در تاریخ وفات شیخ سعد الدین میگوید۔

وفات شیخ جهان شیخ سعدین حموی | که نور ملت اسلام و شمع تقوی بود
بروز جمعه نماز دگر به بحر آباد | به سال ششصد و پنجاه عید اضحی بود

ذکر سید العارف امیر سید حسینی قدس سره

سالک مسالک دین و عارف اسرار یقین است در رموز حقایق کنز معانی بوده و در فضیلت علوم جنید ثانی خاطر پرنور او گلشن راز و طوطی نطق او عندلیب خوش آواز و هو حسین بن عالم بن حسن الحسینی اصل سید از غور است اما در اکثر اوقات سیاحت کردی و مسکن سید شهر هرات بوده و سند خرقه سید بسلطان المشایخ شهاب الدین سهروردی میرسد سالها بسلوک مشغول بوده و با بسیارے از اکابر صحبت داشته حکایت کنند که شیخ العارف فخر الدین عراقی و شیخ اوحدی و سید حسینی هر سه فاضل مریدان شیخ شهاب الدین سهروردی بوده اند و سالے چنان اتفاق افتاد در کرمان بخانقاه شیخ اوحد الدین هر سه بخلوت نشسته هر کدام در اثنای اربعین از سفر عالم ملکوت سوغاتی بخدمت شیخ رسانیدند. شیخ عراقی لمعات و شیخ اوحدی ترجیع که بعبارت مشهور است و سید حسینی کتاب زاد المسافرین بعد ازان که شیخ هر سه را مطالعه کرد فرمود که حق تعالی وجود شریف این سه عزیز را بسبب یقین را همواره از آفات محفوظ دارد که عجب سه گوهر یگانه از کان حقایق بیرون آورده اند فاما چون این فرقه مسافران مسالک یقین اند آنکه زاد المسافرین آورده سیاح منازل عرفان است چون به تقریب وصف زاد المسافرین نوبت شد ازان کتاب فایده نوشتن واجب بود۔

این طرفه حکایتی است بنگر | روزی ز قضا مگر سکندر
میرفت و همه سپاه با او | صد حشمت و مال و جاه با او
ناگه به خرابهٔ گذر کرد | پیری ز خرابه سر بدر کرد
پیرے نه که آفتاب پرنور | در چشم سکندر آمد از دور
پرسید که این چه شاید آخر | این کلبهٔ کیست کرده بنا آخر
در گوشهٔ این مغاک دلگیر | بیهوده نباشد این چنین پیر

چون راند بران مغاک چون گور | پیر از سر وقت خود نشد دور
چون باز نکرد سوی او چشم | پرسید سکندرش بصد خشم
گفت ای شده غول این گذرگاه | غافل چه نشسته درین راه
بهر چه نکردی احترامم | آخر نه سکندر است نامم
دانی که منم به بخت فیروز | پشت همه روی عالم امروز
دریا دل و آفتاب رایم | فرق فلک است زیر پایم
پیر از سر وقت بانگ برزد | گفت این همه بیم جو نیرزد
نه پشت و نه روی عالمی تو | یک دانه ز کشت آدمی تو
دوران فلک که بیشمار است | هر ساعتش از تو صد هزار است
نه غول و نه غافلم درین کوی | هشیار تر از توام بصد روی
از روز پسین چه آگهم من | چون منتظران بدین رهم من
غافل توکه از برای پیشی | مغرور دو روزه عمر خویشی
بامن چه برابری کنی تو | چون بنده بندهٔ منی تو
دو بنده من که حرص و آزند | بر تو همه روز سرفرازند
گریان شد ازین سخن سکندر | بفکند کلاه شاهی از سر
از خجلت خود نفیر می زد | سر بر کف پای پیر می زد
پیر از سر چاره ره نمودش | کانادر همه وقت یاد بودش

وفات سید حسینی در شهر هرات بود در سنه تسع عشر و سبعمائه در بیرون گنبد سید السادات در قصد [illegible] مدفن است اما سید السادات وهو عبدالله بن معاویه بن رشید بن عبدالله بن جعفر بن ابیطالب و پدر او معاویه بن عبدالله بروزگار معاویه بن ابی سفیان در دمشق متولد شده و عبدالله بن جعفر صباح پیش معاویه رفت معاویه پرسید که شنیدیم دوشینه شما را خداوند فرزندی داد او چه نام خواهید کرد عبدالله گفت آنچه شما فرمایید معاویه گفت در بنی هاشم معاویه نام نبوده مراد التماس از شما آنست که این پسر را معاویه نام کنید عبدالله قبول کرد و معاویه به پدر وصیت هزار درهم به عبدالله فرستاد و آن نام بر پسر او قرار گرفت و امیر المومنین حسین از این سخن بتحقیق

کرانشتربت اسم الحسین بن القتیل وعبدالله بن معاویه بروزگار ولید بن عبدالملک با عبدالرحمن اشعث
اتفاق کرده خروج کرد آخرالامر بروزگار ابومسلم بوقتی که نصر سیار با او در حدود سرخس قتال
داشت از راه کرمان بهرات افتاد متعلقان نصر با او محاربه کردند و شهید شد رضوان الله علیه اما
کتب نظم و نثر سید حسینی سی نامه است که در آوان شباب گفته است و کنزالرموز و نزهة الارواح
و زادالمسافرین و صراط مستقیم و طرب المجالس در آوان پیری گفته و شنوده ام که سید کتابی در
معارف و حقایق پرداخته عنقای مغرب نام و آن کتاب را ندیده ام و آنکه مشهور است که سید را
مردم هرات در غوغا شهید کرده اند در هیچ تاریخ و نسخه ندیده ام و نخوانده ام همانا چون سخن عوام است
اصل ندارد والعلم عند الله۔

ذکر ملک الشعرا ابن نصوح حسنت افعاله و رفع الله درجته

از جمله فضلاء روزگار است و از بزرگ زادگان فارس بوده و بروزگار سلطان ابوسعید خان
ده نامه نظم کرده بنام خواجه غیاث الدین محمد بن رشید وزیر و میان مستعدان آن نسخه شهرتی عظیم
دارد و این رباعی از وست۔

با فاقه و فقر هم نشینم کردی	بی مونس و بی یار و قرینم کردی
این مرتبه مقربان درتست	آیا بچه خدمت این چنینم کردی

ذکر ملک الکلام مولانا محمد بن حسام علیه الرحمة

فضل او زیاده از وصف است و شعر او را بر مولانا مظفر هروی که از اقران اوست تفضیل
میکنند و او از خاف است و در دارالسلطنة هرات مسکن داشته و در روزگار ملوک هرات ظهور یافته
و این قطعه در مدح ملک شمس الدین کرت گفته و تاریخ ابتدای دولت او بیان میکند اینست

اضاء بشمس الدین کرت زماننا	واجری فی البحر المرادات فلکه
ومن عجب تاریخ مبدا حکمه	یوافق قول الناس خلد ملکه

فی شهور سنه تسع و عشرین و سبعمائه و او را مثنوی ادبی است و خواجه عبدالقادر نائینی تضمینی

قوی وقولی برآن مستزاد ساخته است۔

آن کیست که تقریر کند حال گدا را در حضرت شاهی / کز غلغل بلبل چه خبر باد صبا را جز ناله وآهی

هرچند نیم لایق درگاه سلاطین نومید نیم هم / کز روی ترحم بنوازند گدا را گاهی بنگاهی

بر خرمن گل مار سیه خفته کدام است بر روی تو گیسو / حیف است که همخوابه بود ترک ختا را هندوی سیاهی

زاری و زر و زور بود مایه عاشق یا رحم ز معشوق / مارا نه زر و زور نه خود رحم شما را این حال تباهی

تا چاه زنخدان تو شد مسکن دلها ای یوسف ثانی / صد یوسف گم گشته فزون است نگارا در هر بن چاهی

اندام تو در بند قبا شرط نباشد الا که بدوزند / از لاله سیراب بقد تو قبا را وز غنچه کلاهی

بر شعر من و حسن تو گر بینه خواهند از ابن حسام است / بر معجز موسی نبود دست قضا را حاجت بگواهی

و وفات مولانا محمد ابن حسام الدین بروزگار ملک شمس الدین محمد کرت در شهور سنه سبع وثلثین وسبعمایه بوده ودرین روزگار ابن حسام دیگر بوده قصاید و منقبت را نیکو میگوید ذکر او بجایگاه خود خواهد آمد۔

ذکر مولانا الفاضل فخر الدین بناکتی رہ

مرد دانشمند و فاضل بوده در عهد سلطان ابوسعید خان تاریخ بناکتی او نوشته در انساب سلاطین ختا و اقصای هند و حالات یهود و قیاصره اطنابی میکند واز مورخان هیچکس شرح آن حالات چنان او نداده ودر شاعری مرتبه عالی دارد و قصاید غرّا و مقطعات محکم گفته

بازاین عتاب جانان باما چراست گوئی ‏ پیمان و عهد ایشان با و چه راست گوئی
وین دلبری و شنگی بیهوجهی نباشد ‏ این سرکشی و شوخی باز از کجاست گوئی
روئے بدین ملاحت قدّے بدین ظرافت ‏ امروز در زمانه آیا کراست گوئی
بیمار عشق جانان درمان سے نپذیرد ‏ یکدم جمال جانان او را دواست گوئی
با بیدلان تلطف عیبی نباشد ایجان ‏ با عاشقان ترحم بهر خداست گوئی
هر شام در مشامم آید نسیم زلفش ‏ همراز و همدم او باد صباست گوئی
فخر بنا کتی را ارزان چرا فروشی ‏ اینخواجه رایگان بین خصم آشناست گوئی

اما سلطان ابوسعید خان پادشاہے نیکوسیرت و صاحب دولت بود و در نوزده سالگی بعد از وفات سلطان محمد خدابنده بر تخت نشست و رعایا را بر کنف امن و امان حمایت داد و از روم تا کنار جیحون خطبه و سکه بالقاب همایون او موشح بود و بداد و عدل جهان را بیاراست و رسوم و قاعده ہائے بد که پیشتر از و نهاده بودند بکلی برانداخت و مثالها با طراف ممالک فرستاد و رعیت را استمالت داد و در تعین اوزان و ذراع و جمعه و جماعات آن قانونے که او نوشته و باطراف فرستاد و در بعضے بلاد و مواضع در چوب و سنگ کنده اند و در مساجد نصب کرده اند و بعضے در عراق و خراسان تا این زمان باقی مانده۔

بنوبت اند ملوک اندرین سپنج سرا ‏ کنون که نوبت تست ایملک بعدل گرای

و در ایام جوانی ازین جهان فانی بریاض جاودانی تحویل فرمود و خلایق از موت او در ایران زمین بسیار اندوهگین شدند و خاک بر سر کردند و تا یک سال در بازارها کاه ریخته بودند و منارها را پلاس پوشانیده و در کوچها خاکستر بیخته و خواجه سلمان در مرثیه سلطان ابوسعید میگوید۔

گر بنالد تاج و سوزد تخت شاید بر زوال دولت سلطان عادل بوسعید

و عزیزی در رحلت سلطان ابوسعید گوید۔

ثالث عشر ربیع الآخر اندر نیم شب ‏ هفت صد و سی و شش از هجرت بحکم کردگار
شاه عادل دل علاء الحق والدین بوسعید ‏ شد ازین دنیا ملول و کرد جنت اختیار
با هزاران ناله و زاری شتابان اندر شیخ ‏ کی خداوندان چپاه الاعتبار الاعتبار

وبعد از فوت شدن سلطان ابوسعید انقلاب کلی واقع شد و امنیت رخت بربست و
فتنهٔ نایم بیدار شد و چون سلطان را خلفی و ولیعهدی نبود که بر مسند خاقانی قرار گیرد و امرای
اطراف تغلب بنیاد کردند و دم از استقلال زدند هر سرداری سلطانی شد و هر شحنه امیری
تا آنکه تمیمهٔ ملوک طوایف عبارت از این است در آذربایجان امیر چوپان و شیخ حسن جلایر
خروج کردند و در عراق و فارس محمد مظفر ظفر یافتند و در خراسان سربداران بدل خانان شدند
و علاء الدین محمد وزیر را بکشتند و بجای او در خراسان امیر و وزیر گشتند و غوغای جانی قربانی
در طوس و مرو بود و از سرخس تا هرات غریو کوس بود و عیش مردم ختلان از شورش و غوغا تلخ
و همواره آشوب تا ملک بلخ بود القصه از تاریخ سنه ست و ثلثین و سبعمائه در حدود سنه
احدی و ثمانین و سبعمائه قریب پنجاه سال در ایران زمین ملوک اطراف با یکدیگر گردن‌کشی مینمودند
و ولایت بولایت و شهر بشهر و دیه بدیه بخصومت مشغول بودند تا شمشیر آبدار قطب دایرهٔ سلطنت
صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از غراب غیرت رخ نمود و آتش فتنه منطفی شد و
از مشایخ شیخ العارف علاء الدوله سمنانی و شیخ عبدالرزاق کاشی و از مولانا نظام الدین هروی
صاحب ریاض الملوک و از شعرا خواجو کرمانی و میر کرمانی و خواجه سلمان ساوجی و عبید زاکانی
و ناصر بخاری در روزگار سلطان ابوسعید خان بوده اند و مرقد سلطان ابوسعید در گنبد سلطانیه
است بجنب پدرش سلطان محمد خدابنده -

ذکر قدوة الافاضل جلال الدین فراهانی

مرد کریم و اهل فتوت بوده از دهقانی و زراعت حاصل کردی و فضلا و شعرا را خدمت
نمودی شاعر خوش گوی است و تتبع شیخ عارف سعدی می کند و جواب مخزن اسرار شیخ
نظامی وارد بهزار بیت از آن زیاده و بی نظیر گفته و این داستان از آنجاست -

بزرگی داشت یکی تازه باغ — لاله درخشنده در او چون چراغ
سرو و گل و بید کشیده رده — نارو به و سیب بهم در شده
نرگس مسرت بطرف چمن — عرعر و گل یاسمن و نسترن

بر سر هر شاخ سراینده — هوش بری عقل ربایندهٔ

صاحب بستان چو یکے زنده پیل — از هوس اندر بغل آورده بیل

آب روان کرد بهر گوشه — توشه جان داده بهر خوشه

کرد گذر بر طرف میوه وار — دید یکے مرغک دیوانه وار

چنگل و منقار کشیده دراز — هر چه همے دید همے کرد باز

میزد و میکرد بدو ریختند — پخته و ناپخته برو مے فگند

برزگر از کینه چنان بر فروخت — کآتش خشمش همه عالم بسوخت

دانه بگسترد و تله بر نهاد — مرغک غافل بتله در فتاد

مرد چو دیوے ز کمینگه بجست — زد دو سه گام و ببرش بر نشست

دام بیفگند و بر آمیخت تیغ — تا ببرد گردن او بے دریغ

مرغک بیچاره بنالید زار — گفت جوان مرد بجان زینهار

باد چه افگندهٔ اندر بروت — قوت ازمن نفزاید زقوت

دست زخون ریختن من بدار — تا سه نصیحت دهمت یادگار

پند نخست آنکه محال سخن — هر که بگوید تو باور مکن

پند دوم آنکه زغم درگذر — مال چو از دست شدت غم مخور

پند سوم آنکه مریز آب روے — در پے چیزے که نیابی مپوے

گوش کن اندرز آنکه برہی ز رنج — این سه نصیحت که بہ است از سه گنج

مرد جهان بین کرم آیا و کرد — در پے آزادیش آزاد کرد

مرغک دانا زکف باغبان — جست چو تیری که جهد از کمان

بر سر شاخے شد و آواز کرد — در دل مرد دگر ساز کرد

گفت چه دانی که ز دستت چه شد — یا چه شناسی که حریفت چه بد

بر صفت خایهٔ بط گوهرے — در شکمم بود به از کشورے

بخت نبودت که بدست آوری — آنکه همه عمر ازان برخوری

مرد پشیمان شد از آن داوریش | غصه و غم گشت همه شاویش
باز در آمد بفسون و فریب | در هوس باز شده ناشکیب
گفت بمرغ از سر آن درگذر | صحبت تو به ز هزاران گهر
مونس من باش و دلارام من | تازه کن از وصل خود ایام من
تا چو دل و دیده نکو دارمت | گر خوریم خون که نیازارمت
مرغ بخندید و درآمد براز | گفت زهی ابله نیرنگ ساز
تا نشنیده بدی احوال مال | خون مرا داشته بودی حلال
چونکه شنیدی خبر مال من | در کف تو چون بود احوال من
شرط نکرده بدم ای کینه جوی | با تو که چیزی که نیابی مجوی
از چه شدی طالب پیوند من | زود فراموش شدت پند من
هم نبود خایه بط بی شکی | در شکم کوچک تنگکی
مرغ گران بیضه نه افزون بود | در شکمش بیضه بط چون بود
این نه محال است که شد باورت | هوش و خرد نیست مگر یاورت
مال که خود نیست وگر نیز هست | غم چه خوری چونکه برفت از دست
تا نخوری بزرگمه آسا ملال | غم نخوری در طلب ملک و مال

اما فراهان قصبه ایست من اعمال قم و درمیان ولایت همدان و قم افتاده و صاحب صور اقالیم سبعه آورده که در نواحی فراهان یوز شکاری خوب بدست آید که در اقالیم مثل آن یوز نیست و جهت سلاطین آن یوزها را بتحفه می برند۔

ذکر ملک الافاضل نزاری قهستانی ره

مردی لطیف طبع و حکیم شیوه بود و اصل او از بیرجند قهستانست و سخنان مقبول و دلپذیر دارد و دستور نامه را در آداب معاشرت گفته است و آن کتاب پیش مستعدان و ظرفا قدری دارد این چند بیت باستشهاد از آن کتاب وارد میشود تا وزن ابیات معلوم باشد۔

چهل سال مداح میبوده‌ام — هنوزش بواجب نه بستوده‌ام

وین غزل نیز او راست.

بیا که موسم عیش است و وقت ذوق و نشاط — چو سبزه زار بگستر میان باغ بساط
ز بس شقایق گوئی خزانه دار فلک — بگرد دامن کهسار میکشد سقلاط
خطیب شرم ندارد نشسته بر سر چوب — زبان بهرزه درازی کشاده چون وطواط
مرا عوام بسنگ ملامت و شنعت — چنان زنند که قاروره بر حد و نقاط
مگر بدیدن لیلی وگرنه بر نآید — علاج یک دل مجنون بدست صد بقراط
ولی چه سود که بر قامت نزاری دوخت — قبای شقیقه راسی زمانه خیاط
قد قامت الصلوة بر آمد ز بامداد — برخیز ساقیا بستان از مدام داد
گر بر حلال زاده حرام است خون رز — پس آب و نان حرام بود بر حرامزاد
بسیار در محامد می شعر گفته‌ام — من نیز هم تمام ندارم هنیاب یاد
دهقان که در عمارت رز سعی میکند — عمرش مدام در نظر او مدام باد
از جنت خانه میدهدم این خبر نسیم — یا از بهشت میوزد این خوش خرام باد
شادم بقرض کردن و دادن بوجه می — چون من کسی که دید که باشد بوام شاد
کلی طمع مبرز عنایت نزاریا — من عبد قد تظلم من ربه قد ودا

ونزاری را بعضی موحد و عارف میدانند و بعضی او را از زمرهٔ اسمعیلیه می‌گویند هرچند سخنان او بر شیوهٔ می پرستی و آداب معاشرت واقع شده اما معارف و حقایق نیز دارد و از حقیقت سخنان او معلوم میشود که مرد حکیم و محقق بوده و بدو اعتقاد بد بهتان است هرچند گستاخیهائی که در شرع ممنوع است ازو صادر شده.

بر آستانهٔ میخانه گر سری بینی — مزن بپای که معلوم نیست نیت او

حکایت کنند که سلطان اعظم ابوالقاسم بابر بهادر از شیخ الشیوخ صدرالدین الرواسی پرسید که چه میگویند در سخنانی بلند که بزرگان فرموده اند شیخ فرمود که اگر شیخ محی الدین عربی و جلال الدین رومی و عطار و عراقی و اوحدی و شبستری گفته اند محض ایقان و اصل عرفان است و اگر نزاری

بیرتاج تولی ومتابعان ایشان گفته اند ضلالت وبدعت و بوالفضولی است این طریق را
وزدی الفاظ تکمل سے نامند بهانا متابع موحد انند این مردم در الفاظ اما وجه تخلص نزاری بعضے
گفته اند که او مردے لاغر اندام بوده نزاری بدان جهت تخلص میکند وبعضے گفته اند نزار از جمله
خلفائے اسمعیلیه است واو خود را بدو منسوب میکند اما وجه دوم بعقل نزدیکتر است چون
سخنهائے او ازان طریق گواهی میدهد والعلم عند الله اما خلفاء اسمعیلیه خود را منسوب باسمٰعیل
بن جعفر صادق ع میدانند بعد از امام جعفر اسمٰعیل را امام مے دانند و دیگر ائمه منکرند و اول
ایشان مهدی ست که در سنه تسع عشر و ثلاث مائه در مغرب خروج کرد وآن مملکت فرو
گرفت و مهدیه را بنا فرمود و اولاد و فرزندان او در مصر نیز بودند و مدتها خلافت کردند و در زمان مهدی
خلیفه عباسی در بغداد بنام خلفائے اسماعیلیه خطبه خواندند و خلفائے بنی عباس در بطلان نسب
مهدی اسماعیلی محضر بخطوط ائمه حاصل کردند که مهدی ناثوا بچه الیست از کوچه نسب او بهتان است
بر اسماعیل بن جعفر الصادق ع و قاضی ابوالعباس و ابوالحسن الباهلی و ابن فورک و ابوعوانه اسفراینی
و قاضی ابوالمحاسن الرویانی که از فحول علماء روزگار بوده اند خطوط بران محضر نوشته اند وآن محضر تا
بروزگار خلیفه مستعصم بالله در خزاین خلفاء بود و بوقت هلاکو خان این محضر را خواجه نصیرالدین
طوسی بنزد خلفائے اسماعیلیه فرستاد بدیار مصر

ذکر سراج الدین قمری ره

خوش طبع و لطیفه گوئے و سخن شناس بوده همواره ندیم مجلس سلاطین و حکام بوده
اصلش از قزوین است. حکایت آورده اند که در روزگار سلطان ابوسعید خان ضعیفه صفیه نام
بزهد و عبادت مشغول شده بود و عوام الناس رایدان زاهده ارادتے و اعتقادے عظیم و سستا
داد و قتقرات خاتون که خواهر رضاعیه سلطان ابوسعید خان بوده بزیارت بی بی صفیه مے رفتد
و سراج الدین دران مجلس حاضر بوده چون طعام خوردند قتقرات خاتون گفت قدرے طعام
نیم خورده بی بی سراج من وهید تا بخورم و به تبرک بخانه برم سراج الدین گفت اے خاتون
اگر شما رغبت نمائید من تمام خوردنی بی بی را دارم قتقرات خاتون ازین سخن بهم برآمده فرمود

تا سیلی چند بر روی سراج الدین زدند سراج الدین در مجلس سلطان ابوسعید بسر و روی کبود در آمد خان پرسید که مولانا را چه رسیده است گفت ای خداوند لطیفه از ظرفا مردم بهزار دینار میخرند قتقرات خاتون لطیفه از من بده سیلی خرید و فی الحال واصل گردید

رقیب ساخت دو چشم بصر بهشت کبود ۔۔۔ دو دجله بود روان چشم من کنون شد نیل

و کیفیت لطیفه بخان تقریر کرد و هرگاه که خان قتقرات خاتون را دیدی خندان شدی

و گفتی لطیفه از شاعر خرید، سراج الدین قمری را با عبید زاکانی و خواجه سلمان مشاعره و معارضه است و جهت این یک رباعی میان سلمان و سراج الدین قمری تعصب بسیار واقع شده و فضلا هیچ یک را بر دیگر فضل ننهاده اند و هر دو مصنوع است و این رباعی سلمان راست

ای آب روان سر و بر آورده تست ۔۔۔ وی سرو چمان چمن سراپرده تست
ای غنچه عروس باغ در پرده تست ۔۔۔ ای باد صبا این همه آورده تست

و سراج الدین قمری گوید

ای ابر بهار خار پرورده تست ۔۔۔ وی خار درون غنچه خون کرده تست
گل سرخوش و لاله مست و نرگس مخمور ۔۔۔ ای باد صبا این همه آورده تست

ذکر ملک الکلام رکن صاین رہ

شاعری ملائم سخن و فاضل زیبا کلام است و از قاضی زادگان سمنان بوده است و در روزگار طغا تیمور خان تقرب زیاده از وصف یافته و منصب پیشنمازی بدو متعلق بوده و خان امی بوده و دوست داشته که چیزی بخواند همواره مولانا رکن الدین بصحبت خان بودی حکایت کنند که شخصی از و پرسید که خان هیچ آموخت گفت گربه خان را چیزی آموختن آسان تر است که این خان را یعنی مرده به از این زنده است و خان از پس خرگاه این سخن می شنود فی الحال رکن صاین را بند فرمود و مدتی به بند مقید و محبوس بود و این رباعی بخدمت خان فرستاد

در حضرت شاه چون قوی شد رایم ۔۔۔ گفتم که رکاب راز زر فرمایم

آهن چو شنید این حکایت از من   در تاب شد و حلقه بزد بر پایم

ورکن را اشعار خوب بسیار است و در عراق عجم دیوان او مشهور است و ده نامه گفته و
غزلهای بی‌نظیر و مقطعات از هر نوع در آن درج کرده و مستعد است اما طغا تیمور خان
از نژاد سلاطین مغول است و بعد از سلطان ابوسعید پادشاهی استراباد و جرجان و دهستان
آن برو قرار گرفت و امرای سربداران خراسان بدو مطیع و منقاد گشتند و اکثر ولایات خراسان را
مسخر ساخت بهوای بهار سلطان دوین و میدان و مرغزار رادکان بودی و زمستان در لب آب
جرجان و سلطان دوین استراباد قشلاق کردی و در مشهد مقدس رضوی عمارتها ساخته اما مردم
دون و بداصل را تربیت کلی می نمود و بر بزرگ زادگان مخالف بودی و دونان را بسیورغالات
از مال تمغا ارزانی داشت اکابر ازو نفور گشتند و سربداران در روزگار او استیلای کلی یافتند
و او براه رسم پادشاهی قناعت داشت و دفع سربداران نمی توانست کرد آخر الامر بدست
یحیی کرابی که از جمله بداران بود بقتل رسید و در تاریخ سربداران آورده اند که هر سال جهت
ملازمت و تجدید عهد سربداران از بیهق پیش خان باستراباد می رفتند و چون نوبت حکومت
بخواجه یحیی کرابی رسید بر قاعده استمرار بملازمت خان شتافت و در سلطان دوین بعسکر
خان پیوست و در روز سوم خان بجهت او طوی و دعوتی کشید که او را اجازه دهد خواجه یحیی را تشنیا
زده بودند و دور از خان نشسته و حافظ شقانی در زیر دست شامیانه پهلوی خواجه یحیی بود خواجه
یحیی حافظ را گفت این مغول را امروز می توان کشت حافظ گفت همچنین است خواجه حافظ
را گفت بطرف خان رو مردم خواهند گفت که تو تشنه داری و گستاخ وار خود را بخان نزدیک
گردان و ضربتی بارو زن تا من روان شوم و نوکران مدد نمایند و کار او آخر سازیم حافظ بدین نوع
خان را زخم زد و نوکر با شمشیر کشیده دوانه شدند و مردم خان متفرق گشتند و خان را بقتل رسانیدند
و بعد از طغا تیمور خان سلطنت از قوم چنگیز خان برافتاد و سربداران چیره شدند و حالات تاریخ
سربداران بعد از این خواهد آمد و عزیزی در قتل طغا تیمور خان این تاریخ گوید

تاریخ مقتل شه عالم طغا تیمور   از هجرت بود هفتصد پنجاه و چهار سال
در روز شنبه از مه ذیقعده شانزده   کین حال گشت واقع از حکم ذوالجلال

ذکر صاحب قرن الاقران و خاتمة الکلام فی آخر الزمان خواجه خسرو دهلوی اعلی الله درجته فی اعلی علیین

کمالات او از شرح مستغنی است و ذات ملک صفات او بمقام عالم معنی غنی گوهر کان
الیقان و دُر دریای عرفان است عشقبازی حقایق را در شیوهٔ مجاز پرداخته بلکه با عرایس حقایق
عشق باخته جراحات عاشقان مستهام را از اشعار ملیح او نمک مهیا شده و دلهای شکسته خستگان را
زمزمه خسروانی او مهیج اشد پادشاه خاص و عام است از آتش خسرو نام است در ملک سخنوری
این نامش تمام است و در حق او مرتبه سخن گذاری ختم تمام است قصه کوتاه باید کرد والسلام اما اصل
امیر خسرو ترک است و گویند اصل او از شهر کش که آن شهر قبة الخضرا اسم نامند بوده است و
گویند از هزاره لاچین است که در حدود پای مرنج و قرشی نشسته اند و در فترات چنگیزخان
آن مردم از ماوراء النهر گریخته به دیار هند افتاده به پتیالی مقام گرفته اند و پدر امیر خسرو امیر محمود در قبیلهٔ قوم
آن مردم بوده است و آبای امیر خسرو بروزگار سلطان شمس الدین محمد مرتبه امارت داشته اند
و سلطان علاء الدین محمد ملک هند با امیر خسرو عنایات مبذول میداشته و امیر خسرو بدرجه امارت
رسیده و در ملازمت و اشتغال انواع فضایل را جمع کرده در معذرت طور ملازمت در خمسه
می فرماید نظم

مسکین من مستمند بی هوش — از سوختگی چو دیگ در جوش
شب تا سحر و ز صبح تا شام — در گوشه غم نگیرم آرام
باشم ز برای نفس خود رای — پیش چو خودی ستاده بر پای
تا خون نرود ز پای بر سر — دستم نشود ز آب کس تر
ماحصل ز دروغ بر تراشم — معذور درین چگونه باشم

و امیر خسرو را در مدح سلطان علاء الدین محمد و اولاد کرام او قصاید و تصانیف است
و چون نسیم عالم تحقیق بریاض امید او وزید عالم ناکس را در نظر خود خسی دید بارها از ملازمت استعفا
خواست و سلطان علاء الدین ابا نمود آخر الامر یکی از ملازمت مخلوق مخلوع شد و بخدمت ...

حق مشغول گشت و دست ارادت بدامن تربیت الشیخ العارف السالک المحقق قدوة الواصلین
نظام الحق والدین قدس سره زد و سالها بسلوک مشغول بوده و مدح امرا و ملوک را بسلوک از
دیوان اشعار محو ساخت خاطر را منور داشت و در کشف حقایق مقامات عالی یافت شیخ الشیوخ
نظام الاولیا بارها گفته که روز حشر امیدوارم که مرا بسوز سینهٔ این ترک بخشند و خواجه خسرو مال و اسباب
بسیار در قدم شیخ ایثار کرد. و کتاب خمسه را باشارت شیخ نظم کرد چنانچه این دو بیت میگوید

چو در خانقاه او بنشستم مقیم | حطیم کعبه را مانند تعظیم
ملک کرده به نقش آشیانه | چو اندر سقفها گنجشک خانه

اما شیخ نظام الاولیا از اکمل مشایخ هند بوده و مریدان و خویشان شیخ العارف شیخ فرید
شکرگنج است و سلسلهٔ او بشیخ الاسلام مرشد طوایف الانام شیخ مودود بن یوسف الچشتی میرسد
قدس الله سرهما و در جواهر الاسرار شیخ العارف آذری ره آورده است که در نهایت حال شیخ
مصلح الدین سعدی علیه الرحمه با امیر خسرو صحبت داشته و بدیدن او از شیراز بهند آمده و خواجه
خسرو را نسبت بشیخ سعدی اعتقاد بسیار زیاده از تصور بوده و در این بیت اعتقاد خود را بیان میکند

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت | شیره از خمخانهٔ مستی که در شیراز بود

و جای دیگر فرماید همچو

جلد سخنم دارد شیرازهٔ سعدی | و فی کل حال ارادت او بشیخ سعدی

ظاهر است و دیوان خواجه خسرو را فضلا جمع نتوانسته کرد چه اندر مدح انصاف بالغ
نموده‌اند که بحر در ظرف نگنجد و علم لدنی در حرف نیاید و سلطان سعید بایسنغر خان سعی و جهد بسیار نمود
در جمع نمودن سخنان امیر خسرو تا لیا یکصد و بیست هزار بیت جمع ساخته و بعد از آن دو هزار بیت از
غزلیات خسرو جای یافته اند که در دیوان او نبوده دانسته است که جمع نمودن این اشعار امریست
متعذر الحصول و آرزوی متعسر الوصول است ترک کرده است و امیر خسرو در یکی از رسایل خود نوشته
که اشعار من از پانصد هزار بیت کمتر است و از چهارصد هزار بیت بیشتر است و خمسهٔ امیر خسرو هژده هزار بیت
است و خمسهٔ نظامی بیست و هشت هزار بیت عجب است و در جنب سخنان الناس بعرف سخنان اعجاز
هر آینه اعجاز فصاحت و بلاغت مطلوب و مرغوب است و امیرزاده بایسنغر خمسهٔ امیر خسرو را بر خمسه

نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ گورگان انار الله برهانه قبول نکردے و معتقد نظامی
بودے و در میان این دو شهزاده فاضل بکرات بحث این دعوے تعصب
دست داده اگر آن عصبیت درین روزگار بودے خاطر نقاد جوهریان بازار فضل این روزگار که عمر
شان بخلود پیوسته باد راه ترجیح نمودندے در رفع اشتباه کردندے القصه معانی خاص نازکیهاے
امیر خسرو و سخنان پرشور عاشقانه او آتش در نهاد آدمی مے زند و در توحید این دو بیت امیر خسرو راست

قطرهٔ آبے نخورد ماکیان　　تا نکند روئے سوئی آسمان

در معراج رسول صلی الله علیه و آله میفرماید

بر آن آئینه دل واجبست آه　　که در معراج او شک را دهد راه

و در نازکیها چون در خمسه او تفکر کنند نکتها هست که وصف نتوان کرد از انجمله است۔

خرے را که تیمار خربنده گشت　　سه جو در شکم به که یکی من به پشت

و در نهایت حال امیر خسرو اشعار خود را چهار قسم ساخته و بعضے سه قسم گفته اند اما چهار اصح است
و هر قسمے را باسمے موسوم گردانیده و این است آن اقسام تحفة الصغر اشعار ایام شباب وسط الحیات
اشعار آغاز سلوک و عهد دولت غرة الکمال اشعار ایام تکمیل و اول روزگار شیخوخت و بقیة النقیه اشعار
ایام نهایت عمر و روزگار هرم و ما ازین چهار قسم از هر قسمے غزلے اختیار نمودیم و ثبت کردیم۔ من
تحفة الصغر غزل۔

دل شد ز دست و بر ره از خون نشان بماند　　جان رفت و بازگم شده بر جاے جان بماند
دنبال یار رفته روان کردم آب چشم　　آن رفته خود نیامد و اشکم روان بماند
از ناخن ارچه سینه کنم کے برون شود　　داغے که در درون نهانم نشان بماند
مرهم نکرد ریش مرا پند دوستان　　و اندر دلم جراحت گفتار شان بماند
اے دیده ماجراے دل خون شده کنون　　با دوستان بگوے که مارا زبان نماند
یکچند هر که هست بود مست و بت پرست　　عمرے گذشت و این دل من همچنان بماند
بارا وداع کرده دل و دین هرچه بود　　الا سر نیاز که بر آستان بماند
[illegible]　　دستت صلاح ورزد و دل در گران بماند

میخواست دوست عذر جفاهای او خیال — صد تیر آه نیم کشیدم در کمان بماند
خسرو ز آه گرم بر آتش نهاد نعل — بر هر زمین که از سم اسپش نشان بماند

من وسط الحیات و این غزل بدیهه گوید پیش سلطان علاء الدین در سر میدان گوی بازی۔

شاه تنها چیست کز رغبت بمیدان برید — این سر و هر سر که هست از خم چوگان برید
غمزه زن یار سید ساخته وا برید جان — یوسف ما باز گشت مژده بکنعان برید
دست بدامان او نیست بجز بازیٔ کس — بوالهوسان فضول سر بگریبان برید
در صف عشاق چون لاف عیاری زند — مائیم جان واجب است گر زغمش جان برید
از لبش امروز اگر توشه شود بوسه — بهر چه فردا بخلد منت رضوان برید
مست خراب مرا حاجت نقلی اگر — مست دل خام سوز سوی نمکدان برید
نیست دل چون منی در خور شاهین شاه — پارهٔ مردار را بر سگ دربان برید
مرغ بیابان عشق خار مغیلان خورد — مژدهٔ وصل شکر بر مگس خوان برید
برد و رخ از خون گذشت خسرو بخشنده حال — ده که ز درماندهٔ قصه بسلطان برید

من غرة الکمال غزل۔

خم تهی گشت و هنوزم جان ز می سیراب نیست — خون خود خور آخرا ای دل چون شراب ناب نیست
نالهٔ زنجیر مجنون ارغنون عاشقان است — ذوق آن اندازهٔ گوش اولو الالباب نیست
عشق خصم من بس است ای چرخ تو زحمت مکش — هر کجا جلاد باشد حاجت قصاب نیست
پادشه گو خون بریز و شحنه گو گردن بزن — بهر جانی ترک جانان مذهب احباب نیست
هان و هان ای عقل از غمخواری ما درگذر — کار ما را بیشتر از دیوانگی اسباب نیست
گر جمال یار نبود با خیالش هم خوشم — خانهٔ درویش را شمعی به از مهتاب نیست
کافرم دم تشنگان را یک زمان آهسته باش — کاهوی بیچاره را با شیر ترکان تاب نیست
تشنه خواهی مردن ای دل زان زنخدان درگذر — کان چه را گر بکاوی خون برآید آب نیست
گفته بودی خسروا در خواب رخ بنمایمت — این سخن بیگانه را گو کاشنا را خواب نیست

غزل من بقیة النقیه-

جوان و پیر که در بند مال و فرزندند — نه عاقلان که طفلان ناخردمندند
جماعتی که بگریند بهر مال و منال — یقین بدان تو که بر خویشتن همی خندند
خوشا کسان که گذشتند پاک چون خورشید — که سایه بر سر این خاکدان نیفگندند
بخانه که ره جان نمیتوان بستن — چه ابلهند کسانیکه دل همی بندند
بسبزه زار فلک طرفه باغبانانند — که هر نهال که بنشانند باز بر کندند
جمال طلعت همصحبتان غنیمت دان — که میروند نه زان سان که باز پیوندند
بقا که نیست درو حاصلی همه هیچست — چو بنگری همه مردم به هیچ خورسندند
بساز توشه ز بهر مسافران وجود — که میهمان عزیزند روز کی چندند
اگر تو آدمی در سگان بلطف مبین — که بهتر از من و تو بندهٔ خداوندند
ترا چه از عمل خیر نیست فرزندی — که دشمن اند ترا زادگان نه فرزندند
مجوی دنیا اگر اهل همتی خسرو — که از همای بمردار میل نپسندند

وامیر خسرو با وجود فضایل صوری و معنوی در علم موسیقی وقوف تمام داشته و نوبتی شخصی با او بحث کرد که علم موسیقی از جملهٔ علوم ریاضت است و بشرف از علم شعر و شاعری افضل است وامیر خسرو در الزام مغنی این قطعه گفت قطعه

مطربی میگفت خسرو را که ای گنج سخن — علم موسیقی ز علم شعر نیکوتر بود
زانکه آن علمیست کز دقت نیاید در قلم — لیک این علمیست کاندر کاغذ و دفتر بود
پاسخش دادم که من در هر دو معنی کاملم — هر دو را سنجیده بر وزنی که آن در خور بود
نظم را کردم سه دفتر ور بتحریر آمدی — علم موسیقی سه دفتر بودی ار باور بود
فرق من گویم میان هر دو معقول و درست — گر بود انصاف آن کز هر دو دانشور بود
نظم را علمی تصور کن بنفس خود تمام — کو نه محتاج اصول و صوت خنیاگر بود
گر کسی بی زیر و بم نظمی فرو خواند رواست — نی بمعنی هیچ نقصان سوی نظم اندر بود
ور کند مطرب بسی هو هو و هاها در سرود — چون سخن نبود همه بی معنی و ابتر بود

نا سزائی زن را بین که صوتی دارد و گفتاری — لاجرم در قول محتاج کسی دیگر بود
پس دو معنی ضرورتست صاحب صوت و سماع — از برای شعر محتاج سخن پرور بود
نظم را حاصل عروسی دان و نغمه زیورش — نیست عیبی گر عروس خوب بی زیور بود
من کسی را آدمی دانم که داند این قدر — ور نداند پرسد از من ور نپرسد خر بود

این قطعه او راست در تأسف اقربا۔

رفتم سوی خطیره و بگریستم بزار — از هجر دوستان که اسیر فنا شدند
ایشان کجا شدند چو گفتم خطیره هم — داد از صدا جواب که ایشان کجا شدند

من مقطعات فی مذهب الدهر۔

اقبال را بقا نبود دل برو منه — عمری که بر غرور گذاری هبا بود
ور نیست باورت ز من این نکته شریف — اقبال را چو قلب کنی لا بقا بود

وله فی شکایت الزمان۔

خسرو چه حالت است که در وهم عالمان — از جاهلان دون دو فی باز پس زنند
این نکته راست بین و برانصاف خوش برآ — کز چار حرف قطره و دریا برابرند

این رباعی را در عشق میفرماید۔

از شعله عشق هر که افروخته نیست — با او سر سوزنی دلم دوخته نیست
گر سوخته دل نه ز ما دور که ما — آتش بکسی زنیم کو سوخته نیست

از واردات شعر وی زیادت ازین این تذکره تحمل نکند چه بحر مواج در کوزه حرف نگنجد
ایران روز زیاده ازین درین باب خوض نرفت اما امیر خسرو زندگانی زیاد یافت و در شهور سنه
خمس و عشرین و سبعمائه سمند مراد از دهلیز تنگ هستی بچابک دستی بساحت میدان لامکان
جهانید و طوطی روح خود را از قفس حواس وارهانید و بشکرستان وصال رسانید و مرقد مبارکش
در شهر دهلی است در خطیره مشایخ طریقت او شیخ فرید شکر گنج و شیخ نظام الاولیا قدس سره
و چون قصاید شریفه مثل بحر الابرار و مرآة الصفا و انیس القلوب شهرتی یافته و فضلای روزگار
بجواب قصاید او مشغول شده اند و داد فصاحت و بلاغت داده درین تذکره بنظم در نیاید و بعد

از خمسه خواجه خسرو را چندین رساله نظم و نثر است مثل قرآن سعدین که در حق علاء الدین ملک دہلی گفته و دول رانی و خضر خانی مناقب ہند و تاریخ دہلی و نہ سپہر و خزاین الفتوح و قانون استیفا و غیر ذلک اما سلطان محمد تغلق شاه در دیار ہند پادشاه بزرگ منش مبارک پے صاحب دولت بوده و در دہلی عمارات ساخته و حوض خاص را از روئے اخلاص عمارت فرمود پادشاہے مجاہد و غازی و دانش مند و شاعر پرور بود و تا دیار قنوج بگشود و شعرائے خراسان از صیت جلال و آوازۂ نوال او بہند رفته بمدایح او و آل و احفاد کرامش قصاید و تصانیف پرداختند و از اکرام نامہ او زلہ ہا ساختند و در حدود سنہ اثنی عشر و سبعمائہ از حضیض انسی باوج قدسی تحویل فرمود و مولانا مظفر ہروی در تاریخ فوت او و ملک شمس الدین کرت این قطعه گوید در یک سال ہر دو وفات یافته اند۔

بروز رزم چو کاؤس کے محمد کرت ... نہاد بر دل سہراب کے محمد کرت
خدیو کشور اول محمد تغلق ... برفت و در عقبش شاه کے محمد کرت

ذکر ملک الکلام خواجه حسن دہلوی رہ

او نیز از جملہ مریدان و اصحاب شیخ نظام الاولیا بوده و خواجه خسرو و او خواجه تاشان طریقت اند و او خواجه زاده ایست از شہر دہلی و در شعر تتبع خواجه خسرو میکند و شیرین کلام است و سخن پر حال و سہل ممتنع وارد اگرچه پر صنعت نیست اما بغایت بدل نزدیک و روان است مرد گذشته و اہل طریق بوده و او نیز بسبیل خواجه خسرو مال و اسباب دنیاوی و استعداد خود را در قدم شیخ ایثار کرده و در روش فقر مردانه سلوک کرده حکایت کرده اند که حسن در دستگاه دکان خبازی نشسته بود و شیخ نظام الاولیا ربازار با جمعے از اصحاب میگذشت و خواجه خسرو نیز ہمراه بود چون چشم خسرو بر حسن افتاد منظرے زیبا دید و حرکات موزون و قابلیت در و مشاہده کرد از حسن سوال کرد که نان چگونه مے فروشی حسن گفت نان در پله ترازو مے کنم و اہل سودا را مے فرمایم تا زر در مقابل آن مے نهند ہرگاه زر گران ترآید مشتری را روان مے کنم خواجه خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست گفت درد و نیاز او چه بر مے دارم خواجه خسرو از این نوع کلام حسن حیران بماند و کیفیت بشیخ عرض کرد و

حسن را نیز در طلب دامن گیر شد و بخانقاه شیخ آمد و ترک دکان و دکانداری نمود هر آئینه نظر مردان خدا عبث نباشد۔

آن راکه بدائیم کہ او قابل عشق است رمزش بنمائیم و دلش را بربائیم

دیوان خواجہ حسن درین روزگار عزیز و مکرم است و صاحب نظران و سخنوران را بسخن خواجہ حسن اعتقادے و التفاتے زیادہ از تصور است و چون بین الخواص والعوام سخن او شہرتے عظیم وارد زیادہ از غزلے درینجا ثبت نشد۔

ساقیا می دہ کہ ابری خاست از غار سفید سر درا سر سبز شد صد برگ را چادر سفید

بادہ در جام بلورین دہ مرا گر سیہ ہے خوب میاید شراب لعل را ساغر سفید

ابر چون چشم زلیخا بہر یوسف ژالہ بار ژالہا چون دیدہ یعقوب پیغمبر سفید

عنکبوت غار را گفتم کہ این پردہ چہ بود گفت مہمان عزیز آمد کرده ام در سفید

اے حسن اغیار را ہرگز نباشد فیض رستہ رستہ این زاغ ہرگز نباشد پر سفید

وفضلاء این غزل را جواب بسیار فرمودہ اند و ہیچ جواب ازین پرحال تر شنفتادہ و تاریخ وفات خواجہ حسن معلوم نبود۔

ذکر ملک الفضلا خواجو کرمانی رہ

از بزرگ زادگان کرمان بودہ و صاحب فضل و خوشگوئے است و سخن او را بزرگان و فضلا در فصاحت و بلاغت بے نظیرے دانند و او را تخلص بند شعرائے نامند و او ہموارہ سیاحت کردے و در کرمان قرار نیافتی و کتاب ہمائے و ہمایون را در بغداد نظم کردہ و دران داستان داد سخنورے دادہ و غزلیات مرغوب درج کردہ و از فرط اشتیاق بوطن مالوف دران داستان این چند بیت میگوید این است۔

خوشا باد عنبر نسیم سحر کہ بر خاک کرمانش باشد گذر

خوشا وقت آن خرم بستان سرائے کہ دارد دران بوم باوا د جائے

زمین تا چہ آمد کہ چرخ بلند ازان خاک پاکم بغربت فگند

ببغداد بهر چه سازم وطن　　که ناید بجز دجله در چشم من

و در اثنائے سیاحت بصحبت شیخ العارف قدوة المحققین رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی رسید و مرید شیخ شد و سالها در صوفی آباد صوفی بود و اشعار حضرت شیخ را جمع نمودے و این رباعی در حق حضرت شیخ اوراست۔ رباعی

هر کو بره علی عمرانے شد　　چون خضر بسر چشمه حیوانے شد
از وسوسه غارت شیطان وارست　　مانند علاء دوله سمنانے شد

واین غزل در توحید خواجو فرماید۔

سبحان من تقدس بالجود والجمال　　سبحان من تعزز بالعز والکمال
آن سلطنے که صنعت او هست بر دوام　　وآن قادرے که قدرت او هست لایزال
کیوان بحکم اوست درین دیر پاسبان　　مریخ زامر اوست درین قلعه کوتوال
در گوش آسمان کند از زر مغربیے　　هر مه بامر کن فیکون حلقه هلال
گاهے بر آسمان کشد ابر تیغے زال زر　　گاهے بآفتاب دهد تیغ پور زال
خواجو گر التماس ازین در کند رواست　　از پادشه عنایت واز بندگان سؤال

وله

نزد صاحب نظران ملک سلیمان باد است　　بلکه آنست سلیمان که ز ملک آزاد است
آنکه گویند که بر آب نهاد است جهان　　مشنو اے خواجه که تا درنگری بر باد است
خیمه انس مزن بر در این کهنه رباط　　که اساسش همه بے موقع و بے بنیاد است
دل درین پیرزن عشوه گر دهر مبند　　نو عروسے که در عقد بسے داماد است
هر زمان مهر فلک بر دگری میافتند　　چه توان کرد که این سفله چنین افتاد است
خاک بغداد بخون شهدا می گرید　　ورنه آن شط روان چیست که در بغداد است
آنکه شداد در ایوان ز رانگندی خشت　　خشت ایوان شده اکنون ز سر شداد است
گر پر از لاله سیراب بود دامن کوه　　نیست آن لاله که خون جگر فرهاد است
حاصلے نیست بجز غم بجهان خواجو را　　خرم آن کس که بکلی ز جهان آزاد است

و دیوان خواجو بیست هزار بیت مصنوع باشد مشتمل بر قصاید غرّا و مقطعات و غزلیات
مسمّط و چهار مثنوی دارد و رای همای و همایون از انجمله روضة الانوار ست جواب مخزن الاسرار
و بغایت مطبوع است و این تذکره زیاده ازین که نوشته شد تحمّل ندارد و وفات خواجو در شهور
سنه اثنین و اربعین و سبعمایه بوده ره اما شیخ العارف رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی
و هو احمد بن محمد احمد البیابانکی کمال او از شرح مستغنی است او رسوم صوفیه را احیا داده و بعد از شیخ
جنید بغدادی قدس سره اینچنین کس چون او قدم درین طریق ننهاده و در رساله که تصنیف فرموده و موسوم
است بمفتاح میگوید که هزار طبق کاغذ در راه و رسم تصوف سیاه کردم و صد هزار دینار را ملک پدر
و میراث صرف و وقف صوفیان نمودم و شصت سال بدعاگوئی و نیکخواهی مسلمانان بسر بردم
اکنون پیر و عاجزم ترک همه گفتم و بگوشه نشستم و در بروئے خلق بستم در حکایت آورده اند که شیخ
در ایام شباب بملازمت ارغون خان مشغول بودے و عم شیخ ملک شرف الدین سمنانی از
مقربان پادشاه ارغون خان بوده روزے که خان با علی اتیاق در زیر قزوین حرب مے کرد شیخرا
دران روز جذبه رسید قبا و کلاه و اسپ و سلاح را گذاشته از اردوئے خان بی اجازه بطرف
سمنان روان شد و بعد ازان در خانقاه سکاکیه سمنان مدتے بصحبت اخی شرف الدین سمنانی
بعبادت مشغول بوده و چندانکه خان مراعات و استمالت داده از خرقهٔ فقر بجامه اهل دنیا در نیامده
و بعد ازان عزیمت دار السلام بغداد نموده و مرید شیخ العارف عبد الرحمن اسفراینی قدس سره شده
و حالات شیخ که در رسایل طریقت نوشته اند مذکور و مسطور است و تواضع و انصاف شیخ دران مرتبه
بود که مولانا نظام الدین هروی شیخ را تکفیر کرده و باو نوشته که تو کافرے شیخ رقعه مولانا
نظام الدین را بخواند و زار زار بگریست و گفت اے نفس هفتاد سال بتو مے گفتم که تو کافرے و تو
باور نمیکردی اکنون هیچ شبه نماندت که امام مسلمانان و مفتی شرق و غرب بکفر تو حکم کرده است
گردن بنه و بعد این مرا مرنجان و این رباعی انشاء کرد رباعی

نفسیست مرا که غیر شیطانی نیست — وز فعل بدش هیچ پشیمانی نیست
ایمانش هزار بار تلقین کردم — وین کافر را سر مسلمانی نیست

و سن مبارک شیخ هفتاد و هفت سال و دو ماه چهارده روز بوده و عزه نمی و در وفات

آن حضرت عزیزی مے فرماید۔

تاریخ وفات شیخ اعظم — سلطان محققان عالم
رکن حق و دین علاء دوله — بر مسند خود نشسته خرم
بیست و سوم مه رجب بود — اندر شب جمعهٔ مکرم
از هجرت خاتم النبیین — هفتصد بگذشت سی و شش هم

و شیخ نجم الدین محمد موفق اسفراینی قدس سره که از خلفائے حضرت شیخ است میگوید که بارها شیخ بر زبان مبارک میراندی که اینکه مرا در آخر عمر معلوم شد اگر در اول معلوم شدی ترک ملازمت سلطان روزگار نمودمے وهم در قبا خداپرستی کردمے وپیش ملوک مهمات مظلومان را ساختمے وهر آینه این که کسے در قبا اهل عبا باشد از ریا دور تر ومحض اخلاص است بیت

لباس طریقت بتقوی بود — نه در جبه و دلق خضرا بود

خوشا وقت وخرم صاحب جاهے که نزد سلاطین همواره بکار مظلومان پردازد وکار افتادگان را بسازد وستم رسیدگان را بنوازد ومبتدعان وملحدان را براندازد ولاشک حق سبحانه سروری اورا برافرازد۔

کار درویش مستمند برآر — که ترا نیز کارها باشد

ذکر مفخر الشعرا امیر کرمانی رح

شاعر خوشگوے است ومعاصر خواجو بوده وغزل رانیکو میگوید واین غزل او راست۔

بے روئے دل آرام دلا آرام ندارد — تسکین دل آنکس که دلارام ندارد
هرچند چمن جائے تماشاست ولیکن — سروی چو تو سر رشتے گل اندام ندارد
از حاصل عمرش نبود هیچ حیاتی — آنکس که مے عشق تو در جام ندارد
شیرین نشد از شربت ایام مرا کام — ناکامی تلخست وجهان کام ندارد
گر عمر بود میر بمقصود رسد زود — لیکن چه کند تکیه بر ایام ندارد
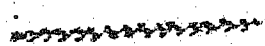
طبقهٔ پنجم

ذکر سلطان العلما عماد فقیه

مرد عارف و عالم و اهل دل بوده و از صنادید علما و فضلائے کرمان است باخلاق نیکو و سیرت پسندیده در جهان مشهور شده در روزگار دولت محمد مظفر و اولاد او خواجه عماد فقیه در کرمان مرجع خواص و عوام بودے و همگنان بصحبت شریف او مایل بودندے با وجود علم و تقوی و جاه و مراتب شاعری کامل بوده و شیخ آذری در جواهر الاسرار میگوید که فضلا بر آنند که در سخن متقدمان و متأخران احیاناً حشوی واقع شده الا سخن عماد فقیه که اکابر اتفاق کرده اند که اصلا در آن سخن فتورے واقع نیست نه در لفظ و نه در معنی و از سخن خواجه عماد بوئے عبیر میاید بمشام هنروران و صاحبدلان بلکه از بوئے جان زیباترے نماید و این غزل او راست۔

بیچاره خسته کز ابتلائے دین — قاروره مے برد به حکیمان ره نشین
از راه و رنج و محنت و بیماریش چه غم — آن را که خضر یار و مسیحا بود قرین
بر لوح جان نوشته ام از گفته پدر — روز ازل که تربت او باد عنبرین
کاے طفل اگر بصحبت افتاده رسی — شوخی مکن بچشم حقارت در و مبین
بر شیر ازان سوار شدند بزرگان دین — کاهسته تر ز مور گذشتند بر زمین
گر در جهان دلے ز تو خرم نمیشود — بارے چنین مکن که شود خاطرے حزین
یارے بجز خدا نتوان خواستن عماد — با مستعان عونک ایاک نستعین

ولہ

گر ز من یاد کند ور نه کند مخدوم است — محتشم را چه تفاوت که گدا محروم است
نه درین شهر رود ظلم بر ارباب نظیر — عاشق دل شده هر جا که رود مظلوم است
طلب یار وفادار مکن در عالم — زحمت خود مده ای دل که وفا معدوم است
پیش عشاق حدیث عقلا نتوان گفت — کین حکایت بر این طائفه نامفهوم است

ای دل از هر که موافق نبود در ره عشق | دیده بر دوز که دیدار مخالف شوم است
نرسد آتش دوزخ بشهید غم دوست | هر که شد کشتهٔ شمشیر غمش مرحوم است
در گمانند خلایق ز وجود دهنش | نقطه هست بتحقیق ولی موهوم است
بر عماد آیهٔ سر دهنش شد روشن | گرچه بر دیدهٔ صاحب نظران مکتوم است

و وفات خواجه عماد در شهور سنه ثلاث و سبعین و سبعمائه بود و مرقد مبارک او در کرمان است و خانقاه او الیوم معمور و همگنان را ارادت کلی است بر خواجه عماد و اما محمد مظفر اصلاً خراسانی است و گویند از قریه سلامیه است من اعمال ولایت خواف و بعهد سلطان محمد خدابنده پدر او بیرون افتاد و پدرش مظفر در رباط خرابه یزد راهداری میکردند و او مردی ولادر و شجاع بوده و از همتی خالی نبود و چند نوبت در یزد کارهای مردانه کرده و بروزگار سلطان ابوسعید خان شحنگی یزد برو قرار گرفت و چون سلطان ابوسعید خان وفات یافت و انقلاب دست داد و او در شهور سنه احدی و اربعین و سبعمائه خروج کرده بود و مسند یزد را تصرف نمود و محمد شاه را بکشت و ابرقوه و فارس را نیز گرفت و دم استقلال زد و سکه و خطبه بنام خود کرد و از سلطانیه تا کیچ و مکران او را مسلم شد و استقلال او بمرتبه رسید که ملوک اطراف ازو متوهم بودند و بهر جانب که روی آوردی سرآمد بودی تا آفتاب دولت او آهنگ افول و زوال کرده و پسرش شاه شجاع بر او خروج کرد و او را بگرفت میل کشید و خواجه حافظ شیرازی درین معنی گوید

دل منه بر دنی و اسباب او | زانکه از وی کس وفاداری ندید
کس عسل بی نیش ازین دکان نخورد | کس رطب بی خار ازین بستان نچید
هر چراغی را که گیتی بر فروخت | چون تمام افروخت بادش در دمید
شاه غازی خسرو گیتی ستان | آنکه از شمشیر او خون می‌چکید
گر بیک حمله سپاهی می‌شکست | گه بهوی قلب گاهی میدرید
سروران را بی‌سبب میکرد حبس | مردمان را بی سخن سر می‌برید
از نهیبش پنجه می‌افگند شیر | در بیابان نام او چون می‌شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق | چون مسخر کرد وقتش در رسید

آنکه روشن بد جهان بینش بدو — میل در چشم جهان بینش کشید

امیر محمد مظفر فرماید در محل میل کشیدن۔

آنم که ستون دولتم میل کشید — رختم ز درِ هند سوی نیل کشید

پیمانهٔ دولتم چو شد مالا مال — هم روشنیِ چشم خودم میل کشید

ذکر خواجه سلمان ساوجی

از اکابر شعراست و در ساوه مردی متعین بوده و خاندان او را همیشه سلاطین مکرم میداشتند و لقب او جمال الدین است و پدر او خواجه علاء الدین محمد ساوجی مرد اہل قلم بوده است و خواجه سلمان را نیز در علم سیاق وقوفی تمام بوده و فضیلت او مشهور است بتخصیص در شعر و انشای سر آمد روزگار خود بوده است و شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی ره میگفته که آثار سمنان و شعر سلمان در هیچ جا نیست و بر صدق این دعوی کارهای که او کرده در شعر پیش فضلا روشن است که مزیدی بر آن متصور نیست خصوصاً قصیده خارج دیوان که بر قدرت طبع شریف او گواه عدل است حکایت کنند که خواجه سلمان از ساوه عزیمت بغداد نمود و سبب ملازمت و پیش امیر شیخ حسن نویان و دلشاد خاتون آن بود که روزی امیر شیخ حسن تیر میانداخت سعادت تام غلامی از غلامان میدوید و تیری می آورد خواجه سلمان بدیهه این اشعار گفت و بگذرانید

چو در بارِ چاچی کمان رفت شاه — تو گفتی که در برج قوس است ماه

دو زاغ کمان با عقاب سه پر — بدیدم بیک گوشه آورده سر

نهادند سر بر سر دوش شاه — ندانم چه گفتند در گوش شاه

چو از شست بگشاد خسرو گره — بر آمد ز هر گوشه آواز زه

شها تیر در بند تدبیر تست — سعادت دوان در پی تیر تست

بعهدت ز کس ناله بر نخواست — بغیر از کمان گر بنالد رواست

که در عهد سلطان صاحبقران — نکرد ست کس زور جز بر کمان

و امیر شیخ حسن نویان در بند تربیت خواجه سلمان شد و سلطان اویس که قرة العین

خاندان امارت است و پسر بزرگ امیر شیخ حسن نویان است ہموارہ در علم شعر از خواجہ سلمان تعلیم گرفتے و مرتبہ خواجہ سلمان در دور دولت شاہ اویس و دلشاد خاتون درجہ اعلی یافت و سخن او در اقطار ربع مسکون شہرت گرفت چنانکہ درین معنی گوید۔

من از یمن اقبال این خاندان   گرفتم جہان را بہ تیغ زبان

من از خاوران تا در باختر   ز خورشیدم امروز مشہور تر

گویند شبے سلمان در مجلس سلطان اویس بشرب مشغول بود چون بیرون آمد سلطان فراشی را فرمود تا شمعے با لگن زر ہمراہ او بیرون برد و در اطاقخانہ رساند و صباح فراش لگن زر را طلب داشت خواجہ سلمان این بیت بسلطان فرستاد۔

شمع خود سوخت شب دوش و بزاری امروز   گر لگن را طلبد شاہ زمن

سلطان چون این بیت بخواند خندان شد و گفت از خانہ شاعر طامع لگن بیرون آوردن مشکل است و آن لگن را بدو بخشید۔ تربیت فضلا را سلاطین بروزگار گذشتہ چنین بودہ و خواجہ سلمان راست در مدح خواجہ غیاث الدین محمد رشید قصیدہ۔

سقی اللہ لیلاً کمدرغ الکواعب   شبے عنبرین خال مشکین ذوائب

ہوا را بگوہر مرصع حواشی   زمین را بعنبر مستر جوانب

در خش بنفشہ سپاہ حبش را   روان در رکاب از کواکب مواکب

برآراستہ گردن و گوش گردون   شب از گوہر شب چراغ کواکب

شدہ جبہہ صاعد سعودش مقدم   شدہ صور طالع ثریاش غارب

نبات از بر مرکز چرخ گردان   چو بر خاطر روشن افکار صائب

درین حال با من فلک در شکایت   ہمے بر سپہرم ستمکار عایب

ز قید مراد و جفاے زمانہ   ز بعد دیار و فراق صواحب

ز تازیہ ہاے جہان مزور   ز بازیچہ ہاے سپہر ملاعب

فلک را ہمے گفتم از جور دورت   چرا اختر طالعم گشت غارب

چرا گشت با من زمانہ مخالف   چرا ہست با من ستارہ معاضب

کنون پنجاه است تا من اسیرم — ببغداد در در بلای و مصائب
پریشان جمعی و جمعی پریشان، — گرفتار قومی و قومی عجائب
نه رای قرارم ز جور اعادی — نه روی فرارم ز طعن اقارب
مرا هر نفس غصه بر غصه زاید — مرا هر زمان گریه بر گریه غالب
فلک چون شنید این غرائب شکایت — مرا گفت بس کن که طال المعاتب
اگرچه ترا هست جای شکایت — ولی هست شکرانه‌ات نیز واجب
که داری چو درگاه صاحب پناهی — مفر مقاصد مقر مآرب
کنون عزم تقبیل درگاه او کن — باقبال او شو سعید العواقب
مشو یک زمان غائب از آستانش — که هر کس که شد غائب او هست خائب
فلک چون فرو خواند در گوشم این رمز — شدم چست بر مرکبی از مراکب
قمر چهرگان شبستان گردون — کشیدند رخ در نقاب مغارب
فرو شد بدریا شب قیر پیکر — برآمد نه که رایت صبح کاذب
بگوشم رسید از محل قوافل — سهیل مراکب عطیط نجائب
همی راندم اندر بیابان و وادی — گهی با ارانب گهی با ثعالب
گهی بر فرازی که نعل مه نو — همی سود در دست و پای مراکب
گهی بر نشیبی ز اموال قارون — همی رفت اندر رکاب رکائب
رهی پیشم آمد که از هیبت آن — بینداختی پنجه شیر محارب
سموم سمومش وزان در صحاری — جحیم جحیمش روان در مشارب
زلالش ملوث بسم افاعی، — حجارش محدب چو نیش عقارب
هوایش ز فرط حرارت بحدی — که چون موم میشد دل سنگ ذائب
چنان شد که شمشیر چون قطره آبی — فرو می‌چکید از کف مرد ضارب
همه راه در اندیشه تا کی برآید — ز درگاه صاحب ندای مراحب
جهان معالی سپهر وزارت — محیط مکارم سحاب مواهب

بریده به آن سر که از خط حکمش　　بگردد بیک موئے چون کلک کاتب
وزیبا بحق خدائی که صنعش　　نهد گوهر روح در درج قالب
[illegible] و تدبیر سلطان عالم　　به آلاء و نعمائے رزاق واهب
[illegible] حمد که با آن جلالت　　نگهداشت اندر حصار عناکب
بیاری یاران احمد که بودند　　ز روئے هدایت نجوم ثواقب
که تا شد سرم خالی از آستانت　　نشد آستین من از اشک غائب
ثنایت بکارم در آورد ورنه　　بیکبارگی بودم از شعر تائب
اگر مدح جاه تو گویم نه گویم　　بامید مرسوم و حرص مواجب
ولے چشم دارم که از دولت تو　　مراتب فزاید مرا بر مراتب
الا تا کشایند خوبان مهروے　　خدنگ بلا از کمان حواجب
سرائے ترا باد ناهید مطرب　　جناب ترا باد خورشید حاجب

واگر بیشتر ازین اشعار خواجه سلمان ساوجی درین تذکره درج شود تحمل که بتطویل انجامد وکلیات کتابیست که آنچه مستعدان را در بابت شعر و شاعری بکار آید در آن جا یافت شود و خواجه سلمان باشارت سلطان اویس و والده او دلشاد خاتون قصاید خواجه ظهیر فاریابی را بالتمام جواب گفته و صله این قصیده دو ده سیورغال ستانیده در ری و دو بیت از آن اینست

در درج در عقیق لبت نقد جان نهاد　　جنس نفیس یافت بجائے نهان نهاد
قفلی ز لعل بر در آن درج زد لبت　　خالت ز عنبر آمد و مهری بر آن نهاد

وباعتقاد این کمینه اگر مالک ری را جهت این دو بیت صله دهند هنوز بخیلے کرده باشند

ز پیر جهان دیده کردم سوالے　　که بهر معیشت زوال بضاعت
چه سرمایه سازم که سودم دهد گفت　　اگر میتوانی قناعت قناعت

این قطعه نیز او راست

کنار حرص دلا پر کجا توانی کرد　　تو از طمع که سه حرف میان تهی افتاد
عزیز من در در تیغ قناعت زن　　که خواری از طمع و عزت از قناعت زاد

اگر بلغزد پایے توانگرے سہل است	سعادت سر درویشی و قناعت باد

ولہ

آوازه جمالت تا در جہان فتاده	خلقی بجستجویت سر در جہان نهاده
سودائیان زلفت گرد تو حلقه بسته	شوریدگان مویت بر یکدگر فتاده
سودای زهد خشکم بر باد داده حاصل	مطرب بزن ترانه ساقی بیار باده
تا کی ببسته دل را در لعل دلگشایت	آن لب بخنده بگشا تا دل شود گشاده
اے شہسوار خوبان وی عین آب حیوان	رحم آوری چه باشد بر تشنه پیاده
سلمان رخش بیازی شه مات غفلت کرد	بازی نگر که داوت بازاین حریف ساده

خواجه سلمان را کبر سن و ضعف چشم در آخر حال دریافت و از ملازمت استعفا خواسته بقیه عمر بقناعت روزگار گذرانید و سلطان اویس او را در ولایت ری و ساوه سیورغال لایق داده بوده که اوقات بفراغت میگذرانید و در شهور سنه تسع و ستین و سبعمائه این خاکدان ظلمانی بریاض جاودانی تحویل فرمود اما دلشاد خاتون جمیله و کریمه روزگار بوده و حلیله جلیله امیر شیخ حسن نویان است سلطنت بغداد و آذربایجان بعد از سلطان ابوسعید خان بر امیر شیخ حسن قرار گرفت و او را در سلطنت جز اسمی بیش نبوده و کفیله مهام سلطنت شاه دلشاد بوده و بانوی بلقیس منش بود چنانکه خواجه سلمان گوید

هزار بار بروزی شکسته از سر تمکین	شکوه مقنعهٔ او کلاه گوشه سنجر

و سلطان اویس پادشاهے لطیف طبع و هنرمند بود و نیکو منظر و صاحب کرم بوده و در انواع هنر و صلاحیت وقوف داشتی و بقلم واسطی صورت کشیدی که مصوران حیران بماندندے و خواجه عبدالحی که در هنر سرآمد روزگار بوده است تربیت یافته و شاگرد سلطان اویس است علم موسیقی داد و ار خود خاصه اوست صباحت حسن او بمرتبه بوده که روزے که سوار شدی اکثر مردم بغداد دوان بسر راه او آمدندی و در جمال او حیران بماندندے و بزبان حال گفتندے

بوی پیراهن یوسف ز جهان گم شده بود	عاقبت سر ز گریبان تو بیرون آورد

بعد از ان که در عرصه آفاق صیت کرم و آوازه جمال و خبر فضیلت و کمال او منتشر شده

از ری تا روم مسخر فرمان قضا جریان او گشت منشی دیوان ازل منشور عزل او نوشت و حریف کجباز اجل با او بدغا بازی مشغول شده دور آوان جوانی ازین سرای فانی بریاض جاودانی رسید و در وقت مرگ این ابیات انشا کرد

ز دار الملک جان روزی بشهرستان تن رفتم — غریبم بودم اینجا چند روزی با وطن رفتم
غلام خواجه بودم گریزان گشته از خواجه — در آخر پیش او شرمنده با تیغ و کفن رفتم
الا ای همنشینانم شدم محروم ازین دنیا — شما را عیش خوش بادا درین خانه که من رفتم

انصاف که سنگ را دل خون شود از حسرت ولی این توده خاک و ابر را آب از چشم روان گردد از ظلم افلاک پیرهن غنچه از عزای گلرخان چاک است و گل را تاج لعل ازین اندوه بر خاک و سلمان در پای تابوت سلطان اویس زار زار میگریست و این مرثیه میخواند

دریغا که پژمرده شد ناگهانی — گل باغ دولت بروز جوانی
دریغا سواری که جز صید دلها — نمیکرد بر مرکب کامرانی

وقوع این واقعه در شهور سنه خمس و سبعین و سبعمائه بوده و از اکابر شعرا که در روزگار سلطان اویس بوده اند عبید زاکانی و ناصر بخاری و خواجو کرمانی و میر کرمانی و مولانا مظفر هروی است علیهم الرحمة

ذکر المتاخرین مولانا مظفر هروی ره

او را خاقانی ثانی گفته اند و از متاخران کسی بمتانت او سخن نگفته هروی دانشمند و فاضل بوده و همواره با شعرای ممالک دعوی کردی و بر سخن شعرا اعتراض نمودی و فضل اشعار خود ظاهر ساختی و بارها گفتی که علمدار ساده خواجه سلمان بسر حد ذهن میر سید اما در میدان سخنوری جولان نمی تواند کرد و از نقاشک کرمانی یعنی خواجو بوی سخنوری می آید اما از ظاهر بمعنی نرسیده و سخن شعرای دیگر را خود مطلقا وجود نمی نهاد حکایت کنند که در وقت مردن دیوان خود را در آب انداخت که بعد از مظفر کسی قدر سخن مظفر نخواهد دانست بلکه معنی او را فهم نخواهند کرد و اصل مولانا مظفر از ولایت خافست از قریه که آن را خضروان گویند و بعضی مجموعه‌ها او را مظفر خضروانی نوشته اند و در روزگار دولت ملک معز الدین حسین کرت بوده و در مدایح ملوک کرت قصیده غرا

دارد **بیت**

سلطان معز دین که اندر پایه چو او — در هیبت آفتاب و حجابیت آسمان

و جای دیگر بمدح معز الدین کرت میگوید

زیر قدر قدر تو این نه سپهر سبز رنگ — توده چندین رها دست و درخشان اختری

و اورا در اغراق و تشبیهات و خیال خاص شعرا و فضلا مسلم میدارند و این قصیده اوراست

ای بر سمن از مشک بعمدا زده خالی — مسکین دل من کشته ز خال تو بجایی

از حال تن خسته بتر درد و جهان نیست — تا نیست دل آشوب تر از خال تو حالی

قد و دهن و جعد و رخ و زلف تو دیدم — هر یک ز یکی حرف پذیرفته مثالی

زین سیم الف دیدم و از بسد او میم — وز مشک سر جیمی و از غالیه دالی

گفتم که تو خورشیدی و آن بود حقیقت — گفتی که تو چون ماهی و آن بود محالی

مه بدر نماید چو ز خورشید شود دور — من کز تو فتادم دور نمایم چو هلالی

ای از بر من دور همانا خبرت نیست — کز موی چو موی شدم زنار چو نالی

در خواب خیال تو بنزدیک من آمد — گویم که مگر هست مرا با تو وصالی

بیدار شوم چون تو نباشی به خیالت — عشق تو مرا باز نماند ز خیالی

یک روز بسالی نکنی یاد کسی را — کز هجر تو روزیش گذشتست بسالی

روزی بود آخر که دل و جان بفروزم — ز ابروی که شهری بفروزد بجمالی

از قبضه هجر تو شود رسته دل من — وز روضه وصل تو شود رسته نهالی

فرخنده بود روز شبگیر بر آن کس — کز روی تو در رای ملک بر زده فالی

سلطان فلک قدر معز دول و دین — کز جمله ملوکش نه نظیر است و همالی

آن قلعه گشایی که ملک بر فلک اورا — هر روز دهد مژده بعزی و جلالی

در معرکه بستاند و در بزم ببخشد — ملکی بسواری و جهانی بسوالی

عالم ز تو عادل تر از هیچ ملک نیست — الا ملک العرش تبارک و تعالی

کیوان محلی مهر اثری چرخ محلی — باران حشمی ابر کفی بحر نوالی

ای دهر گرفته ز تو فری و بهائی — وی ملک فزوده ز تو جاهی و جلالی

خطها چو شود لفظ متین یاور طبعم — گوئی که جهد بیرون از سنگ زلالی

در جلوهٔ عروسان ضمیرم چو درآیند — بنمایدم این آینه گون نقش مثالی

جان دادن خفاش بدم کار مسیحیست — ورنه نکند از گل همه مرغ کمالی

تا در چمن باغ نهالی ببر آید — از تربیت اختر و تاثیر شمالی

ایزد شب و روز همه با تست معین باد — تا روز و شبی هست بعالم مه و سالی

و با وجود فضیلت سخنوری مولانا مظفر مردی بی تکلف بوده و از غایت ناپروائی که اورا بدنیا و دنیاوی بود در نظر مردم مغفلانه گردیدی و جامهای چرکین پوشیدی و فضلا اورا ازین اطوار منع کردندی گفتی بظاهر من نگاه مکنید زیبائی معنی ببینید گویند روزی ملک معز الدین پدر به حجرهٔ مولانا مظفر درآمد دید که مولانا بر روی خاک نشسته و کتابی چند خاک آلوده نهاده ملک با او عتاب کرد که درین هفته جملهٔ شعرا از من هزار دینار گرفته چرا گلیمی زیر پا نیندازی مولانا مظفر گفت ای خداوند این قالی که در زیر پای شماست درین نزدیکی بصد دینار خریده ام ته بدست چاروب کرد از زیر کرد قالی بکلفت ظاهر شد ملک فرمود که ای مولانا سبب تکلفی از حد گذرانیدی و فرش مدرسه را مقرر داشت که هر روز حجرهٔ مولانا را رفت و روبی دهد اما ملوک کرت مردم دلاور و با مروت بوده اند و اصل ایشان از کسیست دسور نام شخصی از خطا بجبال غور آمد و بعد از شکست خروج کرده ملوک کرت خود را بدو منسوب می کنند و ایشان بعد از ملوک غور که سلطنت از خاندان سبکتگین بدیشان منتقل شد و سلطنت بلخ و هرات و اکثر هندوستان و غزنین و کابل سالها بدیشان متعلق بوده و در تحت هرات و غور در مساقت آن دیار آل کرت چندگاه ملوک بوده اند و آخر ایشان ملک غیاث الدین است که زوال ملک او بر دست صاحبقران اعظم قطب دائرهٔ خلافت امیر تیمور گورکان بوده۔ انار الله برهانه صاحب تاریخ مقامات گوید که ملک معز الدین حسین غوری با سلطان سنجر در بادغیس مصاف داد و هفتاد هزار سوار سلح داشت و بدست سلطان سنجر اسیر شد سلطان از سر خون او درگذشت و گفت این غوری اگرچه کرامت بندیست رها کنید تا هرجا که خواهد

برند و مرحبا که بتواند باشد از برائے نام نیک و شهرت او را نگشت و بند و قید نفرمود ملک در معسکر سنجری چند گاه بفلاکت و مذلت میگذرانید تا کار بدان جا رسید که خود را بدیوانگی مشهور ساخت و در اردو و بازار با لوندان نشستی و طباخان او را طعام دادندے روزی فلک الدین چتری که صاحب دیوان سلطان سنجر و مقرب درگاه او بود ملک را بدین وضع در اردو و بازار دید بر حال زار ملک رحم آورد و فرود آمد او را دریافت و گفت اے ملک این چه حالت است ملک این بیت برخواند

چگویم حال خود با تو چو میدانم که میدانی
که هم ناگفته می بینی و هم ننوشته میخوانی

بعد از آن روزے فلک الدین در مجلس کیفیت پریشانی و فلاکت ملک را با سلطان عرض کرد سلطان فرمود که او را بحضور من آرید ملک را پیش سلطان بردند با پوستین کهنه و کلاه چرکین سلطان گفت آخر حال تو هر چند پریشان شده غم سر خود نمیخوری که این نوع طاقیه بر سر می نهی ملک گفت اے خداوند امروز که این سر سر من بود هفتاد هزار کس غم سر من میخوردند اکنون این سر تعلق بتو دارد اگر بار دو بازار می آویزی و اگر بمصر میفروشی و اگر تاج مکلل میپوشانی و اگر کلاه نمد حالی مرا باو لیاسے این سر مگیر سلطان را بر ملک رحم آمد و املاک و اسباب او را زر خرید ملک را فرمود تا از رقبه دیوان بیرون کنند و بملک ارزانی داشت شد ملک معز الدین بعد از عزل سلطنت هفتاد مصحف بخط مبارک خود کتابت کرد و الله اعلم

ذکر مولانا حسن متکلم رہ

مولانا حسن از شاگردان مولانا مظفر است و نیشاپوریست و مرد اهل فضل است و در صنائع شعر نسخه ساخته بنام ملک غیاث الدین کرت و مستعدانه گفته و این غزل او راست

تا نگوئی که مرا از تو شکیبائی هست
یا دل غمزده را طاقت تنهائی هست

تو مپندار که از دوری روے تو مرا
راحت زندگی و لذت برنائی هست

مکن اندیشه که تا دور شدی از چشمم
دیده را بے رخ زیبائے تو بینائی هست

ناتوانم ز غمت تا تو گمانے نبری
که مرا با غم عشق تو توانائی هست

خواندیم بیدل و رسوا و نگوییم که نیم | هرچه گویی ز پریشانی و رسوائی هست
اندرین واقعه بر قول تو انکاری نیست | در من از عیب و هنر هرچه تو فرمائی هست
کس نگفته است در آفاق که در عالم عشق | مثل من عاشق شوریده سودائی هست
کس ندادست نشان در ختن و چین و چگل | که بتی چون تو به شیرینی و زیبائی هست

اما ملک غیاث الدین کمرت بعد از ملک معز الدین حسین در هرات و غور و سرخس و مضافات سلطنت یافت و نیشاپور و طوس و جام را مسخر ساخت و همواره میان او و سربداران سبزوار و امرا و جان قربانی جهت حکومت ولایات منازعت بود و در بیشتر اوقات ملک غیاث الدین ظفر یافتی مردی مدمغ و متهور بوده رعایا از وی شاکی بودند و ظلم کردی و بعضی قانونها که تا این زمان استمرار یافته از بدعتهای اوست گویند مقتدای الصالحین مولانا زین الملة والدین ابوبکر تایبادی قدس سره در زمان او بوده روزی ملک بدیدن مولانا آمد مولانا با او گفت ای ملک زاده در قدرت رب العالمین تو از آن حقیرتری که بتصور در آوری با وجود حقارت تو ترا بر فوجی بندگان خود مسلط ساخته کبر مکن و انصاف پیش آور و به مظلومان بده و الا حق تعالی بر آن قادر است که ملک از تو بستاند و به دیگری که بهتر از تو باشد بدهد ملک با مولانا قرار داد که بعد راه عدل گیرد و از ظلم و بدعت بگذرد و بهمان نوع زندگانی میکرد و از ظلم تجاوز نمود جمعی پیش مولانا رفتند که این ملک ظلم از حد گذرانید و ذره ترحم در این مرد موجود نیست. مولانا این رباعی بملک نوشت

افراز ملوک را نشیب است مکن | در هر دو لکی از تو نهیب است مکن
بر خلق اگر ستم نصیب است مکن | از هر سخنی با تو حسیب است مکن

ملک را این هم موثر نبود و از بدعت و ظلم تبرا ننمود مولانا روزی بحاضران مجلس گفت که ملک را از این ملک ظالم بگرفتیم و به بهتر از او بخشیدیم و عنقریب امیر کبیر صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از آب جیحون عبور نموده و لشکر بهرات کشید و استیصال آل کرت نمود و هیچ شک نیست که بر عالم ملک و ملکوت رجال الله را حاکم ساخته اند بدنجی که از نظر کیمیا اثر ایشان افتاد کم نمی بند و سر صاحب دولت و نیک بختی که ملحوظ نظر عنایت ایشان شد روزگار دولت

او بر دوام و خاندان او باکرام میشود حق سبحانه این خسرو غازی را که ناسخ عدل نوشیروان سیرت پسندیده او مقبول اقطاب و اوتاد و زمانست سالها بر سریر دولت پاینده دارد۔

آنکه نابینا ئے مادر زاد اگر حاضر شود ۔ در جبین عالم آرایش بہ بیند سروری
هم بزرگی در حسب هم کامرانی در نسب ۔ کو سلیمان تا در انگشتش کند انگشتری

و زوال آن کرت در سنہ احدی و ثمانین و سبعمائہ بوده۔

ذکر ملک الشعرا ناصر بخاری رہ

مرد فاضل و درویش بوده و شعر او خالی از حالے نیست و بوئے فقر از سخنان او بدل میرسد همواره سیاحت کردی و در خرقه درویشان بودی و طاقیه نمدی و قبائی کتانی داشتی و دیگر از دنیاوی هیچ چیز همراه او نبود و این قصیده که بعضے ابیات آن نوشته خواهد شد از وست

درویش را که ملک قناعت مسلم است ۔ درویش نام دارد و سلطان عالم است
گر قرص گرم مهر برآرد تنور چرخ ۔ در وقت چاشت سفره درویش را کم است
روزی تو را بزهر حوادث کند هلاک ۔ گردون حلقه کرده که چون مار ارقم است
در سیم شو بزیور درم مال آدمے ۔ آری تمام صورت و سیم چو درهم است

حکایت کنند که خواجه ناصر بوقت عزیمت بیت الله چون بدار السلام بغداد رسید آوازه خواجه سلمان شنیده بود خواست تا او را دریابد روزے دید که خواجه سلمان در بار وسے قلعهٔ بغداد و آب دجله را که هنگام بهار بطریق سیل طغیان بود تفرج میکند و جمعی مستعدان با او همراه اند ناصر بخواجه سلمان سلام کرد سلمان پرسید که چه کسے گفت مرد غریب و شاعرم خواجه سلمان او را امتحان کرد و فرمود دجله را امسال رفتاری عجب مستانه است ناصر گفت پائے در زنجیر و کف بر لب مگر دیوانه است خواجه سلمان بر لطافت طبع ناصر آفرین کرد و او را در کنار گرفت و نام او پرسید و شهرت درویش ناصر شنیده بود و چند گاه باهم مصاحب بودند ناصر نیز در حق خواجه سلمان اعتقادی عظیم داشت و خود را شاگرد خواجه سلمان مے دانست و این غزل از او است۔

ما را هوس صحبت جان پرور یار است ‌ ورنه غرض از باده نه مستی نه خمار است

آتش نفسان قیمت میخانه شناسند ‌ افسرده دلان را بخرابات چکار است

در مدرسه کس را نرسد دعوی توحید ‌ منزلگه مردان موحد سر دار است

تسبیح چکار آید و سجاده چه باشد ‌ بر مرکب بی طاقت روح اینها بار است

ناصر اگر از هجر بنالد عجبی نیست ‌ مهجور ز یار است و پریشان ز دیار است

ولہ فی مدح سلطان اویس

شمع ایران گویمت یا ماه توران خوانمت ‌ قبله دل دانمت یا کعبه جان خوانمت

خلق در آسایش‌اند از حسن رایت لاجرم ‌ رحمت پروردگار و لطف یزدان خوانمت

هیچ عقلی ناگزیر و هیچ جانی دل فروز ‌ خوشتر از جان و جهان آن چیست تا آن خوانمت

خوانمت فردوس چون از چهره برگیری نقاب ‌ وز دو لب چون روح بخشی آب حیوان خوانمت

در وفا بنیاد مهر و در صفا فهرست حسن ‌ در مکارم عین لطف و کان احسان خوانمت

رونق میدان رفعت زینت لشکر توئی ‌ شهسوار لشکر و خورشید میدان خوانمت

چون کشی در بزم باده دانمت جمشید وقت ‌ چون کنی بر رخش جولان پور دستان خوانمت

چون بخوبی جمله خوبان بنده حسن تو اند ‌ پادشاه دلبران و شاه خوبان خوانمت

از رخ گیتی کشا مهدی عالم دانمت ‌ وز لب معجز نما عیسی مریم خوانمت

چون سلیمان گرچه داری حکم بر دیو و پری ‌ صد سلیمانی برتبت کی سلیمان خوانمت

سوی خویشم خوان که من خوانم ترا عاشق‌نواز ‌ سوی من بخرام تا سرو خرامان خوانمت

گوش کن اشعار ناصر باز دان اسرار او ‌ تا میان مردمان شاه سخندان خوانمت

ذکر ملک الکلام امیر یمین الدین طغرائی فریومدی ره

بوستان فضل و فضایل را وجود شریف او شجره ایست که ابن یمین ثمره اوست مردی اهل دل و نیکو خلق و صاحب فضل بوده و اصل او ترک است بروزگار سلطان محمد خدابنده در قصبه فریومد املاک و اسباب خریده متوطن شده و مولد امیر محمود ابن یمین فریومد بوده و صاحب

سعید خواجه علاء الدین محمد فریومدی که بروزگار سلطان ابوسعید خان سالها صاحب دیوان خراسان بود و خواجه محتشم بوده امیر یمین الدین را احترام نگاه بداشتی کلی کردی و میان امیر یمین الدین و پسرش امیر محمود که مشهور است با ابن یمین مشاعره بود و هر دو فاضل و خوشگوی بوده اند و بعضی از فضلا سخن امیر یمین الدین را تفضیل فرموده اند بر سخن امیر محمود و ظاهر آن مکابره است و امیر یمین الدین با امیر محمود نوشت رباعی

دارم ز عتاب فلک بوقلمون — وز گردش روزگار خس پرور دون
چشمی چو کنارهٔ صراحی همه اشک — جانی چو میانهٔ پیاله همه خون

ابن یمین در جواب پدر نوشت.

دارم ز جفای فلک آئینه گون — پر آه دلی که سنگ ازو گردد خون
روزی بهزار غم بشب می آرم — تا خود فلک از پرده چه آرد بیرون

و مکاتیب نظم و نثر که امیر یمین الدین بفرزند خویش امیر محمود از روم و خراسان نوشته و جواب ابن یمین پدر را شهرتی دارد این تذکره تحمل آن نیارد و این قطعه امیر یمین الدین راست.

بزرگوار خدایا بسوز سینهٔ آنان — که علم و حکمت تورات یافت دل ایشان
بزاد و راحلهٔ رهروان عالم قربت — که مرغ وهم نزد بال در مراحل ایشان
بعارفان سراپردهٔ سراچهٔ قدرت — که هیچ نفس مقدس نشد مقابل ایشان
به بی نیازی دیوانگان سلسله دارت — که رمز عشق بود نالهٔ سلاسل ایشان
بآب روی جوانان نارسیده بوصلت — که نفس ناطقه لال است در فضایل ایشان
باه و نالهٔ بیچارگان بی سر و پایت — که جز تو کس نبرد ره بحق و باطل ایشان
بشاهدان معانی که چشم گوشه نشینان — نظر نگاه ندارد از شمایل ایشان
بآب دیدهٔ پیران زنده پوش شریعت — که جز تو نیست کسی زیر ژنده دلایل ایشان
بخون پاک شهیدان عشق بیدل و دست — که هیچ دیده ندیده است قاتل ایشان
بآل امثلهٔ بیمثال آل عبایت — که شد دلیل بزرگان دین دلایل ایشان
بحق تربت پیوستگان عالم پاکت — که جز تو کس نبرد ره بنفس کامل ایشان

کر باد جود نعیمے نعیم و دوزخ باشد	رہائی دہ ازان تا شویم واصل ایشان
بزرگوار خدایا بگویم آن که مرا تو	درین جریده مقصود ساز داخل ایشان
وے چو کشتی تن بشکند ز موج حوادث	رسان تو تختهٔ جان مرا بساحل ایشان

وفات امیر یمین الدین در شهور سنه اربع و عشرین و سبعمائه بوده است و در قصبه فریومد مدفون است و احفاد و اعقاب او دران ولایت متوطن اند اما وزیر خیر مکرم خواجه علاء الدین محمد ابا عن جد از صنادید خراسان است و در روزگار سلطان ابوسعید خان باستقلال وزیر بوده امور خراسان سالها بدو مفوض بوده و در قصبه فریومد شهرستان را او بنا کرده و عمارت عالی است و در مشهد مقدس رضویه انواع عمارات ساخته و بعد از وفات سلطان ابوسعید خان خواست تا امور خراسان را مضبوط دارد لشکر جمع کرده سربداران بر وے خروج کردند و در شهور سنه سبع و ثلاثین و سبعمایه از سربداران هزیمت یافته و لشکر سربداران او را در نواحی کهسار استراباد گرفته بقتل رسانیدند ❊

ذکر مفخر المتاخرین امیر محمود ابن یمین الدین

و هو محمود ابن یمین الدین فریومدی رہ بیت

چنان بود پدر کش چنین بود فرزند	چنین بود عرضی کش چنین بود جوهر

الحق امیر محمود از فضلاء عهد بوده اخلاقے حمیده و سیرتے پسندیده داشته طبعے ظریف و سخنے دلپذیر داشته و از دهقانے نان مال حاصل کردے و فضلا و فقرا را ضیافت کردے و اکابر او را حرمتے زیاده از وصف مے داشتند و الیوم در ایران و توران سخن او را مے خوانند بتخصیص مقطعات او که در مجلس سلاطین و حکام و صدور و وزراء و فضلا قدرے و قیمتی دارد و ما درین کتاب یک قطعه و دو رباعی ثبت کردیم ـ

ای دل آگه نیستی کز چه پرت باد فنا	ناگه انگیزد غبارے چون ز میدان گرد گرد
زاهد خذلان ز مهر پرقهر چه پرهیزان شود	هر که وا ره برد طاعت جان ز دست برد برد
ز هیبت نالهٔ کمن کمین مثل نا بدان	بره راهے برد گرگ وا اشکل مے کرد کرد
هر کرا بود اختیار وقت و فرصت فوت کرد	چون بر دان ناسپاس بیخرد نامرد مرد

ساقیا دوران ندارد خشک لبش روزگار　　باده درده تا فرو ریزم ز روئے در دورد

دم مزن این بیت از مهر کین تا دهن　　بس امیر و پیشوا را اشکوا انها خورد خرد

خواهی که خدا کار نکو با تو کند　　ارواح فلک را همه رو با تو کند

یا هر چه رضائے اوست آن کن　　یا راضی شوی هر آنچه او با تو کند

وامیر محمود مداح جمله سرداران است و در سنه خمس واربعین و سبعمایه و دیعت
حیات بموکلان قضا و قدر سپرد و در وقت وفات این رباعی گفت

منگر که دل این بیت پر خون شد　　بنگر که ازین سرائے فانی چون شد

مصحف بکف و روئے بره چشم بدوست　　با پیک اجل خنده زنان بیرون شد

ز دم بارگهم عدم خیمه بصحرائے وجود　　و ز جمادی به نباتی سفری کردم و رفت

بعد از انم کشش نفس بحوائے برد　　چون رسیدم بوی از ره گذرے کردم و رفت

بعد ازان در صدف سینه انسان بصفا　　قطره هستی خود را گهرے کردم و رفت

با ملائک پس ازان صومعه قدسی را　　گرد بر گشتم و نیکو نظرے کردم و رفت

بعد ازان ره سوئے او بردم چون بی تن بیا　　همه او گشتم و ترک دگرے کردم و رفت

و مرقد منور او بقریه پد در صومعه والد اوست در پهلوے پدر رحمهم الله علیهم اما چون مورخان
در حالات سرداران خوضے نموده اند و فضلا تاریخی در باب احوال ایشان نوشته اند واجب
نمود درین تذکره انتخابے از تاریخ ایشان نموده شود چه آن طائفه بوده اند شجاع و مردانه
و محتشم و بعد از وفات سلطان ابو سعید خان قریب پنجاه سال در اکثر بلاد خراسان حکومت و
سلطنت کرده اند و چون تاریخ سرداران از حوصله ضبط مورخان بیرون رفته لکن اطنابی درین
باب رو خالی از فائده نخواهد بود بباید دانست که سرداران چه مردمانند و تسمیه ایشان چیست و
چند کس از ایشان حکومت کرده اند اول عبدالرزاق است دوئم وجیه الدین مسعود برادر عبدالرزاق
سیم شمس الدین فضل الله چهارم خواجه علی شمس الدین پنجم یحیی کرابی ششم ظهیر کرابی هفتم
حیدر قصاب هشتم حسن دامغانی نهم علی موید. عبدالرزاق اول سرداران بوده او پسر
خواجه فضل الله باشتینی است که در اصل از خدام شاه جوین بوده و باشتین قریه ایست از قرائے

سبزوار و خواجه فضل الله مرد محتشم و بزرگ بوده و در املاک و اسباب دنیوی در ناحیه بیهق نظیر نداشته و
و او را سه پسر بوده مهین عبدالرزاق و کهتر وجیه الدین مسعود و بعد ازان شمس الدین و عبدالرزاق
جوانی مردانه و شجاع و تمام قد و نیکو صورت بوده و از سبزوار بملازمت سلطان ابوسعید خان
باذربایجان رفت و خان چون در او آثار مردانگی و شجاعت فهم کرد او را تربیت کرد و یساول
ساخت و چندگاه بدین شغل اشتغال داشت خان او را به جهت تحصیل اموال بکرمان فرستاد
چون وجوه تحصیل وصول یافت باندک فرصتی تمام وجوه را برانداخت و تلف ساخت متردد
و مضطرب میبود رجوع بوطن نمود تا املاک پدر را فروخته در باقی دیوان تن نماید در راه خبر وفات
سلطان ابوسعید بدو رسید خرم شد و بهانه بدیه باشتین درآمد و اقربا را دریافت و آنچه شنیده بود
بازگفت اتباع و اقربای او گله کردند که خواهرزاده علاء الدین محمد فریومدی آمده چند روز است
که درین دیه بیدادی و جور میکند و از ما شراب و شاهد می‌طلبد عبدالرزاق گفت دنیا بهم
برآمده در چنین حالی عار و ننگ روستائی بچه را چرا باید کشید و هم در همان شب بر
سر خواهرزاده علاء الدین محمد رفتند و او را دستگیر کرده بقتل رسانیدند و علی الصباح در بیرون
دیه باشتین داری زدند و دستارها و طاقیها بردار کردند و تیر و سنگ بر او میزدند و خود را سربدار
نام نهادند و هفت صد کس با عبدالرزاق عهد و بیعت کردند این خبر چون بعلاء الدین محمد
رسید خواجه جلال الدین محمد را با یک هزار سوار مسلح فرستاد تا دفع ایشان نماید و در ظاهر قریه مغیثه
حرب کردند و لشکر خواجه علاء الدین محمد را شکستند و عبدالرزاق مسعود را گفت که زود باید رفت
تا کار علاء الدین محمد بسازیم و در عقب لشکر شکسته تا فریومد براندند خواجه علاء الدین محمد از ایشان
خبر یافته فرار کرد و با سی صد مرد بجانب استراباد رفت و سرداران در عقب او روانه شدند و
در قریه ولاباد از حدود کوهسار کبود جامه خواجه را گرفتند و بشهادت رسانیدند و کان ذالک
فی شهور سنه سبع و ثلاثین و سبعمائه و بعد ازان اموال و خزائن خواجه علاء الدین محمد را غارت
کردند و بطرف باشتین مراجعت نمودند بالفور عزیمت شهر سبزوار کردند و شهر را فتح کردند و از اتفاقات
حسنه و آثار دولت ایشان بود که دران حین امیر عبدالله مولای دختر خواجه علاء الدین محمد را خواستگاری
می‌نمود و از ترشیز چهل شتر قماش و زر و ابریشم بفریومد میفرستاد و از راه بیابان بقریه دونیه رسن

اعمال بیهق رسیده بودند که خبر بعبدالرزاق رسید برادر خود مسعود را فرستاد تا آن مال را بالکل تصرف
کردند و قوتے و شوکتے یافتند و اسپان و گله سلطان ابوسعید خان و خواجه علاءالدین محمد
را نیز قریب بسه هزار اسپ که در اولنگ رادگان و سلطان میدان بود عبدالرزاق به خود
رفته آن اسپان را تصرف نمود و بسبزوار آمد و دو هزار پیاده را سوار ساخت و خطبه بنام خود
خوانده و مدت یک سال و دو ماه حکومت کرد و جوین و اسفراین و جاجرم و بیار و نجند را در
تصرف خود آورد اما مرد فاسق بود و بدخو و مردم آزار بود و در ماه صفر سنه ثمان و ثلاثین و سبعمائه
بدست برادرش خواجه وجیه الدین مسعود کشته شده سبب کشتن آن بود که چون عبدالرزاق
حکومت یافت کس پیش خاتون خواجه عبدالحق ابن خواجه علاؤالدین هندوی فریومدی
که وزیر خراسان بود فرستاد که او را بنکاح خود در آورد خاتون عار داشت که زن او شود جواب
فرستاد که من بعد از شوهر عهد کرده ام که شوهر نکنم عبدالرزاق این سخن بشنید باز فرستاد که
اگر بخوشی میسر نشود به تحکم این کار خواهم کرد خاتون از نام و ننگ اندیشه کرد و گفت مرا امیر ده
روز مهلت دهد تا کار ساختگی کنم بعد از آن هرچه فرماید حاکم است و بعد از هفته بشب از قلعه
سبزوار بگریخت و عزیمت نیشابور کرد تا خود را پیش امیر ارغون شاه جان قربانی که در آن
روزگار پادشاه نیشاپور و طوس بود برساند امیر عبدالرزاق خواجه مسعود برادر خود را در عقب خاتون
فرستاد تا او را و متعلقان او را باز گرداند مسعود در رباط سنگ بید بدو رسید خاتون جزع و زاری
نمود که اے خواجه تو میدانی که برادرت مرد فاسق و بے اعتبار است و من ضعیفه آدمی زاده
ام خالصاً لله بر آن مباش که من رسوا شوم و خواجه مسعود مرد متدین و خداترس بود خاتون را
گفت بسلامت برو که مرا با تو کارے نیست و باز گشت عبدالرزاق گفت خاتون را آوردی
گفت بدو نرسیدم عبدالرزاق او را ناسزا گفت که تو مرد نیستی مسعود بجواب گفت ترا مرد
مسلمان نشاید گفت که بنیاد کار خود بر فساد نهاده عبدالرزاق خواست تا ضربتے بدو زند مسعود
پیش دستی کرده بشمشیر کشته عبدالرزاق خود را از دریچه حصار بخاک زیر قلعه افگند گردنش
خورد شکست و مسعود بر جائے او بحکومت نشست و اهالی خراسان و بزرگان این کار از مسعود
پسندیده داشتند و کان ذالک فی شهور سنه ثمان و ثلاثین و سبعمائه۔

جلوس خواجه وجیه الدین مسعود بن فضل الله باشتینی ره

مردے نیکو خلق و شجاع و صاحب دولت بود مرتبه او در درجهٔ اعلیٰ یافت و نیشابور
و جام را مسخر ساخت و ارغون شاه جان قربانی ازو منهزم شد و بمقتصد غلام ترک داشت و دوازده
هزار سپاهی را علوفه داد و با دو هزار مرد در یک روز هفتاد هزار مرد را در نیشابور از لشکر جان قربانی
بشکست و هشت هزار مرد سواره و پیاده را در صباح در قریهٔ پوست فروش که همراه امیر محمد
ترکمان بودند زد و بیست هزار مرد را نماز پیشین در دیه بقشیان که همراه قرابوقای جان قربانی
بودند بشکست و نماز دیگر همان روز ارغون شاه سی هزار مرد بسر او رسید و در صحرای اروونجوش
او را نیز بزد و از عهد آدم تا زمان او این کار هیچ آفریده نکرده و مورخان نیاورده اند و خواجه مسعود
در آخر مرید شیخ الشیوخ حسن جوری قدس سره شد و باتفاق شیخ قصد طغا تیمور خان کردند و در
لب آب اترک با خان مصاف دادند و خان با وجود آنکه هفتاد هزار مرد داشت و ایشان دوازده
هزار مرد بودند خان را بشکستند و دیگر باتفاق شیخ بقصد ملک حسین کرت لشکر کشیدند و ملک با ایشان
در ولایت زاوه مصاف داد ملک را نیز بشکستند اما خواجه مسعود شخصی را فرمود تا ضربتی بر شیخ حسن
بزد و شیخ کشته شد و شکست ملک حسین معکوس شد و مردم ملک جمع شدند و خواجه مسعود هزیمت
کرده بسبزوار آمد و کان ذلک فی شهور سنه ثلاث و اربعین و سبعمائه و چون اکثر بلاد خراسان بتصرف
خواجه مسعود در آمد قصد فیروزکوه و رستمدار کرد و آن ولایت را مسخر کرد و بوقت مراجعت ملک
رستمدار او را بجای تنگ در بیشه و کوه برد و یاغی شده شبیخون کرد و لشکر سیاه پوش گرد او در آمدند
و او و اغلب لشکرش در آن حدود کشته شدند فی اواخر ربیع الاول سنه خمس و اربعین و سبعمائه
حکومت خواجه مسعود هفت سال و چهار ماه بود و وسعت ملک او از جام تا دامغان و از جبوشان
تا ترشیز بوده و جماعتی دیگر که از سربداران بعد از و حکومت کرده اند نوکران و نوابان او بوده اند
و صاحبقران سربداران خواجه وجیه الدین مسعود است و بعد او غلام او آقا محمد تیمور دو سال و ده
ماه حکومت کرد و بدست خواجه علی شمس الدین شهید شد و سایر لشکر سربدار در سنه ۷۴۸ کشته شدند
و بعد از آقا محمد تیمور کلو اسفندیار که یکی از نوکران خواجه مسعود بود بمسند حکومت بنشست و یک

سال و یک ماه حکومت نمود و چون مرد بزدل و زبون بوده کار حکومت از وے نمی‌نشست
باز لشکر سربدار با استصواب خواجه علی شمس الدین بروے خروج کردند و در چهاردهم جمادی الآخر سنه
ثمان واربعین وسبعمائه اورا کشتند و میخواستند که خواجه لطف الله بن خواجه مسعود را که او را امیرزاده گفتندی
برتخت سلطنت نشانند خواجه علی شمس الدین مصلحت ندید که او طفل است و راه و رسم سلطنت
نداند و نمی‌داند خواجه شمس الدین بن فضل الله را که عم او بود به نیابت او بکار حکومت نصب کردند
تا وقتیکه لطف الله شائسته حکومت شود و او هفت ماه سلطنت بعاریت کرد و مردے خواجه
وش و رعیت شکل بوده خود را خلع کرد که من بدین کار شایسته نیستم و چهار خروار ابریشم از خزانه برگرفت
و از غوغائے سلطنت جان بسلامت بیرون برد و مملکت را بخواجه علی شمس الدین سپرد و کان
ذلک فی ذالحجه سنه تسع واربعین وسبعمائه۔

ذکر جلوس خواجه شمس الدین حشمی ره

او مردے دانا و مردانه بود کار سربداران را رواجے داد و با سلطان روزگار طغا تیمور خان
صلح کرد بران جمله که ولایاتے که به تصرف خواجه مسعود بوده بتصرف او باشد هجده هزار مرد را مرسوم
داد و رعیت را مرفه الحال داشتی و بکفایت زندگانی نمودی و با محترفات سبزوار شریک شدے
مرسوم مردم را برات نوشتی و در مجلس خود نقد شمردے و دادی و امیر سید عزالدین سوغندی
که پدر سید قوام الدین است که سادات ساری و حکام آنجا از نسل ویند بروزگار خواجه علی
شمس الدین پیشوائے درویشان حسینه بود و از خواجه علی اندیشناک و متوهم شد و امیر قوام الدین
را همراه داشته بطرف مازندران روانه شد و در راه بجوار رحمت ایزدی انتقال نمود و امیر قوام الدین
بطریقه پدر بطاعت و ریاضت مشغول شد و اهل ساری و مازندران مرید او شدند و سلطنت آن
دیار تا بدین روزگار در تصرف اولاد و اعقاب اوست اما خواجه علی شمس الدین ابواب فساد را
در سبزوار مسدود ساخت و پانصد فاحشه را زنده در چاه انداخت و سیاست او بمرتبه بود که هر کس
از ارباب و لشکرے طلب کردے وصیت نامه نوشتندے آنگاه نزد او رفتندے و در سبزوار
انبارے ساخت که شتر با بار بربام او رفتندے و مسجد جامع سبزوار را عمارت کرد و حوضے و

پایابے درمیان مسجد جامع سبزوار ساخت و بعضے مردم سبزوار نسب او را بحجاج بن یوسف
ثقفی میرسانند و در جبه خانه او پنج جبه پیروزے مکمل شمارے و بر اکثر بلاد خراسان پنجسال
بکسب حکم حکومت باستقلال کردے و چون مرد فحش گوی و بدزبان بود اکابر از و نفور شدند و حیدر
قصاب در قلعه سبزوار او را بکشت و در شهور سنه ست و خمسین و سبعمائه عمر او پنجاه و شش
سال بود۔

جلوس امیر یحیی کرابی ره

و کراب از قرار بیهق است و خواجه یحیی نوکر خواجه مسعود بوده پیش خواجه مقرب بودے
و مردے بزرگ زاده است بعد از خواجه علی شمس الدین بر مسند حکومت قرار یافت و سپهسالاری
پهلوان حیدر قصاب داد و در ولایت سربدار بغیر از طوس را از تصرف جانی قربانی و امیر
علی رمضان بیرون آورد و خرابیهاے که لشکر جانی قربانی در طوس کرده بودند بتلافی آن مشغول شد
و قنوات ولایت طوس و مشهد را جاری ساخت و درویشان شیخ حسن را حرمت مے داشت
و در روزگار او لشکر غازان خان که پادشاه سمرقند بود تا حدود بیهق آمدند و امیر یحیی پذیره شد
خواست تا جنگ کند آن لشکر از و متوهم شده با صلح مراجعت نمودند و در اول سلطنت خواجه یحیی
با طغا تیمور خان صلح نمود و در ثانی الحال در سلطان دوین استراباد قصد طغا تیمور خان کرد و در اردو
طوسی بزرگ طغا تیمور خان را شهید ساخت و این صورت بشرح قبل ازین گذشته و در شهور سنه
تسع و خمسین و سبعمائه امیر یحیی کرابی بردست سفربان و نوکران خود بسعی برادر زن او علاء الدوله
شهید شد و چهار سال و هشت ماه از دامغان تا جام بجوزد بیست و دو هزار لشکرے داشت مردے
نمازگذار و اهل طاعت و تلاوت کلام الله بود اما قتال بے باک بود و گاه گاه خشکی دماغ و جنون
او را عارض شدے و بعد از و پهلوان حیدر قصاب و اکابر سربدار برادر خواجه یحیی ظهیر الدین کرابی را در مسند
حکومت نشاندند جلوس خواجه ظهیر الدین کرابی و او مردے فقیر مشرب و کم آزار بود یک سال بامارت
و حکومت موسوم بود و بلهو و لعب نرد مشغول بودے و در زمان او سربداران تنزل یافتند پهلوان
حیدر گفت که مردم از تو نا امید اند خواجه ظهیر گفت که من در اول مے دانستم که این کار را تعهد نمیتوانم

کرد بالحاح شما اختیار نمودم اکنون قربة لله دست از من بدارید تا بفراغت بدرویشی خود مشغول
شوم و خود را از حکومت عزل کرده و کوچ و اطفال خود را از قلعه سفید و ندکه در شهر سبزوار بقریه
کراب بردو دولت خواجه ظهیر در بیست و یکم رجب سنه ستین و سبعمائه بوده است

خوش بخت کسانیکه زپا بنشستند ۝ در بر رخ مردمان نادان بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند ۝ وز دست و زبان حرفگیران رستند

جلوس پهلوان حیدر قصاب

او از دیه جشم است و نوکر خواجه علی شمس الدین بود و در روزگار مشار الیه یکی از تربیت
یافتگان حیدر بوده و بعد از خواجه علی شمس الدین در میان سرداران حشمتی یافت مردی پهلوان
و اهل مروت بوده و سفرهٔ عام داشته مدت یک سال و یک ماه حکومت کرد نصر الله
باشتینی در اسفراین بر وی یاغی شد داد پنج هزار مرد بدر قلعه اسفراین آورده و مدت یک ماه حصار
را در بندان کرد و بعد از آن روزی پهلوان حسن دامغانی که از بزرگان سرداران بوده و سپهسالار
پهلوان حیدر قصاب بوده با محمد جندا با دی و قتلوق بوقا اتفاق کردند و در طهارت گاه پهلوان
حیدر را زخم زده شهید کردند و در بیرون حصار شهر سر او را بریدند و پهلوان نصر الله و پهلوان حسن دامغانی
هر دو اتابک خواجه لطف الله بودند نقاره بنام امیرزاده لطف الله زدند و سر پهلوان حیدر را بسبزوار
فرستادند و کان ذلک فی شهر ربیع الثانی سنه احدی و ستین و سبعمائه

جلوس امیرزاده لطف الله بن مسعود

چون پهلوان حیدر بدر حصار اسفراین کشته شد پهلوان حسن دامغانی و خواجه نصر الله
باشتینی که از اکابر و امرای سردار بودند امیرزاده لطف الله را بر تخت مملکت نشاندند و ارباب
و اهالی سبزوار بدین کار شادمانیها نمودند و باستقبال امیرزاده بیرون آمدند که آب رفته باز در
جوی آمد و تهنیت ها کردند و نثارها ریختند و چون حکومت او بیک سال و سه ماه رسید
میان او و پهلوان حسن دامغانی بر سرکشی گیران سبزوار تعصب دست داد و امیرزاده لطف الله

[illegible] شنام داد و پهلوان حسن با او کینه ورشد و در شب بسبزوار رفت و او را
نقـ [illegible] بنام خود زد و امیرزاده لطف الله را بند کرده بقلعهٔ دستجردان فرستاد و
د [illegible] انی دستین و سجائه او را بقتل رسانیدند۔

جلوس پهلوان حسن دامغانی

مرد پردل و جوان مرد بوده اما در رائے و تدبیر خطا نمودے و میان او و درویش عزیز
مجدی تنازع افتاد و لشکر کشید و مشهد مقدس را مسخر ساخت و درویش عزیز در آنجا بعبادت مشغول
بود او را بگرفت و گفت تو مرد اهل طاعتے از خدا مے ترسم که ترا بکشم برخیز و از ملک من برون
رو درویش عزیز اجابت کرد و او را دو خروار ابریشم داد و از ملکش اخراج کرد و بطرف اصفهان
رفت و در زمان خواجه حسن دامغانی امیر ولی در استراباد استیصال یافته بود و میان او و امیر
ولی منازعت افتاد و پهلوان حسن با شش هزار سوار مکمل و دو اسپه باستراباد برد و امیر
ولی با هفت صد سوار لشکر پهلوان حسن را شکست و درین حال خواجه علی مؤید خسر خود را که امیر
نصر الله کہستانی مے گفتند در دامغان بگرفت و درویش عزیز را که پهلوان حسن او را از خراسان اخراج کرده
بود از اصفهان طلب کرد و خواجه نصر الله را بطرف کعبه روانه ساخت و فرصت یافت باتفاق درویش
عزیز دم سلطنت زدند و مردمی که از جنگ گاه امیر ولی از لشکر پهلوان حسن گریخته بودند بسیارے
باواز خواجه علی مؤید بدامغان رفتند و او را بسبزوار دعوت کردند و او هزار سوار دو اسپه باتفاق
درویش عزیز برداشت و عزیمت سبزوار کرد و روز در مغاکی فرود مے آمدند و شب میراندند و خواجه
حسن دامغانی درین حال بعد از هزیمت استراباد بمحاصرهٔ قلعه شقان مشغول بود و خواجه علی مؤید
صبحگاہے که دروازهٔ سبزوار کشادند بسبزوار دخول کرد و مردمان مے پنداشتند که پهلوان حسن رسید
دعا مے کردند که آفتاب دولت خواجه حسن بکوه پیوسته باد و بابا شمس مسکین مے گفت که حسن بعلی
مبدل شد مردم را تحقیق شد که این خواجه علی مؤید است و خواجه نقاره بنام خود زد و خواجه یونس سمنانی
را که وزیر پهلوان حسن بود بردار کرد و تعزیت خواجه لطف الله بداشت و کتابت بسرداران سبزوار
نوشت که شما بدین دامغانی حرام نمک بد اصل چه میکنید و از ملازمت او چه ندارید اینک خزینه

رافتند مے گفتم اگر دیر رسید مفلس خواهید شد باید که سر حسن دامغانی را همراه بیاورید و اگر بدین
جانب میاید که نزدن و سپهسالار درمعرض تلف خواهد بود پهلوان حسن و شقان بود که خواجه علی مؤید
بسبزواران رسید با حسن خلاف کردند و او را دستگیر کردند او دانست که کار از دست رفته زاری
مے کرد که مرا نزد پیش درویش عزیز برید که بدو نیکوئی کرده ام او را سخن نگذاشتند و فخرالدین مطلاقی
را فرمودند تا او را گردن زد و سر او را بسبزوار فرستاد و کان ذلک فی شهور سنه ست و ستین
و سبعمائه و ایام حکومت پهلوان حسن چهار سال و چهار ماه بود و در ایام او طوس از تصرف سربدار
بیرون رفت۔

جلوس خواجه نجم الدین علی مؤید

مردے سعادتمند و اہل دل بوده و اصیل زاده و از روزگار خواجه مسعود در میان سربدار
صاحب اختیار بوده و بے مشورت او کار بتفصیل نمے رسید و بعد از پهلوان حسن دامغانی بر سریر
حکومت باستقلال متمکن شد و کار با ضبط نمود و رعیت را استمالت داد و در سنه ست و ستین و سبعمائه
بر مستقر کامرانی قرار یافت و خطبه و سکه بنام خود فرمود و در روزگار او خلایق آسوده گشتند و از رعایا درویش
تنخس گرفتے و یک دینار و یک تعرض نرسانیدے که بدو نداده در زمان سلطنت خود شروع
نمود و پیوسته جامه بے تکلف پوشیدے و در سفره او خاص و عام محظوظ گشتندے و هر سال
نوخانه خود را بتاراج دادے و شبها در محلات بیوه زنان را طعام دادے اول کارے که کرد درویش
عزیز را بکشت و منکر درویشان شیخ حسن شد و مزار شیخ حسن و شیخ خلیفه را مبرز بازار ساخت و در
ممالک سربدارینه تغیر داده و تسخیر کوهستان و طبس و گیلکی را مسخر ساخت و از دامغان تا سرخس
بحوزه تصرف او در آمد و در دولت خود با حضرت امیر کبیر صاحب قران امیر تیمور گورگان یک
جهتی و مصادقت کردے و دوستی و محبت نمودے و بکرات او را با امیر ولی مصاف دست داد
و خصومت ایشان از حد تجاوز کرد و امیر ولی شهر سبزوار را محاصره کرد و خواجه علی مؤید
استعانت بامیر کبیر تیمور گورگان برد و تا تو نام شخصے را بسمرقند فرستاد پیش امیر صاحب قران و بعد از
چهار ماه صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان لشکر بخراسان کشید و خواجه علی مؤید تا سرخس

باستقبال امیر تیمور گورگان نموده بنوازش سلطانی مشرف شد و امیر کبیر را از استقبال او و با او
مصادقت واقع شد و خواجه علی مملکت خراسان را با میر تیمور گورگان سپرده خود بملازمت
صاحبقرانی مشغول گشت و حالات خواجه علی مؤید طویل است و درین تذکره ایراد مجموع نمود
حکایت کنند که صاحبقران را با او التفات تمام بودے و یک زمان از صحبت او شکیب نداشتی
و بارها بر زبان مبارک راندی که من بعمر خود متین تر و بر قاعده تر از خواجه علی مؤید مردے ندیده‌ام
و امیر تیمور محمود چندانکه سلطنت خراسان را بدو عرض کرد قبول نکرد و گفت مے خواهم که آخر عمر در
قدم شما بسر برم مدت هفت سال خواجه علی مؤید با صاحبقران مصاحب بود و ملازمت مے نمود
با خواهرزادگان و اقربا و سلطنت خواجه علی مؤید از ولایت نسا تا ولایت تون و قاین و از سرجام
تا دامغان هجده سال بود و هفتاد و سه سال عمر یافت و در مصاحبت صاحبقران اعظم امیر تیمور
گورگان انار الله برهانه و در ولایت جیزه که من اعمال خوزستان است در شهور سنه ثمان
و ثمانین و سبعمائه بسعادت شهادت مشرف شد و نعش او را بسبزوار آوردند و از توهم در دیشان
شیخ حسن او را مخفی دفن کردند و بعضے گویند در گنبد امام زاده خسرو جرد است و بعضے گویند که در
قدمگاه امام حسن ماه روئے که در سوق شهر سبزوار واقع است مدفون است و عزیزی در تاریخ وفات
خواجه علی مؤید این بیت گفته است

بروال محمد چو نبی یک نقطه　　تاریخ وفات نجم دین خواجه علیست

و بعد از خواجه علی مؤید از سربداران سلطنت منتقل شد و خراسان با ممالک سلطان صاحب
قران امیر تیمور گورگان منضم شد۔

ذکر املح الظرفا و زبدة الفضلا عبید زاکانی رح

مرد خوش طبع و اهل فضل بوده هرچند فاضلان او را از جمله هزالان مے دارند اما در فنون
و علوم صاحب وقوف است و در روزگار شاه ابواسحق در شیراز بتحصیل علوم مشغول بوده
گویند نسخه در علم معانی تصنیف نموده بنام شاه ابواسحق و میخواست که آن نسخه را بعرض شاه رساند
گفتند که مسخره آمده است و شاه بدو مشغول است عبید تعجب نمود و گفت هرگاه تقرب سلطان

بمسخرگی میسر گردد و هزالان مقبول و جهلا و فضلا محجوب و منکوب باشند چرا باید که کسی رنج تکرار پردازد و بیهوده دماغ لطیف را بدود چراغ مدرسه کثیف سازد و بمجلس شاه ابو اسحق تا رفته مترنم این رباعی گشت۔

در علم و هنر مشو چو من صاحب فن　　تا نزد عزیزان نشوی خوار چو من
خواهی که شوی قبول ارباب زمن　　کنگ آور و کنگری کن و کنگره زن

و عزیزی او را ملامت کرد که از علم و فضایل اجتناب با وجود فضیلت و هنر که ترا است بخسائس مشغول بودن از طریق عقل بعید می نماید عبید این قطعه بر خواند

ای خواجه مکن تا بتوانی طلب علم　　کاندر طلب راتب هر روزه بمانی
رو مسخرگی پیشه کن و مطربی آموز　　تا داد خود از کهتر و مهتر بستانی

و هزلیات و مطایبات و اهاجی خواجه عبید و رسایل که درین باب تالیف نموده شهرت عظیم دارد و ایراد این نوع کلام درین کتاب پسندیده نباید حکایت کنند که جهان خاتون نام ظریفه و مستعده روزگار و جمیله دهر و شهره شهر بوده و اشعار دلپذیر دارد و این مطلع در توحید او راست

مصوریست که صورت تراب میسازد　　ز ذره ذره خاک آفتاب می سازد

و جهان خاتون را با عبید مشاعره و مناظره است و عبید در حق جهان خاتون گوید۔

گر غزلهای جهان رونق هندستان شکند　　روح خسرو با حسن گوید که این کس گفته است

گویند که خواجه امین الدین که در عهد شاه ابو اسحق وزیری با قدر و منزلت بوده جهان خاتون را بنکاح خود آورده خواجه عبید درین باب میگوید۔

وزیرا جهان قحبه بی وفاست　　ترا از چنین قحبه ننگ نیست
برو کس فراخی دگر را بخواه　　خدای جهان را جهان تنگ نیست

و خواجه سلمان در حق عبید این قطعه گوید۔

جهنمی و هجاگو عبید زاکانی　　مقرر است به بی دولتی و بیدینی
اگرچه نیست ز قزوین و روستا زاده است　　ولیک میشود اندر حدیث قزوینی

زاکان از اعمال قزوین است حکایت کنند که خواجه سلمان نوبتی در سفر [illegible]

آبی فرود آمده بود عبید زاکانی پیاده بدان مجلس رسید سلمان گفت که ای برادر از کجا می‌رسی گفت
از قزوین گفت از اشعار سلمان یاد داری گفت یک دو بیت یاد دارم گفت بخوان این دو
بیت را بر خواند عبید

من خراباتیم و باده پرست — در خرابات مغان عاشق و مست
می کشندم چو سبو دوش بدوش — می برندم چو قدح دست بدست

این دو بیت بر خواند و گفت خواجه سلمان مرد بزرگ و فاضل است این نوع شعر را ازو
گمان نیست که بدو نسبت توان داد و غالب ظن من آن است که این شعر را زن خواجه سلمان گفته
باشد چه این نوع سخن بدو نسبت کردن اولی است خواجه سلمان بهم بر آمد و از روی فراست
دریافت که این مرد نیست مگر عبید زاکانی و سوگندش داد او اقرار کرد که من عبیدم خواجه سلمان
عتاب کرد که تا دیده هجو کردن عیب فضلاست و من عزیمت بغداد خاص بجهت تو کرده بودم
تا ترا سزا دهم بجهت مساعدت تو شد که از زبان من امین گشتی خواجه سلمان عبید را خدمتکاری
نموده سوار ساخت و نقد و لباس بدو بخشید و بعد از ایام با یکدیگر مصاحبت نمودند و همواره
خواجه سلمان از زبان عبید هراسان بود و او را مراعات کردی و در گرفتاری قرض خواهان
گوید

غزل

درهم و جنس و نقد و ملک من مبتلای قرض — هر کس بچیز مشغول و من در بلای قرض
قرض خدای و قرض خلایق بگردنم — آیا ادای قرض کنم یا ادای قرض
در کوچه قرض دارم و اندر محله قرض — در شهر قرض دارم و اندر سرای قرض
غرقه کنم بقلزم و نیل وجود خویش — گر بشنوم ز هند که بهری سرای قرض
عمرم چو ابر شده گدایان بباد رفت — از بس که خواستم ز در هر گدای قرض
گر خواجه تربیت نکند مر عبید را — مسکین بگفته باز رود از جفای قرض

بجلال و قدر ذوالجلال و کفی بالله شهیدا که از روزگار عبید گذشته این وقت
چون این مظلوم که مؤلف این تذکره است هیچکس را در دنیا فته از یک طرف بفلاکت ربیع مبتلا
است و از طرف دیگر از هجوم قرض خواهان در بلاست عبید ازین عبد سبکسارتر بود چه اگر قرض داشت

محصل نداشت اگر چند از دوستی خریدند بهزل مشغول می بود و از سفره بزرگان نانی میربود
این دعاگو که از آغاز تا تاشیر صبح سعادت این خانواده دولت را بنده زاده بوده باشند و اجداد این
مستمند درین دولت جان سپاری و نیکو بندگی کرده باشند الیوم بمذلت خاک شوری لب
نانی حاصل سازد و محصلان شدید و ظلم داران پلید این لقمه را از دو دریابند و این بنده ملک
پدرے و موروثی روز بروز لغو و شد و از در خانها ـ بیدگمانان قرض کنند و از نهیب محصل روز
چون خفاش در سوراخی شود و شب بدر خانهای علمداران داد خواهی نماید لیکن اگر وقوف یابند
ارباب حکم و فرمان این مذلت در حق این خاکسار نپسندند و عجیب راست۔

رسد به پیش تو روییت جمال مه بکمال　　برد ز نکهت مویت صبا خبر بشمال
زند به تیر نظر غمزه ات نشانه بمهر　　کشد بگوشه چشم ابرویت کمان هلال
توئی که آب حیات از لبت بود سایل　　خوشا کسی که کند با لبت جواب و سوال
کسی که گزید بدندان کام آن لب لعل　　که شد زبان زده در بر دهن سان خلال
صبا به پیش تو زلفت نهاد در دم صبح　　هزار سلسله بر دست و پای آب زلال
فگند در پس هر هفت پرده هر دم چشم　　با انتظار تو پیوسته جای خواب و خیال
حرام گشته بشیراز عبید در عشقت　　بشاعران تخیل نمای سحر حلال

اما شاه ابواسحق پیشتر از خروج آل مظفر حاکم شیراز و فارس بود پادشاهی مستعد و
شاعر بوده و هنرمندان را تربیت کردے و فضلا و شعرا را مکرم و موقر داشتی و از نژاد محمد شاه
انجوست که در عهد غازان خان او را بحکومت فارس فرستاده بود و بعد شاه ابواسحق پادشاه نیکو اخلاق
و پاکیزه سیرت بوده است و اما همواره بعیش و لهو و طرب مشغول بودی و بمهمات امور پادشاهی
نپرداختی محمد مظفر برو خروج کرد و او را و خاندان او را مستاصل ساخت حکایت کنند که محمد مظفر
از یزد لشکر کشید و بشیراز بقصد ابواسحق آمد و او بعیش و لهو مشغول بود چندانکه امرا او را گفتندی
اینک خصم رسید تغافل کردی تا حدی که گفت هر کس از این نوع که در مجلس من سخن کند او را
سیاست کنم هیچ آفریده خبر دشمن بدو نمی رسانید تا محمد مظفر بدر شیراز نزول کرد این هم
را بدو نمی گفتند امین الدین جهرمی که ندیم و مقرب شاه بود روزی شاه را گفت برخیز تا

بر بام تماشای بهار و تفرج شکوفه زارها نماییم که عالم رشک بهشت برین و زمین غیرت کارگاه چین شده و شاه را بدین بهانه بر بام کوشک بردند شاه دید در پای لشکر در بیرون شهر موج است پرسید که این چه مے شود وزیر گفت لشکر محمد مظفر است شاه تبسمے کرد که عجب ابله مردکے است محمد مظفر که در چنین نوبهارے خود را و ما را از عیش دور میگرداند و این بیت از شاهنامه برخواند و از بام فرود آمد **بیت**

بیا تا یک امشب تماشا کنیم　　چو فردا رسد فکر فردا کنیم

فضلا این غفلت ازو پسندیده نداشتند و عنقریب ملک ازو بدست دشمن منتقل شد و او بر دست سلاطین آل مظفر هلاک شد و کان ذلک فی شهور سنه سبع و اربعین و سبعمائه و این بیت درین حال مناسب است **بیت**

بسے شاه غافل ببازی نشست　　که دولت ببازی برفتش ز دست

و رعایاے پارس را با در دولت او وقت خوش بود و بعد از شاه ابو اسحق مردم فارس بدحال شدند و تاسف روزگار او مے خوردند و خواجه حافظ شیرازی گوید

بعهد سلطنت شاه شیخ ابو اسحق　　به پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشهے همچو او ولایت بخش　　که گوی عدل ربود و لوای بخشش داد
دوم بقیه ابدال شیخ امین الدین　　که بود داخل اقطاب و مجمع اوتاد
سوم چو قاضی عادل اصیل ملت و دین　　که قاضیے به ازو آسمان ندارد یاد
دگر چو قاضی فاضل عضد که در تصنیف　　بناے شرح مواقف بنام شاه نهاد
دگر کریم چو حاجی قوام دریادل　　که او بجود چو حاتم همی صلا در داد
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند　　خداے عزوجل جمله را بیامرزاد

ذکر سید فاضل جلال الدین عضد

سید صحیح النسب است و فاضل و شریف الحسب و اصل او از دار العباد یزد بوده و پدر او سید عضد بروزگار محمد مظفر وزیر بود و حکایت کنند که روزے محمد مظفر بمکتب در آمد دید

که سیدزاده بکتابت مشغول است پرسید که این کودک پسر کیست گفتند پسر عضد است و پدرکه حال اکمال وارد وفراستی زیبا وکلامی موزون معلم را پرسید که در مکتب خانه کدام کودک بهتر مینویسید مولانا گفت هرکدام که قلم بهتر تراشد گفت که قلم بهتر تراشد گفت آنکه قلمتراش تیز دارد گفت قلمتراش تیزتر کراست مولانا گفت هرکدام را پدر منعم تر و مشغول تر است گفت کدام را پدر منعم تر باشد معلم گفت آنکه پدرش وزیر سلطان باشد محمد مظفر بر وقت ذهن استاد آفرین کرد و سید جلال را طلب فرمود و گفت بنویس تا خط ترا تماشا کنم سید بدیهه این قطعه را نظم کرده بدست سید مظفر داد قطعه این است

چار چیز است که در سنگ اگر جمع شود — لعل و یاقوت شود سنگ بدان خارائی
پاکی طینت واصل گهر و استعداد — تربیت کردن مهر از فلک مینائی
با من این هر سه صفت هست ولی میباید — تربیت از تو که خورشید جهان آرائی

محمد مظفر در حسن خط و زیبائی شعر وقابلیت سید حیران ماند و عضد را گفت این پسر صاحب فضل است و مرا آرزو که او را ملازمت نمایم اما چون ساده رویست از زبان مردم اندیشه کنم در تربیت او تقصیر مکن و ده هزار درم بسید جلال بخشید که این مال را صرف مردم اهل کن و در کسب فضایل اهمال مکن و سید جلال بعد ازان انواع فضایل حیازه کرده در شعر و شاعری سرآمد روزگار خود بوده و سلطان سعید بایسنغر را التفات بدیوان جلال زیاده ازان بوده که شرح توان کرد و شعر او را بر شعر اقران او فضل دادی و سید را در مدح آل مظفر قصاید بسیست که ترجیح هفت رنگ میگوید و فضلا مسلم میدارند و مطلع آن قصیده این است

باز از شگوفه گشت فضای چمن سفید — و اطراف دشت گشت ز برگ سمن سفید
در جنب ارنگ ژاله و سرخی لاله هست — در عدن سیاه و عقیق یمن سفید

و این غزل هم او راست

عاشقان اول قدم بر هر دو عالم میزنند — بعد ازان در کوی عشق از عاشقی دم میزنند
چرعه نوشان بلا را شادمانی در غم است — شادمان آندل که در وی سکه غم میزنند
تا برآمد از گدائی کام ما در کوی دوست — کوس سلطانی ما بر هر دو عالم میزنند

از خیالات رخش تسکین همی یابد دلم | حوریان قدس آبی بر جهنم میزنند
عقل کل با عشق میگوید که بر من رحم کن | زورمندان پنجه با افتادگان کم میزنند
خیل مژگانت دو صف آراسته پیش هم | ریزش خون میشود هر دم که بر هم میزنند
ساکنان آستان عشق مانند هلال | از فراغت پشت پا بر ملک جم میزنند

ذکر مولانا حسن کاشی رہ

از جمله مداحان حضرت شاه ولایت پناه امیر المومنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد الله الغالب ابی الحسن علی بن ابی طالب ع هیچکس بمتانت و لطافت او سخن نگفته است مرد فاضل و دانشمند بوده اصل او از کاشان است اما در خطه آمل متولد شده و آن جا نشو و نما یافته چنانچه میگوید

رها کاشی اگر در خطه آمل بود | لیک از جد و پدر نسبت بکاشان میبرد

گویند مولانا حسن بعد از زیارت کعبه معظمه شرفها الله تعالی و حرم حضرت رسالت ص بعزم زیارت حضرت امیر المومنین ع بدیار عراق عرب افتاده بعتبه بوسی آن آستان شریف مشرف شده و این منقبت در روضه مطهره خوانده

ای زبده آفرینش و پیشوای اهل دین | وی زعزت تاج بازوی تو روح الامین

دران شب حضرت شاه ولایت پناه را بخواب دید که عذر خواهی میکند که ای کاشی از راه دور و دراز آمده و ترا دو حق است بر ما یکی حق مهمانی و یکی حق شعر اکنون باید به بصره روی و آنجا بازرگانیست که او را مسعود بن افلح گویند از ما سلامش رسان و بگوی که در سفر بحر عمان درین سال کشتی تو خواست غرق شود یک هزار دینار بر ما نذر کردی و ما دعا کردیم و کشتی ترا بسلامت بساحل رسانیدیم اکنون از عهده بیرون آی و از خواجه بازرگان زر بستان کاشی ببصره آمد و آن خواجه را پیدا ساخت و پیغام امیر المومنین بآن بازرگان رسانید بازرگان از شادی بشگفت و سوگند خورد که من این حال بهیچکس نگفته ام و فی الحال زر را تسلیم کرد و خلعتی بر آن افزود و شکرانه آنکه فریادرس شاه ولایت شده دعوت مستوفا جهت صلحا و فقرا ساخت شعر یاد مولانا حسن

در عهد شباب مردی نیکو سیرت و خدا ترس و متقی بوده و غیر از مناقب ائمه نگفتی و بمدح ملوک
اشتغال نکردی و قصاید او در مناقب شهرتی دارد و وفات مولانا حسن معلوم نبود که در چه تاریخ
بوده والله اعلم مدفن او در سلطانیه عراق است و در عهد سلطان محمد خدابنده و اما شهر آمل از جمله
بلاد قدیم است و بنای آن گویند جمشید کرده و بعضی گویند فریدون ساخته حالیا چهار فرسنگ
علامت شهریت آن محسوس میشود و در هر جای زمین را بکاوند خشت پخته و سنگ ریخته ظاهر
میشود و چهار گنبد است دران شهر که مقبره فریدون و اولاد او دران جاست فی کل حال از
روزگار فریدون تا زمان بهرام گور تخت گاه ربع مسکون آمل بوده و در کتاب ممالک و مسالک
علی بن عیسی کحال این چنین آورده است۔

ذکر مولانا جلال الدین طبیب

مردی اهل بوده بروزگار آل مظفر در فارس طبیب و حکیم بوده با وجود حکمت و طبابت
شعر هم میگفت و علم شعر نیک می دانسته و داستان گل و نوروز او نظم کرده در شهور سنه
اربع و ثلاثین و سبعمائه و آن کتاب شهرتی عظیم دارد و در میان مبتدیان و جوانان متداول
است هر چند مثنوی آن خالی از فتوری نیست اما روان و صاف است چنین گویند مولانا یحیی
نیشاپوری در یک ماه بیست نسخه گل و نوروز نوشته از قدرت بر کتابت او تعجب است گویند
مولانا جلال حقنه مفرح از جهت شاه شجاع آورده خواص آنرا درین قطعه نظم کرده نزد شاه شجاع
عرض کرده۔

جلال ساخته است این مفرح دل خواه — برسم پیشکش آورده نزد حضرت شاه
بدن قوی کند و طبع شاد و فکرت تیز — حدیث نرم زبان جاری و سخن کوتاه
شود بدل می ناب و مفرح طبع — شود بجای سقنقور در تهییج باه
دگر تناول او در شب اتفاق افتد — منش غذا طلبد هم ببامداد پگاه
جوان کند و پیری بدل کند بشباب — موافق بدن است او چو روح بی اشباه

شاه شجاع مولانا را از جهت این ترکیب و این نظم تحسین بلیغ فرموده و خلعت اسپ مولانا

همه آنکه گفتی و سبحان است اما مشکل که پیری بجوانی بدل گردد که کافور جای مشک گرفته وزار بجای ارغوان نشسته آب جوانی از جوی دیگر است و درد پیری از خمخانه دیگر و این غزل او راست.

ازین دیار برفتیم و خوش دیاری بود — باب دیده بششتیم اگر غباری بود
ز آستان شریفت اگر فتادم دور — گمان مبر که درین کارم اختیاری بود
ولا بهجر بساز و بسوز با خواری — که وصل یار عجب روزگاری بود
اگر بدولت وصلت نمیرسید گدا — نشست و خواست تخیل سگانت یلی بود
جلال رفت و ترا بعد ازین شود معلوم — که این شکسته مسکین چگونه یاری بود

اما ابو الفوارس شاه شجاع چراغ دودمان آل مظفر بود و در علم و مراتب و فضایل یگانه روزگار است بعد از محمد مظفر در عراق عجم و فارس و کرمان سلطنت باستقلال یافت عالم پرور شاعر نواز بود و علما و فضلا در علوم بنام او تصانیف مرغوب پرداخته اند و مردی اهل فضل بوده گویند پیش مولانا قطب الدین رازی شرح مطالعه کردی و با وجود فضیلت مهابتی عظیم داشتی چنانکه ملوک اطراف ازو اندیشناک بودند و بعد از روزگار پدرش میان او و برادرش شاه محمود جهت مملکت تنازع بود و در اثنای خصومت محمود متوفی شد شاه شجاع مناسب این واقعه میگوید رباعی

محمود برادرم شه شیر کمین — می کرد خصومت از پی تاج و نگین
کردیم دو بخش تا بیاساید خلق — او زیر زمین گرفت و من روی زمین

سلطان اویس جلایر در جواب گوید.

ای شاه شجاع ملت و دولت و دین — خود را بجهان وارث محمود مبین
در روی زمین اگرچه هستی دو سه روز — بالله که بهم رسید در زیر زمین

و شاه شجاع را با سلطان اویس دیگر باره مکاتبات است و این قطعه شاه شجاع بسلطان اویس فرستاد

ابو الفوارس دوران منم شجاع زمان — که نعل مرکب من تاج قیصرست و قباد
منم که نوبت آوازه صلابت من — چو صیت همتم اندر بسیط خاک افتاد
چو مهر تیغ گذارد چو صبح عالمگیر — چو عقل راه نمای و چو شرع نیک افتاد
کمال دولتم از حیله کسان ایمن — بنای همتم از سنت خسیس آزاد

نبرده عجز بدرگاه هیچ مخلوقی | که بر بنای تمکن نهاده ام بنیاد
بهیچ کار جهان روی دل نیاوردم | که آسمان در دولت بروی من بگشاد
تو رسم و خوی پدر گیر ای برادر من | که شوهریت نیاید ز دختر دلشاد
مکن مکن که پشیمان شوی در آخر کار | ز مکر روبه پیر و ز لشکر بغداد
برو تو جان پدر همچو من بهروی کوش | که خواهریت نیاید ز مادر دلشاد

و در جواب سلطان اویس گوید۔

ایا شهی که باوصاف فضل موصوفی | شهنشهی چو تو از ما در زمانه نزاد
ز فاضلان و بزرگان و هر و دانایان | کسی بمدح و بزرگی خود زبان نگشاد
بخوانده ایم فراوان درین مختصر عمر | کتاب نظم و تواریخ نثر بر استاد
نخوانده ام نشنیدم ندیده ام هرگز | کسی که چشم پدر کور کرد و مادر کاد
صبا ز خطهٔ شیراز یک ره دیگر | همی سفر کن و بگذر بجانب بغداد
ببارگاه رفیع خلیفهٔ ایام | بنای خطبهٔ شاهان اویس بن دلشاد
سلام من برسان و بگوی بیارش | که چشم بد بجمال جلال تو مرساد
مرا تو طعنه مزن زانکه در زمان شباب | جری همی بخطائی نه اختیار افتاد
دگر چنانکه در آری مرا و طعنه زنی | بجای نقصی که مرا تاج و تخت شاهید
چنانکه زور بکاوم زنی پدر را من | اگر بدست من افتی ترا بخواهم کاد

شاه شجاع بعد از چهارده سال که بکامرانی و استقلال سلطنت کرد بحسرت تمام دم روزگار شباب و ایام فضل و اکتساب جهان بے سامان را وداع فرمود روزگار تا سال بر جوانی و کامرانی او بخشود و شجاع بود اما نه با سوار اجل در بود آما نه بحکم ازل سر نهاد

درد نیست اجل که نیست درمان او را | بر شاه و گداست حکم و فرمان او را
شاهی که بحکم دوش کرمان میخورد | امروز همی خورد کرمان او را

وفات شاه شجاع در شهور سنهٔ ست و ثمانین و سبعمایه بوده در وقت رحلت بمکتوب بحضرت صاحبقران معظم امیر تیمور انار الله برهانه نوشته و فرزندان و عشایر خود را سفارش نموده و سواد آن مکتوب مولانا فاضل کامل

محقق شرف الدین علی یزدی نور الله مرقده در ظفرنامه بایراد بسیار از منشآت آن مکتوب بر فضیلت شاه شجاع شاهد است

ذکر ملک الفضلا خواجه حافظ شیرازی علیه الرحمه

نادره زمان و اعجوبه دوران بوده و سخن او را حالتی است که در حوصله طاقت بشری در نیاید چه هیانا واردات غیبی است و از مشرب فقر چاشنی دارد و او را لسان الغیب نام کرده اند سخن او بی تکلف است و ساده اما در حقایق و معارف داد معانی داده فضل و کمال وی بی نهایت است و شاعری دون مرتبه اوست و در علم بی نظیر و در علوم ظاهر و باطن مشار الیه است گنجور حقایق الاسرار سید قاسم انوار معتقد حافظ بودی و دیوان حافظ پیش وی علی الدوام خواندی و بزرگان و محققان را سخن حافظ ارادتی ما لا کلام است و القاب و نام خواجه حافظ شمس الدین محمد است در روزگار دولت آل مظفر در ملک فارس در شیراز مشار الیه بوده اما از غایت زهد به دنیا و دنیاوی سر فرو نیاورده و بی تکلفانه معاش کرده چنانکه گوید بیت

سر رشته یا قبای زرافشان چه بگذری　　یک بوسه نذر حافظ پشمینه پوش کن

و همواره خواجه حافظ به درویشان و عارفان صحبت داشتی و احیانا به صحبت حکام و صدور رسیدی با وجود فضیلت با جوانان مستعد اختلاط کردی و همه کس خوش برآمدی و او را با صنایف سخنوری التفاتی نیست الا غزلیات و بعد از وفات خواجه مصاحبان و اشعار او را مدون ساخته اند و در تاریخ کرده سه غزل از دیوان حافظ را اختیار کرده و ثبت شد

می بیا که شد قدح باده پر ز می　　طامات تا به چند و خرافات تا به کی

بگذر ز کبر و ناز که دیدست روزگار　　چین قبای قیصر و طرف کلاه کی

باد صبا ز عهد صبی یاد می دهد　　جان دارویی که غم ببرد درده ای صبی

بر مکر مهر و عشوه او اعتماد نیست　　ای وای بر کسی که شد ایمن ز مکر وی

درده به نام حاتم طی جام یک منی　　تا نامه سیاه بخیلان کنیم طی

اشیای روزگار همی ساز در گرو　　از مرد راه باز نمانده است هیچ شی

حافظ کلام فارسی تو رسیده است　　از ملک مصر و شام به سرحد روم و ری

دو یار زیرک و از باده کهن دو منی　　فراغتی و کتابی و گوشه چمنی

من این مکان بدنیا و آخرت ندهم — اگرچه در پیم افتند خلق انجمنی
هر آنکه کنج قناعت بگنج دنیا داد — فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی
بروز حادثه غم با شراب باید گفت — که اعتماد بکس نیست در چنین زمنی
ز تند باد حوادث نمی توان دیدن — درین چمن که گلی بوده است یا سمنی
بیا که رونق این کارخانه کم نشود — بزهد همچو توئی یا بفسق همچو منی
بصبر کوش تو ای دل که حق رها نکند — چنین عزیز نگینی بدست اهرمنی
مزاج دهر تبه شد درین بلا حافظ — کجاست فکر حکیمی و رای برهمنی

حکایت کنند که سلطان احمد بغدادی را اعتقادی عظیم در حق خواجه حافظ بود و چندانکه حافظ را طلب داشتی و تعهد و رعایت کردی حافظ از فارس ببغداد رغبت نکردی و بخاک پاره در وطن مألوف قناعت کردی و از شهر و شهرهای غریب فراغت داشتی و این غزل در مدح سلطان احمد بدار السلام بغداد فرستاده۔

احمد الله علی معدلة السلطانی — احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
خان بن خان شهنشاه شهنشاه نژاد — آنکه می زیبد اگر جان جهانش خوانی
ماه اگر با تو برآید بدو نیمش بزنند — معجز احمدی و عاطفت سبحانی
نسب فضل و محبت همه در حق تو اند — چشم بد دور که هم جانی و هم جانانی
از گل فارسیم غنچه عیشی نشگفت — حبذا دجله بغداد و می ریحانی
بر شکن کاکل ترکانه که در طالع تست — دولت خسروی و منصب چنگیزخانی

از خواجه حافظ بذله و لطیفه بسیار گفتنی و لطایف او منقول است واجب نمود از لطایف خواجه حافظ چیزی درین تذکره نوشتن حکایت کنند که چون صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان انار الله برهانه فارس را مسخر ساخت و در سنه ۹۵ شاه منصور را بقتل رسانید حافظ در حیات بود فرستاد و او را طلب کرد چون حاضر شد گفت من بضرب شمشیر آبدار اکثر ربع مسکون را مسخر ساخته ام و هزاران جای و ولایت ویران کرده ام تا سمرقند و بخارا را که وطن مالوف و تخت گاه من است آبادان سازم تو مردک بیک خال هندو سمرقند و بخارا را می بخشی و درین

بیت که گفته

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

حافظ زمین بوسید گفت اے سلطان عالم ازین نوع بخشندگی است که بدین روز افتاده ام حضرت صاحبقران را این لطیفه خوش آمد و پسند افتاده و با او عتابے نکرد بلکه او را عنایتے فرمود حکایت کنند که سلطان السلاطین احمد بغداد با عدل و داد خلف صدق سلطان اویس جلائر است بعد از پدر در دار السلام بغداد بر مسند پدر برقرار یافت و ملک را از تصرف برادرش سلطان حسین بیرون آورد و آذربائیجان را تصرف کرد و شوکتے زیاده از وصف یافته حکم او تا سرحد روم رفتی پادشاه هنرمند و هنرور پرور بود اشعار فارسی و غزل نیکو میگوید و در انواع هنر چون تصویر و تذهیب و قواسی و سهامی و خاتم بندی و غیر ذالک استاد بودے و بشش قلم خط نوشتی و این مطلع او را است۔

چندانکه می نهم ترا میلم زیادت میشود ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ شامم زشوق روی تو صبح سعادت میشود

و در علم موسیقی و ادوار صاحب فن است چندین نسخه درین علم تصنیف اوست و خواجه عبد القادر ملازم او بوده گویند شاگرد اوست و درین روزگار در میان مطربان و مغنیان اکثر تصانیف او متداول است و با وجود چندین فضایل مرد قتال و نا اعتماد بوده افیون خوردے و گاه گاه دماغ او خشکی کردی و بے جنایت مردمان اصیل را خوار کردی و باندک بهانه استیصال مردم نمودے لاجرم رعیت و لشکرے از و نفور گشتند و امرا و سرداران او پیاپی مکاتیب صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان نوشتندی تا در حدود سنه احدی و تسعین و سبعمائه صاحبقران بقمع سلطان احمد لشکر بدیار بغداد کشید و قبل از وصول حضرت صاحبقرانی سلطان این قطعه فرستاده۔

گردن چرا نهیم جفائے زمانه را ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ زحمت چرا کشیم بهر کار مختصر

دریا و کوه را بگذاریم و بگذریم ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ سیمرغ وار زیر پر آریم خشک و تر

یا بر مراد بر سر گردون نهیم پائے ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ یا مردوار در سر همت کنیم سر

صاحبقران چون مضمون این قطعه معلوم کرد تاسف خورد که کاشکے من نظم توانستمی گفت

تا جواب شافی نظم کردمی اما میشاید که از فرزندان و احفاد من کسی باشد که جواب سلطان احمد بغدادی بگوید رقم بنام امیرزاده میرانشاه زدند و نیز گویند که خلیل سلطان بهادر جواب این منوال پیش سلطان احمد فرستاد

گردن بنه جفای زمانه را سر مپیچ — کار بزرگ را نتوان گفت مختصر

سیمرغ وار از چه کنی قصد کوه قاف — چون صعوه خورد باش فرو ریز بال و پر

بیرون کن از دماغ خیال محال را — تا در سر سرت نرود صد هزار سر

چون سلطان احمد این رقعه را مطالعه کرد و دانست که در جنب کوه لشکر صاحبقران لشکر او کاهی است و در پیش صرصر اقبال تیموری پشه بیش نیست الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین اختیار کرده بغداد را وداع گفته بروم رفت و ممالک دار السلام بتصرف صاحبقران افتاد و حکومت بغداد را امیر کبیر بخواجه مسعود سربدار که خواهر زاده علی موید است قرار داد و خواجه علی طوسی را بضبط اموال بغداد نصب فرمود و خود بطالع سعد مراجعت فرمود و بعد از مراجعت صاحبقرانی باز سلطان احمد از قیصر روم امداد ستانده بطرف بغداد حرکت نمود و خواجه مسعود را قوت مقاومت او نبود بغداد را بوی گذاشت و در وقتی که صاحب قرانی را با توقتمش خان که ملک دشت قبچاق بود خصومت افتاد و سلطان احمد فرصت یافت و چند سال دیگر حکومت بغداد کرده چند نوبت دیگر او را با صاحبقرانی محاربه و مصالحه دست داد و این تذکره تحمل ایراد آن قضایا نمی آورد و در شهور سنه ثمان و ثمانمائه سلطان بدست قرا یوسف ترکمان که از جمله گله بانان پدر او بود شهید شد و راه و رسم سلطنت از خاندان سلاطین جلایر افتاد و تراکمه مسلط شدند و حالات تراکمه و اصل و منشا ایشان بعد ازین خواهد آمد ان شاء الله تعالی و وفات خواجه حافظ در شهور سنه اربع و تسعین و سبعمائه بوده و در مصلی شیراز مدفون است و در وقتی که سلطان ابوالقاسم بابر بهادر شیراز را مسخر ساخت محمد معمائی که صدر سلطان بابر بود بر سر قبر حافظ عمارتی مرغوب ساخت ٭

ذکر مولانا شرف الدین رامی ره

مردی دانشمند و صاحب فضل بوده خصوصاً در علم شعر سرآمد روزگار بوده است و سخن

در علم شعر ساخته حدایق الحقایق نام و چند صفت در آن کتاب درج کرده که رشید الدین وطواط
در حقایق السحر آن صنایع را ذکر نکرده از آن جمله میگوید که آورده اند که ایهام کلمه را گویند که بدو معنی
شامل باشد و به نزدیک من ایهام می شاید که بچند معانی مشتمل باشد و این بیت خواجه عماد را
باستشهاد مے آورد بیت

دل عکس رخ خوب تو در آب روان دید — واله شد و فریاد برآورد که ماہے

و شیخ عارف آذری در جواهر الاسرار قصیده از قصاید مولانا شرف الدین ایراد می کند
که تمامت صنایع و بدایع شعر دران مندرج ست و درین تذکره نوشتن آن قصیده محتاج
نبود مولانا شرف الدین بروزگار دولت شاه منصور بن محمد مظفر ملک الشعرائے عراق بوده
تبریزیست و دیوان او درین دیار یافت نیست اما در عراق و آذربایجان و فارس مشهور است اما ے
قصاید و مقطعات آن متین و مصنوعست و مستعدانه و رباعی گفته که اسم ممدوح او خواجه محمد
الماسنری از حروف آن بیرون می آید و آن رباعی این است۔

خوار است جهان پیش نوالت یکسر — فخر است ز القاب تو دینها را و خطر
نوکان محامدی ده از فرط کرم — ز الماس ضمیرت سپری شد خنجر

با شاه منصور بعد از شاه شجاع بر فارس و عراق مستولی گشت و پادشاہے مردانه و
صاحب کرم بوده صاحب قران اعظم امیر تیمور قصد او کرده لشکر بشیراز کشید و او را قوت مقاومت
نبود مے خواست تا فرار نماید روزے که از دروازه شیراز بیرون میرفت پیرزنی از بالائے
بام مے گفت حرام بادت که مدتے حکومت کردی و اکنون مسلمانان را بدست لشکر بیگانه گرفتار
ساخته کجا مے روی شاه منصور را از سخن پیرزن رقتی دست داده باز گشت و با دو هزار مرد
با امیر تیمور مصاف داد و چند نوبت قلب سپاه صاحب قران را برهم شکست و نزدیک
بدان رسانید که بالکل لشکر امیر تیمور را بشکند حق تعالی فتح نداد و مولانا شرف الدین در ظفرنامه
آورده که چهار نوبت شاه منصور شمشیر بصاحب قران رسانید و قاری اهناق سپر در سر مبارک
آن حضرت کشید و بعد ازان لشکر ظفر پیکر گرد شاه منصور در آمدند و او را هلاک کردند و صاحب
قران نے در تلف کردن شاه منصور تاسف خورده گفتی چهل سال مصاف کردیم با دلیران

و جنگ آوران با نهر و آزموده و بمردانگی و شجاعت شاه منصور ندیده بسی را و بعد از قتل شاه منصور سلطنت از آل مظفر قطع شد و بکلی فارس و عراق عجم بتصرف امیر تیمور و اولاد عظام او افتاد در سنه خمس و تسعین و سبعمائه

ذکر مفخر السالکین شیخ کجج تبریزی رہ

عارف و محقق و سالک بوده و بروزگار سلطان اویس و سلطان حسین پسر او شیخ الاسلام مرجع خواص و عوام بوده و سلاطین را کابر معتقد او بوده‌اند و خانقاهی بارونق داشته و همواره در خانقاه او سماع و صفا مهیا بوده و فرش و روشنائی مرتب و تا روزگار صاحب قران اعظم امیر تیمور گورکان و اولاد عظام او منصب شیخ الاسلام تبریز و مضافات آن تعلق باولاد عظام آن بزرگوار داشته و شیخ را باوجود سلوک و کمال سخنهای پرحال است و دیوان او را در عراق و آذربایجان شهرتیست و این غزل از شیخ است۔

ما در غمت بشادی جانها نمی‌نگریم | در عشق تو بهر دو جهان نمی‌نگریم
خوش خوش چو شمع ز آتش عشق تو ای مشتاق | گر جان ما بسوخت بجان باز ننگریم
اسرار نور کون و مکان چون منزه است | ما تا ابد بکون و مکان باز ننگریم
چون شد یقین ما که توئی اصل هر گمان | در پرده یقین بگمان باز ننگریم
سود و زیان در طلبت گو زیان شود | ما در طلب بسود و زیان باز ننگریم
در کوی تو دو اسپه بتازیم مردوار | هرگز بمرکب و بعنان باز ننگریم
در بحر عشق گرچه کجج برکنار رفت | ما از کنار تا بمیان باز ننگریم

اما صاحب کتاب ممالک و مسالک می‌گوید که تبریز شهر نو است و در روزگار اسلام آن شهر را زبیده خاتون که حلیله هارون رشید بوده و دختر جعفر بن منصور دوانقی بوده است در شهور سنه تسع ثمانین و مائه بنا کرده و بعد از چندگاه آن شهر بزلزله خراب شد و چند نوبت عمارت کردند ثباتی نداشت تا الواثق بالله حکیم الفاضل ماشاء الله المصری را فرمود تا جهت بنای تبریز طالع مناسب اختیار کند و حکیم مذکور چندگاه ملاحظه کرده بطالع عقرب آن شهر را بنا فرمود

وتا این روزگار از آفت زلزله خرابی نیافته و امروز تبریز از بلاد معتبر ممالک ایران زمین است هوائی دل کشا و فزائے جان فزا دارد و فضلا در حق شهر تبریز اشعار گفته اند از آن جمله شیخ کمال الدین گفته است ۔

تبریز مرا بجائے جان خواهد بود ‌‌ ‌ پیوسته مرا دل نگران خواهد بود
تا در نکشم آب چرانداب و سجیل ‌ ‌ ‌ سرخاب ز چشم من روان خواهد بود

و زبیده خاتون ملکه خیره و بانوی مستعده بوده هارون با او در امور مملکت مشورت کردے و او از فرط دانش و عقیده پاک هارون را بخیرات و مبرات دلالت کردی و در راه ها و وادیه ها برکها و چاهها ساخته بتخصیص در راه کعبه و در حدود سیستان که ثغر اسلام است و در کوهستان بدخشان حصارها بنا فرمود تا غازیان آن را پناه ساخته با کفار هند و دیگر و سواد و کتور جهاد نمایند و امروز آثار خیرات آن ملکه کریمه در اقطار ربع مسکون ظاهر و باهر است و چون خلفائے بنی عباس خاندان بزرگ و اقربائے رسول بوده اند نخواستم که این تذکره از ذکر خیر ایشان خالی باشد باتفاق جمهور فضلا و مورخان هارون الرشید مرد دانا و کریم و فاضل ترین اولاد عباس بوده و با علما و شعرا سری و سری داشتے و فقرا را تفقد فرمودے و در رسوم جهان داری دقیقه از دقایق مهمل نگذاشتے مصر را بگرفت و برغم فرعون لعین سوگند خورد که این ملک را ندهم مگر بهندوی زر خریده گویند خضیب نام غلامی بر آن جا امیر ساخت صاحب طبقات میگوید که رافع بن هرثم امین گفت که من نزد هادی برادر رشید بودم که پیشتر از هارون خلیفه بود شبے در خوابگاه نشسته بودم غلامے برسید که امیر ترا طلب میدارد فی الحال بخدمت روان شدم دیدم که هادی در خلوت خانه نشسته و دو خادمے بر پاے ایستاده چون مرا بدید گفت میخواهم که این شمشیر برداری و زود بروی و سر برادرم هارون را ببری و تن او را در چاه اندازی و سر او را بنزد من آوری چون این سخن شنودم جهان در چشم من تیره شد و نیارستم با او درین باب سخن گفتن شمشیر برگرفتم و از خانه بیرون آمدم و بیفتادم و بیهوش شدم چون بهوش آمدم خواستم که شمشیر بر شکم خود زنم و خود را هلاک سازم آواز سرفه صعب از خانه شنودم مثال رعد هر چند انکه گوش کردم انقطاع نمی یافت ناگاه خیزران مادر هادی بیرون دوید گفت یا ابا عبدالله در باب هادی که کار او دگرگون می بینم

من بخانه درآمدم دیدم که هادی بیهوشان در صحن خانه غلطان و سرفه سهمناک میکند و بهیچ نوع تسکین نمی پذیرد گفتم یا امیر شربتے بخواب آوردم و بدو دادم فی الحال از فرط سرفه آن آب را رد کرده دیدم که صحن سرائے از خون گلگون شد سر او را در کنار گرفتم سے گفت لمن الملک الیوم للّٰه الواحد القهار چشم باز کرد و در میان سرفه گفت ہی زود تر برود پیشتر از ہمه کس با ہارون بیعت کن و چشم باز کرد و جان بحق تسلیم کرد نظم

اے برادر مادر و مادر خود خونت مریخ ۔ چون ترا خون برادر ہیچو شیر مادر است

رافع گوید من دوان تا خانه رشید رفتم دیدم رشید قرآن سے خواند گفتم یا امیر اجازت است تا در آیم گفت اے رافع امیر هادی نشسته و تو شرم نداری که مرا امیر سے گوئی گفتم انا للّٰه و انا الیه راجعون ہارون بر پائے جست در آمدم و گفتم اے امیر امشب را شب بخت از مولود خود دان و احوال را بدو گفتم گفت سبحان ذی الملک والملکوت ذی العزة والعظمه والجلال والجبروت و فی الحال جوشن خواست و اول کسے که با او بیعت کرد من بودم و اکابر خیل خیل سے آمدند و بیعت سے کردند تا وقت صبح بشیرے بشارت رسانید که خدا خلیفه را پسرے بخشید او را مامون نام کرد و آن شب را لیلة الهاشمیه گفتندے حکایت ابوریحان خوارزمی در کتاب آثار الباقیه گوید که یاقوتی از خزانه اکاسره که آنرا منقار گفتندے بدست مهدی پدر ہارون الرشید افتاده بود و آن جوہرے بود شفاف و نورانی چنانچه خانه تاریک را ہیچو شمع روشن ساختے و گوہر شب چراغ عبارت از آن است مهدی در وقت وفات جوہر بہارون داد ہارون آن را چون نگینی بخاتم در انگشت داشتی و بعد از مهدی هادی برادر بزرگتر رشید بخلافت نشست و ہارون ملازم هادی بودے روزے ہارون بنشاط بر کنار شط بغداد نشسته بود ناگاه خادمے از پیش هادی رسید و گفت امیر منقار را سے طلبد ہارون گفت ہمین یکم از پدر یادگار این مقدار چیزے دارم خادم باز گشت و قصه بعرض خلیفه رسانید این نوبت یکے از اکابر را فرستاد که اگر ہارون منقار ندہد بزور از انگشتش بیرون کرده بیاور آن بزرگ گفت ای رشید حکم خلیفه را اطاعت کن و الا انگشتری را بقهر از انگشت تو بیرون کنم ہارون گفت از شرق تا غرب را من با او مضایقه ندارم او بسنگ پاره با من مضایقه میکند انگشتری از انگشت

بیرون کرد و در آب انداخت هادی بران قضیه وقوف یافت پشیمان شد و جهت منقار
متاسف گشت هم دران ماه هادی وفات یافت و امر خلافت متعلق برشید گرفت اول حکمی که کرد
آن بود که غواصی را فرمود تا بهمان جای که نگین در آب افگنده بود غواصی نماید غواص بحکم خلیفه
غوطه خورد و بهمان جوهر را بدست گرفته از آب بیرون آورد خلایق از ارتفاع کوکب طالع خلیفه تعجب
کردند و امرا اشارها و شعرا اشعارها درین باب گذرانیدند چنین آورده اند که چون هارون الرشید
در امر خلافت مستقل شد گاه گاه با درویشان و گوشه نشینان صحبت داشتی شبی فضل برمکی
را گفت دلم از طمطراق سلطنت ملول است امشب میخواهم با عارفی صحبت دارم که از علایق
و عوائق دنیا وارسته باشد و از وی سخن طریقت و نصیحت گوش کنم شاید که دل مرا ازین ملالت
برهاند و از زندان طمع بارگاه خورسندی رساند فضل اورا بدر خانه سفیان بن عتبه برد در بزدند سفیان
گفت کیست فضل گفت امیر را در باز کن سفیان گفت چرا مرا خبر نکردی که من بملازمت امیر
آمدمی هارون فضل را گفت این نه آن مرد است که من میطلبم سفیان گفت آن مرد فضیل
عیاض است خلیفه و فضل برمکی روان شدند تا رسیدند بخانه فضیل شنودند که قرآن همی خواند و
بدین آیه رسیده که ام حسب الذین اجترحوا السیئات هارون فضل را گفت اگر پند می طلبیم
مارا همین بس است پس بزدند فضیل گفت چه کسانید که درین شب تیره رنج میدارید مرا
فضل گفت امیر است فضیل گفت امیر را با مثال من چه التفات باشد مرا مشغول مدارید فضل
گفت طاعت اولو الامر واجب است در باز کرد و چراغ را بکشت هارون در تاریکی دست
گرد خانه بر میآورد تا دستش را بدست فضیل رسانید فضیل گفت خوش دستی است بدین نرمی
اگر از آتش دوزخ خلاص یابد هارون بگریست و گفت مرا پندی بده و گفت ای امیر حق تعالی
ترا بجای صدیق نشانده و از تو صدق خواهد خواست و بجای فاروق نصب کرده و از تو عدل طلب
خواهد نمود و ترا بجای ذی النورین سروری داده از تو حیا خواهد جست و بر منصب امام المتقین علی بن
ابی طالب علیه السلام تمکن داده و از تو علم و عفت پاکان میطلبد ای امیر جواب خدا را ساخته باش که بر
جای مردان نشانده اگر بدان سیرت نباشی شرمنده شوی و آن زمان شرمساری سود ندارد هارون الرشید
بدانگریه بیچاره شد گفت ای شیخ پندی را زیاده کن فضیل گفت ای امیر خدا را حرمی است بهشت

تام کرده و سرائے دیگر دوزخ و تر ادربان هر دو سرائے کرده و شمشیر و تازیانه بدست تو داده تا هرکه شرک و خون ناحق کند بشمشیر سیاست کنی و هر که مرتکب ملاهی و مناهی شود بتازیانه ادب فرمائی اے امیر اگر ذره درین دو کار خطیر میل و محابا و مداهنت و تغافل روا داری یقین بدان که پیشرو در سرائے دوزخ تو خواهی بود هارون چون این حکایت بشنود چندان بگریست که بے هوش شد فضل برمکی گفت ای شیخ بس کن که امیر را کشتی فضیل بانگ بر فضل زد که خاموش باش اے هامان تو قوم تو او را هلاک ساختید مرا میگوئی که امیر را کشتی خلیفه بهوش باز آمد و فضل را گفت هیچ مے دانی که ترا چرا هامان میگویند از ان که مرا فرعون کرده است بعد ازان بدره پیش فضیل نهاد که این حلال است از من قبول کن فضیل گفت وا ویلاه هم در ساعت گفته مرا فراموش کردی آخر من ترا مے گویم که مردم را از آتش دوزخ نگهدار تو فی الحال مرا مے خواهی که با آتش دوزخ مبتلا سازی این بگفت و رنجیده بدرون رفت۔

مردان قفس هوا شکستند | وز ننگ زمانه باز رستند
در بحر فنا چو غوطه خوردند | جز حق همه را وداع گفتند

ذکر مفخر الفضلاء والعلماء ابن عماد

مردے فاضل بوده و اصل او از خراسان است اما در شیراز بودی و منقبت ائمه معصومین گفتی و غزلهائے پسندیده دارد و ده نامه ابن عماد مشهور است۔

الحمد لخالق البرایا | والشکر لواهب العطایا

و این بیت فاتحه آن کتاب است و این شعر اوراست در نعت سید المرسلین

ای برحمت خلق را در مجمع محشر شفیع | پادشاهان جهان حکم مطاعت را مطیع
کار کفر از صولتت همچون مغاک خاک پست | قدر دین از دولتت چون طارم اعلی رفیع
دیده ات از کحل مازاغ البصر آمد بصیر | گوش تو از استماع سر ما اوحی سمیع
بر سر کرسی چو پائے عرش فرسایت رسید | پایه اش افزود ازان شد عرش گاهش بس رفیع
پیش علم تو که شد جبریل را آموزگار | با همه دانش بود پیر خرد طفل رضیع

چون برافرازی لواور روز حشر آیند جمیع　　آدم و من دونه در ظل ممدودت جمیع

آمد از یمن جوار روضهٔ ات طوبی لها　　پیشگاہے از ریاض گلشن رضوان تقیع

در گلستان ثنایت روز و شب ابن عماد　　با ہزار آوا بود مانند بلبل در ربیع

در بیان مدحت آورد این معانی را بنظم　　گر کنی گستاخیش عفو از کرم نبود بدیع

ذکر ملک الشعرا مولانا لطف اللہ نیشاپوری

مردے دانشمند و فاضل بوده و در سخنورے در زمان خود نظیر نداشت و صنائع شعر را از استادان کم کسے چون او رعایت نموده و او را در ہمہ نوع سخنورے کامل گویند مولانا از ولایت نصیبے داشته و بکار دنیا کم التفات کردے و ازین سبب گویند که مولانا ضعیف طالع بوده است ہر آئینه ہر که از دنیا معرض باشد دنیا نیز از وے روگردان خواہد بود چنانچه یحیی بن معاذ رازی قدس سرہ فرموده که از دنیا منصف تر ندیدم تا بدو مشغولی او نیز بتو مشغول است و چون ترک او کردے او نیز ترک تو مے کند و درین باب حکیم سنائی فرماید۔

خیز تا زابروئے بنشانیم　　گرد این خاک تودۂ غدار

پس بجاروب لا فروبیم　　کوکب از صحن گنبد دوار

ترکتازی کنیم و در شکنیم　　نفس زنگی مزاج را بازار

تا ز خود بشنود نه از من و تو　　لمن الملک واحد القہار

و در وزهٔ حیات مستعار را خواه طالع قوی و خواه ضعیف بدسفے که طعمهٔ حشرات قبر است خواه توانا و خواه نحیف و از ثقاة استماع افتاده که جمعی که با مولانا صحبت داشته اند بر آنند که آن چه از مولانا نقل کرده اند و در ضعف طالع او بیان واقع است از آن جمله عالم ربانی امیر عز الدین طاہر نیشاپوری رہ که از اکابر علما و اولیا راست و ہمکنان را بر سخن او اعتماد است فرمودند که من با مولانا لطف اللہ شریک درس بودم روزے در قریهٔ قوشقان نیشاپور با مولانا بباغے رفتیم تا جامه بشوئیم مولانا دستار سالوی نو داشته چون جامه شسته شد دستار مولانا را بر آفتاب انداختیم تا خشک شود در اثنائے این حال بقدرت رب العلمین گرد باده پیدا شد و دستار مولانا را در ربود و بہوا

برد و خاک در چشمهاے ما ریخت چون چشم باز کردیم دستار مولانا را دیدیم که بکره هوا رسانیده بود و بعد ازان از چشم ما ناپیدا شد وندیدیم که باد آن دستار بکدام طرف انداخت مولانا را گفتیم عجب حالتے دست داد مولانا گفت یک نوبت دیگر بدین نوع دستار مرا باد برده بود و در این باب این قطعه مولانا راست۔

طالعے دارم آنکه از پے آب | گر روم سوئے بحر بر گردد
ور بدوزخ روم پئے آتش | آتش از یخ فسرده تر گردد
ور زکوه التماس سنگ کنم | سنگ نایاب چون گهر گردد
ور بنزد کسے روم بسؤال | هر دو گوشش بحکم کر گردد
اسب تازی اگر سوار شوم | زیر رانم روان چو خر گردد
این چنین حادثات پیش آید | هر کرا روزگار بر گردد
با همه نیز شکر باید کرد | که مبادا کزین بتر گردد

وهذه الرباعی فی هذه المعنی

فریاد ز دست فلک پیر و بن | کاندر بر من نه نو بماند نه کهن
با اینهمه هیچ نمی یارم گفت | گر زین بترم کند که گوید که مکن

خصومت فلک با ارباب فضل نه امروزے هست بلکه حال این بود و انیست حالت مستمره و پیشینه پیشینه او ست و شیخ آذری ره در جواهر الاسرار گوید که باعتقاد من این رباعی را مولانا لطف الله در مراعات نظیر گفته و ممتنع الجواب است و آن رباعی این است۔

گل داد پرے ورع فیروزه بباد | وی جوشن لعل لاله بر خاک افتاد
داد آب چمن خنجر مینا امروز | یاقوت سنان آتش نیلوفر داد

چهار روز و چهار سلاح و چهار جوهر و چهار عنصر و چهار گل که مولانا سلیمی را بدین رباعی امتحان کردند مدت یک سال در فکر بود و جواب نتوانست گفتن و به عجز اعتراف نموده و این رباعے ملمع گفت۔

در مرو بپر لاله آتش انگیخت | نیلوفر دی به یخ در آب گریخت

در خاک نشاپور گل امروز شگفت — فردا بهری باد سمن خواهد ریخت

ومولانا لطف الله را قصاید غراست در مدح نبی و ولی و ائمه معصومین علیهم السلام
واز ان جمله این قصیده در مذمت دنیا ازان است۔

حجاب ره آمد جهان و مدارش — زره تا بینداز وت بر مدارش
چه میجوییت رنج راحت مجویش — چو میداردت خوار عزت مدارش
چنین است گردون گردان گردش — چنین است دوران دور و مدارش
بدنیاے دون مرد بیدین کند فخر — ولی مرد دین را ز دنیاست عارش
بکار خداوند مشکل تو اندر — توجه نمودن خداوند کارش
هر آن آدمی کاندر وز آدمیت — بمردم نباشد ز مردم مدارش
هر باد وی و تاب تیرش نیرزد — نعیم خزان و نسیم بهارش
نه با راحت وصل او رنج هجرش — نه با نوش خرماے او نیش خارش
صد اقداح نوشین بهوشش نیرزد — بیک جرعه زهر ناخوشگوارش
ز رخ دل ز معشوق دنیا بگردان — مکن منتظر دیده در انتظارش
که هست و بود بجز او کشته کشته — بهر گوشه چون تو عاشق نزارش
چه بینی یکی گنده پیری آن طبع — اگر چادرش در کشی از عذارش
که دل بردن و بیوفائیست رسمش — جگر خوردن و جانگدازیست کارش
همه غنج و رنجست فن و فسونش — همه بوی و رنگست نقش و نگارش
کنار از میان توان ره ز گیرد — که خواهی که گیری میان در کنارش
قرار از دل تنگ انگه رباید — که تو دل نهی بر امید قرارش
نماند ز دستان این زال ایمن — تنے گر بود زور اسفندیارش
کسے را که او معتبر کرد روزے — بروز دگر کرد بے اعتبارش
مرو راست تمکین و تشریف و عزت — که پوشید و پاشید و میاشت خوارش
ز اخیار و ابرار چهره بپوشد — هر اشرار و فجار باشد تبارش

بکس آتش جانش آبی نداد است | نکرد است چون باد تا خاکسارش
چو بی آب و آتش دلی باد دستم | هم از آب و خاکش هم از باد و نارش
برست از غم آن دل که عقل مربی | رهانید از قید این هر چهارش
که دارد فراغ آنکه میلی ندارد | نه با دار ملکش نه با ملک دارش
خنک آنکه شادان و غمگین ندارد | دل از بود و نابود ناپایدارش
به پرهیز واداز مناهی که نبود | قبول خردمند پرهیزگارش
قبول خرد گر بدی رد نکردی | شه اولیا صاحب ذو الفقارش
سلام خداوند دادار داور | برو باد و اولاد و آل و تبارش

وظهور مولانا لطف الله در روزگار دولت خاقان کبیر صاحب قران عالی قطب دایره سلطنت امیر تیمور گورگان انار الله برهانه بوده و بمدح پادشاه زاده محترم میرانشاه بن امیر تیمور گورگان قصیده غرا دارد و ازان جمله مطلع ترجیعی

وقت سحر زنند چو مرغان بچنگ چنگ | بنما بروز کین بجوانان جنگ چنگ

و درین قصیده داد سخن میدهد امیرانشاه بهادر او را رعایت کردی و زر دادی و مولانا باندک فرصتی آن مال را برانداختی و بفلاکت می گردیدی و در آخر عمر و نهایت پیری مولانا از شهر نیشابور به دیه اسفریس که بمقام گاه امام رضا علیه التحیة والثنا مشهور است میل فرمود و باغی داشت و دران جا بسر بردی و با مردم کمتر اختلاط نمودی روزی جمعی عزیزان بزیارت مولانا رفته بودند دیدند در روضه بسته است چندانکه در میزدند جواب نداد گمان بردند که مولانا عمداً جواب نمیدهد یکی ازان مردم بر بام سرا در آمد دید که مولانا سر بسجده نهاده فرود آمد و در سرا بکشود تا عزیزان در آمدند و مولانا سر بسجده داشت شخصی سر مولانا را برداشت دید که مرغ روح بزرگوارش از قفس بدن پرواز کرده و یاران چون باران اشک خونین در فراق آن بدرد و یاسی و حسرت ریختند و مولانا را بعد از شرایط اسلام در قدمگاه امام علیه السلام دفن کردند در دست مبارک مولانا این رباعی در کاغذی نوشته دیدند (رباعی)

وی شیشه باده صدق صفای دل من | در میکده آن روح فزای دل من

جامے من آورد کہ بستان وبنوش　　گفتم نخورم گفت برائے دل من

وکان ذلک فی شهور سنه عشر وثمانمایه مولانا بنهایت پیری رسیده بود اما صاحب قران عالی مقدار سلطان سلاطین قطب الحق والدین امیر تیمور گورگان

صد قرن در زمان گذرد تا زمان ملک　　اقبال در کف چو تو صاحبقران دهد

فضلا و مورخان متفق اند که در روزگار اسلام بلکه از عهد آدم تا این دم صاحب قرانے و سلیمانے زمانے چون امیر کبیر تیمور از کتم عدم پائے قدم بمعموره وجود ننهاده گردن کشان عالم حکم اورا سر نهادند و تاجوران حلقه بندگی اورا در گوش کشیدند علم دولت او چون خورشید از دیار مشرق منصوب شده باندک اندیشه تا بغرب در ظل حمایت دارد

که داده است ز شاهان روزگار بگو　　قفضیم اسب ز نعلین و آب از عمان

حالات و مقامات او در حوصله ضبط بشری نمی گنجد چگونه این تذکره متحمل آن تواند شد اصل و منشائی آن حضرت از ولایت کش است و او پسر امیر تراغائی از امرا و بزرگ برلاس که در الوس چغتائے از ان مردم باصل و مرتبه بالاتر نیست و امیر ترا غائی نبیره قراچار نویان است که امیر بزرگ چنگیز خان است و امیر قراچار نویان را همراه چغتای خان که یکے از پسران چنگیز خان بوده بحکومت و ایالت ما وراء النهر و ترکستان و مضافات آن دیار فرستاد و حکومت و اختیار الوس چغتائے در قبضه اختیار قراچار نویان بوده و او برادر امیر تغارجار است که بعد هلاکو خان شام و مصر بگرفت و نسابه اتراک نسب امیر تیمور گورگان و نسب چنگیز خان را بالنقوا خاتون بهم ملحق میسازد و این خاتون را یکے از احفاد امام الهمام علی زین العابدین؏ بنکاح در آورده و از و این دودمان شریف منتشر شده اند اما ولادت باسعادت صاحب قران در شهور سنه ست و ثلاثین و سبعمائه بوده در جلدکاه دلکش کش و از آوان صبا و صغر سن آثار کیاست و فر دولت از جبین عالم آرایش لایح و واضح بوده

بالائے سرش ز هوشمندی　　مے تافت ستاره بلندی

و امیر طرا غائی همواره صاحب ترائے را در روزگار صبا بتحمل معاش فرمودے و او به یاسا و رسوم سلطنت مشغول بودے و از او کارهائے که شیوه عوام الناس بودے در وجود نیامدے

و مردم در راے و فراست او در تعجب ماندند گویند صاحب قرانی بہمراہی پدر در ہفت سالگی
بخانہ یکے از خویشان خود نزول کرد و او مردے صاحب مال و استعداد و روزگار مساعد داشت
و ہفتاد سر بردہ داشت از ترک و ہند و قیاس اموال ازین توان کرد و آن مرد پیش پدر صاحبقرانی
شکایت کرد کہ اموال گران مایہ خداوند بمن دادہ اما در ضبط و نسق آن عاجزم و غلامان مرا
تمکین نمے کنند و فرزندان بے صلاحیت اند ازین سبب ترسم کہ نقصان باموال من راہ یابد
صاحب قران درین سخن مدخل کرد و گفت فرزندان را حصہ از اموال بدہ و بعد ازان در مال شان دخل
مدہ تا بکار خود مشغول باشند و غلامان ترک را بر ہندوی سروری دہ تا ہندوان را زیر فرمان
دارند و ہر سہ غلام را بحکوم غلامے کہ دانا تر باشد مقرر ساز و امیران سہ غلام را بحکوم آن غلام کن
کہ امیر دہ غلام باشد و آن ہفت غلام را کہ امیر ہفتاد غلام باشند بریک دیگر شان مشرف کساز
بخشیدہ بگذار کہ با یک دیگر گفت و شنید کنند آن مرد فی الحال امیر طرانمای را گفت باللہ العلی العظیم
کہ این کودک تو پادشاہ روے زمین خواہد شد چراکہ ازین سخن فہم مے توان کرد کہ قدرت
رب العالمین است دوات و قلم حاضر کرد و ہم دران مجلس خطی از صاحب قران بگرفت کہ چون
ہماے دولت او عرصۂ اقبال را زیر بال آورد ازان مرد و فرزندان و ذریہ و اعقاب وے
مال و اخراجات نستانند و جرائم او را و فرزندان او را نپرسند و قوم او ترخان باشند و تا درین
روزگار در دیار ترکستان آن قوم ترخانند و ازین نوع فراست در روزگار طفولیت از
صاحب قرانی بسیار واقع شدہ در شہور سنہ احدی و سبعین و سبعمائہ صاحب قرانی
بر مسند کامرانی جلوس کرد و از گذار دباج گذشتہ بدر بلخ امیر حسین بن امیر قزغن را بقتل
رسانید و امیر حسین گریختہ بمنارہ بالا رفتہ و ساربانی را شترے گم شدہ بود بطلب شتر بر منارہ
بالا رفت و امیر حسین را گرفت و فی الحال بمجلس صاحب قران آورد نظم

بسر منارہ اشتر رود و فغان برآرد	کہ نہان شدم من اینجا بکنیدم آشکارا

سوور شہور سنہ سبع و سبعین و سبعمائہ بالود ہزار لشکرے بسر توقتمش خان بدشت
قبچاق رفت و خان را شکست و منہدم ساخت و از تعقب او در جانب شمال تا جائے
مرانید کہ بمذہب حنفی نماز خفتن درست نبود کہ تا شفق بر جائے بود طلوع صبح ظاہر

غضب ودست برد بروم برد واز قیصر روم باج خورد وایلدرم را چون موم ساخت وشام را از
گرد سواران ترک مظلم کرد وآل یزید را مخذول کرد وگور معاویه را مخذول گردانید عزیز مصر باجش
داد وشریف مکه خراجش قبول کرد کفار گرجستان از صدائے کوس غازیان لشکر گشتند وآب
گراز زخم برایشان دیده تر ساخت هندوستان از نهیب عساکر منصوره اش ترکستان شد وخراسان
از اسیران وبردگان هندو وهندوستانی پر گشت از حدود دهلی تا دشت قبچاق واقصی خوارزم
از حد کاشغر وختن تا شام ومصر بضرب تیغ آبدار بقبضهٔ فرمان قضا جریان او درآمد سی وشش
سال در اکثر ربع مسکون بنشر آبادی وقهر اعادی سلطنت کرد ورعیت را بنواخت ومتقلبان
را برانداخت ودر هفدهم شعبان المعظم سنه سبع وثمان مائه در حین لشکر کشیدن بخطائے در قصبه
اترار که از اعمال ترکستان است ندائے یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة اصغا
نمود وطوطی روح بزرگوارش از قفس خواص قصد معمورهٔ جاوید نمود وهفتاد ودو سال ویکماه وهجده
روز عمر یافت وقصر سلطنت او را چهار رکن بود که عبارت ازان چهار شاهزاده که از صلب مبارک
او بیند چون جهانگیر سلطان وعمر شیخ سلطان وامیرانشاه وشاهرخ بهادر گورگان واحفاد
واولاد بزرگوار صاحبقرانے واین چهار رکن سلطنت تا قیام قیامت الٰهی جاندار وبرقرار باد وبرسر این
خانواده دولت وجلالت وسایه چتر فلک فرسائے این پادشاه اسلام خلد الله ملکه وابد احسانه که
الیوم ممدود واست مقرون باد رباعی

سلطان تیمور آنکه مثل او شاه نبود — در هفتصد وسی وشش آمد بوجود
در هفتصد وهفتاد ویک کرد جلوس — در هشتصد وهفت کرد عالم بدرود

واز مشایخ طریقت وعلما وفضلا که در عهد او بودند سلطان السادات والعرفا میر علی ثانی
سید علی همدانی قدس سره العزیز در کبر سن وفات یافت وبختلان مدفون است واز علما سید الفاضل
المحقق امیر سید شریف جرجانی ومولانا لطف الله نیشابوری وحیدر بادی بوده اند رحمهم الله

ذکر شیخ العارف کمال الدین خجندی ره

بزرگ روزگار ومقبول ابرار بوده ومرجع خواص وعوام وسرخیل اکابر ایام است چون

شریف او بر طریق شاعری مبادرت نموده ازان سبب ذکر شریف او در حلقهٔ شعرا مثبت شود والا
شیخ را درجهٔ ولایت و ارشاد است و شاعری دون مرتبهٔ او خواهد بود با آنکه پایهٔ شاعری نیز بلند است
چنانچه بزرگواری میگوید۔

مراد از شاعری خود عار ناید　　که در صد قرن چون عطار ناید

منشا و مولد شیخ خجند بوده است و از بزرگان آن دیار است و خجند را در صور اقالیم عروس
عالم گفته اند ولایتی نزهت و وسیع و دل کشا است فواکه که دران ولایت حاصل میشود تحفه با
اقالیم می برند شیخ بعزیمت بیت الله از خجند بسیاحت بیرون آمد و بعد از زیارت کعبهٔ معظمه
بدیار آذربائیجان افتاد و آب و هوا و فضای خطهٔ تبریز ملایم طبع شیخ افتاد و دران شهر
جنت مثال متوطن گشت و در زمان سلاطین جلایر شیخ را در شهر تبریز جمعیت و شهرتی عظیم
دست داده و اکثر بزرگان آن دیار مرید شیخ شدند و مجلس شریف او مجمع فضلا بوده و در اثنای
این حال لشکر تقتمش خان از دربند قصد تبریز کردند و بعد از فتح آن دیار شیخ را بفرمان منکوحه
خان بدیار دشت قپچاق بشهر سرای بردند و مدت چهار سال در شهر سرای بود و در آمدن لشکر
خان به تبریز و بر عزل امیر ولی و فرهاد آقا این قطعه میگوید　قطعه

گفت فرهاد آقا به میر ولی　　که رسیده را کنیم آباد
زر بهر تبریزیان با جر و سنگ　　بد بسیم از برای این بنیاد
بود مسکین بشغل کوه کنی　　که ز موران دشت و کوه زیاد
لشکر پادشاه تو قتمش　　آمد و هاتف این ندا در داد
اهل شیرین بکام خسرو شاه　　کوه بی هوده میکند فرهاد

و شیخ را در شهر سرای خوش بوده و اکابر مرید او بوده اند اما در ضرا و سرا آرزومند
تبریز و اهالی تبریز می بوده و در اشتیاق تبریز این رباعی میگوید۔

تبریز مرا بجای جان خواهد بود　　پیوسته مرا ورد زبان خواهد بود
تا در نکشم آب چرنداب و گجیل　　سرخاب ز چشم من روان خواهد بود

و شیخ راست این غزل که در شهر سرای گفته

ای رخت آیت صنع و دهنت لطف خدای — بحدیثی بگشا آن لب و نطقی بنمای
شد ز نظاره کنان خانهٔ همسایه خراب — من با تو که فرمود که بر بام برآی
خانهٔ تست دل و دیده ز باران سرشک — اگر این خانه چکد آب بد انخانه درآی
نه تو از دیدهٔ صاحب نظرانی غائب — ماهی و ماه نمودار بود در همه جای
بوستانیست سرا از رخ آن ماه کمال — بسر آمدی ای بلبل خوشگو بسرای

واین مطلع نیز در صفت سرای میگوید۔

اگر سرای چنین است دلبران سرای — بیار باده که من فارغم ز هر دو سرای

و شیخ بعد از چهار سال از سرای بیرون آمد و میل تبریز نمود و سلطان حسین بن سلطان اویس جلایر در خطهٔ تبریز جهت شیخ منزلی ساخت بغایت نزه و بر لشکر شیخ وقف ها کرد و شیخ در آخر حال معتقد خواجه حافظ شیرازی بوده و حافظ را بشیخ کمال نادیده خلوص اعتقادی متوکد بوده همواره سخنهای شیخ طلب نمودی و از غزلهای روح صفت حضرت شیخ ذوق و حالی حاصل شدی و شیخ کمال این غزل بشیراز پیش خواجه فرستاد۔

گفت یار از غیر ما پوشان نظر گفتم بچشم — وانگهی دزدیده در ما می نگر گفتم بچشم
گفت اگر یابی شبی از روی چون ماهم خبر — تا سحرگاهان ستاره میشمر گفتم بچشم
گفت اگر گرد لبت خشک از دم سوزان آه — باز میسازش چو شمع از گریه تر گفتم بچشم
گفت اگر آستانم آب خواهی زد از اشک — هم به مژگانت بروب آن خاک در گفتم بچشم
گفت اگر سر در گریبان غمم خواهی نهاد — تشنگان را مژده از ما ببر گفتم بچشم
گفت اگر داری هوای در وصل ای کمال — قعر این دریا بپیما سر بسر گفتم بچشم

گویند خواجه حافظ چون این مصرع بخواند که

تشنگان را مژده از ما ببر گفتم بچشم

ذوقی و حالی کرد و گفت مشرب این بزرگوار عالی است و سخن او صافی انصاف آن است که پاک تر و شیرین تر از غزل خواجه کمال از متقدمان و متاخران کم گفته اند اما بعضی از ارباب فضلا بر آنند که از غزلهای شیخ و قصیدها سخن او را از سوز و نیاز بر طرف ساخته و این

مکابره است چه با وجود نازکی و دقت سخن شیخ عارفانه و پرحال است و ازین بیت موحدانه قیاس
مشرب شیخ توان کرد **بیت**

میخور و شد بحر و میگوید بآواز بلند — هر که در یا غرقه گردد عاقبت هم ما شود

و این غزل از غزلیات ممتاز حضرت شیخ است:

گر شبی آن ماه منزل بی نقاب آید برون — ز اول شب تا دم صبح آفتاب آید برون
کی برون آید بش از عهده بوسی که گفت — چون محال است آب حیوان کز سر سنگ آید برون
خرقه‌های صوفیان در دور چشم مست او — سالها باید که از رهن شراب آید برون
هر کجا باشد نشان پای او آنجا بچشم — خاک بردارم چندانکه آب آید برون
با همه تقوی و زهد ار شیخ و بیند کمال — از درون صومعه مست خراب آید برون

و شیخ را التفاتی بمدح ملوک و قصاید و مثنوی نبوده و مقطعات حسب حال اینکه میگوید
و این قطعه شیخ راست۔

طاس بازی بدیدم از بغداد — چون جنید از سلوکش آگاهی
سر برون برد زیر خرقه و گفت — لیس فی جبتی سوی الله

حکایت کنند که بروزگار دولت امیران شاه بن امیر تیمور گورکان شیخ را بجهة تکیه
داری و خرج و تکالیف اضیاف قرضی چند دامن گیر شده روزی میرزا امیران شاه بدیدن
شیخ آمد چون بنشستند چهره گان پادشاه بر باغچه شیخ در دویدند و بغارت درخت آلوچه و زردآلو
مشغول شدند شیخ تبسمی کرد و چهره گان را گفت مغولان غارت گری را در باغی کنید که کمال
بیچاره قرض دار شده و بهای میوه این باغچه وجه قرض خواهان نموده است مبادا که شما بوستان
را غارت کنید و این مفلس بدست غریمان ملتمس گرفتار شود سلطان امیران شاه گفت مگر شیخ
قرض دارد شیخ فرمود ده هزار دینار پادشاه فرمود تا ده هزار دینار نقد بیاوردند و در همان مجلس
تسلیم شیخ نمودند و شیخ قرضها را ادا کرد و شیخ را نزد سلاطین و حکام قدری تمام بوده و
لطایف و ظرایف او مشهور است و از شرح مستغنی وفات شیخ در خطه تبریز بوده در شهور سنه
اثنی و تسعین و سبعمائه و در خطه فرح بخش تبریز مدفون است و الیوم مزار او مقصد اکابر است

است واین قطعه نتیجهٔ اوست.

چو دیوان کمال آید بدستت　　نویس از شعر او چندانکه خواهی
ز هر حرفش دندان بگذر چو خامه　　بهر حرفش فرو شو چون سیاهی

اما سلطانزاده محترم میران شاه گورگان در ایام دولت صاحبقران هفت
سال پادشاه خراسان بود و بعد از آن امیر کبیر خراسان را بشاهرخ سلطان داد و مملکت تبریز
آذربایجان و مضافات آن را بامیران شاه داده و چند سال به استقلال در آذربایجان سلطنت
و حکومت کرده پادشاه زاده خوش منظر و اهل طبع و ملایم بوده و شعرا در حسن و جاه او شعر گفته اند
و از آن جمله است.

گفتند خلایق که توئی یوسف ثانی　　چون نیک بدیدم بحقیقت به ازانی

اما روزی پادشاه زاده از اسب افتاده دماغ او قصور یافت و اطبا چندانکه معالجه کردند
مفید نیفتاد و ضعف دماغ او را طاری شده تا حدی که مالیخولیا و جنون پیدا کرد همواره با نوکران
صحبت داشتی امرا و نواب را ایذا نمودی و کسی را باز نداری چنانکه جسد خواجه رشید را از مقبره
او که در رشیدیه تبریز است بیرون کرده بفرمود بگورستان جهودان استخوان او را دفن سازند
و خانزاده خاتون که حرم محترم او بود و امیر کبیر را باو عنایت کلی بود فرمود بستندی و ایذا و
عقوبت کردی و خانزاده از وی بگریخت و بسمرقند رفت پیش صاحبقران و پیراهن خون
آلوده خود را عرضه کرد و احوال پسر با پدر بگفت امیر کبیر گریان شد و هفته با کس سخن نگفت و لشکر
کشید و عزیمت آذربایجان کرد و سبب لشکر سه ساله این قضیه است و کان ذلک فی
جمادی الاول سنه خمس و تسعین و سبعمائة و سه فاضل و هنرمند که ندیم امیران شاه بوده اند یکی
مولانا محمد قهستانی که ذوفنون بوده و در علم عربیه وقوف داشته و مولانا قطب الدین
نائی و عبدالمومن گوینده که هر سه فاضل بوده اند بحکم کشتن داد بعلت آنکه از صحبت
ایشان دماغ پادشاه زاده از حال گردیده و آن سه نادره روزگار را فرمود تا در چاه و در قزوین باز
حلق در آویختند و مولانا محمد قهستانی استاد قطب را در محل قتل می گفت که تو در مجلس پادشاه
مقدم بودی اینجا نیز تقدیم کن مولانا گفت ای ملحد بدبخت کار باینجا رسانیدی دیگر

لطیفه نمی کنی مولانا محمد قهستانی بوقت قتل این قطعه گفت **قطعه**

پایان کار و آخر دوران ملحدا — گر میردی وگرنه بدست اختیار نیست
منصور وار گر بزندت بپایدار — مردانه پایدار جهان پایدار نیست

وحضرت صاحبقرانی بعد ازانکه ندمای مجلس امیرزاده میران شاه را سیاست نمود دو ماه اورا ندید و ملک آذربایجان را بولد او ابابکر تفویض فرمود و پدرش را بدو سپرد و سلطنت را امیرزاده ابابکر منفرد شد و او پدر را محافظت کردی و پدر او باسم سلطنت موسوم بودی و امور ملک ومملکت مطلقاً بید تصرف ابوبکر افتاد و امیران شاه روزگاری بدین صفت گذرانید و شهور سنه تسع و ثمان مایه بر دست قرا یوسف ترکمان بقتل رسید و امیرزاده ابابکر پادشاه خوش منظر و شجاع و صاحب همت بود و گویند شمشیر او هفت من بوده و بعد از قتل میران شاه از ترا که منهزم شده بجانب کرمان افتاد و در حدود سنه عشر و ثمان مایه بقتل رسید و عمر او بیست و دو سال بوده و حکومت او در خراسان نه سال و در آذربایجان یازده سال بوده ۔

ذکر ملک العلماء خواجه عبدالملک سمرقندی ره

از جمله بزرگان سمرقند است و بوقت سلطنت امیر تیمور گورگان شیخ الاسلام بلده محفوظه سمرقند بوده و در علم و فضیلت و جاه بی نظیر والیوم در خاندان مبارک او بزرگی برقاعده بود و خواجه را باوجود فضل و علم اشعار ملایم است و دیوان بسباطی ترتیب یافته اوست و این غزل اوراست ۔

ای مردم چشم از نظر ما مرو آخر — وی عمر گرامی ز بر ما مرو آخر
ای جان عزیز از تن رنجور مشو دور — ای سایه رحمت ز سر ما مرو آخر
ای تیغ محبت ریخته خون جگر ما — از دیده چو خون جگر ما مرو آخر
دور از تو ندارد خبر از خویش عصامی — اکنون که شنیدی خبر ما مرو آخر

ابا نسب بزرگان سمرقند با بابکر الصدیق میرسد و بوقت حلاوت ولید عبدالملک قتیبه بن مسلم الباهلی سمرقند را چهار ماه حصار کرد و از فتح عاجز شد روزی از بام وی حصار شخصی آواز داد

که اے عربان رنج ضائع مکنید که این شهر بدست شما فتح نشود قتیبه گفت پس این شهر را که فتح خواهد کرد گفت حکماے ما معلوم کرده اند که در روزگار ملت محمدی این شهر کسے فتح کند که پالان شتر نام داشته باشد گفت سبحان الله انا قتیبه و آواز داد که پالان شتر منم زیرا که قتیب چوب جهاز شتر را گویند و قتیبه تصغیر آن است و چون اهل سمرقند معلوم کردند که حال چیست دروازه را باز کردند و سمرقند بردست قتیبه فتح شد و کان ذلک فی شهور سنه اربع و تسعین من الهجرة النبویه

طبقهٔ ششم

ذکر سید العارف امیر سید نعمت الله کهیانی رہ

دردریائے عرفان و گوهر کان کن فکان بوده سلطان ممالک طریقت و سیاح بوادی حقیقت در طریقت یگانه بوده و در اخلاق مرضیه ستوده اهل زمانه کشایش کار آن جناب در کوه صاف بوده که در نواحی بلخ است و آن کوهسار بسیت مبارک و قدمگاه رجال الله مشهور است که سید چهل اربعین دران منزل مبارک برآورده و درین باب میفرماید۔

ظاهرم در کهستان و باطنم در کوه صاف　　　صوفیان صاف را صد مرحبا باید زدن

و حضرت سید با بسیارے از اکابر صحبت داشته و تربیت یافته اما مرید شیخ الشیخ العارف ابو عبدالله الیافعی است و سند خرقهٔ شیخ به شیخ الاسلام احمد غزالی میرسد و شیخ الیافعی مرد بزرگ و اهل علم باطن و ظاهر بوده و در علم تصوف مصنفات عالی دارد و فضیلت او را همین حالت تمام است که همچون سید نعمت الله عارفی از دامن تربیت او برخواسته که بزرگان عالم به تحقیق و تکمیل سید نعمت الله ولی متفق اند و از جهت تبرک دو غزل از سخنان سید درین تذکره بقلم آمده و آن این است:۔

چنان مست و شیدائیم که پا از سر نمیدانم　　　دل از دلبر نمیدانم مے از ساغر نمیدانم
برای عقل سرگردان مرا با کار من بگذار　　　که من سرمست و حیرانم بجز دلبر نمیدانم

شدم از ساحل صورت بسوی بحر معنی باز | چه جای بحر و بر باشد بجز گوهر نمی دانم
دلم چون مجمر و عشقش چو آتش جان من چون عود | همی سوزم روان چون عود من مجمر نمیدانم
من آن نادان دانایم که می بینم نمی بینم | ازان میگریم از حسرت که سیم از زر نمیدانم
چو دیده سو بسو گشتم نظر کردم بهر گوشه | بجز آب دو چشم خود درین منظر نمیدانم
نه هر بابی که میخوانی بخوان از لوح محفوظم | که هستم حافظ قرآن ولی دفتر نمی دانم
بجز یا هو و یا من هو چه سید من نمی گویم | چگویم چونکه در عالم کسی دیگر نمی دانم

وله

ای عاشقان ای عاشقان ما را بیانی دیگر است | ای عارفان ای عارفان ما را نشانی دیگر است
ای بلبلان ای بلبلان ما را نوائی خوش بود | زان رو که این گلزار ما را از بوستانی دیگر است
ای خسرو شیرین سخن ای یوسف گل پیرهن | ای طوطی شکر شکن ما را زبانی دیگر است
تا عین عشقش دیده ام مهرش بجان بگزیده ام | در آشکارا و نهان ما را عیانی دیگر است
خورشید جمشید فلک بر آسمان چرخ شست | مهر منیر عاشقان در آسمانی دیگر است
اقلیم دل شد ملک جان شهر تن آمد یک جهان | کون و مکان عارفان در لامکانی دیگر است
رندو در میخانه ها صوفی و کنج صومعه | ما را سر سلطنت بر آستانی دیگر است
سید مرا جانان بود همدرد و هم درمان بود | جانم فدای جان او کو از جهانی دیگر است

حکایت کنند که سید را منصبی عالی بوده و از نزد حکام و اهل دنیا پیش سید همواره هدیها و نعمتها آمدی و سید قبول کردی و آن نعمتها خوردی و بمستحقان رسانیدی نوبتی سلطان اعظم شاه رخ میرزا از حضرت سید سوال کرد که می شنوم شما نعمتهای شبهه آمیز تناول میکنید حکمت آن چیست سید این بیت را بپادشاه خواند

گر شود خون جمله عالم مال مال | کی خورد مرد خدا الا حلال

شاه رخ سلطان را این سخن ملایم نیفتاد و از روی امتحان بعد از چند روز خان سالار را فرمود که بره اعظم از عاجزی ایشان بی بها بیاورد و بیار و طعامی ترتیب کن خان سالار حسب الحکم از شهر بیرون آمد و دید که پیر زنی بره فربهی بپشت گرفته می رود فی الحال بضرب تازیانه

را از پیرزن در ربوده بمطبخ رسانیده طعامے ترتیب کرد و سلطان سید را بدعوت حاضر کرد و سید
بمشارکت سلطان آن طعام تناول مے کرد شاه رخ از سید پرسید که شما فرموده بید که من حلال
مے خورم و حال آنکه من بظلم این بره را از عاجزه فرموده ام ستانده اند و کیفیت با سید تقریر کرد سید
فرمود ای سلطان عالم تحقیق فرمائید که حق تعالی را در ضمن این کار مصلحتے باشد سلطان فرمود
تا آن ضعیفه را حاضر ساختند و از وی پرسید که این بره را بکجا مے بردی پیرزن حکایت کرد که
عورتے بیوه ام و رمه گوسفند دارم که از شوهر میراث یافته ام و پسرے دارم درین هفته گوسفندے
جهت سودا بشهر [illegible] برده خبر هاے نالائم از وے شنیدم که خبر رسید که از کرمان نعمت الله سید
بزرگ بهرات آمده نذر کردم که اگر فرزند من بسلامت بمن رسد بره را پیش سید رسانم در روز فرزند
من بسلامت بمن رسید و من بره را از شادی برپشت گرفته قصد شهر کردم خانسالار شما بره را بظلم
گرفت چندانکه تضرع کردم بجائے نرسید سلطان را معلوم شد که حق تعالی باطن انبیاء و اولیا را
از حرام و شبهه محفوظ مے دارد سید را عذر خواهی نمود و من بعد امتحان نکرد و مقامات و حالات سید
مشهور و مذکور است مشرب او صافست و بزرگان اوصاف او گفته اند و از اصحاب مبارک سید
شمس الصدق (؟) و امیر خلیل الله است حالا سید زاده ها در حدود کرمان و دیار هند و فارس به
مسند عز و بزرگی متمکن اند و مریدان و اصحاب سید در ربع مسکون سیاحت نموده و روش طریقه
پسندیده بزرگان و مریدان او در طریقت و خلق نیکو گستند (؟) و معایب اخوان الصفا بعد
طاقت مے پوشند وفات سید در شهور سنه سبع و عشرین و ثمان مائة بوده در عهد شاه رخ سلطان
و مرقد او ماهان من اعمال کرمان مدفون است و لنگر و خانقاه حالا مقصد اکابر و فقرا است و بقعه
دلکشا در [illegible] رونق معمور است و سن مبارک سید از هفتاد و پنج تجاوز کرده بود که لبیک حق را
اجابت کرد و این وامق شوریده (؟) لب سرور تحویل فرمود و بمقام سعداء و ابرار مرتقی گشت رحمة الله
علیه آغا قاسم (؟) سید شاه رخ بهادر پادشاهے بود موفق بتوفیق سبحانی و مؤید بتائید یزدانی
بخت مساعد و دولتے موافق داشت عدلے بر دوام و شفقتے تمام درباره خواص و عوام داشتی
بیمن عیت (؟) آن آسودگی و فراغت که بروزگار دولت او یافته اند از عهد آدم الی یومنا در هیچ عهد
زمان [illegible] و اوان نشان نداده اند سیرت پسندیده و متابعت شریعت گری مراد و از میان

سلاطین صبر بوده پنجاه سال رایت جهانداری و شهریاری برافراخت و دیار اسلام معمور و
آبادان ساخت از دیار ختن و کاشغر تا دشت قبچاق و ممالک هند و از مازندران تا در بند و باب
کرج و از فارس تا بصره و واسط بحوزهٔ تصرف و تحت حکم او در آمد گویند در یورش اول آذربایجان
سی هزار شتربان در عساکر ظفر پناه شاه رخ بوده قیاس تجمل و اموال و دیگر از این توان کرد
و از سور خان بتخصیص مولانای فاضل و مولانا جروه آورده که سی صد پادشاهزاده که قابلیت تخت
نشینی داشته بوده اند در درگاه شاهرخ اجتماع کرده اند از فرزندان و احفاد و عشایر عظام آن حضرت
و ظهیر هم رجا و واثق بلکه بیقین صادق که این خسرو جمشید دولت فریدون حشمت بهرام صولت که
وارث این خانواده است باضعاف دولت آن خسروان سالف برسد بلکه رسیده است و از
کمال طاعت و عبادت و پاکی طینت و اخلاق مرضیه شاه رخ سلطان را مقام به مرتبهٔ ولایت
حاصل بوده و بر مغیبات مطلع شدی و کرامات از و نقل کرده اند از آن جمله یکی آنست که در
[illegible] سحرگاهی بعبادت مشغول بودی ناگاه فریاد برکشید که قرا یوسف ترکمان امشب
بمرد تاریخ ضبط کردند بعد از دو روز خبر مرگ قرا یوسف رسید دیگر آنکه پدر این ضعیف نزد شاه رخ
سلطان از جملهٔ نزدیکان مقرب بوده و مخدوم حکایت کرد که در خشک سالی که در خراسان و بخصوص
دار السلطنه هرات بتقدیر ربانی واقع شده باران بمرتبه انجامید که از ابتدای شتا تا شصت و هیچ
از آسمان نم بر زمین نرسید

چنان آسمان بر زمین شد بخیل	که لب تر نکردند زرع و نخیل
بخوشید سر چشمه‌های قدیم	نماند آب جز آب چشم یتیم

پادشاه اسلام و اکابر ایام از این اندوه متحیر ماندند و بجای ابر چشم اندر دیده تا شاه هند
شبی پدر من مظلوم دار دوست تضرع بدرگاه بی‌نیاز برآورده و هم کرا خفی باشفیات مستغیثین
سحرگاهی بیدار نشسته بودم ناگاه قطرهٔ باران بر فرش خانه چکید و مشتاقانه پناه باریدن
شد سجده شکر کردم و در خاطر گذشت که یا رب هیچ بنده آگاهی بدین درگاه باشد که حاضر وقت
قطرهٔ اول رحمت این بوده باشد و صبحگاهی شاه را به قصد ملازمت پادشاه اسلام خود هم
چون بحرگاه پادشاه و در آمدم پیش از آنکه سر فرود آرم و بخدمت قایم گشتم اسمی عطا سالفه

قطرهٔ باران که چکید من بیدار بودم آیا تو بیدار بودی من گریان شدم و در پای پادشاه افتادم
کیفیت رقت پرسید حکایت کردم این مصرع بخواندم

کز کلبهٔ ما نیز رہی ہست بدرگاه

لاشک پادشاہے کہ بعدل و داد و رواج شریعت روزگار گذرانیده ملحوظ انظار رحمت
الٰہی خواهد شد و جا توفیق الا باللہ مآثر و مناقب شاهرخ اظهر من الشمس است زیاده ازین بیان
تذکره نگنجد ولادت مبارکش چهاردهم ربیع الاول سنه تسع و سبعین و سبعمایه بوده در بلدهٔ محفوظه
سمرقند هفتاد و یک سال عمر یافت و هفت سال بروزگار پدر پادشاه خراسان و چهل و سه
سال بعد از تیمور گورگان باستقلال در ممالک ایران و توران و دیار هند و ترک سلطنت کرد و در
شهر ذی الحجة الحرام سنه خمسین و ثمان مایه روز نوروز چاشتگاه در فشار و دمن اعمال آنجا
بجوار رحمت ایزدی واصل شد و عزیزی درین باب گوید قطعه

شاهرخ آن شاه قضا قدرت اسلام پناه | آنکه در پیشهٔ شاهی زده سرپنجه چو شیر
زد بفردوس برین خیمه بذی الحجه و گفت | ماند تاریخ زمادر همه عالم شمشیر

در پنج شاهزاده عالی قدر از صلب مبارک آن حضرت در وجود آمدند که جمله دُر دریای شاهی
و مجمع الطاف الٰهی بودند الغ بیگ و ابراهیم سلطان و بایسنغر بهادر و سیور غتمش بهادر و محمد جوکی
میرزا و دو گوهر کان خسروانی چون بابر و جان اغلن بروزگار طفولیت از عهد بمرقد رسیده اند
و این پادشاهان عالی قدر قریب به شصت نفر از شاهزادگان در چمن سروری خراسان بلکه تمام ممالک
را جان بوده اند آفتاب از شکوه جمالشان تیره و عقل کل در ادراک صلاحیت شان خیره بوده
اند که مایه خرمی بروزگار تا فرجام قصد آن سلاطین نوا نا نموده و تن در ربح شمایل ایشان بزندان
لحد فرسوده امروز از آن نامداران عالی رای و اندان صفدران قلعه کشائی جز افسانه باقی نمانده

فاعتبروا یا اولی الابصار

کجایند شاهان با اقتدار | ز هوشنگ و جم تا به اسفندیار
همه خاک دارند بالین و خشت | خنک آن که جز تخم نیکی نکشت

حکایت کنند که در آخر عمر شاهرخ سلطان بقصد نبیره اش سلطان محمد بایسنغر لشکر

بعراق کشید سلطان محمد منهزم شده شاه رخ سلطان سادات و بزرگان و علمائے اصفهان را گنهگار ساخت بسبب آنکه سلطان محمد را اسلام کرده بودند و شاه علاء الدین که از اکابر سادات حسینی بوده و قاضی امام و خواجه افضل الدین ترکه که از بزرگان و علمائے اصفهان بوده اند در شهر ساوه حکم کشتن کرد بسعی گوهرشاد بیگم آن بزرگان مظلوم را بزاری زار بیگناه بقتل آوردند گویند و نوبت بسیاست خواجه افضل پاره شد و او فریاد مے کرد که با شاه رخ سیاه رخ بگوئید که این عقوبت بر ما لحظۂ پیش نیست اما پنجاه ساله نام و ننگ خود را ضائع مساز چندانکه بزرگان سعی کردند مفید نیامد و آن صورت بر شاه رخ سلطان مبارک نبود و بعد از هشتاد روز متوفی و بعضی گویند چون آن بزرگان مظلوم از حیات نا امید شدند سلطان و گوهرشاد خاتون را دعاهاے بد کردند که هم چنانکه فرزندان ما را از ما نا امید مے سازی حق تعالی تخم ترا منقطع گرداند در آسمان کشاده بود دعائے آن عزیزان آن بے گناه مظلوم اجابت شده نسل آن پادشاه عالی منزلت منقطع شد و سلطنت تحویل بمرکز اصل نموده الٰهی تا قیام قیامت سلطنت باستحقاق بدین وارث مملکت بماند و ملک بدو مستدام باد هرچند نوبت شاهرخی و ذریت او گذشت اما در خاندان آن بزرگوار صاحبقرانی در ایران و توران اولاد عظام او متمکن و معتمد است

گر گل بشد چشد همه سرسبزی تو باد   ما را بس است عارض تو یادگار گل

اما از مشائخ و اکابر علما که بروزگار شاه رخ سلطان ظهور یافته اند سلطان العلما شمس الدین محمد الحافظی البخاری معروف بخواجه پارسا و خواجه صاین الدین ترکه اصفهانی و مولانا فضل حسین خوارزمی و قدوة العلما مولانا شرف الدین علی یزدی و از شعرائے بزرگ شیخ آذری و بابا سودائی و مولانا علی شهاب و امیر شاهی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و مولانا سیمی بوده اند که ذکر تصنیفات و دواوین این جماعت در ربع مسکون شهرت دارد گویند چهار هنرمند در پائے تخت شاهرخ بوده اند که بروزگار خود نظیر نداشته اند خواجه عبد القادر مراغی در علم ادوار و موسیقی و یوسف اندکانی در خوانندگی و مطربی و استاد قوام الدین در مهندسی و طراحی و معماری و مولانا خلیل الله مصور که ثانی مانی بوده۔

ذکر ملک الفضلا معینی جوینی رح

مرد فاضل و دانشمند و سالک بوده و از جمله مریدان خاندان مبارک شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحمویست قدس الله سره العزیز و مولد مبارک مولانا معینی قریه انداده است من اعمال جوین و او در علم شاگرد مولانا فخر الدین خالدی اسفراینی است که در میان علما به بهشتی مشهور است و شرح فرایض او نوشته و این غزل مولانا معینی راست.

از زلف پریشان تو آشفته‌ترم من	در کوی تو سرگشته چو باد سحرم من
چون گل بهوای تو گریبان بدریده	شب تا بسحر غرقه بخون جگرم من
تا بو که بیابم ز گلستان تو بوئے	عمریست که چون باد صبا دربدرم من
با هر خس و خاری منشین ای گل رعنا	کز جور و جفاے تو گریبان بدرم من
شمشیر جدائی تو زان کارگرم نیست	کایام فراق تو ز خود بے خبرم من
طفلان که کشند آن سنگ دیوانه بغوغا	از سنگ جفا زو شده دیوانه ترم من

و کتاب نگارستان از مولفات مولانا معینی است که بطرز گلستان شیخ سعدی نوشته است اما از آن کتاب بسیط‌تر است و دانشمندانه نوشته و نوادر و امثال و حکمهاے مفید دران کتاب درج کرده و مشایخ بحرآباد آن کتاب را پیشکش پادشاه الغ بیگ گورگان کردند بوقتیکه سلطان مشار الیه در محل یورش عراق بزیارت اکابر بحرآباد آمده بود و پادشاه فرمود که آن کتاب را نوشتند بخط جلی و دایما مطالعه فرمودے و پسندیده داشتی و آن کتاب در ماوراء النهر شهرتی عظیم یافته اما در خراسان کم بدست می آید و الحق نسخه مستعدانه است. این دو حکایت از آن ثبت افتاد. حکایت نگارستان معینی شبلی رح گفت که روزے به نیت حج در بازار بغداد میگذشتم جوانے خوبصورت را دیدم که قصبهٔ مصقل بر سر حمله کرده نسیے در بر کفش زرافشان بر رسم نازکان بغداد در پای بنازی هر چه تمام تر سبحه امید و دیبهے بر دست می پوشید.

هر جا که میگذشت و هر جا که میرسید	می شد زمین چو لعل ز عکس رخش تمام
گوئے که می چکید ز گلبرگ عارضش	بر خاک قطره هاے گلاب عرقش مدام

روز دیگر که قافله روان شد او را دیدم در میان حجاج نعلین با ساز جواهر در پا کرده و دستار مصری بر سر نهاده و گلاب بر خود می افشاند بر مثال کسیکه به گلزار بگذرد و مجمر امید اندیشه کردم که در طور این سر بیت از دو حال بیرون نیست با معشوقی است که بنازش می پرند یا عاشقی که از نیازش بنظر نگاه تا نار رسانیده اند در این تفکر افتادم که آیا بحج می رود یا طریق دیگر اختیار خواهد کرد گفتم ای برنا کجا خواهی رفت گفت بخانه گفتم بکدام خانه گفت بخانه پر بهانه که خلقی را آواره کرده است من نیز میروم تا به بینم که این سرگشتگان بکه میروند و بچه میروند و درین خانه کرا خواهند دید و از این خرمن چه خوشه خواهند چید گفتم این چه استعداد و راهست که تو داری مگر از صعوبت این بادیه خبر نداری این بیت گفت بیت

دوست آوارگی سبب خواهد | رفتن حج بهانه افتاده است

گفتم ای جوان باشتم بدین تن آسانی کار میسر نشود باز گفت بیت

من نه باختیار خود میروم از قفای او | آن دو کمند عنبرین میکشدم کشان کشان

ای شبلی چنینم آورده اند معذورم فرما

بازار عندلیب نخواهد که بشکند | هر گلبنی که زینت بستان و گلشن است

معشوق گرچه هست ز عشاق بی نیاز | چشمش نیاز عاشق خونین پرورش است

فرمای گفتم این سیب چرا می بوئی گفت تا مرا از سموم بادیه بلا انگیز خون خوار گوش دارد که با شمیم برگ گل چمن نازخو کرده ام و در حرم دلبران خفته و از نسیم اقبال محبوب شگفته گفتم بیا تا باهم موافقت و مرافقت نمائیم گفت لا والله تو مرقع پوشی و من جرعه نوشم و این مصرع برخواند

من رند خراباتم و تو اهل مناجاتی

دوش من خمار بوده ام و اکنون بقایای خمار دوشین در سر دارم آن جوان را بهم گذاشتم و بگذشتم دیگر اتفاق ملاقات نیفتاد تا بمکه رسیدم روزی بوقت افراط گرما دیدم در زیر میزاب خفته زرد و نزار شده در سر قصب دارد و در پای نعلین همان سیب در دست داشت می گوئید و این بیت می خواند

لذت خیر الهوی کبدی | دمار ثبته دلا را منی

خواستم که از و درگذرم دامنم بگرفت و گفت اے شبلی مرا مے شناسی گفتم بلے از تبدیل
حالت بگو گفت داد و فریاد که درین راه بمعشوقی میبازند و بعاشقی مبتلا میسازند شبلی گفت پرسیدم
که همان سبب است گفت فریاد از آسیب این سبب اے شبلی وایی که با ما چه کردند و چون
ما را در لگدکوب قهر انداختند اوّلا گفتند که تو معشوقی غم مخور چون ﷺ بادیه مبتلا ساختند گفتند تو
عاشقی و چون بعرفات رسیدم گفتند طفلی چون بخانه رسیدم ندائے در دادند که درین حرم محرم نه و
درین در حلقه هرچند فریاد برآوردم که ایها المطلوب جواب شنیدم که این ﷺ یا محبوب سوختم ازین تفکر
که در میانه هیچ نیست و ساختم بدین ترانه که در خانه غیری امروز اے شبلی زارم و نزارم و از نازونازکی
بیزارم نمی دانم که محبم یا محبوب طالبم یا مطلوب از زمره حجاجم یا بغیر محتاج درین تفکر سوختم و ساختم
وازین اندوه گداختم نه بیمارم اما بیماری ازین تفکر دارم شبلی گفت مرا دل بزاری او بسوخت گفتم بیا تا
ترا پیش اصحاب رسانم وازین حیرت برهانم گفت اے شبلی رها کن که درین حیرت سری دارم
و درین تفکر ذوقے مے یابم ازو درگذشتم و شب در حوالی حرم بوظایف عبادت مشغول بودم صباح
که نیت خانه کردم دیدم که از کنار حطیم جوان سیمبر افروه بر دوش گرفته میل بدفن او میکردند و یکے از
محرمان سوال کردم از احوال او گفت

عاشقان کشتگان معشوقند بر نیاید ز کشتگان آواز

حکایت چون ذکر مجنون و قصه لیلی در افواه افتاد یکے از خلفائے فرمود تا لیلی را حاضر ساختند
و در بعضے از حجرات نشاندند و مجنون را طلب داشتند گفت چگونه دیده بینا دل چنین صورتے دید
اگر خواهی ترا از حرم خود کنیزکی بخشم که از پری برتری جوید و با ماه برابری کند مجنون گفت مرا چشمی بخش که
غیر از لیلی و نظرش خوب تر نماید خلیفه گفت اگر بهتر از لیلی کسے را به بینی او را نخواهی گفت من
غیر او کسے را نمی بینم بیت

خوش باد دیده که ببیند جمال او وانکه نظر کند برخ ماه و آفتاب

خلیفه گفت هیچ دانسته که از لیلی با تو چون است مجنون گفت مرا با چگونگی او کار نیست
این قدر دانم که تا او بجمال من نظرے نکرد من ربوده عشق و مبتلاے وے نشدم خلیفه گفت اگر
خواهی اقرباے لیلی را حاضر گردانم و بفرمایم تا او را بحباله تو در آورند گفت من میخواهم که آلوده بطبیعت

نشوم او بے تکلف و سایط در مذہب پاکبازی بر من حلال است خلیفہ گفت مے خواہی تا لیلی
را بہ بینی گفت کجا ہمنشین گفت دران خلوت خانہ و مجنون را یکے از غلامان دست گرفتہ بدر حجرہ
لیلی برد چون حضور لیلی احساس کرد در کوی داشت بر چشم خود بست غلام گفت اے دیوانہ امروز
صد چشم وام باید کرد تو پردہ بر چشم مے بندی گفت مرا آن بس کہ از در می نگرم خبر بخلیفہ بردند کہ
مجنون بلیلی نمے نگرد مجنون را طلب داشت و گفت مجلس خاص و حجاب مرتفع و اشتیاق مستولی
چرا از مشاہدہ محبوب تمتعی حاصل نکردی گفت غیرت عشق رہا نکرد کہ جمال معشوق چشم زدہ عاشق گردد
واین گفت و رہ صحرا گرفت بیت

وکیف لیلی بعین ازری بہا　　　　ہوا ہا وما ظہرتہا بالمدامع

ذکر سید الابرار امیر قاسم انوار قدس سرہ

در دریائے حقیقت و سیاح بوادی طریقت شاہباز فضائے لاہوت و عارف عالم ملک
و ملکوت است خاطر فیاض او مفتاح کنوز حقایق است و کلام معتبر او گنج رموز و دقایق واصل
حضرت سیادت مآب نسب معارف دستگاہی از آذربایجان است و منشا و مولد مبارکش ولایت
سرخاب تبریز است و از اکابر سادات و اشراف آن دیار بودہ در اوان جوانی مرید شیخ الشیوخ
صدر الدین اردبیلی شد و مدتے در قدم آن بزرگوار بسلوک مشغول بودہ و ریاضت کلی در تصوف و
فقر کشیدہ و مہذب شدہ و بعد ازان باجازت حضرت شیخ عزیمت جیلان نمودہ مدتے دران دیار
بسر بردہ و تشنگان بادیہ طلب را بزلال عرفان سیراب مے ساخت تا صیت فضیلت و آوازہ
کمال او باطراف و اکناف رسید قصد خراسان کرد و در نیشاپور یک چندے ساکن شد علمائے ظاہری
خراسان باعتراض برخاستند میل دار السلطنت ہرات فرمود و اہالی ہرات را اعتقاد و اخلاص
تام بحضرت سید دست داد و او مردے جاذب بودہ منکرے کہ پیش او رسیدی معتقد
شدی تا بیشتر از اکابر و امیرزادگان پایۂ تخت ہرات مرید سید شدند و اصحاب اغراض این
سخن نزد پادشاہ عہد سلطان شاہ رخ رسانیدند کہ این سید را بودن درین شہر مصلحت نیست
چرا کہ اکثر جوانان مرید او شدہ اند مبادا ازین حالت فسادی تولد کند پادشاہ باخراج سید حکم فرمودہ

چندانکه امرا و ارکان دولت حکم پادشاه بسید میرسانیدند مفید نبود و سید مے گفت شاه رخ بچه
جهت مرا از دیار مسلمانان اخراج مے کند کار بدانجا رسید که سید را بزجر اخراج باید کرد هیچ آفریده
جرأت اقدام نمے نمود سلطان زاده سعید بایسنغر گفت من بلطایف و ظرایف این سید را
روان سازم که احتیاج بخشونت نباشد برخاست و بزیارت شد و صحبتے مرغوب داشتند تقریب
سخن عزیمت سید در میان آمد سید فرمود که پدرت پادشاه مسلمانان است مرا بچه دلیل اخراج
مے کند پادشاهزاده بایسنغر فرمود که ای خداوند شما چرا بسخن خود عمل نمے کنید گفت کدام است
آن سخن بایسنغر این بیت برخواند۔

قاسم سخن کوتاه کن   برخیز و عزم راه کن
شکر بر طوطی فگن   مردار پیش کرگسان

سید شاهزاده را تحسین فرمود و دعا کرد و فی الحال الاغ حاضر ساخت و اکابر امداد نمودند و بطرف
بلخ و سمرقند روانه شد و چندگاه دران دیار مرجع خواص و عوام بود و باز بدار السلطنه هرات رجوع
کرد و چندگاه دیگر در پای تخت هرات روزگار گذرانید و اکابر و سادات و علما همواره بصحبت شریفش
برسیدند و مایل خدمت عزیزش بودندے و حضرت سید را اشعار موحدانه و مثنوی عارفانه بسیار است
و من نتایج طبع شعر

از افق مکرمت صبح سعادت دمید   محو مجارات شد شاه حقیقت رسید
صولت هیبت جلال عالم جان را گرفت   صدمت سلطان عشق باز علم برکشید
چنگ غمش میزند بر دل هر تاره   کشف روان میکند معنی حبل الورید
ساقی جان میدهد باده بجام خرد   مطرب دل مے زند نعرهٔ هل من مزید
راه بوحدت نبرد هر که نشد در طلب   جمله ذرات را از دل و از جان مرید
در حرم وصل یار زنده دلی باز یافت   کز همه خلق جهان باز ملامت کشید
وصلت الله یافت قاسم و ناگاه یافت   زانکه بشمشیر لا از همه عالم برید

و در نهایت حال حضرت سیادت پناهے بعزیمت وطن مالوف از هرات بیرون شده
کبرس آن حضرت را دست داده بود در نهضت نشسته بولایت جام رسید و بده خرجرد نزول فرمود

وازسبب حرارت هوا بباغ یکی از کدخدایان آن قریه التجا برد وهوائے دل پذیر آن بوستان ملایم طبع افتاده چندروزے دران باغ اقامت فرمود ومیوه آن باغ را از صاحب باغ باز خرید و آن تابستان دران سوضع خرم آسوده گشت بعضے اکابرکه مصاحب وملازم سید بوده اند آن توقف را غنیمت دانسته اند وآن باغ را از صاحبش خریدند وسید دران باغ مختصر عمارتے ساخته واقامت را برارتحال اختیار نموده وهمواره از روحانیت حضرت بارفعت قطب الاوتاد شیخ الاسلام احمد جامی قدس سره فیضے بروزگار مقدس سید رسیده در تعظیم شیخ احمد سید راست۔

روضهٔ المذنبین احمد جام | آن نهنگ محیط بحر آشام
آسمانیست پر مه و پروین | بوستانیست پر گل و نسرین
رحمت حق بدوستانش باد | لعنت حق بدشمنانش باد
هرکه او دشمن خدا باشد | دشمن جمله اولیا باشد

ووفات حضرت سیادت مآبی به خرجرد در شهور سنه خمس وثلاثین وثمانمائه بوده و مرقد مبارکش درهمان باغ واقع است که بایام حیات ساکن بوده ره دجناب عرفان مآب سلطان السادات والاتقیا امیرسید ناصرالملة والدین قریش الحسنی نورالله مرقده که اباً عن جداً از اکابر سادات خراسان است، برگزیده نظر کیمیا خاصیت حضرت قاسمی است در باب رونق مزار بانوار سید قاسم سعی جمیل بظهور رسانید والیوم خاطرخطیر امیرکبیر فاضل موید موفق معین العلما ومرجع الفضلا :۔

آنکه گر آلائے اورا گنج بودی در عدد | نیستی جز در اصم را عیب گنگی وکری
وآنکه نابینائے مادرزاد اگر حاضر شود | در جبین عالم آرایش به بیند سروری
در پناه سدهٔ جاه رعیت پرورش | بر عقاب آسمان فرمان دهد کبک دری
ساقیان لجهٔ او چون شراب اندر دهند | هوش گوید گوش را این ساغری کن ساغری
من نمیدانم که آن نوع سخن از نام چیست | نه نبوت میتوانم گفتنش نه شاعری

نظام الملة والدین علی شیر خلدالله تعالی جلاله وضاعف اقتداره که گنجینهٔ الطاف الٰهی ومهبط انوار نامتناهیست مایل بعمارت روضهٔ مطهرهٔ حضرت سید شده وبنیاد عمارتے نهاده که گردون ازان

چشم بزیبائی آن ندیده امیدکه عنقریب چون تمنائے صاحب دولتان باتمام رسد و چون علو همت اهل دلان ارتفاع پذیرد و زبان اهل زمان از پیر و جوان و اکثر الاوقات در حق آن حضرت با مروت گوید:-

هرکس که بدین نوع کند مال تلف اورا نرسد ز آتش دوزخ تف

گویند که فرزند خلف بس نیکوست این خیر به از هزار فرزند خلف

حکایت کنند که سید در بدایت حال ریاضات و مجاهدات بسیار کشیده و در مسجد قزوین باعتکاف نشستی و بعد از آنکه مردم بیرون رفتندے خود را از گیسوے مبارکش در آویختی و بذکر مشغول شدی تا غایت که پائے مبارکش آماس کردی و مدتے مبتلا بودی تا چند نیش حجام بر ساق پاے مبارکش زده بود و در وقت پیری آثار آن زخمها بر وجود شریف او ظاهر بودی حکایت کنند که در نهایت حال حضرت سید به تنعم روزگار گذرانیدے و فربه و سرخ و سفید شده بود یکے از بزرگان از آنحضرت سوال کرد که نشان عاشق صادق چیست سید فرمود لاغری و زردی مرید گفت مر شمارا حال خلاف این است فرمود ای برلو ما عاشق بودیم وقتے و اکنون معشوقیم محب بودیم گاہے این زمان محبوبیم و از مثنوی برخواند:-

من گدا بودم درین خانه چو چاه شاه گشتم قصر باید بهر شاه

ولادت باسعادت پادشاه زاده بایسنغر در شهور سنه اثنی و ثمان مائه بوده جاسے داشت باکمال و اقبال و دولتے مساعد و در هنر پروری و هنرمند نوازی شهره اقالیم شده و خط و شعر در روزگار او رواج یافت هنرمندان و فضلا بآوازه او از اطراف و اکناف روے بخدمتش آوردند گویند که چهل کاتب خوشنویس در کتاب خانه او مشغول بودندے و مولانا جعفر تبریزی سرآمد کتاب بوده و هنرمندان را غایتها کردے و شعرا را دوست داشتے و در تجمل کوشیدے و ندیمان و جلیسان ظریف داشتے و از سلاطین روزگار بعد از خسرو پرویز چون بایسنغر سلطان کسے بعشرت و تجمل معاش نکرده و شعر فارسی و ترکی نیکو گفتی و به شش قلم خط نوشتی و این تخلص میرزا بایسنغر راست:-

گدائے کوی او شد بایسنغر گدائے کوی خوبان بادشاهیست

حکایت کنند که خواجه یوسف اندکانی بروزگار بایسنغر بهادر در گویندگی و مطربی در هفت
اقلیم نظیر نداشت لحن داودی یوسف دل میخراشید و آهنگ خسروانی او بر جگرهای
مجروح نمک میپاشید سلطان ابراهیم از شیراز چند نوبت خواجه یوسف را از بایسنغر سلطان میرزا
خواست که بجهة او بفرستد بایسنغر این بیت خواند

ما یوسف خود نمی فروشیم   تو سیم سیاه خود نگهدار

و در میان الغ بیگ گورگان و بایسنغر بهادر و ابراهیم سلطان لطیفها و مکاتبات بسیار
واقع شده که این تذکره تحمل ایراد آن لطایف نمی کند روزگار غدار و گردون ستمگار در آوان
شباب قصد آن شاه کامگار نمودند و موکلان قضا و قدر بر جوانی نبخشودند و شبی از افراط شراب لعل آن
رب الارباب بخواب گران فنا گرفتار شد و سکنه هرات بسبب آن وفات سکته پنداشتند شعر

گویند که مرگ طرفه خوابیست   آن خواب گران گرفت ما را

و شاهزاده نیم مست بمصطبهٔ خاک خرامید تا صباح محشر با خمار یافتگان حشر سرگران برخیزد
و از ساقیان «وسقیهم ربهم شرابا طهورا» برای خمار شکستن «کاساً دهاقاً» طلب دارد و رجا واثق
که حاکم رحیم که از جنایت او در گذرد و از بحر رحمت شبنمی او را بتواند شست کرم فرماید و وقوع واقعه
هایله بایسنغر سلطان در دار السلطنه هرات در باغ سفید بوده در شهور سنه سبع و ثلاثین و ثمان
مایه عمر او سی و پنج سال بوده و شعرا که در روزگار شاهرخ سلطان بملازمت بایسنغر بهادر بوده اند
بابا سودائی است و مولانا یوسف امیری و امیر شاهی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و امیر
یمین الدین نزل آبادی ره و اموال و اقطاع بایسنغری بعد شاه رخ سلطان ششصد تومان
کپکی بوده از ولایت استرآباد و جرجان و دهستان و طوس و ابیورد و نسا و جنوشان و سمنان
و از عراق کاشان و از فارس شبانکاره و شعرا در مرثیه سلطان بایسنغر اشعار گفته اند اما امیر شاهی
بدین رباعی بر همگنان فایق آید رباعی

در ماتم تو دهر بسی شیون کرد   لاله همه خون دیده در دامن کرد
گل جیب قبای ارغوانی بدرید   قمری نمد سیاه در گردن کرد

ذکر ملیح الکلام بساطی سمرقندی

از جملهٔ شاعران خوشگویست و غزل را نازک میگوید و بعهد سلطان بهادر بن امیران شاه گورگان در خطهٔ سمرقند ظهور یافته و گویند حصیرباف بوده و اول حصیری تخلص داشته خواجه عصمت الله البخاری ره چون قابلیت ذهن او بدید گفت حصیر قابل بساط بزرگان نیست ترا بساطی تخلص کردن اولی است و او معتقد خواجه عصمت و منکر شیخ کمال الدین خجندیست و این غزل شیخ کمال را که مطلعش اینست جواب میگوید:—

نشان شب واندارد سر زلف پریشانش　　دلیل روشنست اینک چراغ زیر دامانش

واین تخلص از جملهٔ غزل بساطی است که در جواب شیخ کمال خجندی گفته است:—

در نظم بساطی را کمال از خود مدان کمتر　　که پروردست چون هرهم بآب دیده دامانش

واین بیت در دعاے بد نسبت بادمے گوید:—

باآنکه چون چراغ سحر شد جوانه مرگ　　هم دیر زیست دعی زود میرا

واین غزل بساطی فرماید:—

می چکد میدهم از سیم دهانش آبحیات　　صاد چشمی را که مثل او ندیدم هیچ ذات
من ز بخت شور خود بر پا انم ای پسته دهن　　تا بگرد شکرت در رسته میگردند نبات
تشنه لب در کربلاے هجر میمیرم عجب　　منکه بر روی حسن از دیده میبارم فرات
از دهانش بوسه جستم زکات حسن را　　گفت خاموش ای گدا هیچ کسے باشد زکات
آن پریرخ با بساطی گفت از روی عتاب　　گرد این بازی بگردی آیا نمیترسی ز مات

مے گویند که شبے مغنیان در مجلس سلطان خلیل مطلعی از شعر بساطی خواندند و شاهزاده را خوش آمد فرستاد و بساطی را طلب کرده بعد از تحسین یک هزار دینار بدو بخشید و آن مطلع این است

دل شیشه و چشمان تو هر گوشه برندش　　مستند مبادا که بشوخی شکنندش

الحق انصاف آن است که صلهٔ این مطلع را کم همتی نموده باوجود بخشندگی و خزانهٔ تیموری سلطان زاده خلیل الله بعد از وفات صاحبقران اعظم تیمور گورگان انار الله برهانه بر تخت سمرقند

جلوس کرد پادشاهزاده صاحب حسن و نیکو خلق و بخشنده و ظریف طبع بوده خزائن تیمور گورگان را
بکشود که صاحب قران در مدت سلطنت از خرابی ایران و توران جمع کرده بود همچو ابر نیسان بلکه
کان لعل در بدخشان و بحر عمان سیم و جواهر بر لشکری و رعایا نثار کرد و فضلا در عهد او نوازش یافتند
و بزبان حال بسرائیدن مقال او مشغول بودند شعر

ور زمانت خاک را کس باز نشناسد ز زر　　مال را از بسکه کرده دست جودت پایمال

و کاتبی هم درین شیوه در میدان سخنوری جلوس مینماید بیت

درم ز دست تو مر ارض را طبق طبق است　　گهر ز جود تو مر چرخ را سپر سپر است

آخر الامر آن گنج که بشمشیر صاحب قرانی جمع کرده بود سلطان خلیل بخش بخش کرده چهار سال
در تخت سمرقند و دیار ماوراء النهر سلطنت کرد عاقبت خدایداد حسینی و خدای داد و جته بیردی
بیگ و باقی امرا بر وی خروج کردند سبب آنکه شاد ملک آغا که از متعلقان امیر حاجی سیف الدین بود
از روی تعشق بنکاح در آورد و آن زن در امور پادشاهی مدخل نمود و امرا بر تافتند و در سنهٔ احدی
عشر و ثمان مائه شهزاده خلیل را گرفته ببند طلا مقید ساختند و گوش و بینی شاد ملک آغا را بریدند
و شاهزاده را بقلعه شاه رخیه فرستادند و امرای خوارج بدار السلطنه سمرقند بحکومت مشغول
شدند و پادشاهزاده خلیل سلطان در حالت حبس از هجرت آن حضرت این رباعی فرموده۔

دیروز چنان وصال جان افروزی　　امروز چنین فراق عالم سوزی
افسوس که بر دفتر عمرم ایام　　آن را روزی نویسد این را روزی

و چون آوازه استیلای امرای نمک حرام و قید امیرزاده سلطان خلیل به سمع اشرف
شاه رخ سلطان رسید سپاه گران مایه جمع کرده از هرات عزم سمرقند نمود و چون رایت ظفر پیکر
شاه رخی از جیحون عبور فرمود آن مخاذیل قوت مقاومت نداشتند تختگاه سمرقند را گذاشته
بطرف ترکستان گریختند و اموال و چهارپایان اهالی سمرقند و مضافات آن را بغارت بردند حکایت
کنند که شاه رخ سلطان چون بر تخت سمرقند مجلس کرد قدم بگنج و خزانه تیموری نهاد که در گور
سرای ارگ سمرقند مخزون بوده چون دماغ ابلهان از عقل آن خزانه را تهی و چون ...
از نظم آن گنج را خالی یافت ناگاه سر عصای آن حضرت بدرمی مسکوک باز خورد آن ...

و در جیب انداخت و با صحاب گفت ما بدین درم از میراث و گنج پدر محظوظ شدیم و از خزانه سهی بیرون شد حکایت کنند که پادشاهزاده خلیل در قید این غزل بگفت و نزد شاهرخ فرستاده -

یا واهب العطیه و یا معطی المراد | ما طاقت فراق نداریم ازین دیار
ادبار شد مجاور و خوش گفت مرحبا | اقبال شد مسافر خوش گفت خیرباد
بادے کہ از دیار محبان رسد بمن | جانم فدای نکهت آن طرفه باد باد
غمگین مشو ز محنت و از بخت نیز شاد | غمگین و شادمان چو ازین دیر بگذرد
داغ جهان ز سینه کاوس کی برفت | شادان ز بخت تیره کجا بود کیقباد
حکم خدای داور پاک است حسان مرا | کفر است پیش خلق ز حکم خدای داد
در بسته شد ز فراق خلیل از نقیدی | روزی ترا سپهر ملاعب دهد کشاد

و چون شاهرخ سلطان از انشای شاهزاده خلیل این غزل بخواند گریه شد و همت پادشاهانه بر استیصال آن قوم کافر نعمت مصروف ساخت و امیر شاه ملک که از امرای بزرگ شاهرخی بود بنابر خلاف در میان آن مردم انداخت و خدای داد حسینی را بکشت و خود آواره شد و ملک ماوراءالنهر بتصرف شاهرخی افتاد و سلطان خلیل از قید خلاص شده بدولت پابوسی عم بزرگوار مشرف گردید شاهرخ سلطان آنچه امکان شفقت باشد در حق شاهزاده خلیل مبذول داشته او را همراه خود از جیحون عبور فرمود سلطنت و حکومت سمرقند بخلف الصدق الغ بیگ مقرر داشت و امیر شاه ملک را در ملازمت پادشاهزاده مذکور بایالت و حکومت آن دیار مفوض گردانید و کان ذلک فی شهور سنه احدی عشر و ثمان مایه و بعد از آنکه سلطان خلیل را شاهرخ سلطان بهرات آورد سلطنت و ایالت ولایت ری و قم و همدان و دینور تا حدود بغداد بدو ارزانی داشت و لوا و کوس و نقاره خانه همراه او کرده امرای بزرگ را بمتابعت او تا چند منزل فرستاد و سلطان خلیل دو سال و نیم در آن دیار بشاهنشاهی سلطنت کرد و در سادس عشر رجب المرجب سنه اربع عشر و ثمان مایه در ری بجوار رحمت حق واصل شد بیست و هشت سال عمر یافت در وقت مرگ این بیت انشا کرد بیت

گفتم بجا بلی نگشد کس کمان ما | مرگ آمد و کشید و رنج آمد گمان ما

ذکر ملک العلما و زبدة الفضلا خواجه عصمت الله البخاری رح

مردے بزرگ زاده و اہل فضل بوده و نسب او بجعفر بن ابی طالب میرسد و در خطۂ بخارا آبا و اجداد خواجه عصمت مردمان فاضل و بزرگ بوده اند و پدر او خواجه مسعود از اکابر بخارا است خواجه عصمت الله با وجود فضایل و حسب و نسب در شیوه شاعری مشار الیه است خواه بقصیده گوئی و خواه بغزلیات و مثنوی و مقطعات و غیر ذلک و در روزگار دولت سلطان خلیل انار الله برهانه خواجه عصمت الله تربیت کلی یافت و شاهزاده او را احترامی زاید الوصف میداشت و او جلیس و انیس شاهزاده بودی تا حسودان و صاحب اغراض تصور کردند که خواجه را نظرے بجانب شهزاده است و ساحت دل آن عزیز از آن مبرا بود و سلطان خلیل علم شعر از خواجه تعلیم گرفتے و چون شهزاده خلیل را عزل واقع شد خواجه عصمت در فراق آستان بوسی آن شاه گرامی این غزل گفت :-

کاش فرمودی بشمشیر جدائی کشتنم   تا بخاری در چنین روزی ندیدی دشمنم
باغبان گو در ته دیوار گلزارم بکش   بی وجودش گر کشد خاطر بسیر سوسنم
شهسوارم کی خرامد باز تا دیوانه وار   خاک و خون آلوده خود را بر سر راه افگنم
خون دل زانرو همی بارم ز شریان دو عین   کز فراقش نشتر نهفته است هر مو بر تنم
تازه عصمت کی شود آثار دوران خلیل   کین بناسے را که ناحق میپرستم بشکنم

و این مطلع نیز در حق سلطان خلیل گوید :-

دل کبابست کز و شور بر انگیخته اند   وز نمکدان قلمش نمکے ریخته اند

غزلیات عاشقانه و سخنان عارفانه خواجه عصمت در روزگار شاهرخ سلطان شهرتے عظیم یافت چنانکه مردم را از مطالعه و ملاحظه سخنان فضلاے گذشته یاد نیامدی و الیوم سخنان خواجه متروک است :-

دیگ عصمت در سخن از جوش رفت   عاشقان را قول او از گوش رفت
سبز خنگ چرخ اسپ لنگ است   هر کسے را بجز ورے فرسته است
طوطی بیرون شد از باغ جهان   بلبلان را هست گلبانگ آشیان

این چمن را بوده بلبل پیشمار | عندلیبان یاد دارد صد هزار
سیر آن بلبل ازین گلشن گذشت | بلبلی دیگر بجای او نشست
بلبلی کین بوستان حالا گزید | عاقبت او نیز بر خواهد پرید

و چون قصاید خواجه عصمت را فضلا مستحسن داشته اند این قصیده که در وصف دیوان اشعار سلطان خلیل انشا کرده و قصیده این ست که ثبت شد

این بحر بیکران که جهانیست در برش | غواص عقل کل نبرد پی بگوهرش
مه عکسی از لوامع لوح مذهبش | خورشید عکسی از صفحات مصورش
حوران روضه را از حیا کرده در قصور | نقش بتان لاله رخ حور پیکرش
بر لوح چرخ گرم همی گردد آفتاب | از بهر مهره کردن اوراق دفترش
گیرد ز شب سیاهی از مه دوات زر | جلد از ادیم ثور دهد چرخ اخضرش
از رشته سیاه و سفید شب و سحر | شیرازه کرده بر دو طرف صنع داورش
سرخی کشیده عکس شفق گاه جدولش | پرگار سیم داده سپهر دو پیکرش
گویا نموده در دل شب مهر مشتری | چون تافت از حواشی خط نقطه زرش
از ابن مقله ریخته یاقوت هر که دید | بر سیم خام نقش خطوط معنبرش
هر حرف او ز گنج معانیست جوهری | جز صیرفی که فهم کند نرخ جوهرش
هر خط دلکشی که محقق شده بحسن | تعلیق کرده بر صفحات مصورش
هر معنی بدیع که زد یافته ظهور | عقل از برای کسب هنر کرده از برش
هر عقد گوهری که بنظم اندر آمده | منظوم منتظم شده در سلک مسطرش
سلمان در اقتباس ز نور قصایدش | در روح سعدی از غزل روح پرورش
خاقانی از بدائع شعرش گرفته فیض | مسطور انوری بمعانی انورش
در مثنویش روح نظامی در ابتهاج | در فرد و قطعه ابن یمین تاج گسترش
سرگشته در حواشی او میرود قلم | در حیرتم که تا چه خیال است در سرش
گفتم ز راه فکر و تامل در او روم | آگه شوم ز حسن معانی مضمرش

بودم درین مشاهده حیران که اتفقی / دادم خبر ز صاحب شعر مطهرش
کاین است مخزنی که عزیزان نهاده اند / مجموعه بدایع شاه سخنورش
سلطان خلیل آنکه چو مسند بدو رسید / بنشست آتش فتن از تیغ و خنجرش
جمشید شیر حمله کزین است گرز او / گردد همی محدب گردون مقعرش
گردون بقوس از پی آن شد در انقسام / تا باید اتصال به سهم مدورش
ای سروری که قدر رفیع تو هر که دید / نه چرخ همچو ذره نماید محقرش
هر کو بکعبتین خلاف تو مهره باخت / غم در بساط رنج و بلا کرد ششدرش
دشمن ز خنجر تو ندیدی ره گریز / سوی اجل اگر نشدی مرگ رهبرش
دریا اگر ز بیگهری کف بر آورد / سازی ز ابر جود بیک دم توانگرش
نافه که از روایح او دهر خرم است / بوئی از تو برده است و دماغ معطرش
سایه کلاه گوشه عصمت بر آسمان / گر تو بخاک تیره شماری برابرش
تا سر بر آستانه خدمت نهاده است / گر التجا بغیر برد خاک بر سرش
بر فرق هر گدا که نهی افسر قبول / عار آید از تجمل دارا و قیصرش
افزونی معانیش از فیض مدحت است / ورنه چه آید از سخنان مکررش
مردان گزیده‌اند و نکنند ترک خدمتت / گر در میان هر دو بسازی مخیرش
همواره شمس تا ز پی اکتساب نور / در حکم آفتاب کند هفت کشورش
پاینده باد ذات تو بر اوج سلطنت / دولت معین و مسند اقبال بر زبرش

اما خواجه عصمت بعهد سلطنت شهزاده الغ بیگ گورگان ترک مداحی سلاطین نموده و سلطان مشار الیه استدعا نمود و همواره مجلس شریف او مقصد و مجمع شعرا و فضلا بودی و از اکابر شعرا که معاصر و مصاحب خواجه بوده اند مولانا بساطی سمرقندی و مولانا خیالی بخاری و مولانا برندق و خواجه رستم خوریانی و طاهر ابیوردی است رحمة الله علیهم و وفات خواجه عصمت الله بروزگار الغ بیگ گورگان در شهور سنه تسع و عشرین و ثمان مائة بوده نور الله مرقده اما شاه مغفور سعید الغ بیگ گورگان سقی الله روضته و انار الله برهانه پادشاه عالم عادل قاهر صاحب همت

بوده ودر علم نجوم مرتبه عالی یافت ودر معانی موئے مے شگافت ودرجه عالمان بعهد او به
ذروه اعلی بوده وفضلا را بدوران او مراتب عظمی بود در علم هندسه دقایق نما ودر مسایل هیئت مجسطی
کشا بوده فضلا وحکما متفق اندکه بروزگار اسلام بلکه از عهد ذی القرنین تا این دم پادشاہے بحکمت
وعلم مثل الغ بیگ گورگان به مستقر سلطنت قرار نیافته ودر علوم ریاضی وقوف تمام داشته چنانکه
رصد ستارگان بست باتفاق علمائے عهد چون فخر العلما والحکماء قاضی زاده رومی و مولانا
غیاث الدین جمشید وآن دو بزرگوار فاضل آن کار باتمام نارسیده وفات یافتند وسلطان
همگی همت برانجام آن کار گماشته باقی رصد را میرزا باتمام رسانید وزیج سلطانی اخراج
نموده بنام خود نوشت والیوم نزد حکما ان زیج متداول ومعتبر است وبعضی آن را بر زیج
نصیری ایلخانی ترجیح می کنند ودر خطه سمرقند مدرسه عالی بنا فرموده که در اقالیم تربیت وقدر
آن مدرسه نشان نمی دهند واکنون دران مدرسه عالی زیاده از صد نفر طالب علم متوطن و
موظف اند وبعهد پدرش شاهرخ بهادر چهل سال باستقلال سلطنت سمرقند وماوراء النهر کرده ودر
رسوم سلطنت وداد وعدل قاعده هائے پسندیده داشته گویند که بعهد او از یک جریب
زمین که چهار خروار محصول حاصل او بوده چهار دانگ فلوس مال وخراج مے گرفته اند که بحساب
دراهم نقره یک دانگ باشد ٭

عدل بر شاه چون امیر شود   آهو از شیر شرزه سیر شود

حکایت کنند که فراست وقوت حافظه آن پادشاه مغفور تا حدے بود که هر جانورے
که انداختی وآن جانور هر شکارے که کردی تاریخ آن را ضبط کرده بر نسخه نوشتندے که بچه روز
بوده ودر کدام محل واز جانوران چه جانور صید شده از قضا آن کتاب غایب شد وچندانکه طلب
کردند آن کتاب را نیافتند مستحفظان کتاب خانه ترسناک شدند پادشاه فرمود غم مخورید
که تمام آن قضایا من اوله الی آخره بیاد دارم وکاتبان را طلب فرموده پادشاه تواریخ میگفت
وآن تاریخ وقضایا را کاتبان کتابت مے کردند تا آن دفتر باتمام رسید قضا را بعد از مدتے
نسخه اول پیدا شد هر دو نسخه را باهم مقابله کردند اختلاف جز چهار پنج موضع نیافتند وازین نوع
نوادر از طبع وذهن آن حضرت فراوان نقل کرده اند حکایت کنند شیخ عارف آذرے ره فرمو

که من در شهور سنه ثمان مائه در قرا باغ همراه خال خود که قصه خوان امیر کبیر صاحب قران اعظم تیمور گورگان بود بخدمت الغ بیگ گورگان افتادم در ایام طفولیت و مدت چند سال نشاط کودکی با شاهزاده بازی کردمی شعر و حکایات گفتمی و او را چنانکه رسم اطفال است با من انسی و حالی بودی تا در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مایه که پادشاه مذکور خراسان را فتح کرد و با سفراین نزول فرمود که بعد از آن که شیب از شام شباب مشتعل شده بود برخواستم و بخدمت پادشاه شتافتم از دور که مرا دید در لباس فقرا و صلحا بعد از تقدیم سلام و پرسش فرمود که ای درویش تو مصاحب و جلیس قدیم من نمی نمائی آیا تو خواهر زاده قصه خوان ما نیستی من تعجب نمودم از ذهن و ادراک و حافظه پاک پادشاه گفتم بلی هستم حکایت قرا باغ و نرد کرجستان و تعجب هائے آن دیار در میان آورد و آنچه بیاد داشتم جواب گفتم و از این وقت از خاطر آن پادشاه بسیار نقل است زیاده تذکره تحمل نیاورد و بعد از وفات شاهرخ سلطان الغ بیگ گورگان از ماوراء النهر لشکر بخراسان کشید و ملک موروثی طلب کرد امیرزاده علاء الدوله با او مخالفت نمود و در حدود سرآب من اعمال باذغیس حرب افتاد ظفر الغ گورگان را بود تمامی خراسان را مسخر ساخت و نود هزار لشکری داشت و در آن هجوم وازدحام خراسان خراب و بیاب شد و آثار آن خرابی الیوم ظاهر است و در شهر رمضان سنه اثنی و خمسین و ثمان مائه وقتی که پادشاه الغ بیگ بضبط خراسان مشغول بود شهر سمرقند را ابوالخیر خان محاصره کرد و لشکر الغ بیگ چون غنیمتی بید یافته بودند مے خواستند تا آن غنایم را بوطن رسانند هرج و مرج قرار مے نمودند الغ بیگ چاره جز انصراف ندید و بوقت عزیمت عراق از پل آب روشن که از توابع جوین است مراجعت نمود و در آن حال یار علی ولد اسکندر قرا یوسف چه سالها در قلعه زلوکه از توابع دار السلطنت هرات است محبوس بود خلاص یافته خروج کرد و هرات را بگرفت و این نیز مدد ضعف الغ بیگ گورگان شد بلخ مضافات آنرا بولد خود عبد اللطیف داد و خود از جیحون عبور نمود و بواسطه اعزاز و اکرام که در حق فرزند کوچک مے آورد عبد اللطیف را شیطان اغوا کرد تا بر پدر عاصی و یاغی شد و مدت سه ماه در کنار جیحون با عبد اللطیف الغ بیگ گورگان محاربه مے نمود تا در اثنای آن حال اهل ارغون که از ترکستان اند سلطان ابوسعید را پادشاهی برداشته از ارده

الغ بیگ گورگان جدا شدند و بشهر سمرقند آمده شهر را محاصره کردند ضعف الغ بیگ را این خود
سبب بود که برزر زدند بضرورت روگردان شده میل سمرقند نمود و عنقریب عبداللطیف جیحون را
عبره کرده عزم سمرقند کرد و الغ بیگ پذیره شد و در شعبان المعظم سنه ثلاث و خمسین و ثمانمایه
بنواحی شهر سمرقند میان پدر و پسر مصاف دست داد عبداللطیف ظفر یافت و الغ التجا بقلعه
سمرقند برد امیران شاه قورچی که از تربیت یافتگان او بود او را در قلعه راه نداد و حرام نداده حرام
نمکی ظاهر ساخت و بالضرورت بحدود ترکستان گریخت و عبداللطیف بر تخت سمرقند جلوس کرد
و همانا الغ بیگ گورگان را گماشتگان او در شاهرخیه مدخل زیاده نداده میخواست تا التجا بابوالخیر
خان برد باز اندیشه که شفقت فرزندی در میان است بطرف فرزند بی مروت و سمرقند مایل
شد و در شهر رمضان در سنه مذکوره ناگاه پیش فرزند بی محابا در آمد و آن بدبخت در اوّل پدر
را مراعات و اکرام نمود اما شیطان برادامیر شده دل او را بر قتل پدر حریص گردانید و در لب آب
سیوج که بیرون سمرقند هست آن پادشاه عالم عادل را بدرجه شهادت مرتقی گردانید بعد از هفت
ماه و کسری سیاف اجل انتقام از وی نیز کشید و دوستکامی که چشانیده بود لاجرم عاقبت ظالمان
چنین باشد بیت

پدرکش پادشاهی را نشاید   وگر شاید بجز شش مه نپاید

امام بزرگوار استاد البشر فخرالدین رازی اعلی الله درجته در کتاب حدایق الانوار
میآورد که در خاندان اکاسره هیچ پادشاهی اصیل تر از شیرویه نبوده که او شیرویه بن پرویز بن
هرمز بن انوشیروان بن قباد بن فیروز بن یزدجرد بن بهرام گور است و بهرام پشت بر پشت
باردشیر بابکان می رسد و اردشیر نیز پشت بر پشت بکیقباد می رسد و کیقباد نیز پشت بر
پشت بافریدون می رسد و افریدون نیز بچند صلب بکیومرث میرسد کیومرث بزعم نسابه عجم
آدم است و آن شاه اصیل کار خسیس کرد و پدر را بکشت و بعد از شش ماه بعلت
طاعون بجهنم رسید و در خاندان خلفا نیز اصیل تر از خلیفه منتصر نبوده منتصر بن متوکل ابن معتصم
بن رشید بن مهدی بن منصور بن محمد بن عبدالله بن عباس است و چند پشت خلیفه بوده
است و نسب آل عباس بنی هاشم و افضل انساب بنی آدم است منتصر نیز پدر را بکشت و

سششماه زیاده نزیست تا معلوم شود که بنسبت محترم فخر نشاید کرد تقوی و خدا ترسی شرط حسنت
و حال عبداللطیف بن الغ بیگ بن شاه رخ بن امیر تیمور گورگان و اجداد امیر تیمور را کابر و
سلاطین بوده اند و این پادشاهزاده شوربخت در حجرات تربیت شاهرخ نشو و نما یافت و شاهرخ
سلطان را با او زیاده از تمامی احفاد و اولاد اهتمام و محبت بودی با وجود این همه اعزاز و اکرام
و حسب و نسب او نیز چون وی شوریده بخت که ذکر ایشان رفت شهره ایام و نکوهیده خواص و
عوام شد و این بیت در حق او مناسبتی دارد بیت

گر تو بدانی که بد چگونه قبیح است ... هیچ نیاید ز تو که نیک نباشد

و الغ بیگ گورگان عمر شریف او پنجاه و هشت سال بود و سلطنت او در خراسان
هشت ماه و در سمرقند بعد پدرش چهل سال و تاریخ وفات آن حضرت عزیزی برین
منوال گفته است قطعه

الغ بیگ بحر علوم است و حکم ... که دین نبی را ازو بود پشت
ز عباس شربت شهادت چشید ... شد از حرف تاریخ عباس کشت

و از علما و مشایخ طریقت و شعرا که بروزگار شریف الغ بیگ ظهور یافته اند مولانا علاءالدین
شاشی که در علم ظاهری یگانه بود و از مشایخ خواجه حسن عطار قدس سره و از شعرای بزرگ
خواجه عصمت الله البخاری و مولانا بدخشی بوده علیهما الرحمه ❖

ذکر مفخر الظرفا مولانا ابواسحق شیرازی ره

مرد لطیف طبع و مستعد و خوشگوی بوده در شهر شیراز همواره مصاحب حکام و اکابر بودی
و از اجناس سخنوری و اشعار اطعمه را اختیار نموده و درین باب چون او کسی سخن نگفته و رسالهای
او در باب اطعمه مشهور است اما اگرچه منعمان را جهت بدرقه اشتها و آرزوی طعام نقلی باید
عاجل اما مفلسان و بینوایان را ضرری میرساند چه آرزو زیاده می گرداند و دستار کوتاه چون
نباشد محجوب و محروم می شود عسل گوئی دهان شیرین نگردد اما از گفتهای ابواسحق جهت
مفلسان را ضرر است اما جهت خاطر متمولان و اصحاب نعم یک رباعی و مثنوی چند خواهیم

آورده و بسیار مستعدانه فرموده رباعی

نرگس که شبیه است بچشم خوش دلبر — گویند طبقی وارد از سیم پر از زر

در دیدهٔ اسحاق نه زر دارد و نه سیم — سفرش نان تنک دارد و یک کاسه مزعفر

حکایت کنند که بروزگار پادشاهزاده اسکندر بن عمر شیخ بهادر مولانا اسحق همواره ندیم مجلس بوده چند روزے به مجلس پادشاه حاضر نشد روزے که بمجلس آمد شهزاده پرسید که مولانا کجا بودی زمین خدمت بوسید و گفت اے سلطان عالم یک روز حلاجی میکنم و سه روز پنبه از ریش برمی چینم و این فرد خوانده۔

منع محتسب از پشمک قندی کردن — از ریش حلاج پنبه برداشتن است

و گویند مولانا ابواسحق ریشی دراز داشته از قاعده بیرون و از گفتهاے مولانا ابواسحق مثنوی در جواب شیخ سعدی که در مناظره و سوال و جواب جنگی واو دات جنگ گفته واو در باب چنگال گفته است:—

بر کنار سفره صاحب دلے — چون نشست افتاد او را مشکلے

یوسف خواران دید پیرامون خوان — مرغ و یاقوت مزعفر درمیان

قلیه پیش ماست تا بنهاده سر — نان و بریان دست برده در کمر

فرنی و پالوده رو در روے هم — رشته و لوزینه هم زانوے هم

درمیان قوتے بهم برگشته بود — کز بیانش عقل کل سرگشته بود

چربها و شیرین بوده و تر حلوا نبود — پایش از سر سر زپا پیدا نبود

سربسر اجزاے او بے استخوان — روغنش رفتے چو خون اندر رگان

چرب و نرم و گرم و خوشخوار آمده — محرم هر صاحب اسرار آمده

مرد صاحب دل چو در اثنای حال — کرد از ترتیب ترکیبش سوال

گفت اصلم روغن خرما و نانست — ذوق شیرینی من در هر دهانست

اروه و روغن بهم لال آمدست — نام من از غیب چنگال آمدست

مرد معنی چون ازو بشنید راز — گفته با یک یک حال خود گوئید باز

او لاخر ما سخن آغاز کرد ‌ ‌ ‌ سرگذشت خویشتن سر باز کرد
گفت بر نخلم چو برگ و سازه بود ‌ ‌ ‌ چشمها بر منظر من باز بود
پرورش میبافتم از ماه و خور ‌ ‌ ‌ ابر و بادم بود فرّاشان در
سبز و سرخ و زرد می بودم بباس ‌ ‌ ‌ از سیه کاری بپوشیدم پلاس
اره قهرم قضا بر سر بخواست ‌ ‌ ‌ آنچنان کاندر تن من جان بکاست
از سر نخلم بشیب انداختند ‌ ‌ ‌ زان فرازم بر نشیب انداختند
هر زمانم همنشین دیگر است ‌ ‌ ‌ راَب خوردوم از زمین دیگر است
در سفر با گرد و گانم در جوال ‌ ‌ ‌ میکشم از کلکل او فیل و قال
که گلیم ار دهد دارم من بدوش ‌ ‌ ‌ گاه دارم فوطه تان ستر پوش
یک زمانم چون باشد همنشین ‌ ‌ ‌ ساعتی با شیر و انجیرم قرین
درمیان شیره ام سی پرورند ‌ ‌ ‌ با برنج شیر زهم می خورند
ناگهان در دیک حلوائی شدم ‌ ‌ ‌ بعد ازان دوشاب خرمائی شدم
این زمان در چنگ چنگالم اسیر ‌ ‌ ‌ میخورم مالش ز هر برنا و پیر

(۵)

روغن آمد از پی او در مقال ‌ ‌ ‌ یک بیک میگفت باو شرح حال
گفت بودم درمیان فرشتوم ‌ ‌ ‌ در درون گوسفندان خشم
هر زمان در سبزه گردیدمی ‌ ‌ ‌ هر گلی از مرغزار می چیدمی
دایه ام دوشیده از پستان مش ‌ ‌ ‌ کردهم بیگانه کرد از بازخویش
مایه اش بنهاد مقداری که خواست ‌ ‌ ‌ شیر بودم بعد ازانم کرد ماست
بعد ازان در مشک بازم مسکه کرد ‌ ‌ ‌ بر سرم بگذشت چندین گرم و سرد
آن زمان در معرض آتش شدم ‌ ‌ ‌ تازه دروی صافی و بیغش شدم
هر تنی در چنگ افتاده به بند ‌ ‌ ‌ تازه سی بودم بهوسی گوسفند

گاه در کاچی شدم گه در اماج ساعتے در کاک و روزی در کماچ
در کلیچه یک زمان سرگشته‌ام درمیان بکسمات آغشته‌ام
با عسل هرگه که تنها می‌شوم همچو شبنم زیر و بالا می‌شوم
گاه از ماتم شوم در شب غریب گه رسد از سفره سورم نصیب
گاه دارم با حریسه ماجرا گاه در دست برنجم مبتلا
چنگ چنگالی مرا دارد بدست گوشمالی میدهد هر جا که هست

ولهٗ

بعد نان از حال خود اظهار کرد مرد معنی واقف اسرار کرد
گفت بودم گندم باغ بهشت رسته از آب و گل عنبر سرشت
تا که افتادم بانبار جهان بارها در چاه گردیدم نهان
بعد از ان در خاک راهم کاشتند مدتے بیهوش‌تنم بگذاشتند
حق بلطفم روز دیگر داد وز نوم فیروزی دیگر داد
سرکشی آغاز کردم از غرور دلبری میکردم از نزدیک و دور
باد قهرم بر سر سبزم وزید شد جوانی نوبت پیری رسید
سر جدا کرد از تنم دهقان چو اس گاه پاشید و بپوشیدم پلاس
پایمال گاو گشتم ناگهان تا شدم القصه در بار خران
بر سرم گردید سنگ آسیاب تا برآمد گردم از جان خراب
گه منقید در بن انبان شدم گاه در غربال سرگردان شدم
منتها خوردم بهنگام خمیر تا نهادم پاے بیرون از فطیر
بعد از ان در آتش سوزان شدم نان شدم شایسته هر خوان شدم
این زمان در چنگ چنگالم اسیر میخورم مالش زهر برنا و پیر
چنگ چنگالم مرا دارد بدست گوشمالم میدهد هر جا که هست
با تو این ترکیب هم هست از زبان روح روغن نفس خرما جسم جان

مالشت دادند در لاک فلک | شد مگس ران گرد پرخوانت ملک
آن مگس دران زمان ابلیس بود | گرد چنگال تو در تلبیس بود
قصد شیرینی کند دائم مگس | زین مگس ایمان نشد چنگال کس
از عبادت رو مگس را پی بسانه | با مگس چون کودکان چندین منال
از برای زاد راه آن جهان | خیز و چنگالی بنه در توشه‌دان
باش چون بسحاق واهم جیرم زرم | درمیان آب سرد و نان گرم
نان گرم است شهوت حیوانیست | آب سرد است حکمت انسانیت
سر انسان درمیان نان و آب | گفته شد والله اعلم بالصواب

زیاده ازین برین اوصاف خوان نعمت ابواسحق در انتها حدی پیدا نمی کند و مصلحت گرسنگان مفلس نیست اللهم ارزقنا بغیر حساب اما پادشاهزاده محترم اسکندر بن عمر شیخ بهادر بن امیر تیمور گورگان در شیوه مکارم اخلاق و مردانگی و کرم قصب السبق از اقران و اکفار بوده و بعد از وفات صاحب قرانی بر فارس و عراق عجم مستولی گشت شهزاده معاشر و خوش طبع بوده لشکر آراسته جمع نموده و فارس را از تصرف برادرش پیر محمد میرزا بیرون آورد و در رمضان سنه سبع و ثمان مایه با معصوم و بسطام که امرای قرایوسف ترکمان بودند در پل خرورده مصاف داد و بعد ازان بآهنگ برادرش میرزا رستم لشکر باصفهان کشید و شهر را محاصره کرد رستم بهادر ازو گریخت و باذربایجان رفت و او اصفهان را بگرفت و خواجه احمد صاعد را که بزرگ و قاضی اصفهان بود بقتل رسانید و در چهارم ذی الحجه سنه ثلاث عشر و ثمان مایه استیلای اسکندری در فارس و عراق عجم درجه اعلی یافت همواره بشکوه و مهابت خود نازان بودی و از روی تفاخر ابیات مهابت انگیز خواندی و از جمله ابیات که انشا نموده این است بیت

یاجوج حادثات جهان را چه اعتبار | با من که در شکوه چو سد سکندرم

چون آواز استیلای آن شاهزاده عالی مقدار بگوش شاهرخ سلطان رسید که اختران وعشایر نزد او حقیر و بی مقدار شده اند و نیز داعیه تسخیر دار الملک اصلی دارد وعوقائے سلطنت

بانفراد و فارغ او را مغشوش میساز و شاهرخ سلطان در شهور سنه عشر ثمانمایه بقصد امیرزاده اسکندر
لشکر بعراق عجم کشید و امیرزاده رستم التجا بشاهرخ سلطان آورد و از حدود اصفهان اسکندر میرزا
منهزم شده عاقبت بدست شاهرخ گرفتار شد و بسعی گوهرشاد آغا شاهرخ بدان رضا داد تا
چشم آن شاهزاده که غیرت عیون حور العین بود بخجلت عین نرگس از نور عاری ساختند و دیده
آن جوان جهان نادیده را از نور بینائی معزول گردانیدند و کان ذلک فی یوم الجمعه ثانی
جمادی الاول سنه عشر ثمانمایه و از فضلا و شعرا که بروزگار سلطان اسکندر در عراق و فارس
ظهور یافته اند از علما مولانا معین الدین نطنزی است که در علم سرآمد روزگار بوده مقامات و
حالات اسکندری در تاریخ او در قید عبارت آورده و از فضلا و شعرا مولانا حیدر بوده که در ترکی
و فارسی اشعار ملیح و پسندیده و جواب مخزن اسرار شیخ نظامی بترکی بنام امیرزاده
اسکندر پرداخته رہ ❊

ذکر مولانا بندق رہ

مردے خوش طبع و ندیم شیوه بوده و طبع او مایل بمطایبات هزل بوده اشعار مضبوط و
متین دارد و مداح و تربیت یافته شاهزاده عالی مقدار بایقرا بن عمر شیخ بن امیر تیمور گورگان
است از بخارا و سمرقند در ملازمت آن پادشاهزاده بخراسان و عراق آمده و شعرا را با او خوش طبعی
مدارا و مواسا چاره نبود چرا که مردے فصیح و تیز زبان بوده همگنان از و هراسان بودند او را استادی
خطاب کردندی و در حق خواجه عصمت الله این بیت بدو منسوبست بیت

در بخارا خواجه عصمت گرچه دارد شهرتی — در خراسان خواجه عصمت نیست بی بی عصمت

و این غزل مولانا بندق فرماید ۔

لب شیرین تو با تنگ شکر میماند — در دندان تو با عقد گهر مے ماند
قند با آن همه دعوی و لطافت که راست — یک حدیث ار شنود پیش تو سر میماند
گربتان بخرامی سپے ایثار رهت — گل خندان بدهن خنده زر میماند
باد را در شکن زلف مسلسل مگذار — که سقیم است دران راه گذر میماند

یادگار ار بگذارند کسان در عالم — از برندق سخن فضل و هنر میماند

گویند وقتیکه پادشاه زاده بایقرا در تخت بلخ جلوس یافت مولانا برندق را پانصد
دینار انعام فرمود و پروانچی دویست دینار نوشت مولانا این قطعه نظم کرد و بشاهزاده رسانید

شاه دشمن گداز دوست نواز — آن جهانگیر کو جهاندار است
پیش یوز التون مرا نمود انعام — لطف سلطان به بنده بسیار است
سی صد از جمله نمانیست کنون — در براتم دو صد پدیدار است
یا مگر من غلط شنیده ستم — یا که پروانچی غلط کار است
یا مگر در عبارت ترکی — پیش یوز التون دویست دینار است

چون شهزاده این قطعه را مطالعه کرد خندان شد و مولانا را تحسین کرد و گفت در
عبارت ترکی پیش یوز التون را هزار دینار میگویند و فرمود در مجلس هزار دینار نقد تسلیم مولانا نمودند
و این بیت برخواند

بحر عمانست گویا خاطر فیاض شاه — ابر نیسانست گویا دست گوهر بار او

اما سلطان عالی مقدار عمر شیخ بهادر قرة العین صاحبقرانی تیموری بود و از فرزندان
در نظر صاحب قرانی هیچکس را بدستور او جاه و اقبال نبوده و در اوّل ملک فرغانه را که اندکان
گویند بدو ارزانی داشت و او از غایت شجاعت و مردانگی دمار از روزگار خان مغول برآورد
و قمرالدین را منکوب ساخت و مغولان او را سر نهادند و دست تعدی ازان سرحد کوتاه کردند
و از توهم او مردم ابی با آسایش سے نمی خوردند روزگارے آن دیار را ضبط فرمود و چون حضرت
صاحب قرانی در چنین عالم آرایش آئین سروری تفرس فرمود فارس را تا حدود بصره و خوزستان
بدو ارزانی داشت و آن سلطان عالی مقدار دوست پرور و دشمن سوز از قضاے کردگار
در جنگ قلعه از قلاع خورستان تیر خورده بدرجه شهادت رسید و حضرت صاحبقرانی را
آتش فراق آن خلاصه دودمان درد از نهاد برآورد و این رباعی مناسب حال خود میگفت
و مے گریست

رباعی

اے رانده بمیدان قضا از من پیش — بر ریش دلم زده ز محنت صد ریش

گفتم که تو وارثم شوی در همه کیش   رفتی و مرا گذاشتی وارث خویش

و منصب آن شاهزاده مغفور را صاحب قرانی بفرزندان گرامی آن حضرت نامزد فرمود
هر یکی ازان شاهزادگان بحکومت و سلطنتی مخصوص بودند چنانچه شطری از حالات امیرزاده اسکندر
و امیرزاده رستم گذشت اما کیخسرو خسرو فرسیاوش منظر بایقرا بهادر از جمله اولاد عمر شیخ بهادر بود
یگانه و نازش اهل زمانه حسنی که یوسف در خواب ندیده و شجاعتی که رستم در هفتخوان اوصاف
آن نشنیده و این ابیات همانا اوصاف آن شاهزاده راست .

در رزم رستمی تو و در بزم حاتمی   گردون ترا عنان فلک بهر آن دهد
تا بحر و بر زنی چه بپشت قدم نهد   در شهر کین کشتی چه بسفت عنان دهد

و بایقرا میرزا بعد از واقعه برادران در فارس خروج کرد و لشکر جرار بنبرد گذار جمع نمود
دم استقلال و ملک گیری زد و در سخاوت و مروت داد مردی بداد و گویند در حسن صورت
و سیرت مردانگی در خاندان صاحب قرانی مثل شاهزاده بایقرا ظهور نیافته شاهرخ
سلطان بدفع او لشکر بفارس کشید و در ثانی شعبان سنه ثمان عشر و ثمان مائه و او خواست
تا با شاهرخ سلطان مصاف دهد امرا اختلاف کردند و از و روگردان شدند و او براه بیابان
بطرف کیج و مکران افتاد و مدتی در صحاری و بیابانها میگردید و در حدود گرمسیر و غور یار دوم
بر شاه رخ سلطان خروج نمود و علی الدوام شاهرخ از و ترسناک و اندیشه مند بوده در
حدود سنه تسع عشر و ثمانمائه آن شاهزاده عالی مقدار بدست شاه رخ گرفتار شده میخواست
تا او را هلاک نسازد در جوانی و جمال او بخشاید گوهرشاد بیگم سعی نمود و آن در دریای شاهی را
بدرجه شهادت رسانید حکایت که چون بایقرا بهادر را بحضور سلطان شاه رخ رسانیدند
گفت تو بایقرا نیستی منکر شد گفت کسیکه خود را سلاطین مانند سازد کشتنی است و تجاهل العارف
که شیوه شاعران دروغ گویانست از پادشاه عالی بر خود بست و آن کس بتحقیق شاهزاده
بایقرا بود اما تدبیری کرد که بدنامی برادرزاده کشتن بران سلطان عاید نگردد و القصه شیخی ملک
نام اعتماد بر چه برادر را شکری پندارد و دل بستگی این سرای ناقرجام دل آدمی را خلوت خانه
دیو غرور می گرداند بیت

دنیا بچیز خود آنکه پریشان کنی دلی | زنهار بد مکن که نکرده است عاقلی
این پنج روزه مهلت ایام آدمی | آزار مقبلان نکند هیچ مقبلی
درویش پادشه نشنیدم که کرده اند | بیرون ز یک دو لقمه روزی تناولی

حق تعالی ذات ملک صفات این پادشاه اسلام را بر مسند خلافت و سلطنت متمکن دارد که چراغ دودمان تیمور گورگان از شراره تیغ گوهرفشان او روشن و خراسان از بهار عدل او گلشن است چندانکه بایقرا بهادر و عمر شیخ بهادر در روضه جنان فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر در جنات است این خسرو غازی و فرزندان و عشایر و اقربای کرام او در بسیط زمین سلطنت و مملکت مستدام باد

ذکر ملک الشعرا خواجه رستم خوریانی رہ

خوریان قریه ایست من اعمال بسطام و خواجه رستم از آن قریه است مردی خوش طبع و لطیف سخن بودی و احیانا عملداری کردی و معاشر بود و آنچه از عملداری بدست آوردی در وجه عشرت صرف نمودی گویند بوقت وزارت خواجه حافظ رازی که یکی از وزیران فاضل بوده در زمان امیرزاده عمر بن امیرانشاه که کافی ملک و مدبر دولت بود عمل دهستان بخواجه رستم فرمود و خواجه رستم پیرانه سال بلهو و طرب زندگانی می نمود و خواجه حافظ او را درین طور ملامت کرد و او این بیت در جواب خواجه حافظ فرستاد

این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی | وین دفتر بی معنی غرق می ناب اولی

و این غزل خواجه رستم راست :-

گر ز خرگاه مه من بیرون رود | دود آه عاشقان از آسمان بیرون رود
آخر ای عاشق ز ظلم یار راهی برکش | باز ناید تیر هرگز کز کمان بیرون رود
می برآید هر زمانم آه و دود از رشک یار | ترسم آخر در میان آه جانم بیرون رود
گوئیا از آسمان منشور غم آمد بما | کی تواند کس که از مضمون نشانش بیرون رود
رحم کن بر جان رستم پیش از آن روزی که او | از میان گیرد کنار و از جهان بیرون رود

و خواجه رستم قندی بهتر است هر چند خوش گوست اما سخن او درین دیار شهرتی ندارد

ودیوان رستم خوریانی مشهور است مشتمل بر قصاید و غزلیات و مقطعات اما شاهزاده عمر بن امیرزاده میرانشاه
گورگان بعد از واقعه پدر پرسش در ری و فیروزکوه حکومت یافت پادشاه زاده مدبر بود و استراباد
مسخر ساخت و با شاه رخ سلطان دم عصیان و خلاف زده و از جرجان و استراباد و مضافات
لشکری جمع کرد و آهنگ سلطان شاهرخ نمود و در حدود ولایت جام با شاه رخ سلطان
مصاف داد و منهزم شد و کان ذلک فی شهور سنه تسع و ثمان مائة گویند سلطان عمر بوقت
آنکه بحرب سلطان شاه رخ می رفت در طوس بزیارت شیخ العارف قدوة المحققین شیخ
محی الدین غزالی طوسی علیه الرحمه رفت و گفت شیخا التماس می کنم که فاتحه در کار من کنی تا خدای
مرا بر شاهرخ ظفر دهد شیخ در جواب فرمود که هرگز من این فاتحه نخوانم زیرا که شاهرخ پادشاهی عادل
و خدای ترس است و تو بیباک و مشهور و او ترا بجای پدر است شکست او طلبیدن و فتح تو از
طریقت و شریعت دور است و من این خود هرگز نکنم شاهزاده عمر از شیخ رنجیده بخشم بدو نگریست
و گفت مرا چون بینی گفت ترا مخلوقی می بینم به قوت از همه کمتر و بجهل از همه بیشتر و بمرگ با همه برابر
و بقامت از همه کهتر شهزاده می خواست تا شیخ را ایذا رساند باز اندیشه کرد که کار سنی از ایذای
او بزرگتر در پیش است اگر خدا مرا فتح دهد یقین دارم که همت درویشان اثر ندارد چرا که کار بس
نتاد و اگر شکسته شوم خود از راستی چرا رنجیده شوم برخاست و از پیش شیخ بیرون شد اصحاب
شیخ و مریدان گفتند ای شیخ اگر این مرد را خدای فتح دهد ما در خراسان نتوانیم بود شیخ فرمود
که رضای خدا از خراسان افزون بلکه از همه هزار عالم اگر در خراسان نتوانیم بود در عراق باشیم
اما از ریا و سخط خدای هیچ جا التجا نتوانیم برد خوش وقتی که مشایخ طریقت با سلاطین کلمه
حق بدین منوال میگفته اند و اندیشه نکرده اند خلاف این روزگار که ابواب کلمه حق مسدود شده

ذکر مولانا بدر شیروانی

در شیروان و مضافات آن سالها بخوش گوئی روزگار گذرانید الحق شاعری کامل و خوشگوی
و متین طبع بوده مولانا کاتبی این قطعه در حق او گوید قطعه

لقب کاتبی دارم ای بدر اما   محمد رسید اسم نازک اسامم

محمد مرا نام هست تو بدیدی — بانگشت سبابه ات بردانم

مولانا بدرالدین این بیت فرماید

مستانه ز مرغ دل ساز کبابی — وز دیده گریبان منش پر نمکابی

و بعضی مردم سخن مولانا بدر را از شعر کاتبی افضل میدانند و این اعتقاد باطل است

ذکر مولانای فاضل مولانا شرف الدین علی یزدی رح

فضیلت او از شرح مستغنی است در فنون علوم مشار الیه بوده و با وجود فضل و علم از مشرب بانصیب بوده و در تهذیب اخلاق صفای باطن و ظاهر زینت با فقر و با بسی از عارفان و محققان صحبت داشته و الفاظ او در اکثر علوم مشهور است تخصیص در علم معما که خود اعلم اوست وجهت تبرک از اشعار مولانا این قطعه درین تذکره ثبت افتاد قطعه

اگر ابلق دهر در زین کشی — وگر خنگ چرخ جنیبت کشد

وگر رخش همت از نخوتی — خط شیخ بر گرد جنت کشد

مشو غره کین دو رو دون ناگهت — قلم بر سر حرف دولت کشد

جهان باره عز و بکیران ظلم — درین تنگ میدان نوبت کشد

گهت بر نشاند بر رخش مراد — گهت زیر پالان نکبت کشد

زمانه چو باد است باد از بحسن — نقاب از رخ گل بعزت کشد

پس از هفته درمیان چمن — تنش را بخاک مذلت کشد

دهد مرغ را دانه صیاد خلد — پیش در خم دام حیلت کشد

چه آنکس که در بزم شادی و بخت — می شادی از جام عشرت کشد

چه آنکس که در کنج دیوار درد — خمار غم از درد و محنت کشد

سر انجام دست اجل هر دو را — روان بر سر کوی رحلت کشد

مبینا و مکحل سعادت بچشم — که در چشم دل میل غفلت کشد

خلاصش ز دام مشقت مباد — که از سحر دنیا مشقت کشد

هر آنکس که زد سایبان رضا　　عجب گر ز خورشید منت کشد
بیاسا اگر بهره مندی ز عقل　　که دانا به بیهوده زحمت کشد
کسی یافت عزت که بگسست امید　　رجا پیشه تا چار ذلت کشد
خوشا شیر مردی که پای وقار　　شرف وش بدامان همت کشد

در روزگار شاهزاده ابراهیم سلطان بن شاهرخ بهادر مولانا شرف الدین علی در فارس و عراق مرجع اکابر بوده و شاهزاده مشار الیه همواره طالب صحبت مولانا شریف الدین میبوده و اعتقادے عظیم او را نسبت بمولانا بوده و از مولانا درخواست کرده تا تاریخ مقامات و حالات صاحبقرانی را در قید عبارت آورد و مولانا در وقت پیری آن کتاب را بالتماس شاهزاده ابراهیم تالیف نمود بظفرنامه موسوم ساخت و فضلا متفق اند که مولانا داد فصاحت و بلاغت در تالیف آن کتاب داده و آل و اعقاد و ذریت صاحبقرانے را تا انقراض عالم ازین خدمت پسندیده آن بزرگوار نام و مآثر باقی خواهد بود و الحق صاف تر از آن تاریخ از فضلا هیچکس ننوشته و اگرچه دیگران تر نوشته اند اما طرفه تاریخیست ظفرنامه و بر طبایع اقرب و از تکلفات زاید دور گویند که مدت چهار سال مولانا روزگار صرف نمود تا آن تاریخ باتمام رسید و ابراهیم سلطان نیز مبلغی اموال صرف کرد و تاریخی که روزنامه چیان و منشیان در روزگار امیر بزرگ ضبط نموده بودند از خزاین سلاطین از ممالک جمع مے نمود و بعضے را از مردمان عادل و معتبر که در روزگار صاحب قرانی متکفل مهام سلطان بوده اند و بر قول ایشان اعتماد بود تفحص و تحقیق مے نمودند و حق تعالی توفیق رفیق گردانید و آن کتاب مبارک بر نهج صدق و راستی باتمام پیوست اما شاهزاده ابراهیم سلطان بن شاه رخ سلطان در رجب المرجب سنه تسع عشر و ثمانمایه بسلطنت فارس موسوم گشت و بر تخت پادشاهے جلوس کرد پادشاه زاده هنرمند و هنرپرور و مستعد بوده و در ملک داری و رعیت پروری یگانه بود و در شعر و خط سرآمد زمانه گویند قانون و دفاتر فارس بخط خود نوشته و زیبائی خط بغایتے رسید که نقل خط قبلة الکتاب یاقوت المستعصمی کردی و فرستادی و فروختی از ناقدان هیچکس فرق نیارستی کردن و درین روزگار کتبه هائے که بر عمارات و مدارس و مساجد نوشته در فارس باقیست و در جهاد تعلیمها قرآن بخط شریف اوست بین الکتاب الیوم موجود است و

ایام جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و روزگار غدار در روزنامه حیات او رقم عزل و خط فنا کشید بتاریخ سنه اربع و ثلاثین و ثمانمائه سمند حیات از میدان جهان جهانید و خود را بسرای سرور رسانید وازتنگنای این تنگ میدان وارهانید

رفت او و ماند اندر دور گیتی یادگار
لطف خط و لطف طبع او بروی روزگار

ذکر مولانا علی دُرد زد استرآبادی

مردے خوش طبع و نیکو سخن بوده است و دیوان او در ساری و آمل شهرتے وارد و از اقران مولانا کاتبی است و چون سخن او ساده است زیاده از یک رباعی و مطلعے ثبت نشد مطلع

فریاد ما ز دست نگار نقاره چیست
با ما چو راه جنگ ندارد نقاره چیست

در وبائے عام که در استراباد در حدود سنه اربعین و ثمان مایه دست داده مُلکوصرا او وفات یافته و در مرثیه او این رباعی گفت رُباعی

زین واقعه چون دل بدو نیم است مرا
از مردن خویشتن چه بیم است مرا
گم شد صدفے چنین بدُر دزد ز من
دری دو سه در خانه یتیم است مرا

ذکر مقبول الابرار مولانا کاتبی رہ

هدایت ازلی در شیوه سخن گذاری مساعد طبع فیاض او بوده که از بحر معانی چندین لائی خسروانی از رشحات کلک گوهر بار او ترشح یافته ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء ر معانی غریبه صید دام او شده و توسن تند نکته دانی طبع شریف او را رام گردیده و با وجود لطافت طبع و سخنورے مذاق او را جامی از خمخانه عرفان چشانیده اند بلکه او را از وادی فقر بسر حد تحقیقش رسانیده اند نام و شهرت دنیا در نظر همتش خسی نمودی و شاعر طامع نزد او ناکسی بودی و شاهد این حال در تجنیسات ده باب بقلم دُرر نثار او رسیده

شاعر آید نام تو سنجر کند
تا قماش و سیم و تو سنجر کند
رو حدیث سیلے ریا راجح گو
خاک ره بر فرق مرد مدح گو

نام او محمد است ابن عبدالله مولد و منشای او قریه طرق و رودش بوده من اعمال ترشیز و بین نیشاپور و ترشیز واقع شده است در ابتدای حال به نیشاپور آمد و از مولانا سیمی خط تعلیم گرفتی تا در کتابت ماهر شد زیبا نوشتی و وجه تخلص کاتبی بدان سبب است و در علم شعر نیز وقوف یافت غزلهای مصنوع و مطبوع گفتی و مولانا سیمی از روی حسد بدو دل گران شده بعداوت او برخاست او از نیشاپور قصد دار السلطنت هرات نموده و همواره بی تکلف و تعین گردیدی و بشعر و شاعری مشغول بودی اگرچه استحقاق تصدر داشت اما در صف نعال ظرفا بسر می برد سلطان بایسنغر او را در جواب قصیده کمال الدین اسمعیل فرمود که مطلع آن این است:-

سحرکه تاجور آید به بوستان نرگس / که هست در چمن باغ مرزبان نرگس

و او جواب کمال را بروجهی بگفت که مقبول فضلا بود همانا از حسد اقران و الفاسستگی که سخنان او را میداوند پادشاه زاده التفات بدو نفرموده او رنجیده از هرات بیرون آمد و با ابیات ظهیر الدین متسلی گشت و همواره این شعر مناسب حال خود می خواند:-

هنر نهفته چو عنقا بماند از آن که نماند / کسی که باز شناسد همای را از خاد

هزار بیت بگفتم که آب از آن بچکید / که جز ز دیده دگر آبم از کسی نگشاد

هزار دامن گوهر نثار شان کردم / که هیچکس شبه در کنار من ننهاد

بدان عزیمت بجانب استراباد و گیلان از آنجا بدار الملک شیروان افتاد و بملک زاده اعظم امیر شیخ ابراهیم شیروانی او را نگاهداشتی و بر بیت کل فرمودی و زر دادی و از غایت ناپروائی بکار دنیا با اندک فرصتی آن مال تلف کردی از شیخ ابراهیم صله قصیده ردیف گل که بعد ازین تمام آن قصیده نوشته خواهد شد کاتبی را ده هزار دینار درم شیروانی بخشید و او در کاروان سرای شماخی آن نقد بیک ماه پریشان ساخت و بشعرا و فقرا و مستحقان قسمت نمودی و بعضی نیز از وی دزدیدند روزی خادم را فرمود که طبخی کند از جمله آن نقد بهای یک من آرد موجود نبود این قطعه را گفت قطعه

مطبخی را دی طلب کردم که بغرائی پزد / تا شود از آشکار و همسان ساخته

گفت لحم و دنبه گر یابم که خواهد داد آرد / گفتم آن کو آسیای چرخ گردان ساخته

بعضی احباب و مصاحبان او را ملامت کردند که پادشاه درین نزدیکی ترا ده هزار دینار داده

باشد تو اکنون بهای یک من نداری مبادا که سلطان ازین حال متغیر شود مولانا فرمود اگر من تحویلدار
خزانچی سلطانم بدین زر تا جواب محاسبه بگویم والا که او احسانی بمن نمود که یک کس بوده و من
بهزار کس این احسان قسمت نمودم هرگاه او از من احسان خود باز خواهد من نیز بدان کسان که داده
ام حواله نمایم که او مستحقان را بر من دلالت کرده شاعر گنجینه شیروان شاه را خبر رسید که بدین شی نخواهد
شد و نیز غم من ندارید و بر مفلسی من دل تنگ مباشید که گنج معانی من همراه دارم و از پایه مروت
من مفلس نخواهم ماند مولانا از شیروان بآذربایجان افتاد و در مدح اسکندر بن قرا یوسف قصیده غرا
انشا کرد و آن ترکمان جبلت بغور سخن او نرسید و بدو التفاتی و احسانی نفرمود از تراکمه و اسکندر ملول
شد این قطعه در حق اسکندر گفت۔

زن و فرزند ترکمان را گاو　　همچو مادر سکندر بدراسی
آنچه ناگاه مانده بود از نی　　داد گادن به لشکر چغتای

و از تبریز عزیمت اصفهان نموده بصحبت شریف مفخر الفضلا خواجه صاین الدین ترکه مشرف
شد و در علم تصوف پیش خواجه رساله‌ها گذرانید و تربیتها یافت و شناخت و کمالی دست داد و کاتبی
از دنیا و مافیها معرض بود و باجازت آن بزرگ دیگر باره عازم دار المرز گشت و از سخنان او بوی فقر و
قناعت بمشام صاحبدلان می‌رسید و این غزل او راست۔

ای خوش آن روز که از تنگی تن و جان برهم　　هر تعلق که بجز عشق بود زان برهم
درد سر تا بکی و محنت سامان تا چند　　ترک سر گیرم و از محنت سامان برهم
بروای رشته جان سوزن عیسی بکف آر　　تا بدوزم دل و از چاک گریبان برهم
رسته‌ام از بد و از نیک هر اقلیمی هست　　جز نکویان و نخواهم که از ایشان برهم
کاتبی نیست خیالات جهان جز خوابی　　ناله کن که ازین خواب پریشان برهم

و انصاف آن است که در اقسام سخن پروری کاتبی صاحب فضل است و درین تذکره بحسب
نمود از قصاید و غزلیات او ثبت نمودن تا نموداری باشد و این قصیده در مدح شیروان شاه
گوید قصیده۔

باز با صد برگ آمد جانب گلزار گل　　همچو نرگس گشت منظور اولو الابصار گل

آب گل را شیشه در قندیل عرش اولی که هست — شبنم باغ جمال احمد مختار گل

گاه پوشد سرخ و گاهی سبز در فصل ربیع — چون گل شمشاد باغ حیدر کرار گل

بهر عزل عامل منصوب نصب نامیه — آن تمغائیست از سلطان دربار گل

می رباید گل بعیاری ز بلبل نقد صبر — سرخ عیاریست پنداری زهی عیار گل

بعینها آورد بلبل چشم گل چون لعل سرخ دیده — تا کند آن نرگس بیمار را تیمار گل

در خصوصی کاش بودی دسته لبنه آفتاب — تا ندیدی داغهای سرخ بر رخسار گل

در چمن هر برگ گل روی عزیزی دیگر است — ای عزیز من روا نبود که داری خوار گل

خشتی از فیروزه دارد خشتی از یاقوت سرخ — همچو قصر خسرو خوش خلق نیکوکار گل

دوش بلبل این غزل میخواند بر سر بلند — غرق شبنم شد بگلشن ز آب این اشعار گل

گاهی دهانت غنچه و خط سبزه و رخسار گل — سنبلت را دوست نرگس لاله را الله یار گل

از پی سوفار تیرت هست ترکی عشوه ساز — کو زده پر بر سر از شوخی و بر دستار گل

بر سر کوی تو بی بال و پرم تا رفته — باغ بلبل را قفس باشد چه بندد بار گل

زخم رخسارم بدور چشم مستت دور نیست — جز گلی می نشگفد در گلشن خمار گل

پای چون گل می نهی در باغ بر روی سمن — زان همی ترسم که یابد از سمن آزار گل

ای صبا نقش قدمهای سگ کویش مروب — خاک راه ما مشو از بهر ما بگذار گل

گشت گلشن همچو باغ از نوبهار عدل شاه — تا درو چون غنچه از هم پرده بندار گل

کعبه دین شاه ابراهیم کاندر بادیه — از نسیم خلق او آرد مغیلان بار گل

ای هوالسید از نباتات باغ قدرت چونه رنگ — وی عناصر از گلستان جلالت چار گل

در زمان نوبهار عدل و ابر رحمتت — باغ را از خار پرچین شد در و دیوار گل

وصف خلقت گر کند افسونگری افسون ما — مار شاخ گل شود ز افسون نقش مار گل

حاسدت گر پا نهد بر روی گل در گلستان — ریزدش از زیر پای نشتر پای افگار گل

زهر وار ابریشم دهد از چرخ تا روز و سهیل — باز داران تراب سلسله بلغار گل

تیر جهلت راست بر رغم کمان چرخ پیر — خار پیکان غنچه پر بلبل زه سوفار گل

هر نفس دست صبا وانی ورق گردان چرا — وصف خلقت هیچو بلبل میکند تکرار گل
کاتبی در باغ وصف گلشن خلقت نوشت — شد دوات نقش لاله و خط سنبل و طومار گل
خسروا مهر تو شاخ کلک گوهربار من — کرده ام منظوم همچون گوهر شهوار گل
خاک این گلزار هم و آورده ام رنگین گلی — نیست آوردن عجب نشاها بهار از خار گل
کلک من آورده همچون شاخ گل گلهای تر — بلکه شاخ گل نیارد با را این مقدار گل
چون زند گلبانگ بر الفاظ رنگین معنیم — هست گویا بلبلی کو راست در منقار گل
معنی رنگین و نازک بین در ابیات بلند — این چنین پیوند کم گیرد بر اسفیدار گل
نوبهار نظم من قائم مقام گل بس است — هیچو وی از باغ اکنون گو بپرس از خار گل
هیچو عطار از گلستان نشاپورم ولیک — خار صحرای نشاپورم من و عطار گل
بیش ازین اهوست خواندن قصهٔ گل زینها — زانکه نصد پیچ آورد چون نافهٔ تاتار گل
روزگاری باد عمرت را چنان با امتداد — هر بهی از فصولش آورد صد بار گل

ولہ

دیدم بخرابات سحرگه من مخمور — خورشید قدح پیش همی برسطبقی نور
سلطان خرابات بدوران شده نزدیک — نزدیک نشینان حرم صف زده از دور
عیسی نفسی بود دران مجلس تجرید — بگرفت عمر دست که ای عاشق مهجور
از گوش بکش پنبهٔ غفلت چو صراحی — تسبیح شنو از دل هر دانهٔ انگور
در حشر که بی نور شود مشعل خورشید — روشن شود آتشکده تا روز صدور
منشور من ای کاتبی از عرش نوشتند — اینک قلم و لوح گواه خط منشور

ولہ

روز وصل آمد که می جستم نشانش سالها — غم کجا خواهد شدن ای من ضمانش سالها
شد بدل هجران بوصل و داغ غم وا رو بخون — از غم خویش گریه و وصل واندنشانش سالها
هر عزیزی کو براه کعبه زد طبل فنا — شد نظرگاه عزیزان استخوانش سالها
کی شوند از لعل ساقی سبز مستان عشق — گر شرابی نیست نوشیدن توانش سالها

آبرو داریم از وای کاتبی پاینده باد   بر سر ما سایه سروز دانش سالها

ولهٔ

هزار آتش جان سوز در دمم سیه‌ایست   اگر نه لشکر عشق آمد این چه آتشهاست
برون ز کون و مکان عشق را سپهری است   کجاست گوش حریفان و این سخن ز کجاست
ز شهر عقل بصحرای عشق منزل گیر   که شیر چرخ سگ آهوان این صحراست
برون مرو ز سراپرده فلک ای ماه   مراد خواه که سلطان درون پرده سراست
شهید میکده چون شمع سالها سر خویش   فگنده دیده به تیغ و هنوز بر سر پاست
پر است گوش جهان از صدای نغمه عشق   بپرس کاتبی از کلک خویش کین چه صداست

لطایف و اشعار مولانا کاتبی زیاده از آن است که این تذکره تحمل توان کرد و در مدایح ملوک قصاید غرای او مشهور است و بین الفضلا مذکور و بار دوم از عراق عجم بدیار طبرستان و دار المرز رفت و در شهر استراباد اقامت نمود بزرگان و حکام آن دیار بدو خوش بوده و در هنگام فراغت و انزوا بجواب خمسه شیخ نظامی مشغول شده چنانچه مشهور است که اکثر از کتاب مخزن را جواب گفته بروجهی که پسندیده اکابر است تا روزگار فضل و اکتساب گردون ستمگار قصد و دیعت او نمود و در وبای عام که در اطراف ممالک در شهور سنه تسع و ثلاثین و ثمان مایه واقع بود و آن جمل غریب مظلوم در استراباد دعوت حق را لبیک اجابت گفته ازین بیشهٔ پر اندیشه بمرغزار فرح بخش جنان رسیده و در وقت وبا و حدت طاعون این قطعه انشا کرد.

ز آتش قهر با گردید ناگاهان خراب   استرابادی که خاکش بود خوشبوتر ز مشک
وند را او از پیر و برنا هیچ تن باقی نماند   آتش اندر بیشه چون افتد نه تر ماند نه خشک

و مرقد مولانا کاتبی در خطه استراباد است در بیرون مزار امام زاده موسوم است بنه گوران و بعد از غزلیات و مقطعات و قصائد او را چندین نسخه مثنوی است مثل مجمع البحرین و ده باب تجنیسات و حسن و عشق و ناصر و منصور و بهرام گل اندام و غیر ذلک اما نسب اسکندر او پسر قرایوسف است و قرایوسف ولد قرا محمد و اصل ایشان از جبال نماز قرد است من اقصای ترکستان و بعهد قدیم بآذربایجان و دیار بکر افتاده اند مردم صحرانشین بوده اند سلطان اویس

جلایر ایشان از اگله بانی و چوپانی فرموده و قرا محمد پدر ولد او سلطان احمد بغداد خروج کرد و تبریز را گرفت
و باز از سلطان احمد منهزم شد سلطان احمد از ترکمه در صحرای خوی مناره ساخته و قرا یوسف
آن مناره را ویران ساخت و سرهای اقربا را دفن کرده بر جای آن لنگری بنا فرمود و سلطان
احمد بر دست قرا یوسف کشته شد و او استیلا یافت و صاحبقرانی تیموری قرا محمد و قرا یوسف را بارها
از آذربایجان و مضافات رانده بروم گریخته اند و تا تیغ آبدار صاحبقرانی درمیان بود آتش فتنهٔ آن
مخاذیل منطفی می شد و همواره منکوب و گریزان بجانب روم و شام می بودند اما بعد از وفات صاحبقرانی
باز قرا یوسف فتنه ظاهر کرده بنوعی که ذکر رفت امیران شاه گورگان را بشهادت رسانید سلطان عادل
شاهرخ بهادر بدفع او مشغول گشت و او در عین خصومت وفات یافت و بعد از او اسکندر رایت
سلطنت بی استحقاق برافراخت و بعد از پدر جلادت و مردانگی بجائی رسانید که با شاهرخ بهادر
مصاف داد و میمنه و میسره سپاه شاهرخی را درهم شکست اما حق بر باطل غلبه کرد و بآخر مخذول
شکسته شد و بجانب روم گریخت و کان ذلک فی یوم الاربعا سابع عشرین رجب المرجب سنه
اربع و عشرین و ثمانمایه و شاهرخ سلطان هرچند مملکت آذربایجان را برادر او و امرای بزرگ عرض
کرد از ترس اسکندر قرا یوسف همگنان آن را قبول نکردند بالضرورت آن ملک را بی سالار گذاشته
بدار الملک اصلی معاودت کرد و عزیزی این بیت فرمود۔

سکندر لشکر ما را زد و جست　　　شه ما مملکت بگرفت و بگریخت

القصه میان شاهرخ سلطان و اولاد قرا یوسف ترکمه سالها خصومت باقی بود و بعد از آن
دو نوبت دیگر شاهرخ بهادر لشکر گران سنگ بر سر ترکمه کشید و آخر الامر در شهور سنه تسع و ثلثین
و ثمانمایه اسکندر بکلی منکوب و ضعیف شده التجا بقلعه النجق که در حوالی نخجوان بود برد و سلطان شاهرخ
جهانشاه بن قرا یوسف را بآذربایجان امیر ساخت تا قلعه النجق را محاصره نماید و اسکندر را ولد
او قباد نام که بر قماری پدر عاشق بوده است در شب باتفاق کنیزک هلاک ساخته شر
او را کفایت نموده ملک آذربایجان بحکم و یرلیغ شاهرخی بر جهان شاه بسلطنت قرار
گرفت و جهان شاه و اولاد او بعد ازین خواهد آمد انشاء الله تعالی ❁

ذکر مولانا علی شهاب ترشیزی رح

مرد صاحب فضل بوده و در علوم صاحب وقوف بوده و میان اکابر و اشرف حرمتی داشت و بروزگار خود یکی از مستعدان بوده و میان او و شیخ عارف آذری مشاعره و مناظره افتاده و شیخ این قطعه راست۔

سر دفتر ارباب هنر خواجه علی — ای آنکه ترا لطف طبیعت از لیست
خواهی تو مرا پسند و خواهی مپسند — داند همه کس که حمزه استاد علیست

ز نام بندگی شیخ آذری حمزه بود و مولانا علی شهاب این رباعی بجواب فرستاده:۔

ای حمزه بدان که عرش حق جای علیست — بر کتف رسول از شرف پای علیست
استاد علیست حمزه در جنگ ولے — صد حمزه بعلم و فضل لالای علیست

هرچند مولانا علی این رباعی را مستعدانه فرموده و در منقبت و شرف شاه ولایت اما کنایتا بشراکت اسم خود این شرف درین محل مضاف نمودن از حرمت دور مینماید و نیز علم و فضل خود را علما و فضلا بخود معترف نبوده اند و این بیت درین محل مناسب است بیت

چه حاجت بگفتن که زر مغربیست — محک در میانست گوید که چیست

و این قصیده مولانا علی شهاب راست در مدح محمد جوکی انار الله برهانه قصیده۔

چو پرده از رخ چون آفتاب بر داری — بجان و دل کندت مشتری خریداری
کمند زلف چو بر بام آسمان فکنی — ستاره را بزمین بوس خویشتن آری
غلام غمزه خونریز و چشم جادوی تو — جهان بشعبده بازی فلک بخونخواری
فرو فشان خم آن زلف را که توبه کند — سحر ز نامه کشائی صبا ز عطاری
بجرم عشق توام دست مجلسیست که آن — بخون دل بهم آورده ام بدشواری
طبق طبیعه رخسار در چو صدان دل تنگ — قنینه دیده باده سرشک گلناری
جفا و جور تو ز اندازه در گذشت مگر — ز روزگار در آموختی جفا کاری
ز دوستان نصیحت شنو که لایق نیست — چو دشمنان ز تو مه چهره جفاکاری

اگر بحضرت خسرو رسد شکایت من　　تو این جفا که کنون میکنی کجا یاری

خدایگان جهان تاج‌بخش روی زمین　　جهان لطف و کرم عالم نیکوکاری

خدیو ملک محمد ستوده جوکی شاه　　که ختم گشت بدو منصب جهانداری

شهی که جمله اقالیم معترف شده‌اند　　که ختم گشته بدو سروری و سالاری

مهندسان قضا این مغاک خاکی را　　ز عدل شامل او میکنند معماری

کلاه دولتش از فرق خسروان جهان　　ربوده افسر شاهی و تاج جباری

ایا شهی که اگر چرخ رفعت تو طلبد　　ورای پایهٔ جاهت ز قدر نگذاری

سپهر برق عنان با براق نهضت تو　　بگنجره خیره برد لنگیش برهواری

سم سمند ترا از هلال زیبد نعل　　روا بود که کواکب کنند مسماری

درون پردهٔ کان و صمیم خاره سیم　　زر از نهیب کف جود تست متواری

هزار نقش مروت بخامهٔ انعام　　تو بر صحیفهٔ حاجات خلق بنگاری

بارگه تو ز حد خطا و چین و چگل　　هزار ترک کمر بسته‌اند بلغاری

جهان پناها دارم که شعر من بنده　　ز جنس این سخنان ضعیف نشماری

دبیر چرخ چو اشعار من کند تحریر　　بجان کند ورق آسمانش طوماری

همیشه تا که سر زلف دلبران ماند　　گهی بعنبر و گاهی بمشک تاتاری

ممهد از تو بعالم قواعد نیکی　　مشید از تو بگیتی رسوم سرداری

حکایت کنند که مولانا علی همراه موکب ظفر پیکر سلطان جوکی بولایت قندهار افتاد و شهزاده مشار الیه مولانا را در رکاب خانه خود وثاقی معین فرموده بود شبی پادشاه از فرط اشتیاق مستقر سلطنت این بیت میخواند ـ

کنون که باد صبا مشکبار میگذرد　　دریغ عمر که بی‌دوست بار میگذرد

مولانا فی الحال پیش سلطان دوید که ای شاه عالم این بیت این چنین نیست شهزاده گفت که پس چگونه است مولانا بخواند ـ

کنون که باد صبا مشکبار میگذرد　　دریغ عمر که در قندهار میگذرد

شهزاده گفت واقعا که چنین است و عنقریب کوچ کرده مایل به تخت هرات شده همکنان از شدت هوای عفنین این محنت آباد مستخلص شدند پادشاه زاده کامگار محمد جوکی بهادر بن شاه رخ سلطان پادشاهے مردانه و صاحب تمکین و خردمند و بزرگ منش بود پدر را بحال او نظر عنایت وافر شامل بوده و در سر مے خواست تا به ولیعهدی او را مفوض سازد و برائے مصلحت ظاهر نمے ساخت و آن شاه زاده کامگار همواره بقوانین سلطنت مشغول بودے و در تیر اندازی و کمان داری این بیت شامل حال اوست :-

تیر تو چه مرغیست که چون دانه ربائد ۔ خال از رخ زنگی بشب تیرهٔ ظلما

حکایت کنند که بعهد شاه رخ سلطان چنان اتفاق افتاد که چهار رسول از جوانب ملوک اطراف بدرگاه شاهرخے اجتماع کردند یکے از ملوک روم و یکے از ملک شام و یکے از ملک هرموز و یکے از ملک شیروان روز عید این چهار رسول حاضر و پادشاه بعزم عیدگاه سوار شده پیش از اوا سنت عید بتماشائے وارکده مستر حمد بایستاد و فوج فوج امیرزادگان و تیراندازان و جوانان نامدار که بنوک پیکان و خدنگ جان ستان عقدهٔ جوزائے فلک کشودندے و بضرب سهام عقاب نشان پر از نسرین آسمان ربودندے بمیدان در آمدند بحدیکه تازیان تیز رو همچون بخت نامساعد مدبران از کار فرو ماندندے و پیکان سیمین ساق تیر آور همچون پیکان بر زمین نشستندے

هیچکس بر خلاف تقدیرے ۔ از قضا بر کدو نزد تیرے

علم خسرو سیارگان بلند شد و ترک سنت ناپسند مے نمود پادشاه اسلام را ناموس ملک دامنگیر شده بانگ بر امیرزاده جوکی زد که ورای آن شاه جوان بخت کمان سخت جلوه ساز تیرانداز سمند خوش گام مرصع لجام برانگیخت

تیر اوّل ز شصت رهگیرش ۔ بر کدو زد که دو شد از تیرش

نفیر از نقارخانه برآمد و آوازه زه از کمانداران بچرخ عالی رسید پادشاه روے زمین از بهجت و خرمی همچون حلوائے عید لب شیرین کرده بوسهائے بعیدی بر ابروان منقوس آن خلاصه چرخ مقرنس زد و مناسب حال این بیت خوانده :-

ای محراب دو ابرو قبله مقصود من ۔ در سجود تست دایم روے گرد آلود من

و ولایت ختلان که از امهات اعاظم بلاد هیاطله است بشاهزاده جوکی بخشید و مقرر شد که از نه اسب که پیشکش بدرگاه شاهرخ آورند یکسر اسب شاهزاده جوکی را باشد و کان ذلک فی شهور سنه ثلث و ثلثین و ثمان مایه والیوم آثار و امثال که ازان پادشاهزاده یادگار مانده در پایه تخت هرات وغیره نزد کمان داران مرتبه درجه عالی است و از شیوه بد مهری روزگار نافرجام و از غدر و ظلم شور اعوام آن پادشاه زاده بروزگار جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و چندگاه صاحب فراش مے بود از ملالت مرض و اضطراب تبدیل مکان نموده از شهر هرات بسجد و سرخس نهضت فرمود و در شهور سنه ثمان واربعین وثمان مایه بجوار رحمت حق واصل گشت چهل و سه سال عمر یافت و شاهزادگانی که از صلب مبارک آن حضرت بهشت و پناه اکابر روزگار بودند

دو عین مملکت بے حقد و پیکر محمد قاسم و سلطان ابوبکر

آفتاب اوج سروری و کوکب افق صلاحیت و صفدری بودند بر عادت مستمر بساط بوقلمون فرزین کجرو اجل بدستیاری فلک نیل بوز بقصد آن شاهزادگان شاهرخے بازی داد تا باندک فرصتے از اسب مراد شان پیاده ساخته بشه مات فنا مقید مطوره مسطوره خاک گردانید بیت

عجب نیست از خاک اگر گل شگفت
که چندین گل اندام در خاک خفت

شاهزاده محمد قاسم بموت طبیعی رخت بدروازهٔ فنا بیرون برد اما سلطان ابوبکر بدست خدیعه و مکر الغ بیگ گرفتار شد و آن جوان از صفائی دل و اعتقاد درست بدو پیوست و آخرالامر الغ بیگ گورگان از انکه مردم ولایت و لشکرے همچون ذره هواخواه آن خورشید فلک دستری میبودند اندیشه خلاف مردم نموده باوجود آنکه با او عهد مؤکد ساخته و سوگند بغلاظ و شداد خورده از غایت غلظت و قساوه با او قلبی نمود و در شهور سنه اثنی وخمسین وثمان مایه در ارک سمرقند بزندان گوک سرا آن سرو خرامان را ببوستان جنت الماوی فرستاد و دوستکانی آن جرعه را بکمتر از سالے و نیم جشید که کرد که نیافت و که خواهد کرد که نخواهد نیافت گویند این رباعی در وقت قتل سلطان ابابکر نزد الغ بیگ فرستاد۔

اول که مرا بدام خویش آوردے
صد گونه وفا و لطف پیش آوردی

چو ندانستی که دل گرفتار تو شد
بیگانگی تمام پیش آوردے

سلطان الغ بیگ از کردہ پشیمان شد و سودے نداشت انگشت تحیر بدندان گزیدی و شبہا ازین اندوہ واویلا کنان گریستے و این بیت را خواندے۔

وقت دریاب بہر باب کہ سودے ندہد ۔۔۔ نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

پردۂ غفلت پیش چشم اہل روزگار حایل است و طبع انسان براہ بے بیگناہان مائل خوشا وقت اہل دلے کہ از غرور و نخوت پشیمانی و ندامت و خجلت عزیزان گذشتہ عبرت گیرد و بنور یقین و سرمہ تحقیق دیدہ را مکحل سازد و عنان توسن نفس تیز گام محنت انجام را از دست دیوان ہوا ستانیدہ بدست قضائے خدا سپارد صاحب اخبار طوال آوردہ است کہ امام شعبی گفت کہ من در قصر دار الامارت کوفہ پیش عبد الملک بن مروان نشستہ بودم کہ ناگاہ خلیفہ روئے بمن کرد و گفت اے استاد از انچہ دیدۂ و از پیشینگان شنیدۂ حکایتے مناسب حال بیان کن گفت اے خلیفہ حاجت بشنودہ نباشد و من معاینہ درین قصر حالتے عجب دیدہ ام اگر اجازت فرمائی بیان کنم گفت بگو گفت عبید اللہ بن زیاد را دیدم درین قصر نشستہ و سر مبارک امام حسین رضہ را در طشتی پیش او نہادہ محقر مدتے بران بگذشت مختار بن ابی عبیدہ ثقفی را دیدم نیز ہمان جا بشوکت نشستہ و سر عبید اللہ در طشتی پیش او نہادہ و بعد از اندک مدتے مصعب بن زبیر را دیدم ہمدرین مکان قرار یافتہ و سر مختار پیش او افتادہ و امروز تو نشستہ درین منزل مشاہدہ میکنم و سر مصعب اینک پیش تو مے بینم عبد الملک گفت عجب وحشت انگیز سخنے گفتی گفت عجب عبرت آمیز سخنے گفتم و این بیت برخواند۔

اعتبر یا ایہا المغرور بالعمر المدید ۔۔۔ این شداد بن عاد صاحب القصر المشید

عبد الملک ساعتے سر تفکر پیش افگند و آہ ندامت از درون دل بر کشید و این بیت بخواند

بنوبت میستاند جان اجل ہر روز یاری را ۔۔۔ دران فکرم کہ این نوبت بسد رفتن کجا بمن

ذکر شیخ العارف فخر الملۃ والدین آذری رہ

تافت بر ارباب معنی نیر اقبال او ۔۔۔ شاہباز اوج معنی بود وہمت بال او

عارفی مجرد و محققے عالی ہمت بود بکار دنیا کم التفات نمودے و علی الدوام طالب صحبت

اہل اللہ بودی چہل سال بر سجادہ طاعت بفقر و قناعت روزگار گذرانید و خاطر شریف را به
نیل آرزوئے نفس نرنجانید و بفضیلت و علوم ظاہر و باطن آراستہ و در طریقت و مجاہدت
صادق دم و راسخ قدم بود و ہو علی حمزہ بن عبد الملک الطوسی البیہقی والد شیخ از جملہ سرداران
بیہق بودہ و نسب او بشیخین صاحب الدعوات احمد بن محمد الزمجی الہاشمی المروزی تغمدہ اللہ
بغفرانہ میرسد و پدر شیخ خواجہ علی ملک بوقت سرداران در اسفراین صاحب اختیار بودہ و شیخ ہنگام
جوانی بشاعری مشغول شد و شہرت یافت و ہموارہ بمدح سلاطین و امرا مشغول بودے و در مدح
شاہرخ سلطان این قصیدہ در طور لغز کہ مطلعش این است بگفت

چیست آن آبے کہ تخم فتنہ بر می افگند خسرو گردون ز سہم او سپر می افگند

و درین قصیدہ داد سخنوری دادہ و خواجہ عبد القادر عودی بمعارضہ شیخ برخواست و شیخ را
در چند قصیدہ خواجہ سلمان امتحان کردند معارض شدہ جواب بر وجہے بگفت کہ پسندیدہ اکابر بود
و پادشاہ اسلام بتعریف شیخ مشغول شد و او را وعدہ حکم ملک الشعرائی فرمود و در اثنائے آن حال
نسیم عالم تحقیق بر ریاض خاطر عاطر او وزیدہ و آفتاب جہان تاب فقر بر روزن کلبہ احزان او پرتو انداخت

او در طلبد حکومتے مے فرمود حق سلطنت فقر بدو لطف نمود

و قدم در کوئے فقر و فنا نہاد و اسم و رسم و سود و زیان بر باد فنا بر داد و بصحبت شریف
شیخ الشیوخ قبلۃ العارفین شیخ محی الدین طوسی الغزالی قدس سرہ العزیز مشرف شد و از و اخذ
طریقت نمود و کتب احادیث بخدمت او گذرانیدہ و در خدمت شیخ مذکور عزیمت حج نمود و
شیخ محی الدین در مدرسہ حلب از دار دنیا رحلت نمود و بعد از ان شیخ رجوع بسید نعمت اللہ
قدس سرہ نمود و مدتے در خدمت سید بسلوک مشغول بودہ و از ان حضرت اجازت و خرقہ
تبرک دارد و بعد از ریاضت و مجاہدت و سلوک بسیاحت مشغول گشت و بسے اولیاء اللہ را دریافتہ
و خدمت کردہ و دو نوبت پیادہ بحج اسلام رفت و مدت یک سال در بیت اللہ الحرام مجاور شد
و کتاب سعی الصفا در حرم بنوشت و آن کتاب مشتمل است بر کیفیت مناسک حج و تاریخ کعبہ
معظمہ شرفہا اللہ تعالی بعد از ان بدیار ہند افتاد و چندگاہ در آن دیار بسر برد و حکایت کنند کہ ملک
ہند سلطان احمد از جملہ پادشاہان گلبرگہ بود و شیخ را پنجاہ ہزار درم انعام فرمود کہ بعبارت ایشان

یک لک باشد و گویند که بطریق حمل آن را مقرر داشته اند شیخ را فرمودند که بشکرانه پیش ملک سر بر زمین نهد شیخ آن مال را قبول نکرد و منع آن سجده نمود و درین باب میگوید ؎

ما ترک هند و جیپه و جیپال گفته ایم — با دبروت چونه بپیک جوئی خسیم

بعد از سفر هند پائے در دامن همت کشیده و از ساحت عالم ملک بتماشائے عالم ملکوت سر بجیب تفکر در دیشے فرو برد و سی سال بر سجادهٔ طاعت نشست و بدر خانهٔ هیچکس از ارباب دولت تردد نکرد بلکه اصحاب دین و دولت و ارباب ملک و ملت طالب صحبت او بودند و همواره بخدمت شریفش التجا کردندے گویند که سلطان محمد بایسنغر بوقت عزیمت عراق بزیارت شیخ آمد شیخ او را در قانون عدالت و رافت نصیحت فرمود و شاهزاده اعتقادے عظیم بشیخ درست داد فرمود تا بدرهٔ زر پیش شیخ ریختند شیخ آن مال را قبول نکرد و این شعر خواند ؎

زر که ستانی و برافشانیش — هم بر ازان نیست که نستانیش

مولانا مجاهد هندی که یکے از طالبعلمان آن روزگار بوده و دران مجلس حاضر بوده یک مشت ازان زر برداشت و گفت اے شیخ این مال تو بر در بر خود حرام کردے خدا بر من حلال کرد و مجاهد آن زر بے مجاهده بیرون برد سلطان خندان شد و شیخ راست این قصیده در معارف و توحید قصیده

ای برون از عقل ما عشق ترا سائے دگر — گفتگوی ما همه جائی و تو جائے دگر
صد هزاران گنج الا الله داری در وجود — اژدهائے لاست بر هر گنج الّاے دگر
گوهر ذات ترا غواص فکرت در نیافت — زانکه هست این تخم حیرت در دریائے دگر
هست در میدان میقات کمال کبریات — صد هزاران طور بر هر طور موسائے دگر
گر بقدر همت عشاق خود سازی مقام — بر تر از جنت بباید ساخت ماوائے دگر
هر کسی را از تو در جنت تماشائی بود — ما نمی خواهیم جز رویت تماشائے دگر
با خریداران بها کن باغ جنت را که هست — مفلسانت را درین بازار سودائے دگر
نعمت خوان کرم بر هر که خواهی عرضه کن — صوفیان راهست ازین خوان ذوق حلوائے دگر
نیست عنقائے خرد را در قدم راهیکه هست — ولیس قاف قدم بر گوشهٔ عنقائے دگر
گر چنین مستان ببازار قیامت بگذریم — بر سر هر کوچه انگیزیم غوغائے دگر

کرده دست قدرت مشاطهٔ صنعت بلطف	نوعروس خاک را هر روز آرای دگر
پرده داران وجهالت را برای امتحان	از پی هر وعدهٔ امروز و فردای دگر
قاعدا پاکان بخود باطن آشنا که هست	در رخ ایشان ز آب لطف سیمای دگر
خاصه آن شمع نبوت درة البیضای شرع	کز فروغش هست در هر ذره بیضای دگر
پس بچار ارکان دین آن چار یار با صفا	هر یکی در منزلت موسی و عیسای دگر
کاذبی را از جمال خویش برخوردار دار	درد و دارش نیست چون غیر تو دارای دگر

ولہ

گنبد هنوز در خلوت ازل مفتوح	که دست عشق تو میزد در سرای روح
خمار شام عدم در دماغ جانها بود	که ریخت مهر تو در جام می شراب صبوح
لب جسد نمک روح ناچشیده هنوز	که بود شور تو در سینه و دل مجروح
بآب میکده زان پیشتر که غسل کنیم	بدست عشق تو کردیم توبهای نصوح
کهی بیا و تو طوفان ز آذری برخواست	که بود غرقه به بحر عدم سفینهٔ نوح

ولہ

ما رخت دل بمنزل حیران کشیده ایم	خط در سواد خطهٔ راحت کشیده ایم
باشد کلید مخزن حکمت بدست ما	در چشم حرص کحل قناعت کشیده ایم
ای دل متاع حادثه نقلیست کم عیار	بسیار در ترازوی همت کشیده ایم
ترسم که بر سفینهٔ توفیق ما کشد	این خط که بر جریدهٔ طاعت کشیده ایم
فردا عذاب حشر نیاید بچشم ما	در جنب آفتی که ز فرقت کشیده ایم
قدر دیار خویشتن و وصل یار خویش	از ما شنو که محنت غربت کشیده ایم
مست آن میِ ایم که در مجلس ازل	با آذری ز جام محبت کشیده ایم

ولہ

بیاد چشم او هر جا که آیید	من بدمست را آنجا میارید
مرا گر زانکه روزی کشته یابید	به تیر آن کمان ابرو میارید

درین غم سوختیم اے مہرویان که مارا مرہم داغے کی آید
خدارا مطربا سوئی مارا بہای وہوی نی دربی ہی آید
سماع آذری طوفان عام است دگر مطرب ببزم او نیارید

وله

زحکمت بیاموزنت نکتہ که در ہر دو عالم شوی سرفراز
لباس طریقت چو در برکنی زذلت مرنج وز عزت مناز

وله

در انبساط نشاط بساط خاک نگر مثال رقعۂ شطرنج عرصہ پندار
ہمان مشابہ شطرنج دان مقابل ہم وقیقہائے سیاہ و سفید لیل و نہار
ہمندسان مشعبد نماسے شطرنجی زعقل و نفس دو شطرنج باز دعویدار
بہوش باش که گردون شغل ریستہ دوغا سپہر شعبدہ افزا حریف بس طرار
زفیل بند حوادث پیادۂ توفیق کسے ببرد که کرد او تامل بسیار
گرت ہواست که رخ بر بساط شاہ نہے درین بساط چو فرزین مباش کجرفتار
زکشت حادثہ آنکس که احتراز نکرد بباخت اسب مراد خود آذری بقمار
زمانہ باہمہ کس نماید سے بازد حذر کنید زمنصوبہاے او زنہار

حقایق و معارف که شیخ را از عالم غیب دست داده زیاده از تحمل این تذکره است
و دیوان شریف او در اقالیم مشہور گشتہ زیاده ازین نوشتن باطناب مے انجامد و بعد از دیوان
اشعار شیخ را چندین رسالہ است نظم و نثر مثل جواہر الاسرار که مجموعہ ایست از نوادر و امثال و شرح
ابیات و غیر ذلک و سعی الصفا و طغرائے ہمایون و عجایب الغرایب و مرقد منورا و در قصبہ اسفراین
است ہشتاد و دو سال عمر یافتہ و در شہور سنہ است و ستین و ثمانمایہ املاک خود را شیخ بر
بقعہ که ساختہ و در انجا مدفون است وقف کرده بر صلحا و زہاد و فقرا و طلبہ علوم والیوم بر سر روضۂ مطہر
شیخ رونق درس و افادہ فرش و در و شناقی مرتبہ و زوار زاہدان مرقد ملتجا است و سلاطین و
حکام بجہت حرمت روح پر فتوح شیخ احسان و شفقت بسیار در بارۂ مجاوران مے کنند و از

تکالیف مسلم مے وارند والسلام علی من اتبع الہدی و خواجہ احمد مستوفی در تاریخ وفات شیخ این قطعہ گفت :-

دریغا آذری شیخ زمانہ   کہ مصباح وجودش گشتہ بی ضو
چو او مانند خسرو بود در شعر   ازان تاریخ موتش گشت خسرو
چراغ دل بمفتاح حیاتش   بانواع حقایق داشت پرتو

اما شاہزادہ عالی قدر سلطان محمد بن بایسنقر انار اللہ برہانہ بیت

در صد ہزار قرن سپہر پیادہ رو   نارد چو او سوار بمیدان روزگار

پادشاہزادہ کریم طبع و مستعد و سخن شناس و مردانہ و شجاع و زیبا منظر بود و بعد از وفات بایسنقر بہادر منصب واقطاع و مرتبہ او برامیر زادہ علاء الدولہ متعلق شد و گوہر شاد بیگم بدو مایل بودی و بر سلطان محمد و بابر سلطان جزاسم ورسمی نبودی و چون سلطان محمد بر چہ صفدری و بہادری رسید و فر دولت از جبین عالم آرایش واضح گشتہ شاہرخ سلطان میخواست تا او را بمرتبہ سلطنتے مرتقی سازد و طرفی از ممالک بدو ارزانی دارد و امرا و ارکان دولت بدین مہم یک جہت بودند اما گوہر شاد بیگم امتناع مے نمود کہ سلطان محمد جوانے متہور است مبادا سرکشی کند آخر الامر پادشاہ اسلام عنایت کردہ امرائے سعی نمودند سلطنت قم و ری و نہاوند و مضافات تا سرحد بغداد بسلطان محمد مقرر شد و ان شاہزادہ چون بلغ جد خود دران دیار سلطنت کردی آخر الامر تہور جوانی و نازش بحکومت و کامرانی بر جد بزرگوار عصیان ظاہر ساخت و قصد ہمدان نمودہ حاجی حسین را کہ والی آن دیار بود بقتل رسانید و بعد از فتح ہمدان لشکر کشیدہ اصفہان را تیز مسخر ساخت و امیر سعادت بن امیر خاوند شاہ را کہ حاکم اصفہان بود مقید ساخت و چون خبر عصیان او بشاہرخ سلطان رسید با امرا درین امر اشارت کرد امرا صواب ندیدند کہ پادشاہ اسلام متوجہ سیکے از اعتماد خود شود گفتند کہ ہیچکس بر ولایت عراق اولی تر از سلطان محمد نیست مصلحت آنست کہ پادشاہ رنجہ نشود چہ از ناموس ملک دور نماید کہ قصد فرزند کند خلعت جہتہ شاہزادہ باید فرستاد و عراق را بدو مسلم داشت پادشاہ را این مصلحت ثواب افتاد و مے خواست چنان کند گوہر شاد خاتون بدین مصلحت راضی نشد چہ طرف علاء الدولہ میرزا را مرعی میداشت کہ بعد از سلطان وسید

باشد و ندانست که باقتضای خدا کوشش غیر مناسب است بارها سلطان محمد با خاتون گفتی

که من پیر و ناتوان شده ام بیت

شعله کافورم از مشکم دمید   شد جوانی نوبت پیری رسید

لابد ملک از فرزندان منست بدو سه روزه پس و پیش چه مضایقه باشد و این بیت خسرو

مناسب این حال است بیت

امروز میرم پیش تو تا شرمسار من شوی   بر تو چه منت جان من روزیکه فرمان در رسد

خاتون بازان پادشاه را از طریق احسان بگردانید و باکراه پادشاه روی زمین عازم عراق

شد و بر قصد سلطان محمد نهضت فرمود و جهت ناموس چنان نمود که عزیمت دار السلام بغداد و

قصد اسفند یار بن قرا یوسف دارد و آن یورش بلشکر بغداد شهرت یافت و عزیزی در اثنای

آن حال گفت بیت

کوس دولت تا در بغداد باید کوفتن   چشم زخم خلق را اسفند باید سوختن

و در شهور سنه خمسین و ثمان مایه پادشاه روی زمین از دار السلطنت هرات عازم

عراقین شده دران حین سلطان محمد بمحاصره شیراز مشغول بود چون خبر نزول شاهرخ سلطان

بفشابویه ری رسید سلطان محمد از شیراز برخواست و امیرزاده عبد الله بن امیرزاده ابراهیم سلطان که

حاکم فارس بود از استیلای عمزاده خلاص یافت و سلطان محمد از نواحی کوشک زرد پران شده

بجانب کردستان و نواحی بغداد فرار نمود و شاهرخ سلطان بحدود قم و ساوه نزول نمود چنانکه ذکر

شد بزرگان اصفهان را سیاست فرمود و در فشارود رسی قشلاق معین ساخت و سلطان

محمد در شکایت اخوان و حسب حال خود نزد شاهرخ سلطان این غزل انشا نموده ارسال داشت

منکه همچون ذره روی از ابر پنهان کرده ام   از جفای روزگار و جور اخوان کرده ام

داشتم من حرمت سلطان سپاهی در جنگ   نوکران خویش را هر سو پریشان کرده ام

رستم دستان نکردان جنگ با افراسیاب   آنکه با حاجی حسین در خاک همدان کرده ام

در عراق از نوکر خود امتحان میخواستم   شاه پندارد که من قصد سپاهان کرده ام

قصد من کرد انجهان شاه و سپاه لشکرش   از کمینگه آن سپاه با خاک یکسان کرده ام

دیگرا زا عیش شما را رزم میدان از رواست | من بهروی زندگانی همچو ایشان کرده‌ام
نقد سلطان بایسنغر خان منم کاندر مصاف | بر سمند باد پا هر لحظه جولان کرده‌ام
من محمد نام دارم بهر دین احمدی | جان خود را من فدای شاه مردان کرده‌ام

از قضاے خدا چنانکه ذکر شد شاهرخ سلطان بری بجوار رحمت حق پیوست و جوانان وامیرزادگان اغلب رغبت بسلطان محمد میرزا کردند و او پادشاهی باستقلال و عظمت سلطنت برکمال یافت و تمامی عراق عجم و فارس و کرمان و خوزستان تا بصره و واسط بقید ضبط درآورد وبعد از آنکه الغ بیگ گورگان بر علاء الدوله ظفر یافت گوهرشاد بیگم و ترخانیان واکثر امرا و وزراء شاه رخی که از الغ بیگ خایف بودند رجوع بسلطان محمد میرزا نمودند و علاء الدوله میرزا نیز چون از جمیع جهات نا امید شد التجا بدو نمود و آفتاب دولت سلطان محمدی آهنگ صعود و ارتفاع کرد و بدان قدر که حد وسهم باشد در بارهٔ همگنان شفقت نموده گوهرشاد بیگم را باعزاز و اکرام ملازمت نمود و امرا و وزراء نیز بدستور شاهرخ سلطان مراتب و منصب مقرر کرد بیت

نشست خسروے زمین باستحقاق | فراز تخت سلاطین بدار ملک عراق

وچون اسباب جهانداری و مراتب کامگاری مهیا شد غرور و نخوت که آئین فرزندان آدم است دامنگیر دولت آن دوحهٔ سعادت شد و بخلاف معادات برادرش ابوالقاسم بابر بهادر که بر تخت خراسان جلوس یافته بود مشغول شد و چندانکه ناصحان و امرا میخواستند تا دفع نزاع نمایند میسر نشد و در شهور سنه ثلث و خمسین و ثمان مایه سلطان محمد با لشکری گران سنگ از عراق بقصد برادر عازم خراسان شد و در حدود فرهاد جرد که از اعمال ولایت جام است میان برادران مصاف دست داد بیت

گر افتادی سر یک سوزن از میغ | نبودی جای سوزن جز سر تیغ
بسے شد درمیان درعها تیر | چو بر برگ گل تر باد شبگیر

آخر الامر مبارزان عراق بر مجاهدان خراسان ظفر یافتند و سلطان بابر بطرف دهستان و نسا گریخت و سلطان محمد بر ملک سروری قرار یافته بدار السلطنه هرات بر تخت شاهرخی جلوس کرده و آن زمستان بکامرانی در هرات بسر برده بفصل بهار بابر نیرو گرفته و از جلایر و تراکمه استراباد لشکری

قوی بدو پیوست باز شهزاده سلطان محمد آهنگ برادر نموده و حاجی محمد قوند شیر پر اکه یکی از امیر زادگان شاهرخی بود و در عهد دولت سلطان محمد مراتب یافته از حدود مشهد مقدسه رضوی علیه التحیة والثنا با لشکری گران مایه بایلغار بجانب بابر سلطان روانه ساخت و بابر سلطان در مشهد با حاجی محمد مصاف داده لشکر او را شکست و حاجی محمد را بقتل رسانید بیت

چه کند بنده که گردن ننهد فرمان را چکند گوی که تابع نبود چوگان را

ذره را نزد خورشید قدری نباشد و مملوک در قبضه تصرف مالک چه وزن آرد چون سلطان محمد از واقعه حاجی محمد وقوف یافت متردد گشت و از تدبیر غلط اندیشه مند شده با جمعی از پهلوانان و جوانان گزیده و داسپه فی الحال بطرف برادر ایلغار نموده بعد از روزی که سلطان بابر حاجی محمد را بقتل رسانیده بود و فتح یافته و باطمینان تمام نشسته نماز دیگر پنجشنبه غره صفر سنه اربع و خمسین ۸۵۴ و شتابان مایه بر سر برادر رانده با هفت صد مرد و سی هزار مرد که در معسکر بابری بود بشکست و بابر فرار نموده و غنایم بی حد و مر بر زمین ماند که آن محقر مردم ضبط نیارستند کرد و از قضا در آن حین امیرزاده علاء الدوله که از قبل سلطان محمد حاکم غور و گرمسیر و یکه النگ شده بود فرصت یافته بهرات آمده بر تخت سلطنت جلوس کرد و اورق سلطان محمد که در حین ایلغار در رادگان گذاشته بود خواجه غیاث الدین پیر احمد وزیر را امیر اورق ساخته چون جهان بهم برآمد و خبر امیرزاده علاء الدوله شنیدند مردم اورق یکدیگر را غارت کردند و ویران شدند و خبر ویرانی اورق بسلطان محمد رسید از مشهد نیز مضطرب شده بطرف رادگان آمد از اورق و تجمل او چیزی بر جای ندید خبر جلوس علاء الدوله نیز شنوده متردد گشت و چاره جز انصراف جانب عراق از راه چهار باط و یزد آهنگ عراق نموده و در غیبت سلطان محمد امیرزاده خلیل بن امیرزاده محمد جهانگیر بر فارس مستولی شده و شیخ اعظم ابو الخیر جزری را بقتل رسانیده بود و بر سلطان محمد عاصی شده و در حدود اصطخر سلطان محمد با او مصاف داده او را شکست داد و باز باستقلال در عراق و فارس بسلطنت تمکن یافت سالها خصومت میان او و بابر سلطان قایم بود تا در شهور سنه خمس و خمسین و ثمانمایه باز با آهنگ خراسان و جنگ برادر از عراق لشکر بخراسان کشید و تا حد فیروزکوه و دامغان بیامد بابر سلطان در حدود سلطان آباد بود و بزرگان سمرقند در میان ایشان باصلاح مشغول شدند و بسخن صلح برادر را فریب داده و عنقریب نقض عهد نموده بخراسان مایل شد بجوین نزول فرموده و از جوین با سفراین که بعضی

ازامرا عرض کردند کہ اے سلطان عالم نقض عهد نا مبارکست بایستی کہ چنین نشدی اما چون بودنی
بود حالا مصلحت نیست کہ بجانب بابر میرزا توجه نمائی صواب آنست کہ عزم سلطنت هرات کنیم
و چون بدولت تخت هرات بگیری کوچ و فرزندان و مردم بابر سلطان جمع در هرات اند ضرورتا
مردم بابر فوج فوج بتو رجوع خواهند کرد سلطان محمدؒ آن مصلحت نشنوده بانگ بر امرا زد کہ دیگر پیش
من این سخن نگوئید مردم گمان برند کہ من از بابر ترسیدم زن بر من حرام باد کہ اگر با او چهار هزار
مرد مسلح باشد من بصد سوار بروی زنم چون امرا چند بار این سخن بروی گذرانیدند در غضب شده او
مردے بود بدگمان و زبان بدرداشت و فحش بسیارے گفت و امرا او را دشنام میداد گویند
در مستی بر ریش شیخ زاده قوش رباطی کہ از امرا و تربیت یافتگان او بود بول کرد و امرا از و متنفر شده
دیگر خود راضی شدند و روز یکشنبه سیزدهم ذوالحجه سنه خمس و خمسین و ثمانمایه در حدود جهان ارغان کہ
بنواحی اسفراین و دربند شقالنست میان سلطان محمدؒ و بابر مصاف دست داد و امراے سلطان
از وی روے گردان شدند و شیخ زاده حرام نمک نفاق پیش گرفته و امیر مرحوم نظام الدین بن امیر فیروز
شاه حق نعمت وی نعمت را رعایت نموده حسب المقدور کوشش نمود و از جانب بابر سلطان
شیخ احمد کہ حاکم استراباد بود بقتل رسید و آخرالامر شکست بر جانب سلطان محمدؒ افتاد و آن پادشاه
والا در بعد از مردانگی و کوشش و از غدر امراے حرام نمک بدست بابر سلطان اسیر شد
امیر گرد است اسیر

جهانا ندانم چه آئین تست	نه این از سر مهر کز کین تست
گر از بهر این تیغ رنده ستی	بآنوان چنین الفتی و دستی
کسے گر بگردون لوا بر کشد	تیر زود بدندان کو برادر سر کشد
ولیکن چنین گفت دانا حکیم	کہ شیرین بود ملک اما عقیم
اگر گفت دانا عقیم است ملک	تو گر تن درستی سقیم است ملک

و پرده پندار پیش نظر بابر سلطان حایل شده مانع صله رحم گشت و آب شفقت منهدر
آتش غضب گردید و عروس خوارزم در حجله قهرمان شوخی محجوب شد بقتل برادر رضا داد و سیاست
قهر الهی به تیغ بے دریغ اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون سلام علی محمد السیاست گاه

فقارسانید هذه الرباعیه لمؤلفه

ای همنفسان عجب سرائیست جهان باشید ازین سرائے بد مهر جهان
اینست درین جهان دو ان کار جهان چون کار جهان چنین بود وای جهان

حکایت کنند که سلطان محمد قبل از جنگ بیکروز در سر آب ریزی نعمان که از اعمال اسفراین است فرود آمد و نزدیکان و جوانان و مبارزان لشکر خود را دل میداد که مردانه باشید و حق نعمت من فرو نگذارید سه هزار جوان بیکبار دستارها از سر برداشتند و گفتند سرهای ما فدای راه تست روز دیگر شهزاده را بگذاشتند و بگریختند و گویند که ازان لشکر الا خون شاهزاده که ریخته شد بینی هیچ کس خونی نشد تا معلوم رای اولوا الابصار باشد که بر اطاعت و تملق عوام کالانعام اعتمادی نیست *

ده خداوندے زعا یت بحق تا خداوندیت بخشد متفق
این خداوندی که دادندت عوام زود بستانند از تو همچو وام

و فضلا و علما و شعرا که بروزگار سلطان محمد بایسنغر ظهور یافته مولانا معظم قدوة الفضلا مولانا شرف الدین علی یزدی و از شعرا مولانا حسن و ولی قلندر و بدیعی سمرقندیست *

ذکر مولانا سیمی نیشاپوری رح

مردے مستعد و ذو فنون اول در نیشاپور بودی و بعد ازان در مشهد مقدس رضوی علیه التحیة والثنا ساکن بودی و بمکتب داری و ادیبی مشغول بودی و بشش قلم نوشتے و در علم کتابت و هنر شعر و علم معما در روزگار خود نظیر نداشت و در رنگ آمیزی کاغذ و سیاهی ساختن و افشان و تذهیب حق ادا بوده و درین علوم رسایل وارد و در انشا و تالیف و ترسل و غیر ذلک صاحب فن بوده و اولاد اکابر در مکتب او متعلم بوده اند و بحسب تجربه مکتب او را مبارک یافته اند و مولانا عبدالحی که در خط سیاق و دبیری سر آمد است شاگرد سیمی بوده است و این مطلع سیمی راست *

دل مسکین حاجتمند مشتاق بعشق ابرویت شد بسته بر طاق
صبا برگ شگوفه پیش گل برد که ای گل میرتی را خرده وراق

و مولانا سیمی از سخنورے باندک مشق قناعت کردی و بنوعے کہ ذکر شد مطلعہا گفتی اما معمای
او بین الفضلا متداول است و این معما او راست و۔

بر لب بام آمد آن مہ گفت باید مرونت   کافتاب عمرت اینک بر لب بام آمدست

و درین معما چند اسم مختلف مے گویند کہ اخراج مے شود چون این ضعیف را درین علم
چندان وقوفے نیست والعہدۃ علی المستخرج و بعہد شاہزادہ علاء الدولہ گویند مولانا سیمی در یک
شبانہ روز سہ ہزار بیت نظم کردہ و نوشتہ در معرکہ کہ خواص و عوام مشہد جمع بودہ اند و دہل و
نقارہ میزدہ اند نہ بقضائے حاجت برخاست و نہ طعام خورد و نہ خواب کرد و آن ابیات حکایت
بودہ کہ بامتحان نظم کردہ و نظم ابیات آن داستانہا بعضے روان و بعضے مصنوع بود و عقل درین
صورت عاجز مے شود کہ این حال فوق طبیعت است چون سخنے در افواہ عوام افتادہ است
والعہدۃ علی الراوی و عجب تر ازین نقل مے کنند کہ در شبانہ روزی دوازدہ من طعام و میوہ
خوردمی و بے ثقل ہضم کردی زہے اشتہائے صادق و زہے طبع موافق

کس بدینسان طعام ناخورد   کو بدین نوع نظم ناکرد

نا دیدہ بسے از حکمائے ہند گویند کہ اگر ہمہ عالم یکے نیک باشد معدہ بد بود اینکس چکند

چو قوت ز طبع و صحت تن   بہ است از ملک فریدون بمن

اما شاہزادہ علاء الدولہ بن بایسنغر پادشاہ نیکو منظر و خوش طبع سالہا بر مسند بایسنغری
قرار یافت و بعد از وفات جد در دار السلطنہ ہرات قایم مقام شاہرخ شد و گنج شاہرخ کہ سالہا جمع
کردہ بود در آن بکشود و چون باد بہار کہ درم بر سر ساکنان بستان نثار کند دست جود برگشاد و بہرہ
تمام بلشکری و رعایا رسانید و گویند کہ گنج شاہرخے بدست جد علاء الدولہ صرف شد و بیست ہزار
تومان نقد نقرہ مسکوک بود سواے طلا آلات و جواہر و تجملات دیگر عاقبت از آن جود بہرہ جز ضایع
بخت ندید و از آن خلق عظیم جز عبوس از چہرہ اخوان و ابنائے روزگار خود مشاہدہ نکرد۔

حکمت :۔ پادشاہان جہان عزیزان را تخت توانند داد اما بخت نے و خسروان در مراتب
خدام توانند افزود اما عمر نے ز ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

آنرا کہ نیک بخت ازل آفریدہ اند   مالش چہ حاجت است و کفایت کسے کند

اگر پادشاه گنج و مال پادشاه بودے بایستی که ملک و مال پیوسته بدست پادشاه صاحب اقبالے که مالک این گنج شد برخورداری از دنیا و آخرت یافت ؛

قوت از بخت طلب کن نه ز میراث پدر　　روزی خویش ز حق دان نه ز فرزند نه پدر

و سلطان علاء الدوله بوده که ذکر شد از استیلاے الغ بیگی شکست یافت و بدست متحصن شد بعد از آن بدست برادران هر چند گاه ذلیل شدی و هر جا که روی آوردی بخت تیره پشت با او کردی ؛

هر روز بمنزلی و هر شب جائی　　میکرد فراق بر سرم سودائی

بیچاره مسافران بحر عالم　　چون زورق شکسته بهر دریائی

گاه در غور و گاه در ساری　　نه مدد از کسے و نه یاری

گاه در دشت بود سرگشته　　گه ز راه عراق برگشته

کوه را از درشتی بخت ناهموار آن شاهزاده عالی مقدار دل خون میشد و سنگ حرمان بر سر میزد و ابر را از بے حیائی طالع واژگون آن شاهزاده محزون رقتے در دل پیدا شدی و کوه سنگدل بزبان صدا و ابر بآب چشم یعنی ندائے این بیت مناسب این حال مے خواند ؛

نه ز بختم رود یاری نه ز دنیا امید لطف　　آه من چون میزنم بخت آنچنان یا اینچنین

آه از جفائے روزگار و داد از بوالعجبی این ملک غدار که نے بر دور دولت او اعتماد است و نه از نامه اقبال او مراد هر کس که ازین غدار غرانه گذشت شقی نیست سعید است ؛

ایدل بکام خویش جهان را تو دیده گیر　　در وی هزار سال چو نوح آرمیده گیر

هر گنج در خزانه که شاهان نهاده اند　　آن گنج وان خزانه بدست آوریده گیر

هر برده که هست ز بلغار و روم و چین　　آن بردگان بسیم و زر خود خریده گیر

هر اطلس بسیج که از روم و ششتر است　　آنها برائے خویش قباها بریده گیر

ترکان تنگ چشم سهی قد خوش خرام　　سیب زنخ گزیده و لبها مزیده گیر

با دوستان همدم و یاران همنفس　　بنشسته و شراب مروق چشیده گیر

مال جهان چو مگس تو چو عنکبوت　　چون عنکبوت گرد مگس پر تنیده گیر

درد او حسرتا و دریغا بروز مرگ — صد بار پشت دست بدندان گزیده گیر
سعدی تنست چون قفس و روح همچو مرغ — روزی قفس شکسته و مرغ پریده گیر

القصه نصیب چشم علاء الدوله از چشم فلک دُرد و درد بود تا آخر ز بی شفقتی برادرش سلطان بابر بجای سرمهٔ اقبال جهان بین او را میل ایذا کشید اما حق تعالی بچشم عنایت بدو نگریست و مردم چشم او را از حادثهٔ میل محفوظ داشت و چندگاهی بتکلف خود را نابینائی ساخت و عاقبت از مشهد مقدس فرار کرد و بعد از آن واقعه اعتنا در جانب برادر هیچ آفریده نداشت روی بدشت قپچاق آورد و چند گاه وجود او چون وجود کیمیا معدوم و آوازهٔ او چون آوازهٔ عنقا بود و بعد از وفات بابر سلطان در شهور سنه احدی و ستین و ثمانمایه باز طرف از یک دشت قپچاق بخراسان آمد و ولد او ابراهیم سلطان متصدی سلطنت خراسان بود باز بدستور سابق در دست فرزند مقهور و ذلیل شد و چند روزی چون نوروز در هنگام نوروزان سال در دارالسلطنه هرات حکومتی شکسته بسته نمود و جهان شاه پادشاه را از طرفی مزاحم و سلطان سعید ابوسعید میرزا از طرف خود همچو باد سحر از میانه برخواست که من آخر الامر عاجز و ارادهٔ ملازمت پسر عازم جبال غور و غرجستان شد و غوغای و تمنای مملکت را آن دو عاجز دین دو پادشاه قوی گذاشته و در حدود غرجستان و آن دیار چند نوبت میان پدر و پسر منازعت و مصالحه افتاد و آخر هر دو متفق شده در حدود کولان که از اعمال بادغیس است با سلطان ابوسعید گورگان مصاف دادند و شکست یافتند و در آن فرار علاء الدوله میرزا بحدود رستمدار افتاد و شب روزان سلطان زاده محترم محروم و حالگردی که سرگردانی از حد گذشت و جفای فلک بی اندازه گشت تا در شهور سنه ثلث و ستین و ثمانمایه در حدود رستمدار از این جهان غدار بروضهٔ دار القرار تحویل فرمود ؎

وارست شه از جفای اخوان جهان — شد سیر دلش ز نعمت خوان جهان
مانند جهان ز گلشن دهر گذشت — چون گل دو سه روز بود مهمان جهان

ذکر مولانا یحیی سیبک نیشابوری رہ

مردے فاضل و در اکثر علوم صاحب وقوف بوده و بروزگار خاقان مغفور شاهرخ سلطان بفضل و استعداد شهرت یافت و در علم شعر و خط صاحب فن بوده و چندده نامه نظم آورده و کتاب اسرار و خماری تالیف نموده و سخنان اکابر و استادان تضمین در آن نسختین مے آورد و این بیت از انجمله است ؎

مکن اسرار خالص را تقید زعفران معجون
برنگ و بوی و خال و خط چه حاجت روئے زیبا را

و مولانا یحیی در صنائع شعرے مبالغه دارد که بے آن سخنورے نمی کند و چون او مرد قانع و از ملازمت اهل دنیا مجتنب بوده سخن او زیاده شهرتے نیافت والا او از سخنوران معتبر است اشعار و مطلعهاے او بین الشعرا مذکور و دیوان او درین دیار مشهور است و این مطلع او راست ؎

آن ترک که صد خانه کمانش زپی انداخت
سوی تو قلم گفت خدنگی و نینداخت

وله

همچو بلبل هاے و هوی کن که بر خواهد پرید
مرغ روح از شاخسار عمر تا هی می کنی

وله

نوای سرحیل مهربان چه نامے
ملک باحور یا رضوان کدامے
چه در بستان خرامی سرو نازی
نهی هر گاه بر بالاے بامے
مرا رخسار و زلف تست مطلوب
انیس و قوت جان صبح و شامے
نسیما بگذری گر بر دیارش
فبلغ عند معشوقے سلامے
مرانی از کوی او مارا رقیبا
فلا تزجر بسایل عن کرامے
گل اندر غنچه تر دامن بود لیک
ورد ید دیامه در نیکنامے
گداے تست فتاحے مسکین
فنبی عند اقران احتشامے

توفی مولی الفاضل نور مضجعه فی حدود سنه احدی و خمسین و ثمان مایه ؎

ذکر مولانا غیاث شیرازی نور الله مضجعه

مرد خوش طبع دانا و مورخ و حکیم شیوه و خوش طبع بود و سرآمد و مقدم اهل طریق و از معمر
گیران فارس بوده و شاعر پهلوان است و در مناقب خاندان طیبین و طاهرین قصاید غرا دارد
و اشعار او مشهور است اما مردی منصف بوده و در تعصب و تشیع مثل ابنای جنس خود نیست
و اعتدال رعایت میکند و این قطعه او راست:

شتابک در سخن گفتن زبان بست	تأمل کن تأمل کن تأمل
بکار بد چو نیکان تا توانی	تعلل کن تعلل کن تعلل
بفضل و علم راه حق توانیافت	تفضل کن تفضل کن تفضل
نکو فالی بود اقبال مردان	تفأل کن تفأل کن تفأل
ز اندیشه فرد شو رنج بیش	توکل کن توکل کن توکل
مکن ابن غیاث از کس شکایت	تحمل کن تحمل کن تحمل

گویند مولانا کمال مرد شیرین سخن و لطیف منظر بود و در شهر شیراز در میدان سعادت ثانه دگیر
بساط افگندی و بسخن گوئی و مناقب خوانی مشغول شدی و ترکیب ادویه فروختی و از کتاب جاماسپ
نامه و احکام خبر گفتی و مردم را بدو اعتقادی بودی و او را رعایت کردندی و هر روز آورا
ازین باب مبلغی در آمد بودی روزی ابراهیم سلطان مولانا را طلب داشت و پرسید که
از مذاهب چهارگانه کدام بهتر است گفت ای سلطان عالم پادشاهی در درون خانه نشسته
است و این خانه چهار در دارد و از هر در که درآئی درین خانه سلطان را توان دیدن توجه کن
تا قابلیت خدمت سلطان حاصل کنی اندر سخن مگوی و از صدر نشینان جوی شاهزاده دیگر بار پرسید
که ای مولانا متابعان کدام فاضلتر گفت صالحان هر قومی و هر مذهبی سلطان را این سخن از مولانا
خوش آمد و مولانا را انعام و اکرام فرمود هر کسی را که اندک وقوفی از عالم معنی است از قبول و رد
خود را دور میدارد و یقین میداند که او را بجهت فضول نیافریده اند تخصیص در قبول و رد اصحاب
رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که کفر طریقت و شریعت است الا همه را نیک دانی و افضل دانستن

دربرحق داشتن وعطار درین باب فرمایده

الا ای در تعصب جان رفته　　گناه خلق در دیوانت رفته
مشو از اسپی پر زرق و پر مکر　　گرفتار علی مانده و بوبکر
گهی این یک بود نزد تو مقبول　　گهی آن یک بود از کار معزول
گرین بهتر از ان بهتر ترا چه　　که تو چون حلقه بر در ترا چه
همه عمرت درین محنت نشستی　　ندانم تا خدا را کی پرستی
یقین دانم که فردا پیش حلقه　　یکی گردند هفتاد و دو فرقه
سخن گویم گر همه زشت ار نکوبید　　چو نیکو بنگری چه پای ادبید
الهی نفس سرکش را زبون کن　　فضولے از دماغ ما برون کن
دل ما را بخود مشغول گردان　　تعصب جمله را معزول گردان

ذکر مولانا بدخشی ره

از جمله فضلا است و در شهر سمرقند بعهد دولت الغ بیگ در سخنوری مرتبه عالی داشت و سرآمد شعرای روزگار بود و سلطان و اکابران عهد او را در سخنوری مسلم میداشتند و در مدایح پادشاه مشارالیه قصاید غرا دارد و دیوان او دران دیار مشهور است و قصیده ردیف آفتاب بر قدرت و لطافت طبع او گواهی میدهد این دو بیت از جمله آن قصیده است:-

ای زلف شب مثال ترا در بر آفتاب　　از شب که دید سایه که افتد بر آفتاب
زاغیست طرهٔ تو همایون که آشیان　　بالای سرو دارد و در زیر پر آفتاب

ذکر مولانا خیالی بخاری ره

از جمله شاگردان خواجه عصمت الله بخاری است مردی مستعد و خوش طبع بوده و سخنان درویشانه و پاکیزه دارد و دیوان او در بدخشان و ماوراالنهر و ترکستان شهرتی عظیم یافته و این غزل از وست

هر که زین وادی بکوی بخت و دولت میرسد　　از ره ترسم قدم دارد و همت میرسد

از خروش کوس شاهان این ندا آید بگوش — کین سرا هر پادشاهی را نوبت میرسد
فرصت صحبت مکن فوت از پی مقصود خویش — حالیا خوش بگذران کانهم بفرصت میرسد
آخر ای سرگشته وادی هجران بیش ازین — تشنه لب منشین که دریای رحمت میرسد
از ره غربت خیالی عاقبت جائی رسید — هر که جائی میرسد از راه غربت میرسد

اما خیالی دیگر در سبزوار و خیالی دیگر در تون بوده اند و بد سخنی گفته اند فاما در جنب مولانا خیالی بخاری خیال ایشان محال است ٭

ذکر ملک الشعرا بابا سودائی

طبع متین و سخن شاعرانه مضبوط دارد و اصل بابا سودائی از ابیورد است و او مرد ظریف و اهل دل بوده و سلاطین و حکام او را محترم میداشته اند و بعضی بر آنند که بابا اهل ولایت بوده است و اوّل خاوری تخلص میکرده و در ثانی الحال او را جذبه رسیده سر و پای برهنه چند سال در دشت خاوران میگردید و بعد از ان بسودائی اشتهار یافته و بروزگار خود سرخیل شعرا بوده و این طایفه او را حرمتی و عزتی میداشتند.

حکایت آورده اند که اهالی ابیورد از مردم جانی قربان بغایت در زحمت بودند و چند نوبت از ایشان شکایت نزد سلاطین روزگار بردند مفید نبود بسبب آنکه مردم بقوت و مکنت بودند و سرداران ایشان را نزد سلاطین مقداری و جاهی بود و بابا سودائی در ابیورد دهی مشهور سگان نام و حالا آن موضع مدفن اوست و تعلق باولاد او میداشت و مردم جانی قربانی در محصول آن ده خرابی میکردند بابا قصیده در باب آن مردم میگوید ابتدا بمدح شاهرخ سلطان و من بعد شکایت مردم جانی قربانی مینماید و شاهرخ سلطان بضبط آن مردم مشغول شده و بعضی از ان مردم را بمرو و طوس پراگنده ساخته و این است بعضی از ان قصیده :-

ملک ویران شد از جانقی جانی قربان — وز قرلباسی بد میر محمد توقان
چشم ظالم ز پی سیر سپاه گرد ددن — کرده وزدی دو قاپیشه سپه نام نشان
دیده ماغ همه شان ذکر کلاب و خرسان — در خیال همه شان ذکر خروج طغیان

نائب دست چپ ار نیست بگو سعد الملک — بردم اسب گره ارچه زند تابستان

هست دانا و دلیل همه مولا قاسم — خوش دلیلیست اذا کان تعزا بخوان

پادشاها بکن این قوم مخالف را دور — یا بکن کوه کلات چو فلک را ویران

و در ختم قصیده در دعای دولت شاهرخ سلطان این بیت نیکو گفته است بیت

نیک خواهان ترا دولت برلاسی باد — بدسگالان ترا محنت جانی قربان

حکایت کنند که بروزگار بابا سودائی در ابیورد چنان اتفاق افتاد که قاضی ابوسعید خر بود و خواجه جلال استر جانی قربان و صدرالدین سگ داروغه و محمد کله گاو محصل مال و مناسب این حال بابا سودائی این قطعه فرمود :-

باورد بسان اسیائی است — چرخش همه غصه است و غم ناو

داروغه سگست و قاضیش خر — عامل شتر و محصلش گاو

زینها چه بود نصیب رعیت — لت خوردن و زر شمردن و داو

و گویند بابا قصیده در منقبت امیر المؤمنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد الله الغالب علی بن ابی طالب علیه السلام انشا فرموده و در پایان قصیده مذمت سلاطین روزگار فرموده و سلاطین آن روزگار ترک بدعتها کرده متنبه شده اند و این است بعضی از آن قصیده

بر لوح سیم صبح بکلک زر آفتاب — بنوشته نام احمد و القاب بوتراب

یعنی دو بود اسم و مسمی همان یکی — احول دو دیدشان و یکی بود در حساب

بر خوان حدیث لحمک لحمی و سر مپیچ — بشنو رموز دمک دمی و رخ متاب

از خیل انبیا نبی الله هاشمی — وز جمع اولیا اسد الله بوتراب

سخن شعرا در دل سلاطین اثر می کند اگر چنانچه علمای روزگار ما کلمه حق بجا آورند و زبان نصایح فرو نه بندند اثر خیر میدیدها اما این باب درین روزگار مسدود شده و این غزل او راست

عنبرینت خال و در رخت و در و خطت ریحان است — دهنت غنچه و دندان در و لب مرجان هست

گوهرت نطق و زبان طوطی و فندق انگشت — زنخت سیب و برت سیم و ز دلت سندانست

پیش دندان تو در نیمه بود رسیشی در — گوش بگرفت که در رشتی و در دندانست

فرقت روے تو زاندازہ طاقت بگذشت	بیش ازین صبر ندارم کرم از مردانست
میدہد جان بیکے بوسہ و دل سودائی	گفتمش دل ندہی گفت کہ دل سلطانست

قصاید غرا کہ بابا در جواب شعراے بزرگ گفتہ مشہور است و لطایف و ظرایف او بین الخواص والعوام مذکور ہر کرا زیادہ شوق اشعار بابا باشد رجوع بدیوان او کند دبابا عمر درازے یافت و از ہفتاد سال سن او تجاوز کرد توفی فی شہور سنہ ثلث و خمسین و ثمان مایہ و دفن فی سگان من اعمال ابیورد

ذکر طالب جاجرمی

غزل رانیکو میگوید از کدخدازادگان جاجرم بودہ و شاگرد شیخ آذری است و در اول حال سفر اختیار کردہ در دار الملک شیراز اقامت ساخت و آنجا قبول تمام یافت و اشعار او در ملک فارس شہرت کلی گرفتہ و در جواب شیخ سعدی اشعار دارد و غزل شیخ را کہ مطلعش اینست

دیدہ از دیدار خوبان برگرفتن مشکل است	ہر کہ ما را این نصیحت میکند بیحاصل است

طالب در جواب این تتبع کردہ

ای کہ بے روے تو ما را زندگانی مشکلست	تلخی داغ فراقت ہمچو زہر قاتل است
حاصل عمرم تو بودی اے نگار لالہ رخ	تا تو رفتی از بر من عمر من بیحاصل است
در غمت بگریستم چندانکہ آب از سر گذشت	انچنانت زاز روئی آدمم کہ پایم در گل است
اے نسیم صبحگاہے با من بیدل بگوی	کین زمان آرام جانم در کدامین منزل است
اے ہمای دولت از ما سایہ خود برمگیر	نیز اقبال تو بر ہر کہ افتد مقبل است
ما ز آب دیدہ خود غرقہ بحر غمیم	از غریق آگہی چہ داند کو بروے ساحل است
یار رفت و با من طالب حدیثی ہم نگفت	وہ کہ تا روز قیامت این غبارم بر دل است

و طالب مناظرہ گو و چوگان در شیراز بنام عبد اللہ بن ابراہیم سلطان نظم کردہ شاہزادہ او را صلہ داد و نوازش فرمود و او مردے معاشر و ندیم شیوہ بود ہموارہ با جوانان و ظریفان اختلاط نمودے و یا اندک فرصتے آنمال براندا خت مدت سی سال در شیراز بدل خوشی و ظرافت و عشرت روزگار گذرانید در شہور سنہ اربع خمسین و ثمانمایہ وفات یافت و در پہلوے خواجہ حافظ شیرازی در مصلاے

شیراز مدفون است اما شاهزاده عبدالله بن ابراهیم سلطان شاهرخ پادشاهزاده کریم طبع و زیبا منظر
خوش خلق بود و بعد از وفات پدر در مملکت شیراز و فارس بحکومت نشست و از واقعهٔ شاهرخ
سلطان محمد بایسنغر او را از فارس اخراج نمود و او التجا بعم خود الغ بیگ آورده او را تربیت کلی
فرموده دختر خود را بدو داد و او را همراه بسمرقند برد و بعد از قتل عبداللطیف خزانهٔ الغ بیگ که
عبداللطیف از غایت خساست و بخل دست بران نکرده بود سلطان عبدالله همچون باد بهار
بر ساکنان آن دیار نثار نمود گویند تا صابون بخش کرد و قیاس اموال دیگر بدین توان کرد بیت

درین خرابه مکش بهر گنج غصه و رنج چو نقد وقت تو شد نقد خاک بر سر گنج

روزگار دون که خسیس نواز است و کریم گداز سنگ تفرقه در اوقات مجموع آن شاهزاده
انداخت و سلطان ابوسعید برو خروج کرد و بمددگاری ابوالخیر خان در شهور سنه اربع خمسین
وثمانمایه در نواحی شهر سمرقند بدو مصاف داد و سلطان عبدالله بر دست سلطان ابوسعید شهید
شد از باد هوا آمد و بر خاک فنا شد ٭

طبقهٔ هفتم

ذکر منظور عنایات نامتناهی امیر شاهی سبزواری نور مرقده

فضلا برانند که سوز خسروی و نازکیهای کمال و لطافت حسن و صفائی سخن حافظ در کلام امیر
شاهی جمعست و همین لطافت او را کفایت است که در ایجاز و اختصار کوشیده که خیر الکلام ما قل و دل

یک دسته گل دماغ پرور از خرمن صد گیاه خوشتر

مولد و منشا امیر شاهی سبزوار است و هو آق ملک بن ملک جمال الدین فیروزکوهی است
و اجداد او از بزرگان سربدار بوده اند و او از جملهٔ خواهرزادگان خواجه علی مؤید است بعهد سلطان شاهرخ
که کار سربدار در تراجع افتاد و او رجوع بشاهزاده بایسنغر نموده و شاهزاده را نسبت بدو التفاتی
بودی و بعضی اسباب و اموال و املاک موروث او که در قرات سربدار بحوزهٔ دیوان افتاده بود

بسعی بایسنغر میرزا بدو رد کردند و او را منصب ندیمی و تقرب آن حضرت دست داد و گویند
ملک جمال الدین پدر امیر شاهی یکی از سربدار را کارد زده و کشته بود پسر او روز جانور انداختن
شاهزاده بایسنغر روزی در الکای کهدستان جانوری انداخت چنان اتفاق افتاد که
پادشاه و امیر شاهی تنها به یک جای ماندند و سواران در عقب جانور تاختند و در آن سال
شاهزاده روی با امیر شاهی کرد و گفت پدرت در پیش مردان کار و هلاک دشمن مثل او روا
نداشتی رعایت کرده و مروت نرفته امیر شاهی متغیر شد و گفت وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى
مقرر است که پسر بکار پدر مشغول نباشد و او را با اولیاء پدر نتوان گرفت و من بعد
از خدمت سلاطین اعراض نموده سوگند یاد کرد که تا زنده است خدمت سلاطین نکنم و بقیه ایام
روزگار بفراغت گذرانیدی و در شهر سبزوار املاکی داشت بعیش و تنعم و دلی بزراعت
مشغول شدی و دایما بفضلا و اهل استعداد مصاحب بودی و سلاطین و امرا و حکام او را حرمت
داشتندی و امیر شاهی مردی بود هنرمند زمان خود و انواع هنر داشت و بی نظیر بود و کاتب
در کتابت استاد بود و در تصویر یکتا که این بیت مناسب حال اوست بیت

گر ببین نسخهٔ تصویر ز پیش تو برند
تا به پاره بدرد رونق خود مانی را

و در علم موسیقی ماهر و عود را نیک نواختی و در آیین معاشرت و حسن اخلاق و نسبت
مجالس اکابر قصب السبق از اقران و اکفا بود و این قطعه را بعضی بدو منسوب می دارند که
در مجلس یکی از سلاطین اهل فخر بر حریفی نشانده بودند قطعه

شاها مدار چرخ فلک صد هزار سال
چون من یگانه نیاید بصد هنر
گر زیر دست هر کس و ناکس نشانیم
اینجا لطیفه ایست بر آنم من ای پسر
بحر است مجلس تو در بحر تجلیات
لؤلؤ بزیر باشد و خاشاک بر زبر

و چون غزلیات امیر شاهی بسیار مشهور است و او را جز طور غزل از اصناف سخن بسی
اختیاری نبوده و از غزلیات جدید او که بعضی از آن در دیوان او مسطور نیست سه غزل ثبت
شد غزل

نه کنج وصل تمنا کنم نه کنج حضور
خوشم بخواری هجر و نگاه دور از دور

بسی پیش تو قدری نیافتم چکنم — که شد مسلم از این جستجوی نامقدور

تنی چو موی شده زرد و زار و نالانم — ز تاب عارضه همچون بریشم طنبور

بگرد کوی تو گشتن هلاک جان منست — چو پر کشودن پروانه در حوالی نور

بروش غیب بشاید خطاب کرد مرا — ببندگی تو در شهر تا شدم مشهور

واین غزل در شهر استرآباد گفته بود که شهزاده ابوالقاسم بابر بهادر او را بتهمت تصویر گوشک گلفشان از سبزوار به استرآباد برده بود۔

تو شهریار جهان یا غریب شهر توییم — وطن گذاشته بی خانمان ز بهر توییم

دوای دل نشود نوش جام جم ما را — که ناز پرور پیمانهٔ زهر توییم

ز لطف بر سر ما دست رحمتی می نه — که پایمال حوادث ز تاب قهر توییم

چو لاله خون جگر از نوبهار عارض تو — چو غنچه چاک دل از لعل نوش بهر توییم

شد از وفای تو مشهور عالمی شاهی — بس است شهرت ما کز سگان شهر توییم

وله

باز این همه بی سامان سودای کسی دارد — باز این دل هرجائی جائی هوسی دارد

از کنج قفس دیگر در باغ نخوان ما را — کان مرغ که من دیدم خو با قفسی دارد

هر کس بهوای دل دارد بجهان چیزی — ما هیچ بدل جز جان آن نیز کسی دارد

شاها سگ کوی شما سهل است ز بیدردی — خوش وقت اسیری کو فریادرسی دارد

از کعبه چنان شاهی کم جو که بره عشق — کین بادیه چون شاهی آواره بسی دارد

وله

در جمع خوبرویان هم صحبتست ما را — کاسباب خرمی را صد گونه ساز کرده

از باده است صحبش هر کس گرفته جامی — چون دور ما رسیده بنیاد ناز کرده

لب بر لبش نهاده خلقی بکام شاهی — از دور چون صراحی گردن دراز کرده

عمر امیر شاهی از هشتاد سال تجاوز کرده بود که در بلدهٔ استرآباد بعهد دولت بابر بهادر وفات یافت نعش او را ببلدهٔ فاخره سبزوار نقل کردند بخانقاهی که آبا و اجداد او ساخته اند که بیرون شهر

سبزوار است بجانب نیشاپور و کان ذلک فی شهور سنه سبع و خمسین و ثمانمایه و شیخ آذری رحمة الله
فخر الدین اوحدی مستوفی و مولانا یحیی سیبک و مولانا حسن سلیمی معاصر امیر شاهی بوده اند و گویند
بایسنغر سلطان یک چند تخلص شاهی کردی چون دید تخلص شاهی بر امیر اتفاق قرار گرفت و در
شرق و غرب شهرت پذیرفته ترک نموده قسام ازل هر چه رقم کرد عدول از آن محال است بعضی
را شاهی صورت می دهند و بعضی را شاهی معنی هر کرا هر چه داده اند هر یکی متصور نیست بیت

ندانم تا رقم چون رفته در رد و قبول ما — همه از انتها ترسند و من از ابتدا ترسم

اما سلطان عالی رای عالم آرای ابوالقاسم بابر

کلک او بد کلید مخزن جود — تیغ او کارساز ملک وجود

رایت جهانداری در عهد او بذروه عیوق رسید لشکری داشت آراسته جوانان پردل
نوخواسته تجملی که چشم اسکندر در جهانداری بخواب ندیده و سپاهی که فریدون آوازه آن نشنیده بیت

آنچه شه را بجهد و کوشش و رنج — جمع آورد در صد و چهل و پنج
از سلاح و ستور و اسب و غلام — و آنچه بر وی توان نهادن نام
بیش بابر خدیو چه دل زاد — چرخ آن جمله بر طبق بنهاد

حق سبحانه و تعالی او را سروری و با وجود کهتری بر برادران مهتری کرامت فرمود مع
هذا خسرو درویش دل بود و صفدر حقیر نواز و از باطن مردان باخبر و دست عطای او ناسخ ابر آذار بود
دل صاف او مختار اخیار و ابرار آنا بجهت آنکه او پادشاهی بود مهربان و رئوف و کم آزار و سهل الهیج
امرا و ارکان دولت او مستقل شدند و رعیت از آن معنی متضرر شدند ملک را شاه ظالم به دل
به ز مظلوم عاجز عادل حکایت کنند شاهرخ سلطان در وقتی که در ری بجوار رحمت الهی پیوست
شاهزاده بابر در معسکر شاهرخی بود و میل استراباد نمود و امیر هندو یاقوت را که بعهد شاهرخ
سلطان زیاده منصبی و مرتبه نداشت و مفلوک بود در آن حین در استراباد بملازمت شاهزاده
شتافت و محل و ارتفاع یافت بر مقتضای آیه والسابقون السابقون اولئک المقربون هندو
که امیر الامرا شد و چون او مردی مسن روزگار دیده و مبارز بود شاهزاده برای تدبیر او کار کردی
توبیخی با شاهزاده گفت ای سلطان عالم برادران تا بنای اعمام تو در ممالک مستقل اند

گنج و سپاه بدست ایشان افتاده و بزرگ زادگان این دولت ملازم آن جماعت اند اگر سخن
مرا گوش کنی بحتمل که ملک بتو انتقال کند والا با وجود این مردم همانا که تو از ملک محروم خواهی بود
شاهزاده گفت کدام است آن مصلحت گفت آنکه مردم دون و بد اصل را تربیت کن که بزرگ
زادگان بتو سر در نیاورند دوم بخشندگی با فراط پیش گیر تا باوازهٔ جود تو مردم بتو رجوع کنند
سوم آنکه یساق سخت مکن که بمردم ایذا رسد و از تو امن باشند چهارم آنکه لشکر را از غارت و دست
اندازی منع مکن تا بجهت طمع شوم خود کار تو از پیش برند و چون کار تو از پیش رود و ملک بر تو مسلم گردد زنهار که این کارهای
موهوم را ترک کنی و خلاف این قاعدهاے بدنمائی که این ها همه جهت تو ضرورست شاهزاده
چون دانست که جهت بناے دولت او این سخنهاے گوید از و پذیرفت و چنان کرد و سلطنت
بدو استحکام یافت اما چون بدعتے و قاعده مستقر شده بود فجأةً دفع آن میسر نشد سلطانان
از تدبیر خطاے هند و چندگانه در پریشانی تمام گذرانیدند حقا که تدبیر آن ظاهر بین غلط محض بود
چه خداوند تبارک و تعالی دولت و رعیت تعبیه کرده نه در اراده لشکری و رعیت پروری و نام نیکو
و ذکر جمیل و نشر رافت بندگان خدا آفریده نه در کوشش و توفیر خزاین

باری چو فسانه میشوی ای بخرد افسانهٔ نیک شو نه افسانهٔ بد

القصه شاهزاده بابر پانزده سال بکامرانی سلطنت راند و بهر جاے که روے آوردی دولت
سعادت همعنوی و بخت و اقبال یاوری کردے سرداران او هم پادشاهے مے زدند
و امراے او اساس سلطنت داشتند حاتم طے اگر زنده بودے بجل سخاوت و جود طے کردے
دار معنی او بحسن بن زاید زیاده نبودے و بعد از واقعه برادرش سلطان محمد عازم فارس و عراق
عجم شد و آن ملک را مسخر ساخت و در اکثر ایران زمین خطبه بنام او خواندند و بهر جاے و بهر ملک
که روے آوردی تاب او نیاوردندے و مطیع راے جهان آراے او شدندے و در عهد دولت
او عراق از دست تصرف آل تیمور بیرون رفت و ترکمانان بر آن بلاد مستولی شدند در شهور سنه
خمس و خمسین و ثمانمایه و آن استیلا از جهت بے تدبیرے شاهزاده بابر بود که بعد از قتل برادرش
سلطان محمد بتعجیل بے یراق بعراق نهضت نمود و جهان شاه و ولد او پیر بداق فرصت یافتند
و شاهزاده بابر را فرصت آن نبود که ترکمان مشغول کرد و عراق را باز گذاشت و ایشان بر عراق

حاکم شدند و بعد ازان سلطان بابر جهت دفع جهان شاه و لشکر ترکمان یراق کلی و لشکر بیقیاس
جمع نموده و متوجه عراق و آذربایجان گردید دران حال سلطان ابوسعید در شهور سنه سبع
وخمسین وثمانمایه از ماوراءالنهر لشکر کشید و پیر درویش هزاراسپه برادر امیر علی را که والی
بلخ بود بقتل رسانید و شاهزاده بابر عزیمت جانب تراکمه را فسخ کرده از نشلان سلطان آباد و جرجان
بقصد سلطان ابوسعید لشکری بجانب سمرقند کشید از آب جیحون گذشت و در شهور ثمان وخمسین
وثمانمایه بلده محفوظه سمرقند را محاصره کرد و مدت دو ماه و کسری از طرفین قتال و مصاف
بود و چون زمستان در دست داد و جهت صعوبت سرما و تلف چارپایان و مشقت لشکریان سلطان
بابر بصلح راضی شد بزرگان درمیانه اصلاح نمودند و شاهزاده بابر بطرف خراسان مراجعت نمود
ودران سفر مشقت بسیار بمردم بابری عاید گشت و مجموع گرسنه و برهنه بوطن رسیدند وآن چشم
زخمی بود دولت بابری را و بعد ازان نهضتی نکرد بفراغت و خوشدلی و عشرت روزگار گذرانید
وسلطان بابر را کرمی شامل خواص و عوام و رافت و تواضعی مالاکلام بود و طبع موزون و سخنی
چون در مکنون داشت و این غزل بابر راست غزل

در دور ما ز کهنه سواران یکی می است | وانگه دم از فضول نفس هیزمی است
این سلطنت که ماز گدائیش یافتیم | دارا ندانست هرگز و کاوس راکی است
دانی کمان ابروی جانان سیه چراست | کز گوشه پاش دود دل خلق در پی است
دارد بزلف او دل زنار بسته را | سودای کفر و کافری هر چه در وی است
بابر رسید ناله زارت بر آسمان | لیلی وقوف یافت که مجنون [illegible]

در شیوه سخاوت وجود بابری حکایات فراوان منقول است از انجمله حکایت کنند که چون
بابر سلطان قلعه عماد را که تختگاه اصلی بود مسخر ساخت در پله جواهر نفیس پیش او آوردند پاره
زان بیکی از مخصوصان خود بخشید وجیه الدین اسمعیل که وزیر آن حضرت بود گفت ای
سلطان عالم اول مرتبه بکشائی شاید خراج اقلیمی را جواهر [illegible] پاره باشد گفت ای خواجه فقیر
است که [illegible] نفیس [illegible] بود [illegible]
[illegible]

از شمع خرش دیده همان به که بدوزیم   چون فایدهٔ نیست نه بینیم و نه سوزیم

بزرگان و حکما مقرر داشته اند که بهترین سیرتے در بنی آدم کرم است و این شیوه پسندیدهٔ معایب است۔

اما کرم را نیز طرفین است چون بتفریط رسد آدمی از مرتبه انسانیت بطریقه شیطنت مبدل مے شود اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ هر آئینه که صراط مستقیم که اوسط امور است اختیار حکما و فضلا ست حکایت آورده اند که معاویه بن ابی سفیان روزے میگفت که الهاشمی جواد والمخزومی متکبر والتیمی شجاع والاموی حلیم این حکایت بعرض امام البررة و قاتل الکفرة اسد الله الغالب علی بن ابی طالب ع رسانیدند آن حضرت فرمود که عجب مردے مدبر و مکار است معویه درین سخن مقصودے دارد مدار کار قبیلهٔ قریش برین چهار فرقه است آن که هاشمی را بسخاوت تعریف کرد مقصودش آنست که هاشمیان بدین نام نیک غره شوند و هر چه دارند بافراط و تفریط بخشند و حاجتمند و درویش شوند و هیچکس در عالم بدرهٔ ایشان خوش نیست و اطاعت فقرا مردم کمتر مے کنند و بدین جهت از حکومت و خلافت معزول شوند و آن که مخزومیان را متکبر وصف کرده میخواهد که آن مردم برین خصلت مذموم مشهور شوند و مبغوض طباع خلایق گردند و آنکه تیمی را شجاع گفته غرضش آن است که آن فرقه جهت اسم و رسم خود را در معارک خوف و خطر اندازند که مردم ایشان را پهلوان و شجاع گویند و بکلی مستاصل شوند و آنکه قوم خود را حلیم نامیده حلم چیزے ست که هیچ خوف و خطر ندارد و محبوب خلایق است میخواهد او و خاندان او در نظر مردم محبوب و مقبول باشند و از خطرات دور و بامر خلافت نزدیک والسلام اما چون آفتاب دولت بابری باوج صعود رسید و سد ممالک مشید و قوانین ملک ممهد شد عین الکمال آن خورشید اقبال را بهبوط و زوال کشید بوقتے که دلهائے خلایق بر دور دولت او قرار یافته بود و زبانها بشکر ایادی و نعم او جاری گشته در آغاز تباشیر صباح جوانی و تنعم و کامرانی شاهزادهٔ ذره مرکب زندگانی بمحل تا غله آن جهانی تحویل فرمود و ماتم رسیدگان آن سوگ ناگاه خاک سکان آن خسرو گردون پناه را بر سر کرده سے خروشیدند زاری کنان در خواندن بیت مشغول بودند

کی فلک آهسته رو کاری نه آسان کرده   ملک ایران را بمرگ شاه ویران کرده

آفتابے را فرود آورده از اوج خویش　　بر زمین افگنده و با خاک یکسان کرده
نیست کارے مختصر چون بالحقیقت میرزی　　قصد خون پال خالق و قلع ایمان کرده

چون شاه بابر درویش دل و عارف و موحد بود چندان تعلقے بدین خاکدان غدار نداشت مانند اولیاء الله آگاه رفت بیت

عاشقانے که با خبر میرند　　پیش معشوق چون شکر میرند

بهنگام رحیل همگنان را از رفتن خود آگاهی داد و وصیت فرمود و فرزندش شاه محمود را با امرا و ارکان دولت سفارش کرد و از مردم مشهد مقدس تجلی حاصل و شاهد جمال معشوق بوده بکلمه توحید تمسک جست و این بیت میخواند ؎

جان بحق واصل شد و من در پی حق میرم　　گرچه دشوار است ره من لیکن آسان میرم
دوست وقت رفتن اندر روی من خندید گفت　　من چو دیدم روی او زان روی خندان میرم
صرصر مرگم برفتن مے کند تعجیل و من　　از ضعیفی چون صبا افتان و خیزان میرم

نعش ارجمند آن خسرو سعادت مند را امرای نامدار بر دوش گرفته در روضه منور سلطان الاولیا علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثناء برده نماز بر نعش شاهزاده باقامت رسانیدند و بجوار مرقد رضا بعد از رضائے خادمان رضوان آب در مدرسه شاهرخی بر قبه طرف قبله مدفون ساختند و هیچکس را از سلاطین نامدار بعد از رحلت از دنیا این قدر و منزلت دست نداد

گر دو روزی بتواضع بسر آرے دنیا　　بعد رفتن کنف روضه مقامت باشد
حق تعالی روح پرفتوح آن خسرو دنیا را　　در آخرت مسرور داراد بالنبی و آله

الامجاد تاریخ وفات بابری عزیزی گفته ؎

شاه بابر شهی که از عدلش　　عدل نوشیروان شدی ناسخ
بود راسخ چه در سخا و کرم　　گشت تاریخ فوت او راسخ

و این تاریخ دیگر روشن تر است ؎

ناگاه قضا ز قدرت سبحانی　　بر خاک فگند تاج بابر ثانی
در هشتصد و شصت بیک تاریخ رسول　　در سادس عشرین ربیع الثانی

وازاکابر علما و شعرا که بعهد بابری ظهور یافته اند از مشایخ طریقت شیخ الشیوخ الفاضل العارف صدر الحق والدین محمد الرواسی الکاشی است ره واز علما مولانا فاضل العلامه مولانا محمد جاجرمی واز شعرا مولانا طوطی ترشیزی و خواجه محمود برسه و مولانا قنبری زه تاب نیشاپوری زه

ذکر مولانا حسن سلیمی رحمة الله علیه

مردے سلیم و نیکونهاد و اہل دل بوده و در شاعری طبع قوی داشته و در منقبت امیر المؤمنین و یعسوب المسلمین علی ع و اولاد بزرگوار و ائمه معصومین قصاید غرا دارد و ولایت نامها را چنان او دیگرے از مداحان نظم نکرده گویند اصل او از تونست و در سبزوار متوطن بوده ابتدائے حال علمداری کردی روزے براتے بر بیوه زنے نوشت و آن عجوزه فریادکنان روے بدو کرده گفت اے مرد این برات را موجب حکم که تو بر من نوشته سلیمی گفت بحکم سید فخر الدین که وزیر ملک است پیرزن گفت اے ظالم اگر در روز عرض اکبر دامنت گیرم و تو گوئی که من بحکم سید فخر الدین بر تو ظلم کرده ام آیا خدائے تعالی این عذر ازین سخن از تو قبول کند یا نی در دلے نهاد سلیمی از سخن عجوزه بیدار شد فریاد میزد و آنگه در آن ساعت دوات و قلم بشکست و سوگند خورد که مدة العمر گرد حرامخواری و علمداری نگردم و در قبول عهد خود وفا کرد و حق تعالی که مقلب القلوب است انشاء الله که دلہائے سخت عملداران خونخوار این روزگار که شیوهٔ ایشان طمع بمال مسلمانانست و کیش ایشان دروغ و بهتان است این کردار را بگرداند و راستی و شفقت بپریشان ارزانی دارند بیت

تا کی این ظلم [illegible] الشان بشرابی تشنه‌اند … تا کی آزار مسلمانان ای مسلمانان [illegible]
[illegible] مسلمانی و نام آدمی [illegible] … [illegible] شانی و لقب [illegible]

وبعد ازان مولانا [illegible] [illegible] الاسلام [illegible] [illegible] قطعه

الٰهی باعزاز آن پنجتن … [illegible]
کم [illegible] دنیا [illegible] … [illegible] بشغل [illegible]
یکے تا چشم را [illegible] … [illegible] تو باشی [illegible]

دویم روزی من زبهائے رسان | که منت نباید کشید از خسان
سوم چون بمرگم اشارت بود | بآن لا تخافوا بشارت بود
چهارم چنانم سپاری بخاک | که باشم ز آلودگی جمله پاک
به پنجم چو تن بگسلاند کفن | رسانی تنم را بآن پنج تن

یارب العالمین وارحم الراحمین بفضل خود وبآب روی مردان که همگنان رابدین دولت سرافراز گردان ووفات مولانا حسن سلیمی در ولایت جهان ارغیان بوده بوقت زیارت مشهد مقدس در شهور سنه اربع وخمسین وثمان مایه وجسد او را نقل کرده اند بسبزوار وانجا مدفون است ره

ذکر مولانا محمد بن حسام ره

بغایت خوش گویست و با وجود شاعری مرد اهل فضل بوده وقناعتے وانقطاعی از خلق داشته از حرفت من اعمال قهستان از دهقنت نان حلال حاصل ساختے وصباح که بصحرا رفتے تا شام اشعار خود بر دسته بیل نوشتے وبعضے ازو ولی حق شمرده اند ودر منقبت گوئی بعهد خود نظیر نداشت قصاید بعزّ او ارد واین قصیده در نعت حضرت رسول او راست که بعضے از ان ثبت کرده مے شود ؎

ای رفته آستان تو جنان برآستین | چاروب فرش مسند تو زلف حور عین
بوی صبا ز نکهت زلف تو مشکبوی | خاک عرب ز نزهت قبر تو عنبرین
از لعل آبدار تو امواج را شفا | وز زلف تابدار تو حبل المتین متین
روی تو سایبان قنادیل آفتاب | زلفت خزانه دار سپهر گوهر نگین
ذات تو هم امام کریم و مصطفی | حسن تو بر خلق عظیم ثنا آفرین
بر منبر فلک آراسته شد وفا | شاه سریر مسند اعلای یاسین
چابک سوار شب بر شد سمند ببیند | کامد رکاب او ز پی شهسوار دین
جبریل عاشر [illegible] | [illegible]

بابای مهربان بنی آدم و شفیع فرزند آدم از همه لیکن خلفترین
ای بر سر یرگنت نبیاً نهاده پای آدم هنوز بوده مخمر بماء و طین
ای رهروان راه حریم آلهرا شرع تو تا بروز ابد شارع مبین
ای نقل کرده رایت رایت آفتاب وی نقل بوده رویت رویت طرین
ای مالک ممالک ایاک نعبد وی سالک مسالک ایاک نستعین
رویت بر آستان لعمرک مه تمام در باغ فاستقم قد تو سرو راستین
یک جاریه ز حضرت با احترام تست ترک چهار بالش قصر چهارمین
فیروزه ممالک لاینبغی نیافت تا کرده نقش خاتم لعل تو بر نگین

توفی ابن حسام فی شهور سنه خمس و سبعین و ثمان مایه

ذکر مولانا عارفی الهروی نور مضجعه

مردی خوش طبع بوده و مدایح ملوک روزگار و امرای نامدار بسیار گفته و در شیوه مثنوی ماهر بوده آنچه مشهور است مالابد حنفی مذهب را نظم کرده و ده نامه بنام وزیر با استحقاق خواجه پیر احمد ابن اسحاق گفته و غزلهای دلپذیر و مقطعات ملایم در آن کتاب درج نموده و این غزل او راست

غزل

از غمزه جادوی تو چون دید اشارت نقد دل و دین چشم تو بر بود بغارت
ای خسرو خوبان بگدایان نظری کن درویش نواز نیست الکل نخل امارت
در پنجه سر ایست جهان دور ز شاهی این کهنه رباطیست مبرا ز عمارت
گلگونه رخسار ز خوناب جگر ساز در مذهب عشاق جز این نیست طهارت
گر عارفی بیدل شده را بنده شماری از صدق و دعاگوی بود روز شمارت

ذکر مولانا جنونی علیه الرحمة

مردی خوش گوی و ظریف بوده از اندخود است اما در دار السلطنت هرات ساکن بوده

امرائے نامدار و ابنائے روزگار بد و خوش بوده اند و امیر مرحوم غیاث الدین سلطان حسین ابن امیر کبیر فیروزشاه بدو گوشهٔ خاطرے مرعی میداشت و طبع او بر جانب هزل مایل بودی و بیشتر شعرا را هجو گفتے و حافظ شربتے را هجوهائے رکیک گفته که نوشتن آن طریقهٔ ادب نیست و این غزل او راست :-

گفتمش عید است آن رخسار و ابروی ماه عید ‏ ‏ ‏ ‏ گفت آرے روشنست اینحال پیش اهل دید
گفتمش از چیست ماه نو چنین مشکل نما ‏ ‏ ‏ ‏ گفت میگردد ز شرم ابروے من ناپدید
گفتمش غوغا بشام عید از ان ابرو چراست ‏ ‏ ‏ ‏ گفت هر کس دید این غوغا دگر خود را ندید
گفتمش در وعدهٔ وصل توام یکسال است ‏ ‏ ‏ ‏ گفت بسیار این گدا در کوے ما خواهد دوید
گفتمش تا ماه دیگر بر جفای بگذری ‏ ‏ ‏ ‏ گفت اگر صبرے کنی این هم بسر خواهد رسید

ذکر مولانا یوسف امیری رح

از جملهٔ شعرائے متعین است بروزگار شاهرخ سلطان او را شهرت دست داده همواره با ناموس زندگانی میکرده و امرا و ارکان دولت او را نگاهداشت مے فرمودند و قصاید غرا در مدح خاقان کبیر شاهرخ میرزا و اولاد عظام و امرا او دارد و این قصیده در مدح بایسنغر میرزا او راست قصیده

بتی که رونق مه برد روے رخشانش ‏ ‏ ‏ ‏ ز پسته تنگ شکر ریخت لعل خندانش
شکست رونق یاقوت و آب لؤلؤ برد ‏ ‏ ‏ ‏ رواج تیزی بازار در و مرجانش
صبا بطبلهٔ عطار ازان سبب ماند ‏ ‏ ‏ ‏ که مایه دار دازان زلف عنبر افشانش
بگرد ان لب چون نوش خط او خضریست ‏ ‏ ‏ ‏ نشسته بر طرف جوے آب حیوانش
میان آن رخ و خورشید فرق نتوان کرد ‏ ‏ ‏ ‏ چو سر بر آورد از مشرق گریبانش
ز دست نرگس مستش اگر دلے بجهد ‏ ‏ ‏ ‏ کند بسلسلهٔ زلف بند زندانش
دلم مشوش و حالم چنین بشولیده ‏ ‏ ‏ ‏ ز چیست از شکن طرهٔ پریشانش
ز دست او بجهان داستان شوم گرنے ‏ ‏ ‏ ‏ چگونه باز رهم من ز مکر و دستانش
دلم بدرد گرفتار گشت در غم او ‏ ‏ ‏ ‏ نگر کند شه عالم بلطف درمانش

خدایگان سلاطین مظفر دولت و دین — که بر ملوک جهان نافذست فرمانش

سپهر مهر عطا بایسنغران که ز طبع — کشیده قافیه بر دوش مهر و کیوانش

بسا که زیر و زبر گشت هفت طاق سپهر — ز رشک رفعت خرگاه طاق ایوانش

ز آسیای فلک در تنور گرم اثیر — زمانه می پزد از قرص مهر و مه نانش

حمل بر آتش خورشید میشود بریان — بدان امید که روزی نهند بر خوانش

میان صف جنیبت نشان موکب اوست — هزار بنده چو افراسیاب خاقانش

ایا شهی که سپهری نزیبد از لطایف حق — نثار بارگه رحمت فراوانش

بچشم باصره تشبیه کاینات رواست — چو هست ذات شریفت تو عین احسانش

ز شوق کف تو گوهر همی نیارد بار — هوای مولد دریا و مسکن کانش

جهان اگر ز عناصر شود تهی سازند — ز چار پایه تخت تو چار ارکانش

جهان پناها در مدح تو هر اشعر لیست — که صدره از ره تحسین ستود حسانش

هم از لطافت معنی هم از جزالت لفظ — گذشت بنده بصد مرتبت ز اقرانش

کسی که کسوت شعرش بود چنین خوش نیست — بجز ثنای تو باشد طراز دیوانش

همیشه تا که بطوار آسمان باشد — گهی ز ماه سجل گه ز مهر عنوانش

مباد ملک ترا تا بدامن محشر — ز انقلاب حوادث زوال نقصانش

ذکر ملک الفضلا خواجه فخر الدین اوحدی مستوفی سبزواری

حکیمی صاحب فضل بوده و در فنون علوم صاحب وقوف تخصیص در علم نجوم و احکام که درین فن بروزگار خود نظیر نداشت و در علم شعر و شاعری سرآمد عصر بود و در خط و انشا و سیاقت و طب و تواریخ مشار الیه مستعدی بجامعیت او بروزگار او نبود و خواجه از اعیان سبزوار است و خاندان ایشان را مستوفیان خوانند و ذکر ان مردم در تاریخ بیهقی مذکور و مسطور است و خواجه فخر الدین اوحدی را وجود حکمت و فضل و کمال مشرب فقر و درویشی حاصل شده بود و پیوسته [illegible] از فقرا و مستعد بافاده و استفاده و تعلیم مشغول بوده [illegible] کتاب خواجه [illegible] عمر [illegible] از عزلت و قناعت [illegible]

وغیر ذلک وکتب را بخط مبارک خود اصلاح وتنقیه ومقابله نموده ودر جهان فانی بغیر از صیت نکته دانی کارے برداشت وبجز ذکر خیر وکتابے چند یادگارے ومیراثے نگذاشت امرای اطراف وفرمانروایان اکناف خدمات پسندیده جهت خواجه روان کردندے وآن مال را خرج طلبه مستعدان نمودے والیوم منزل ومکان آن نادرهٔ زمان مقصد فضلا است جناب فضایل مآب حکمت آیات قدوه ارباب الفضلاے والحکماے مولانا غیاث الدین محمد ادام الله فضایله که اگر جالینوس زنده بودے در حکمت از او استفاده نمودی الیوم حق گذاری بجاے آورده وصله رحم مرعی میدارد وجانشین خواجه اوحد است ودر منزل شریف آن بزرگوار بر قاعده زندگانی شریف او بلکه باضعاف آن درس وافاده منتظم ومهیا است بیت

زنده است کسیکه در دیارش ... ماند خلفے بیادگارش

وچون باوجود فضایل خواجه از جمله شاعران مکمل است ودیوان شریف او مشتمل است بر قصاید ومقطعات وغزلیات مختار واجب نمود قصیده ویک قطعه درین تذکره ثبت نمودن و این قصیده خواجه راست در منقبت امام الانس والجن ابو الحسن علی بن موسی الرضا علیه افضل التحیة والثناے چرخیات زیبا فرموده است وآن قصیده این است :-

گردون فراشت رایت بیضای آفتاب ... وز پرده‌هاے دیده شب بشست کحل خواب

صبح چمن عذار چو خوبان شوخ چشم ... پرده ز رخ فگند وبرون آمد از حجاب

نظارگی ز منظر این کاخ زرنگار ... صد لعبت سمن سلب سیمگون ثیاب

مصباح صبح چهره فروز آمد از ظلام ... چون نور شیب شعله زنان در شب شباب

سیمین طراز گشت چو خرگاه خسروان ... پرده سراے چرخ که بد عنبرین طناب

هر کوکبے نمونه صفریست فی المثل ... حیران شده محاسب عقل اندر احتساب

جوے مجره بین چو بفردوس جوے شیر ... طفلان چرخ از وشده قانع بشیر ناب

کیوان که گوے برد برفعت ز همسران ... میل غروب کرد باهنگ اغتراب

برجیس را زده غم راست ره شکیب ... آرے چگونه صبر کند ره عدے رباب

رفته بغرب بیرق براق ترک چرخ ... چون تیغ تهمتن بنهان قانه غراب

یوسف رخی چو مہر گرفتار دیو چاه — یونس وشی چو تیر ز ماہی در اضطراب
از بزم زہره تا بثریا ہمے رسید — افغان عود و بانگ نی و نالۂ رباب
تا چیده مہ ز گلشن نیلوفری سے گلے — تا گر سپر نگند چو نیلوفرش در آب
کف الخضیب رایت نصرت فرافته — بر اوج آسمان چو دعاہائے مستجاب
عقد پرن ز نور سپهان میمنو دراست — کاندر میان سلک گہر لولوئے خوشاب
عیوق ازان عنان عزیمت باوج تافته — کاندر طلوع ہست ثریاش در رکاب
چسلک باہم از پے آنند شعریان — کین ہیچ ناب باشد و آن گوہر مذاب
قلب الاسد گره زده بر جبهه خشمناک — با طرفه هردم از طرفے دیگرش عتاب
بہر بدہ غفر رشتہ پیوند از بدان — زان رو درست گشتہ بہ پیکانش انتساب
رامی کمین کشا شده بر کرگسان چرخ — وز بهر دام حوت رشا گشتہ رفتہ تاب
طفل سہا چشیده لبن از بنات نعش — کرده شہاب پہلوے شیر ژیان کباب
گر با ذنب قرین نشود راس ور نیست — واجب بود ز صحبت نا اہل اجتناب
ظلم ظلام تا کند از رخ شام صبح — ہر گوشہ گشتہ برق زنان بیرق شہاب
در پرده سخن نگر اجرام راستی — چون شاہدان کہ جلوه نمایند در نقاب
گشتہ فلک ز گوشہ پروین گہر فشان — بر روضہ مقدس سلطان بو تراب
سوغل اصفیائے مکرم کہ ذات او — ایزد ز خاندان کرم کرد انتخاب
شاہنشہ کلام کلیم خلیل حق — کلی طالبی سیر ہاشمی خطاب
سلطان جعفری نسب موسوی گہر — و بود در سراب جہان مالک الرقاب
علام علم دین علی موسی رضا — خضر سکندر آئین شاه فلک جناب
در راه شرع قافلہ سالار جن و انس — در باب علم مسئلہ آموز شیخ و شاب
افعال کاملش همہ بے عیب و اختلال — و اقوال صادقش همہ بیشک و ارتیاب
بر باد داده خاک رہش آبروے بحر — و آتش فگنده خاک رہش در دل سحاب
گردون بطوع چاکریش کرده اختیار — و آتش ز شوق دشمن جاہش در التہاب

آب از حیای ابر نوالش در ارتعاش — اختر بطبع بندگیش کرده ارتکاب
با حلم او زمین نزند لاف از درنگ — با عزم او زمان نکند دعوی شتاب
یابد ازو نسیم ولایت دماغ جان — آری دهد هر آینه بوی گل از گلاب
سلک سخا نه گوهر او یافت انتظام — بحر کرم ز فیض کفش دید آن شعاب
شاهان نهند روی ارادت چو پرورش — خیزد ز درگهش نعره طوبی لمن اناب
از تاب قهرش اطلس نه توی چرخ را — حاصل همین بود که قصب از ماهتاب
هر روز هر چون ز فصاحت کند سؤال — مفتی کلک او انا افصح دهد جواب
بر امر و نهی اوست مدار جهان شرع — زین خوبتر چگونه توان کرد احتساب
هر سفله نیست در خور آداب حضرتش — نبود نعیم باغ جنان لایق دواب
خواهد دلم ثنا بطریق خطاب گفت — بشنو بگوش جان که خطابیست مستطاب

ای قهرمان کشور عصمت باصل و نسل — وی والی جهان ولایت چو جد و باب
حرف محبت تو هم از ابجد است از کون — کلک قضا رقم زده بر سر نوشته لب
ایزد بدست لطف رسانید سایه — آنجای که رسد قدم سعی اکتساب
ملک کمال و کشور قدر تو ایمن است — از دست برد حادثه و پای انقلاب
در علم انبیا و در اسرار اولیا — هم وافر النصیبی و هم کامل النصاب
لعل از حیای گوهر ذات مبارکت — هر دم بخون چهره کند چهره را خضاب
گاه از نسیم خلد دهد گوهر صدف — گاه از سموم قهر تو دریا شود سراب
صافی دلان ز مهر تو در عین انتباه — سرگشتگان ز کین تو در تیه التهاب
گر خصمت از معالجه رنج حادثه — غافل مشو که حادثه هست اندر انصباب
گشته عقاب عفت تو چون تیر پایه — بر کینش را عقوبت و بدخواه را عقاب
نمرود وار پشه کین تو خصم ترا — بر سر ز غصه دست زنان صبح تا بشب
رنج حسد هلاک کند حاسد ترا — آری چه پر عقاب بود آفت عقاب
در جنب روضه تو چه باشد ریاض خلد — پهلوی شاخ سدره چه جولان کند سحاب

باشیر مردے تو چو تاب آورد کسے	کز بیم شیر زہرہ شود زو توان قتاب
درو ین کسے کہ غیر تو دانست پیشوا	گوئی گناہ باز نمیداند از ثواب
افلاک را مدار از آن شد زمین بہت	یک مشت خاک در کف اولاد بوتراب
گاہ شدن جناب رسالت شعار را	بود آخرین سخن سخن عترت و کتاب
صیا دلا بہر جنابا توئی کہ ہست	بحر محیط با کف جودت کفی خلاب
ما بندہ ضعیف و تو سلطان کامران	ما خادم کمین و تو مخدوم کامیاب
او چدکہ تافت از ہمہ عالم رخ امید	زین آستانہ روئے نتابد بہیچ باب
پسند کاسمان کندش خستہ ستم	و اختر بجائے شربت فندلش دہد عذاب
این خاک راز جام رضا بخش جرعہ	اندم کہ دست ساقی لطفت دہد شراب

وخواجہ را مدت العمر بعد ازان کہ بہشتاد و یک سال رسید دامن عصمت ز غبار این خاکدان پر محنت در چیدہ بمعمورہ جاوید خرامید در سنہ ثمان و ستین و ثمان مایہ و خواجہ مجرد گذرانید و از برکت اولاد و احفاد محروم بود بلکہ از غصہ سعادت و شقاوت این جماعت مصون بیت

غم فرزند و نان و جامہ و قوت	بازت آرد ز سیر در ملکوت

وقال سنائی فی الحدیقہ

کدخدائی کہ مایہ ہوس است	کدر ہاکن ترا خدائے بس است

وخواجہ را بجہت تاہل دلالت میکردند در معذرت یکے از ایشان این قطعہ انشا کردہ

ہمے میگفت با او عدو ز انشائے سخن	کای تو آگاہ از رموز چرخ دوران آسمان
ہم باستحقاق ملک فضل را مالک رقاب	ہم باستعداد اقلیم سخن را قہرمان
مریم طبع گہر زایت چرا کرد ست قطع	چون مسیحا رشتہ پیوند از وصل زنان
مرد را ہر گنج گیرد چہرہ دولت فروغ	تا بنور زن نہ پیوندد چراغ خانمان
حیف باشد غنچہ سان رہجان عجب بستن گرہ	چند روزے کاندرین باغیم چون گل میہمان
گفتمش اے یار نیکو خواہ میدانم یقین	کز نکو خواہان نمی شاید بجز نیکی گمان
وصل آن ہر چند باشد پیش مردانرا عجبے	روح را راحت کفیل عیش و عشرت را ضمان

لیک با او سمع صحبت درنمیگیرد زانک | من سخن از آسمان میگویم او از ریسمان

ذکر امیر امین الدین نزلابادی رہ

انواع فضیلت و حسب با نسب سیادت ضم داشت و نزلاباد از اعمال بیهق است و امیر امین الدین مرد ظریف و خوش طبع بوده با کاتبی و خواجه علی شهاب در شاعری دعوے میکند گویند جمعی از فضلا و شعرا تحسین قصیده شتر حجره کاتبی میفرمودند و در بدیهه این قطعه گفت قطعه:

اگر کاتبی در سخن گه گهے | بلغزد بر و دق نگیرد کسے
شتر حجره را گر نکو گفت لیک | شتر گربها نیز دارد بسے

و امیر امین الدین را در مثنوی گوئی طبع فیاض بوده چند کتاب مثنوی پرداخته مثل خلاب شمع و پروانه که آن را مصباح القلوب نام کرده و داستان عقل و عشق که آن را بسلوة الطالبین موسوم ساخته و قصه فتح و فتوح و غیر ذلک و این غزل او راست غزل

دیده چون آئینه روئے تو دیدن گیرد | از تحیر ز مژه آب چکیدن گیرد
دل من در سر آن زلف سیه مضطرب است | مرغ در دام چو افتاد طپیدن گیرد
باز بگریخت خیال تو ز چشم پر آب | مهر و در اشک که او را بدویدن گیرد
لرزه بر تن فتد آن لحظه که من آه کشم | شاخ لرزد چو سحر باد وزیدن گیرد
گر رسد شادی وصلت با مین یک نفسے | جسم چون گردد او روح پریدن گیرد

ذکر درویش قاسم تونی رہ

مردے اہل طریق بوده و شاعری متین گوے و خوش سخن است و بجهت انقطاع و فقر تردد بجوانب اهالی مناصب نکرده و در بند نام و شهرت نبود و تحقیق دانسته بود که الشهرة آفة و الخمول راحة در توران منقبت کرده که نام اصلی آن گلخن است واز بوستان و دوستان فراغتے داشته که نزد محققان ناش گلخن و پیش تن پروران اسمش

گلشن است و در این باب گوید

از همت بلند نباشد گر قاسمی — شهر هری گذارد و قانع بتون شود

واین غزل قاسمی راست غزل

بازم بعهد زلف تو دل پای بند شد — مرغ هوا بدام اسیر کمند شد
گلنار چهره چون که برافروختی بناز — خالت بگرد آتش سوزان سپند شد
ایام هجر روی خود از ما مکن سوال — دیوانه را مپرس که از ماه چند شد
دل را که بود معدن عقل و محل هوش — راهش پری وشی زد و جای گزند شد
این قدر و منزلت نه بخود یافت قاسمی — از قدر یار پایه قدرش بلند شد

ذکر ملک الشعرا مولانا صاحب بلخی المشتهر شریفی

مرد مستعد و صاحب فضل بوده است و در فنون علوم شروع داشت مثل طب و سیاق و غیر ذلک و مع هذا در شاعری مکمل بود و در مدایح شاهان بدخشان و سادات عظام ترمذ قصائد غرا فرموده و او راست این مطلع قصیده که در مدح سلطان علی اکبر ترمذی گفته:

در وقت تبسم لب جان پرور دلبر — چون رشته آلیست بدو سی و دو گوهر

ولهٔ

وصل یار از عمر جاودانی خوشتر است — لعل جان بخشش ز آب زندگانی خوشتر است
بر لب او راه چون عنبر فشانده است دور قمر — بار رخ او عشق ورزیدن نهانی خوشتر است
در تعلق هر رگ جان را بدو انسی بود — پاکبازان را بدلبر میل جانی خوشتر است
گرچه پیغام از نسیم صبح با یاران نکوست — درد دل با دلبران گفتن زبانی خوشتر است
عاقبت کانیست باقی جمله اینها در گذر — ای شریفی گر تو اینها را ندانی خوشتر است

و این مطلع نیز بدو منسوب است:

تویی کان نمک ما شوربختان — خدا این داد ما را و ترا آن

اما ملوک بدخشان خاندان قدیم و پادشاهان کریم بوده‌اند بعضی نسب ایشان را با سکندر

فیلقوس سے رسانند کہ بذی القرنین مشہور است از بزرگان سلاطین ایران و توران ہموارہ ایشان را توقیر و احترام بودہ و پادشاہان ولایت بدخشان بملازمت و ترددی فارغ بودہ اند و آن حال از زمان سلاطین ماضیہ استمرار یافتہ بود سلطان ابوسعید گورگان چون نزہت و لطافت ولایات بدخشان معلوم کرد خواست تا آن مملکت نیز داخل تصرف او شود بہ استیصال شاہان بیگناہ مشغول شد لشکر فرستاد و آن ملک را مسخر ساخت و بقصد شاہ سلطان محمد و اولاد اقربائے او اشارت فرمود در شہور سنہ احدی و سبعین و ثمان مایہ آن خسروان مظلوم بحکم سلطان ابوسعید بدرجہ شہادت رسیدند و خاندان قدیم آن پادشاہان کریم ویران و نسل ایشان منقطع گشت و قصد آن خاندان مبارک بر سلطان ابوسعید میمون نبود پیالہ درست نکشید کہ او نیز جرعہ کہ چشانیدہ بود چشید شعر

مکن بد بمردم کہ کیفر بد است ۔۔۔ بہ چشم زمانہ بخواب اندر است

بر ایوانہا نقش بیژن ہنوز ۔۔۔ بزندان افراسیاب اندر است

ذکر منصور قرابوغہ نور مرقدہ

مردے خوش طبع بود و غزل را نیکو گفتے و در روزگار شاہرخ سلطان بملازمت شاہزادہ علاء الدولہ اشتغال داشت و از دیوان شاہزادہ او را بعلمداری پولایت بزرگ فرستادندے و او شعرا و فضلا را نگاہداشت نمودے و ہموارہ با خوش طبعان اختلاط کردے و مرد ندیم شیوہ بود و از اعیان ولایت طوس است و اصحاب دیوان شاہرخے وا پا از و حساب برسے گرفتند و این غزل او را است ؎

اے چشم خوشت بلائے مردم ۔۔۔ در دیدہ توئی بجائے مردم

مردم نہ بچشم در نیاری ۔۔۔ چیزے دگرے ورائے مردم

از بہر نشست سرو قدت ۔۔۔ چشم آب زدہ سرائے مردم

چندم بکشی و زنخ سازی ۔۔۔ آخر نہ توئے خدائے مردم

منصور زغم بمرد و وا رست ۔۔۔ از جور تو از جفائے مردم

وگویند خواجه منصور این غزل را پیش مولانا افاضل عبدالوهاب طوسی که سرخیل فضلای روزگار بود برخواند مولانا را بدو طریق مطایبت ومباسطت بودی گفت من نیز بیتی براین غزل الحاق میکنم واین بیت گفت

یارب تو مرا حکومتی ده تا من بدهم سزای مردم

واین بیت مولانا مشهور گشت وبسمع سلاطین ادر سید وچون خواجه منصور بسوء النفس شهرتی داشت امرا وفضلا چون او را بدیدندی این بیت را برو خواندی وخواجه منصور را بدین جهت سوء المزاجی با مولانا دست داد واین بیت درحق مولانا بگفت

قاضیا بر سر یتیمانی خونشان میخوری مگر کشتی
گفته آفتاب شرع منم آفتابی ولی یتیم کشی

وفات خواجه منصور در شهور سنه اربع وخمسین وثمان مایه بوده و او بعد از واقعه شاهرخ صاحب دیوان محمد خدابداد شده وشروع درمهمات مشار الیه نمود واختیاری زاید الوصف او را دست داد وچون محمد مذکور مردی بیباک ومجنون طور بود درثانی الحال بخواجه منصور متغیر شد و او را بند فرمود ومبلغی از و بمصادره ستانید وبزرجر وتعدی جوانان مشهور خواجه مظلوم به بیماری صعب مبتلا شد ودر وقت شکایت موت نزد محمد بن خدایداد این بیت فرستاد بیت

رمقی بیش نماندست ز بیماری غمت قدمی رنجه کن ابدوست که در میگذرد

امیر محمد ببالین او حاضر شده عذر خواست وبیرون رفت وصباح از برادر مؤلف این تذکره امیر رضی الدین علی طالب ثراه پرسید که آیا حال خواجه منصور چون شد و او دران شب فوت شده بود امیر رضی الدین علی این بیت بر امیر محمد خواند بیت

منصور ز غم بمرد و وارست از جور تو و جفای مردم

حقا که خواندن این بیت درین محل از گفتنش مقبول تر افتاده باشد وامیر رضی الدین علی جوانی فاضل بود وهمواره نزد سلاطین مقداری داشتی ودر شجاعت ومردانگی منظور مجرب یگانه بود وشعر فارسی وترکی نیکو گفتی واین غزل او راست:

میکنی جور وجفا جانا مکرر باش گو آخر این غم بر سر غمهای دیگر باش گو

ناوکم در سینه و در دست تیغ ای کشتنی ... سهل باشد جان من این نیز بر سر باش گو
عاشقان را چون میسر نیست در عالم مراد ... دولت وصل بتان هم نامیسر باش گو
با خیالش ساعتی در منظر جان خلوتیست ... نیست جز جان محرمی آن نیز دیر باش گو
عالمی تا آب و باد و خاک را باشد دوام ... سلطنت بر شاه بابر خان مقرر باش گو

ذکر مولانا طوسی علیه الرحمة

از جملهٔ شاعران چون او کسے در مثل گوئی شروع ننموده امثال عوام را نیکو گفتی مردے خوش طبع و معاشر بود اما چون قیمتے عوام را در نظر خواص نیست مثل ایشان نیز مثل ایشان باشد اعتبار سخن عام چه خواهد بودن و مولانا طوسی بعهد شاهزاده بابر سلطان شهرتے عظیم یافت پادشاه مذکور او را نوازش فرمودے و قصیده ردیف سرو در مدح آن حضرت او راست مطلعش این است :-

ای که باشد بندهٔ آن قد چون شمشاد سرو ... در زمین چون بگذری بر پا نهد آزاد سرو

وهم این غزل او راست :-

آنکه بر روی چو مه زلف دو تا می آرد ... با قیامت بسر این شهر بلا می آرد
وانکه چون سرو قدش از چمن روح فزاست ... بر من دل شده هجر تو چها می آرد
عالمے را بسخن سوخت ندانم کان شوخ ... این همه چرب زبانی ز کجا می آرد
هر دم باد صبا سرمهٔ خاک ره تست ... می رسد باد خوش و نور و صفا می آرد
بخیال خم ابروے تو داریم طوسی ... روی اخلاص بمحراب دعا می آرد

وله

موئیست با خیال میانت بچشم ما ... ای سرو راست گوی میان تو خود کجا

و مولانا طوسی در قصیده و مقطعات و مثنوی کوششے ورد این باب این قطعه گوید:-

من چو طبع لطیف خواجه کمال ... غزل بد نمی توانم گفت
گر نگویم قصیده باکے نیست ... من خوشامد نمی توانم گفت

بعد [illegible] واقعهٔ شاهزاده بابر با ذربایجان و عراق افتاد و امیر جهان شاه وپیر
بد [illegible] ند و درین مدت دران دیار بسر برده در خطهٔ شیراز بودی و تا این روزگا
در ح [illegible] ے نماید که در گذشته است بیت

[illegible] ت ازین گذرگاه   وآن کیست که نگذرد ازین راه

قرا یوسف پادشاہے قاہر و صاحب دولت بود ولیکن مردے نااعتما
و بدخوے [illegible] یاده محبوس کردے و حبس او زندان ابد بودے چنانکه ذکر شد شاہرخ
سلطان در [illegible] ین و ثمان مایه حکومت آذربایجان بدو تفویض کرد و او بعد از واقعهٔ
شاہرخ ذکبت [illegible] محمد بایسنغر بعراق و آذربایجان و اکثر ایران زمین مسلط شد و عراقین را
از تصرف اولاد شاہرخ بیرون آورد و سی و پنج سال باستقلال حکومت کرد تا آنکه بعهد او مسلط
شدند و جباری و قهاری او مرتبه عالی یافت و فضلا برانند که در روزگار اسلام از و بداعتقاد تر
پادشاہے ظاہر نشده اسلام را ضعیف داشتی و فسق و فجور اقدام نمودے و در سنه احدی و
ستین و ثمان مایه بعد از واقعه بابر بهادر میل خراسان و استراباد نمود و با امیرزاده ابراهیم بن علاء الدوله
در بیرون شهر استراباد مصاف داد و ظفر یافت و اکثر امراے نامدار الوس چغتاے دران حرب بر
دست جهان شاه بقتل رسیدند و آن حال الوس چغتاے را چشم زخمی و شکستی عظیم بود و
جهان شاه تخت هرات را مسخر ساخت و قریب هشت ماه در دیار خراسان حکومت کرد
و در اثناے حال بر فحواے کلام معجز نظام وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ نسیم اقبال از مهب
اعمال وزیدن و سلطان السلاطین ابوالغازی سلطان حسین که امروز مسند سلطنت بمقدم
میمون آن حضرت آراسته است از خطهٔ مرو شاهجهان خروج کرد و براه نسا و باورد
لشکر بجانب استراباد کشید و با امیر حسین ساعتلو که از جمله قرابتان و عشایر جهان شاه و والی استراباد
بود مصاف داد و در همان دست برد که جهانشاه با الوس چغتاے بجا آورده بود بضرب شمشیر جهان
ستان خسرو جمشید صولت از لشکر ترکمان انتقام حاصل ساخت و اکثر مردان کارے و سرداران
نامی جهانشاه از تیغ گوهربار این خسرو نامدار منشور عزل و فنا خواندند و حسین بیگ و اقرباے او را
عوض قصاص امراے چغتاے بشمشیر فنا گذرانیدند و همانا در مفاخرت سزاوار است که در باره

مساعی جمیله خود این خسرو عالی بدین ابیات شاهنامه شعر

اگر من نرفتی بمازندران — بگردن درآورده گرز گران
که کندی جگرگاه دیو سفید — کرا بد ببازوی خود این امید

و سلطان عادل الغازی در آن حال سدی شد میان جهانشاه و مملکت عراق جهانشاه
ازین صورت منکوب و ملول شد و ضعف در او اثر کرد و از دار السلطنه هرات بانکبت تمام آهنگ
عراق کرد و بضرورت با سلطان ابوسعید صلح کرده بازگشت و سلطان الغازی بدولت در استرآباد
بمستقر کامرانی قرار یافته و جهان شاه از دامغان سے گذشت و بخون اقربا و متعلقان التفت
نمی گشت و شاه عالم ابوالغازی سلطان حسین او را کالعدم تصور میکرد

زہے نہایت دولت زہے مراتب جاه — که داد حضرت عزت بفر دولت شاه
حقا که بر فقیر و غنی و مستمند و سنی دعای دولت این خسرو عالی تبار واجب و لازم است
که اگر نه مساعی جمیله و کوشش او بودی کدام کس از خاندان سلطنت دفع شر و فساد ترکمه نمودی
و در خاتمه این تذکره شطری از حالات و مقامات این خسرو جمشید دولت نموده انشاء الله تعالے و
چون جهان شاه مخذول بعراقین رسید مهابت او در دلها کمتر شد و از غایت حرص غلظت
قلب با ولد خود پیر بوداق دشمنے ظاهر ساخت و او بر پدر عاصی شد و از شیراز بدار السلام بغداد
نهضت نمود و جهان شاه بر قصد فرزند عزیمت بغداد نمود و یک سال و نیم محاصره کرد بغداد را و در
حین محاصره این بیت بفرزند نوشت :-

شاه منم ملک و خلافت مراست — تو خلفی از تو خلافت خطاست
اے خلف از راه خلافت متاب — سایه میفگن که منم آفتاب
غصب مکن منصب پیشین ما — غصب روا نیست در آئین ما

پیر بوداق در جواب فرستاد :-

اے دل و دولت بلقای تو شاد — باد ترا شوکت و بخت و مراد
تیغ مکش بر رخ فرزند خویش — رخنه مکن گوهر دل بند خویش
پخته ملکی و دم خامے مزن — من ز تو زادم نه تو زادی ز من

شاخ کهن علت بستان بود　　نخل جوان زیب گلستان بود

خطهٔ بغداد ز من شد تمام　　کی دهم از دست بسودای خام

چون تو طلب میکنی از من سریر　　من ندهم گر تو توانی بگیر

پیر بوداق جوان پردل و کریم بود و جهان شاه مدبر و مکار و فهیم بعد مشرب میان پدر و پسر واقع بود و بهیچ صورت اتفاق دست نداد.

گو زن جوان گرچه باشد دلیر　　نیارد زدن پنجه با پیر شیر

جهان شاه از روی ستیزه در فرط گرمای نواحی بغداد مدتی مدید بر بوستان دریا و لشکری را معذب میداشت کار بجائی رسید که فرزندان طفل لشکریان که در گهواره بودند از گرما ضائع می شدند و مردم سر و اسپها در زمین کنده در آن جای می خزیدند و درون شهر بغداد نیز از امتداد محاصره قحط خواست و ماکولات و ذخایر اهل شهر تمام شد و پیر بوداق عاجز شده بصلح راضی شد و در اثنای صلح محمدی که ولد جهان شاه بود از خلاصی برادر و تسلط او و دیگر باره اندیشه مند شده پدر را بران آورد که در قتل پیر بوداق بخاموشی رضا داد و نماز پیشین روز سه شنبه چهارم ذی الحجه سنه احدی و سبعین و ثمانمایه آن مدبر با جمعی امرای جهان شاهی بقصد کشتن برادر بشهر بغداد در آمدند و چونکه پیر بوداق در نیمروز غافل نشسته بود بسرای او در آمدند و آن معدن احسان و سماحت را بدرجه شهادت رسانیدند.

خاک بر سر جهان فانی را　　که ز بهر دو روزهٔ بی بنیاد

قصد خون پسر کند والد　　در فنای پسر پدر دل شاد

وان برادر که قاصد جانست　　ملک الموت در کشش نه همزاد

از قرابت غریب نیست بدی　　بود خویش حسین ابن زیاد

آبای علوی و امهات سفلی که موثران موالید اند با وجود شفقت پدری و مهر مادری هنگامی که موالید را اول در مهد عزت نه نبات حسن می پرورانند و آخر بنوعی حرمان پایمال حوادث می گردانند فریاد ازین پدران فرزندکش و داد ازین برادران برادرسوز کرده در قبضهٔ تسلیط این آبا از دست وند دل بی رحم این برادران شرم اخوان الصفا رخت بدر زده بیرون

بروه اند و این شهر شاید بود را چه برادران حسود سپرده اند بیت

عجب درماندهٔ نیکو بیندیش | میان این همه بیگانه سان خویش
نهادی ناقصی را نام خواهر | حسودی را لقب کردی برادر
برادر خیز از اینها خیر مطلب | چراغ صومعه از دیر مطلب
خودی را یک طرف کن زود برخیز | تو خویش خویش باش از خویش بگریز

چون پیر بداق رکنی بود از ارکان سلطنت جهان شاه را قصد فرزند نمودن بتحسین همچنان فرزند رشید در دنیا و دین نقض دولت جهان شاهی شد و بر وآن فعل مبارک نیامد و دولتش برگردید و از غایت حرص و آز با وجود وسعت ممالک طمع بدیار بکر که مستقر آبا و اجداد امیر کبیر ابوالحسن بیگ است نموده لشکر بدان دیار کشید و امیر حسن بیگ در وقت حجت از طریق تدبیر و احتیاط او را غافل ساخته ناگهان بدره کوسه در حدود دیار بکر بر سم جهان شاه باند داو را با اکثر فرزندان و امرا و ارکان دولت بقتل رسانید و از دودمان قرا یوسف دود بکلیت برآمد و زمان دولت ترکمه بسر آمد و کان ذلک فی شهور سنه اثنی و سبعین و ثمانمایه و جهانشاه هفتاد ساله بود که وفات یافت سیزده سال بنیابت شاهرخ سلطان در آذربایجان سلطنت کرد و بعد از وفات آن حضرت بیست و دو سال در عراقین و آذربایجان و فارس و کرمان باستقلال پادشاهی راند و جهان شاهی یکی میسر ساند تا عاقبت روز جهانشاهیش بسر رساند شاهی جهان خورسندی و قناعت خوشدلی که این خرده اش بضاعت است :-

گیرم که روزگار ترا میری کند | آخر بمرگ نامه عمر توطی کند
گیرم فزون شوی بسلیمان بملک و مال | با او وفا نکرد جهان با تو کی کند

ذکر سید شرف الدین رضا سبزواری ره

مرد صاحب حسب و نسب بود طبعی لطیف و اشعاری دلپذیر داشت و بعهد سربدار خواجه علی مؤید آبا و اجداد او وزرا بوده اند و بعهد خاقان کبیر شاهرخ بهادر امیر شرف الدین کفیل

مهمات سلطانی بود و منصب مقدمی و پیشوائی ناحیت سبزوار که از اعاظم نواحی خراسان است بدان سید شریف متعلق بوده و از سادات عریضی است در صحت نسب عریضیان اکابر متفق اند گویند بوقت وزارت دستور الوزرا شمس الکفاة و خواجه غیاث الدین پیر احمد سقی الله روضه سید را جهت تقصیری مقید گردانیدند و مدتی در بند بود و کسی را از روی اخلاص پروای استخلاص آن سید خاص نبود بصدر رفیع وزیر این رباعی انشا کرد و فرستاد رباعی

اے آصف جم مرتبه کیوان قدر　　مانند هلال حلقه در گوش تو بدر
بسیار خنک شدست در شهر هرات　　زنجیر من و کلاه نوروزی صدر

و امیر اویس صدر مردی خنک بود او در شصت سالگی دهقان در روز پیش از حمل کلاه نو روزی بر سر نهادی و آن کلاه سفید بر سر او چون برف نمودی که بر قلل کوه نشسته بودی و امیر شرف الدین را غزلیات مختار بسیار است و اما جوابی که قصیده امیر خسرو ست که مطلعش این است ذکر می کنیم :-

ما بسته در دیم و دوا را نشناسیم　　تا تشنه دردیم صفا را نشناسیم

و این جواب که سید فرموده :-

تا چند ز مستی سر و پا را نشناسیم　　خود را نشناسیم و خدا را نشناسیم
از آب و هوائی تن ما رنج ملولست　　حکمت نبود کآب و هوا را نشناسیم
ما یوسف جان را بدو سه قلب خریدیم　　معذور ببین دار بها را نشناسیم
نه مفتی دینیم نه قاضی ولایت　　ارباب صف روی و ریا را نشناسیم
میریم و سلام امرا را نگزینیم　　سوزیم و فریب وزرا را نشناسیم
در ملک فنا ما و تو موجود نباشد　　ای خواجه عارف تو و ما را نشناسیم
ای خواجه درین کوی که ما را طلبی تو　　مطلب که بجز کوی رضا را نشناسیم

و سید شرف الدین بروزگار حکومت امیر بابا حسن قوچین بر دست موکلان او که مبلغی بنا بود بران سید مظلوم تحمیل شده بود بدرجه شهادت رسید در صد و ... ست و خمسین و ثمان مائة ❊

ذکر حافظ حلوائی نور مرقدہ

بروزگار دولت شاہرخ یکے از شعراء متین بودہ و سخن او شہرتے دارد و این غزل او راست

اے بدو چشم تو نظر بازیم — از نظر خویش نہ اندازیم
اے ز قدت جملہ سرافرازیم — وقت بشد باز کہ بنوازیم
چند برائے چو سگ از در مرا — من سگ کوی تو ولے تازیم
مرد رقیب تو چو دیدم ترا — کشتہ شد آن کافر و من غازیم
چند چو چنگم بدہی گوشمال — وقت شد اے شاہ کہ بنوازیم
باختہ بودم بتو نرد مراد — واو رقیب تو ولے بازیم
حافظ حلوائیم و از کمال — معتقد سعدی شیرازیم

ذکر مولانا طوطی علیہ الرحمۃ

شاعرے خوشگوے بودہ و اصلاً ترشیزیست و بروزگار دولت سلطان الاعظم ابوالقاسم بابر ظہور یافت و شہرت گرفت و قصیدہ را متین مے گوید و بمدح سلطان مشارالیہ قصاید غرا دارد و ازان جملہ در جواب خاقانی قصیدہ ردیف ریختہ او راست:

شب برافق باز از شفق یاقوت حمرا ریختہ — گردون ز انجم بر طبق لولوی لالا ریختہ

وافاضل قصاید او را بر قصاید اقران او ترجیح مے نہند و مولانا طوطی مردے ظریف و نیکو منظر بودہ و با وجود شاعرے در فضایل دیگر وقوف و در علم طب شعوری داشت و این بیت را در حق مولانا بدیہی بخاری گوید و از ظرایف بدیہیات اوست:

ہر پیرہ بینی بدیہی غار یست — طوطی منم و ترا عجب منقاریست

و در حدود ستہ سبع و تسعین و ثمانمایہ طوطی روح مولانا بدار السلطنت ہرات از قید قفس حواس بدروازہ اوج عزت طیران نمود و بوقت رفتن این غزل گفت و وصیت نمود تا بر قبر او کتابت نمودند:

وقت آن شد کز دل از دام هوس باز رهد / طوطی روح ز بیداد قفس باز رهد
تا بکی جور رقیب و ستم یار کشد / وقت شد کز ستم ناکس و کس باز رهد
بحریم حرم وصل برد محمل تن / از بیابان غم و مجلس تن باز رهد
طوطی روح رسد در شکرستان وصال / باز شاهیست که از غوغای مگس باز رهد

و دو سه روزی بعاریت درین محنت آباد در کشاکش طبایع و اضداد بسر برد و آخر بناکامی و دوستکامی ساقی اجل خوردن چه عشرت ها که طوطی روح را که مرغ باغ ملکوت است مجلس دنیا قفسی ست و روزگار زندگانی نیز و عاقل و دانا نفسی است بیت

مرغ باغ ملکوتم نیم از عالم خاک / دو سه روزیست قفسی ساخته اند بدنم

ذکر قنبری نیشاپوری ره

مرد جامه باف بود اما در شاعری یدطولی و بخششی یافته بود قصاید را محکم و پر معانی می گوید و بعضی افاضل در کار او حیران بودند او را در جواب قصاید اکابر امتحان می کردند و سخن او را محکم می یافتند و در آخر عمر در مشهد مقدس رضویه ساکن بود و بعضی اوقات در دار السلطنه هرات بودی و در مدح سلطان بایقرا قصیده گفته است :-

این گهرها بین که در دریای اخضر کرده اند / زین مشاعل آتش اندر بین چون بر کرده اند
کشتی سیماب گون در بحر قلقی رانده اند / بیضه کافور در طشت مقعر کرده اند
آتشین اجرام را چون سر پدید است پی [illegible] / اندرین بحر زمرد گون شناور کرده اند
هر مجره پاره پاره گرد [illegible] بود / کش عمود از سیم خام و گنبد از زر کرده اند
می نماید جوهری قایم برای جاودان / اندر ابداع از عرض قایم بجوهر کرده اند
این مداین بحر سیماب گون بین کاندرو / صد هزاران اخگر از اجرام اختر کرده اند
زین معنبر کشتی ظلمت پر از سیماب نور / بادبان از یاوش از خاک [illegible] کرده اند
قبا هلال مطربان چرخ زنگاری نقاب / این غزل را در مدیح شاه از بر کرده اند
در ازل کین طاق مینائی مدور کرده اند / شکل مطبوع تو بر نقش مصور کرده اند

لمعه از پرتو اقبال جهان افروز تست — آنکه نامش روشنان خورشید انور کرده‌اند

ولہ

بوی از زلف دلاویز تو تا چین برده‌اند — خون دل در نافهٔ آهو معطر کرده‌اند

نخل بالای ترا در خلد جان طوبی لقب — قدسیان سر و کنار حوض کوثر کرده‌اند

قنبری مولای شاه و بندهٔ فرمان تست — قابلان زآتش غلام شاه اکبر کرده‌اند

تاج بخش سلطنت سلطان نشان تاج و تخت — کشف ندا از آسمان شاه مظفر کرده‌اند

شهریار مشرق و مغرب ابوالقاسم که هست — هر حکایت کز سلیمان پیمبر کرده‌اند

بابران سلطان عالی گهر در تعظیم تو اند — خادمانش را لقب فغفور و قیصر کرده‌اند

بندگانش اعدای دولت را هم از پشت پدر — او بدین منزل که هی صحرای محشر کرده‌اند

یک طرف یاجوج ظلم دیگر طرف ما کسان — تیغ شه را در میان سد سکندر کرده‌اند

چون نبوت مصطفی را پادشاهی شاه را — در دو عالم این دو را یار امیر کرده‌اند

تیغها نصر من الله بر صف اعدا کرده‌اند — تیرها انا فتحنا جمله از بر کرده‌اند

در همایون موکب شاه نهفته آخر زمان — فتحها را آشکار و کسر مضمر کرده‌اند

ای سلیمان رفعتی کز روی قدرت بندگان — ملک صد جمشید را فریدون مسخر کرده‌اند

سایهٔ حق و از ظل ظلیل ذات او — آفتاب سلطنت را سایه گستر کرده‌اند

ملک بهشت را سلیمانی و خنجر خاتم است — خاتم ملک ترا از جرم خنجر کرده‌اند

تا ثنا و مدحت خواند خطیب چرخ پیر — پایهای پنج عالی همچو منبر کرده‌اند

خسروا آن ماه جم من بنده کز اشعار من — در مدیحت قدسیان صد جلد دفتر کرده‌اند

ملک عالم شاه را و ملک معانی مر است — شهریاران بوده‌اند و هیچ دیگر کرده‌اند

حلقه در گوشم چه دولت بر در شاهی ترا — حلقه دارم از دست چون حلقه بر در کرده‌اند

خاک راهم کیمیا گر بر حال زار من فکن — سنگ را خورشید و مه تو زر و گوهر کرده‌اند

بندگان را پرورش در رحمت شاه نهفته است — رحمت شاهنشهی را بنده پرور کرده‌اند

تا جهان باشد جهان دارت باد و جاودان — کین جلالت جاودان بر شه مقرر کرده‌اند

ذکر طاهر بخاری نور مرقده

و او موسوم است بشیخ زاده طاهر مردی خوش طبع بود و بروزگار سلطان بایسنغر بقصد دار السلطنه هرات کرده با فضلاء پای تخت اختلاط کرده و اشعار دلپذیر لطیف دارد خصوصاً در غزل گوئی عدیم المثل روزگار خود بوده و در دار السلطنه هرات نیز غزلی از گفتار او شهرت یافت و پادشاه روزگار بسیار آن غزل را پسند نمود و از فضلا و شعرا اکثری جواب گفته اند و آن غزل این است هذه الغزل :-

تا آرزوی آن لب میگون کند کسی — بسیار غنچه وار جگر خون کند کسی
منعم مکن که هیچ بجائی نمیرسد — سعیی که در نصیحت مجنون کند کسی
خلقی ملامتم کند و من براین که آه — از دل چگونه مهر تو بیرون کند کسی
دل میبرند و یاد اسیران نمیکنند — یارب بدلبران جهان چون کند کسی
گفتی که طاهرا پی خوبان دگر مرو — دیوانه را علاج بافیون کند کسی

و طاهر ابیوردی نیز بوده و بروزگار سلطان بایسنغر شاعری زیبا سخن است و این مطلع غزل او است :-

از چمن بگذر و آن سرو سهی قد را دان — نیست غیر از تو درین باغ کسی خود را دان

ذکر مولانا ولی قلندر

غزل را نیکو میگوید و از جمله شعرا سلطان محمد بایسنغر بوده و بعد از واقعه آن خسرو جمشید اقتدار از ملک عراق باهل خراسان شده از جمله اشعار او یک غزل درین تذکره ثبت شده -

ساقی بیا که غم شد و آثار غم نماند — جامی بدست گیر که دوران جم نماند
در عرصه جهان غم سود و زیان مخور — چون در بضاعت فلکی بیش و کم نماند
از ترکتاز غمزه فسوز شنگ ترت — جان مانده بود در تن و دوران نیز هم نماند
تا کی دم دهی که سوز درون من — حسد و شد ره نفس و جای دم نماند

ریش دلی ولی ز غمت یافت التیام — چون زخم دید راحت مرہم الم نماند

ذکر سلالۃ الامرا امیر یادگار بیگ

از جملہ امیرزادگان صاحب قرانے بود و جد او امیر جہان ملک امیر بزرگ امیر تیمور گورگان بوده و بروزگار شاہرخ سلطان نیز منصب و مرتبہ داشت و امیر یادگار بیگ مردے خوش گوی و لطیف طبع بوده و بروزگار شاہرخ امارت موروث رفضل مکتسب مبدل بعہد بابر سلطان از غوغاے امارت براحت قناعت و مسکنت راضی شد و روزگار بر فراہیت گذرانیدی و با اہالی فضلا اختلاط نمودے و بعضے اشعار او را بر اشعار اہل روزگار او افضل مے نہند و انصاف آن است کہ بسیار خوش گوے است این مطلع او راست :-

آمدی اے شمع مجلس را چو گلشن ساختی — پاے بر چشم نہادے خانہ روشن ساختی

و این غزل نیز او راست :-

آن پریے کہ دیوانہ خویشم خواند — کاش باز آید و دیوانہ ترم گرداند

وقت آن شد کہ زلیخاے جہان را از نو — دولت یوسف نوروز جوان گرداند

از شگوفہ درم افشاند چمن بر سر گل — عیش را باد صبا سلسلہ می جنباند

نعرہ بلبل خوش خوان بسحر دانی چیست — سر خوشان سوی چمن رو کہ ترا میخواند

عاقل آنست درین دور کہ سیفی باشد — چون بو پیمانہ غم گیرد و خود را داند

ذکر خواجہ محمود برسہ رہ

مردے لطیف طبع و خوشگوے بوده و در شاعری مرتبہ و قدرے یافت کہ وصف در نیاید بروزگار امیرزاده علاء الدولہ در نیشاپور بودے و بعد از ان رجوع بہ مشہد مقدسہ کرده مردے خود پسند بود و فضلا و شعرا بدین جہت با او احیانا از جاده حرمت پاے بیرون مے نہادند و زبان ہجو او میکشادند از خراسان غربت اختیار کرده بہ بدخشان افتاد و شاه سعید سلطان محمد بدخشانی چون مرد فاضل و اہل بود و اندیشہ مند و از شعر و شاعری باخبر محمود را تربیت کلی کرد

وآن اموال که شاه بدو بخشید باید دست او شد و او بدین جهت مالدار و تاجر و خواجه بزرگ گردید تا هنگامیکه بروزگار سلطان ابو سعید بالداری شهره بود و وده نامه بنام علاء الدوله میرزا گفته و در صنعت تجنیس در رعایت قافیه نیز مکرر نموده الحق نیکوست و ما یک بیت از آن ده نامه بیاوردیم تا وزن و صنعت آن معلوم شود و این است آن بیت در نعت رسول الله صلعم

عرش پرور نگار سید انس ‌ ‌ ‌ همچو کوثر هزار سید انش

و در حدود سنه احدی و ستین و ستمایه در دار السلطنه هرات در باغ زاغان حرسها الله عن الحدثان سلطان ابو سعید جشنی فرمود که در عظمت و شوکت نقصانی نداشت و شعرای اطراف در تهنیت آن جشن اشعار گذرانیدند و خواجه محمود نیز این قصیده بران حال میگوید —

ای سده رفیع ترا سدره آسمان ‌ ‌ ‌ از چار طاق قدر تو یک طاق آسمان

صحن طرب سرای ترا نزهت کرم ‌ ‌ ‌ کرباس کبریای ترا رونق جنان

گیتی شبیه منظر گردون مثال تو ‌ ‌ ‌ با صد هزار دیده ندیده است جهان

از فوق عرش فرق بود تا بتحت فرش ‌ ‌ ‌ از غرفهای قصر تو تا فرق فرقدان

قصرت نگارخانه چین یا خورنق است ‌ ‌ ‌ کز لطف و زیب خیمت باغست یا بستان

فراش بارگاه ترا زیبد ار کشد ‌ ‌ ‌ بالای هفت خرگه افلاک سایبان

از ساحت که روضه رضوانست یا بهشت ‌ ‌ ‌ رضوان و حور هر دو فتادند در گمان

بهر نثار بزم تو آورده است و بر ‌ ‌ ‌ هر گوهری که خازن کان داشت در دکان

بخشد بمطربان تو از ساز تو از نشاط ‌ ‌ ‌ اقصی القضاة محکمه چرخ طیلسان

خنیاگران بزم ترا شاید ار بود ‌ ‌ ‌ در دف بر و زجشن جلاجل ز اختران

از ابتدای خلق جهان تا بنفخ صور ‌ ‌ ‌ سوری باین صفت ندید هیچکس نشان

امروز هست زهره و خورشید را شرف ‌ ‌ ‌ وامروز هست مشتری و ماه را قران

این قصر جنت است و در وصد هزار حور ‌ ‌ ‌ هر یک بحسن مایه ده عمر جاودان

شمشاد قامتان سمن چهره در چمن ‌ ‌ ‌ در سایهای سرو و صنوبر شده چمان

واین قصیده در صفت جشن سلطان ابوسعید طولی دارد و خواجه محمود از سلطان نوازش
و تحسین یافت و بعد از تحسین و احترام نوبت او باختتام رسید و در شهور سنه اثنی و سبعین و
ثمانمایه کوکب حیات او از صعود بقا به هبوط فنا سیلان نمود و مالے که اندوخته بود در چشم حرص
و طمع که بران حطام دوخته نوبت زندگانی چون گل بباد داد و خورده ها را بر خاک نهاد و عزیزی
این دو بیت را زیبا فرموده:-

دنیا چه کنی جمع که مقصود ز دنیا است | دلق کهن و نانے و باقی همه فاضل
ناکامی در تحصیل همه حاصل دنیا | در کام شود حاصل از آن نیز چه حاصل

اما سلطان اعظم ابوسعید گورگان از احفاد کرام میران شاه بن امیر تیمور است پادشاهے
دانا و قاهر و توانا بود و صاحب شوکت و رعیت پرور عدلے در افق تمام و هیبت و سیاستی
مالا کلام داشت در شهور سنه اربع و خمسین و ثمان مایه بر سلطان عبدالله بن ابراهیم سلطان
بن شاهرخ بهادر در دار السلطنه سمرقند خروج کرد و بر وظفر یافت و سلطان عبدالله را به قتل
آورد و سلطنت سمرقند باستقلال بدست تصرف او در آمد و هشت سال بر فاهیت سلطنت
سمرقند ما وراء النهر و ترکستان نمود و در شهور سنه ثمان و خمسین و ثمان مایه شاهزاده عالی قدر
اویس که از احفاد بایقرا بود و عمزاده پادشاه اسلام ابوالغازی سلطان حسین بهادر است که امروز
ممالک ایران و توران بوجود شریف و عدل منیف آوراسته است خروج کرد و لشکر ترکستان
و امرائے ترخان و سرکشان دوران جمله دوست صفت میل آن قرة العین سلطنت نمودند و
آن شاهزاده خسروی بود زیبا منظر و ستوده مخبر مرد دانا و شجاع و صاحب کرم و خیر اندیش بیت

گوئی زپای تا بسران منظر لطیف | فرهماے و سایه لطف خدائے بود

افراسیاب وار تمامی ولایت ترکستان را تحت حکم در آورد و سلطان ابوسعید از نهایت پر
دلے و تدبیر و لهاے امرا و سرداران را که از آن شاهزاده بودند بدست آورد تا همچون گردون سنگدل
با او بدغا بازی مشغول شدند و او بدست سلطان ابوسعید افتاد و آن خسرو نا اعتماد آن شاهزاده
مظلوم را شهید ساخت و بعد از آن بر تخت ملک سمرقند نشست و مهابت نام و شهرت او در
اقالیم اشتهار یافت و بعد از واقعه بابر سلطان بطمع ملک خراسان نموده و از جیحون عبور کرده ببلخ

قرار گرفت و بعضی امرای امیرزاده بابر که بنواحی بلخ و مضافات آن بودند رجوع بسلطان
ابوسعید نمودند و در سنه احدی و ستین و ثمانمایه بآهنگ تسخیر دار السلطنه هرات از بلخ متوجه
بخراسان و هرات را گرفت و گوهرشاد آغا را بقتل آورد و عنقریب از جهت تسلط امرای امیرزاده
عبداللطیف که بنواحی بلخ خروج کرده بودند شهر هرات را گذاشته بجانب بلخ قشلاق نمود و هنگام
بهار آن سال جهانشاه ترکمان هرات را مسخر ساخت و سلطان ابوسعید لشکری بقصد او
مستعد با کمانداران و پهلوانان از ممالک ماوراء النهر و ختلان و بلخ و مضافات آن جمع کرده
متوجه هرات شد و جهانشاه از جهت تسلط سلطان العادل ابوالغازی سلطان حسین و استیلا
و قتل کردن او حسین بیگ ترکمان را سخت شکسته دل شده بود با سلطان ابوسعید صلح نموده
خراسان بوی گذاشت و بطرف عراق روانه شد و سلطان ابوسعید باستقلال در خراسان بسلطنت
نشست و مهابت او در دلها قرار گرفت و در جاهای خراسان با او خوش بودند و در اوایل سنه
ثلث و ستین و ثمانمایه علاء الدوله میرزا و ولد او ابراهیم سلطان و امیرزاده سنجر که از ابنای
ملوک تیموری بودند هر سه پادشاه اتفاق کردند بدفع سلطان ابوسعید لشکر کشیده و در
کولان با وی حربی عظیم میان ایشان و سلطان ابوسعید دست داد و نزدیک بدان رسید
که ظفر یابند آخر الامر بفرمان رب الارباب سلطان ابوسعید ظفر یافت و شاهزاده سنجر بقتل
رسانید و سلطان علاء الدوله و ابراهیم سلطان فرار نمودند و از عجایب حالات آنکه در ثانی الحال
که مملکت خراسان بر سلطان ابوسعید قرار گرفت شاه محمود ولد بابر میرزا و سلطان علاء الدوله
و ابراهیم سلطان فرزند او که یکی در جستان و [illegible] بود و یکی [illegible] و یکی در شهر
از اعمال باورد ست و در عرض دو ماه این سه سلطان عالی قدر وفات یافتند و کشته شدند و ممالک
صافی بتصرف ابوسعید در آمد

چنین است رسم سرای غرور ... یکی جای ماتم یکی جای سور

و بعد از واقعه سلاطین مذکور سلطان ابوسعید فارغ البال پادشاه ملک خراسان و ماوراء النهر
و بدخشان و کابل و خوارزم شد و آفتاب دولت او آهنگ صعود و اوج نمود و مدت شش
سال خراسان را ضبط و سلطان الغازی سلطان حسین از جهت

حرمت داری با او مقاومت نکرد و ملک بازگذاشت اما سلطان ابوسعید همواره از این پادشاه
رستم دل سهراب منش اندیشه‌مند بود و دست از آب آسایش نمی‌خورد تا چند گاه چه فلک بدین کرد
ارباز ی کرد و سلطان ابوسعید دو نوبت از خراسان بدفع امیرزاده جوکی بن عبداللطیف که در
شاهرخیه لشکر کشید و عاقبت آن شاهزاده را بقتل رسانید و حالات سلطان الغازی سلطان
حسین که با سلطان ابوسعید واقع شده در ذیل حالات همایون سلطان الغازی و در خاتمه کتاب
خواهد آمد انشاء الله تعالی و سلطان ابوسعید ممالک خراسان را که از انقلاب بابری و ظلم
تعاقب جهان شاهی ویران و بی آب شده بود در سایه معدلت و رافت در آورد و با رعیت
نوازشها نمود و بعمارتها پرداخت و بعد از واقعه جهان شاهی تمام ارباب عراق عجم و کردان مضافات
رجوع بدو کردند و او شحنه و داروغه با اسب پامسته فرستاد و رعایا بطوع حکومت او را قبول
میکردند تا از حدود کاشغر تا تبریز بقبضه حکم او در آمد و طغیان و غرور دامنگیر آن پادشاه عالی
شد و از خراسان در حدود سنه ثلث و سبعین و ثمانمایه لشکری بی پایان جمع نمود و آهنگ عراق
و آذربایجان کرد و اولاد جهان شاه و لشکر ترکمن نیز رجوع بدو کردند و در اقطار آفاق دست
بالای دست خود ندید پای از درجه انصاف بیرون کشید و از ثقات دعاوی استماع
افتاد که بارها بر زبان رانده که معموره عالم جای یک کدخدای بیش نیست ندانسته
که همه اولاد آدم میراث عالم اند :-

گدا را کند یک درم سیم سیر　　فریدون بملک عجم نیم سیر

آخر چون بحدود آذربایجان رسید امیر کبیر ابوالنصر حسن بیگ نور مرقده بسیار با او در صلح
کوشید میسر نشد آخر چون از صلح نا امید شد مردانگی و کوشش پای همت فشرده بتدبیر
دلپذیر روزگار سلطان ابوسعید را ضعیف می‌ساخت و لشکر ابوسعید از مشقت راه دور و دراز
که رفته بودند و از گرسنگی و سرما ستوه شدند و برگ و اسپ را ضعیف گشتند از ثقات یکی نقل کرد
که من شبی در پهلوی یکی از مقربان پادشاه سعید بگاه شنیدم آواز مناجات بگوش من آمد
احساس کردم آن مرد دعا می گفت که الهی حسن بیگ را توفیق ده تا ظفر یابد و زن و فرزند ما را
اسیر کند و ما را بهره‌ای دهد چون این شنیدم متحیر شده برادر را آرام دادم و آن مرد را ملامت کردم که چه

کفران و ناسپاسی است که نسبت با ولی نعمت خود میکنی همه اگر این گویند و تو نیز این گوئی که برکشیده و تربیت یافته این درگاهی چنین مگوی و شرم بدار آن مرد در جواب من گفت راست میگوئی اما من این مناجات از اضطرار مسلمانان و خام طبعی این پادشاه میکنم آیا تو معلوم نداری که حق تعالی بیک نظر لطف از فارس تا بغداد و از ری تا روم بدین پادشاه داشته که نعمت عالم توان گفت البته میخواهد که تمامی دنیا را بیک ماه مسخر کند و مشقت بندگان خدا را خوار می پندارد و من آن مرد را چون محق یافتم روی از ملامت برتافتم و بخواندن این بیت پرداختم بیت

کار آسان گیر بر ابنای زمان کز روی طبع ‌ ‌ ‌ ‌ سخت میگیرد فلک بر مردمان سخت کار

القصه چشم زخم روزگار بر آئین سلطنت آن خسرو نامدار راه یافت و شکستی بدان ابهت و آراستگی از جمعی ترا کمه متوهم شد ند و سلطان سعید نه از حقارت لشکر و سپاه بلکه از قدرت اله هم بر آمد تیر تدبیر بر هدف صواب نیفتاد و شمشیر جلادت در غراب بطالت محجوب ماند۔

قضا چون ز گردون فرو هشت پر ‌ ‌ ‌ ‌ همه زیرکان کور گشتند و کر

خسروی که در عرصه کاردانی پرویز را اسپ طرح دادی در غریبی و ندامت ذلیل شد و جمشیدی که پا را بعقد فلک رابع در رتبت همسری سپهر جست مقید دام ضحاک بلا گردید

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد ‌ ‌ ‌ ‌ و آن نیل مکرمت که تو دیدی سراب شد

القصه امرای خراسان که از آن پادشاه هراسان بودند و نفاقی که از نامداران بهم رسید در دل داشتند عزم خدمت یاغی کردند و آن پادشاه نامدار را ضائع گذاشتند و فلک بزبان حال پریشان گفت :-

ای دوست بیهوده میازار دل دوست ‌ ‌ ‌ ‌ ترسم که پشیمان شوی و سود ندارد

را حصد الساعت نحوس چنین نمودند که روز دوشنبه بیست و یکم رجب المرجب سنه ثلث و سبعین و ثمانمایه رایت دولت سلطان ابو سعید منکوس و باب دولت آن خسرو سعادت مند مدروس گشت و علی الصباح روز مذکور چون پادشاه مغفور بر مضمون امر مطلع شد و دید که تدبیر از دست و تیر قضا از شست رفته چاره جز انهزام ندید و با معدودی چند خواست تا از آن گرداب

بساحل امان رسد ترکمانان در پی او افتادند و بدست زینل ولد امیر حسن بیگ آن خسرو
نامدار گرفتار شد:-

از جفای گردش دوران بی انصاف عاق   ماه گردون جلالت شد گرفتار محاق

امیر ابوالنصر حسن بیگ از غایت احسان نمی خواست که آسیبی بدان خسرو عالی
مرتبت رساند و حق اخلاص قدیم که آبا و اجداد او را بخاندان صاحبقرانی تیموری موکد بود روا
نمی داشت که متغیر گردد و بعضی از امرای تراخنه که جهت خون گوهرشاد آغا آن پادشاه کریم
را کینه در دل داشتند امیر حسن بیگ را از راه صواب بگردانیدند تا بقتل آن پادشاه کامگار رضا
داد و بعد از چند روز از تاریخ مذکور در صحرای موقان آن شاه سعید را بدرجه شهادت رسانیدند

ماتم سرای گشت سپهر چهارمین   روح القدس بتعزیت آفتاب شد

اکابر الوس چغتای که مدت عمر بعزت و کامکاری بسر برده بودند بذلت و ادبار
گرفتار شدند اما امیر کبیر حسن بیگ پادشاهی خردمند و پیش بین و اصیل و اهل ناموس و
صاحب کرم بود از روی انصاف و الطاف بعزیزان و اکابر نظر فرموده هیچ آفریده را الا
انعام و اکرام آسیب و زحمت نرسانید و با خود اندیشه کرد که حق تعالی او را فتحی بزرگ چنین
ارزانی داشت شکر آن بر مقتضای کلام برذمت همت و دولت خود واجب دانست
و نیز از شمشیر کین سلطان الغازی ظل الله خلد زمانه و ابد احسانه اندیشه مند بود که اگر با الوس
چغتای آسیبی رساند شمشیر آبدار خسرو عالی تبار بانتقام او رساند که باتباع جهانشاه در استراباد
رسانید حمایت لطیف و رعایت منیف حضرت پادشاه اسلام از خراسان دستگیر ایشان
شد بیت

گرنه در سایه اقبال تو ارند پناه   از بد حادثه گردند همه خلق تباه

حق تعالی سایه دولت رفیع این پادشاه صاحب توفیق را بر سر بیچارگان خراسان
ممدود داراد و خسرو شهید را همچنان که در دار دنیا محبوب دلها و امید است در آخرت نیز مشهود و شهدا
مسعود سعدا گرداناد و سلطنت سلطان ابوسعید در خراسان هشت سال و در ماوراء النهر هشت سال که مجموع شانزده
سال و یکسال دیگر از حد بغداد تا نواحی غزنه و ترکستان و از دیار سند تا حدود خوارزم خطبه و سکه

بالقاب شریفش معزز گشت و در عدل و داد و سیاست آیتے بود و عمر شریفش از چهل و دو سال تجاوز کرده بود که بدرجه شهداء سعداء مرتقے گشت والیوم اولاد عظام کرام او که قرة العین سلطنت و خلافت اند در دیار ماوراء النهر و تخارستان و کابل بسلطنت متمکن اند و پادشاه جهانگیر با ایشان طریق شفقت و رافت ثابت است و ایشان را حقوق اخلاص بدرگاه عالی محکم واز اکابر و مشایخ علما و شعرا که بعهد سلطان ابوسعید ظهور یافته از مشایخ سلطان الطریقت خواجه عبید الله و از علمائے قاضی القضاة مولانا قطب الدین احمد امام الهروی و از شعرا مولانا عبدالصمد بدخشی و خواجه محمود برسه رحمهم الله علیهم اجمعین ۔

خاتمه

در بیان حالات و مقامات اکابر و افاضل که الیوم بوستان نحو بزیور فضل ایشان پیراسته و قانون ملک بوجود عدلشان آراسته است مد الله تعالی ظلال فضائلهم حقیقتے است که مدبران سپهر مدور و مهندسان کارخانهٔ اخضر بفرمان رب داور بهر دور و از قران و عنصر و زمان طایفه را ملحوظ انظار عنایت و فرقه را مستوجب شمول عاطفت مے گردانند و خاطر دراک و آئینهٔ ادراک آن زمره را بصیقل هدایت منور مے سازند و این هدایت الٰهیه بعنایات صاحب قرانے منوط و مربوط است که اصحاب فضل و استعداد و ارباب صلاح و رشاد را بواسطه بندگان رسیده الطاف و تربیت را اعظم اشغال و مراتب اشرف رسانند و بے شایبه ذات شریف این پادشاه کامگار و فریدون جم اقتدار را زینت الله تعالی ارکان مملکته اسالیب فضل و بلاغت حاصل است و جوهر ذات ملک صفاتش بتربیت اهالی فضایل و اهل لاجرم روزگار که تابع فرمان قضا جریان اوست بتبعیت ذات شریفش همواره بتربیت اهالی فضایل اقبال مینماید و شیخ نظامی درین باب میگوید ۔

بدانش چه شه باشد آموزگار   همه اهل دانش کند روزگار

قایل کالحکم حکما است و به بدیهه عقل ثابت و درست که طبایع سلاطین بهر شغل که

مشغول گردد اهالی آن روزگار تتبع او نمایند امام غزالی مے فرماید که بروزگار عمر عبد العزیز چون بهم دیگر رسیدندے از نماز و روزه و نوافل و ذکر و اوراد پرسیدندے و بروزگار سلیمان ابن عبد الملک از نکاح و عشرت و الوان طعام و عشقبازی و هر آئینه مثال این حکایات مطابق این حدیث نبوی است که الناس علی دین ملوکهم چون سیرت و اخلاق اعلیحضرت خلافت پناہے جم جاہے عز الصار دولت القاهره بر هنر مندے و هنر پروری وانست بیشک اکابر دولت و اعوان حضرت بانتعش درا کتساب فضایل قصب السبق از اقران و اکفار بوده اند و هر یکے در فنون فضایل ید بیضا نموده اند :-

سعی سلطان هنر پرور خورشید محل	دایم از همت عالی به فضایل کوشید
وین امیر الامرا داد درین حامی ملک	بر عروس هنر از مرتبه زیور پوشید

حمایت عنایت انسلے و رعایت بدایت طریزلی ارباب فضل را البعداز انکه از نوایب روزگار و حوادث گردون عذار پایمال حرمان بودند بطراوت بدایت این امیر کبیر مسرور و بنعمت این صفدر شهیر مشهور ساخت :-

ستم انکه درپیشه درین صولت او شیرے کرد	فضل را زنده عنایات علی شیرے کرد

هرچند بهمین الطاف این بزرگوار اطراف آفاق را مستعدان و فضلا به تیغ زبان مسخر ساخته اند و بهر انجمن و بر زن سخن فضیلت و هنر پرور مبالغست اما حالات و تذکره فضلا و مستعدان این روزگار را قلم ضعیف این سخیف از عهده تحریر و تسطیر بیرون نمیتواند آمد و نیز عنان مرکب قلم از دست رفته است سعی بنده بران جمله است که این سرکش بد لجام را رام گرداند و از هرزه روی و ترک تازی منع نماید بلیت

فریاد ز دست خامه تیز اندرو	کور از و لم بد دشمن و دوست نمود
گفتم بجرم زبانش تا گنگ شود	ببریدم ازان فصیح تر گشت که بود

القصه مصلحت آن است که این شغل حواله بدیگرے رود که درین راه بسعی خویش بپوید و سرگشت فضلا این روزگار بگوید :-

افسانه چند ما بعالم گفتیم	گو در گوید فسانه به یکبار دگر

شش جهات را ما حواله بدیگران کردیم و وجود شریف شش فاضل را که خلاصهٔ هفت اقلیم اند برگزیدیم که طبع سلیم هر یکی گنجینهٔ معانی و فضایل است و این اشراف عظام امرای برگزیده پادشاه ایام و ستون عرش اسلام اند با وجودی که متکفل مهمات مسلمانان و معتمد مؤتمن حضرت سلطان اند انواع فضایل و علوم را حیازه کرده اند و در هنرپروری و هنرمندنوازی سنت اکابر ماضیه را تازه میدارند و عجایب آنست که اشتغال دنیا و فضایل ضدان آن لایجتمعان اند و این جماعت بتوفیق حق بدین دو امر منیع موفق و مسعود شده شک نیست که همت کیمیا خاصیت پیر طریق و دستگیر این قوم است :-

پیر باید راه رو تنها مرو　　　　از سر عمیا درین دریا مرو

لاشک پیر طریقت این قوم نیست الا محققی واصل و مدققی فاضل و موحدی کامل بیت

حافظ مرید جام می است ای صبا برو　　　　وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

چون به تقریب شمهٔ از اوصاف کمال بندگی مولانا بتحریر پیوست واجب باشد شطری از محاسن اخلاق آن حضرت نمودن و از بدایع کلام شریفش شمهٔ بیان کردن هرچند مقام این بزرگوار مدالله فضایله و برکاته عالیست شعر و شاعری دون مراتب بزرگوارش خواهد بود و بدو اسناد کردن آن چنان است که شیخ بزرگواری فرماید :-

گل آورد سعدی سوی بوستان　　　　بشوخی چو فلفل بهندوستان

اما گاه گاهی همای همت عالیش از فراز اوج عرفان بنشیب دامگاه شاعران میلانی می نماید ازین جهت از روی تبرک و تیمن ذکر و حالات و مقامات و تحریر اشعار آن حضرت خواهد پیوست ؎

ذکر مولانا عبدالرحمن جامی

ساقی جان جام معنی پر شراب ناب ساخت　　　　بعد از انجا می حریفان را ازین سیراب ساخت

در مصطبهٔ جامی تا گشاده شد مجلس رندان نامی در هم شکست عروس بکر فکر تا نامزد این

مرد معنی شد مخدرات حجرات دعوی عقیم شدند طوطیان شکر شکن هند را سواد دیوان و منشآتش خاموش ساخت و شیرین زبانان و فارسان مملکت فارس تا شهد اشعارش نوشیدند دیگر انگشت بر نمکدان ملیح گویان نزدند۔

جام جان افزائے جامی جرعۂ توفیق یافت — شورش او برد ذوق از شعر شیرین کمال
کوکب سعدی آمد ثانی سعدی بنور — کرد نجم طالعش با سهم خسرو اتصال
حالیا او خسرو وقتست و ماضی دیگران — پیش دانایان ماضی هست مفضی فضل حال

اصل و مولد مولانا مخدوم ولایت جام است و مسقط راس مبارکش قریه خرجرد و منشا مبارکش دار السلطنت هرات و ابتداے حال بتحصیل علم و ادب مشغول بود تا سر آمد علماے روزگار شد با وجود علم و فضل مقام برتر طلب میداشت تا در طلب دامنگیر همت عالیش گشت و دست ارادت بجناب عرفان مآب شیخ الاسلام و المسلمین سعد الملة و الدین الکاشغری قدس سره العزیز زد که آن مرد معنی از مریدان و خلفاے خاندان مبارک حضرت شیخ الشیوخ شیخ بهاء الحق و الدین بود و بندگی مولانا مدتے در قدم مولانا سعد الملة را مقام عالی در تصوف و فقر پیدا شد هر آئینه نظر کیمیا خاصیت مردان خدا کبریت احمر است۔

تا نیفتد بر تو مرد ے را نظر — از وجود خویش کی یابی خبر

و بعد از روزگار مولانا سعد الدین مولانا خلف الصدق و جانشین مسند طریقت آن مرد خدا ست و برکت انفاس شریف مردان طریقت جناب مولانا امروز مقصد طلاب معانی و مقر سعادات جاودانیست سلاطین اطراف عالم از علو همت بندگی مولانا استفاده میگیرند و فضلاے اقالیم بمجلس رفیع او توصل مے جویند دیوان شریفش زیور مجالس فضلاے روم است و منشآت لطیفش دیباچه بدایع اهل شام و ما از اشعار لطیف آن حضرت چندے ایراد کنیم تا زیور این کتاب گردد من وا. واثه ادام الله برکاته غزل

از خار خار عشق تو در سینه دارم خارها — هر دم شگفته بر زخم زان خارها گلزارها
از بس فغان و شیونم چنگیست خم گشته تنم — اشک آمده تا دامنم از هر مژه چون تارها
رو جانب بستان مکن کز شوق تو گل در چمن — صد چاک کرده پیرهن شسته بخون رخسارها

تا سوی باغ آری گذر سرو و صنوبر را نگر — عمری پی نظاره سر بر کرده از دیوارها

زاهد بمسجد برده پی حاجی بیابان کرده طی — آنجا که باشد نقل و می بیکاریست این کارها

هر دم فروشم جان ترا بوسه ستانم در بها — دیوانه ام باشد مرا با خود بسی بازارها

تو بوده یار هر خسی من مرده از غیرت بسی — یکبار میرد هر کسی بیچاره جامی بارها

و در آخر حال که جهان را از دبدبه چاوش سلطان عشق پرشور گردانید و باغش از بوی ریاحین گلزار حقایق و معارف معطر و چشم جانش از عالم ملکوت منور گردید میش ذوق گفت وگوی غیر نمانده و قلمش از تحریر حروف مجاز بتفسیر آیات حقایق جاریست و درین باب گوید

رباعی

جامی دم گفت وگو فرو بند دگر — دل شیفته خیال مپسند دگر

در شعر بده عمر گرانمایه بباد — انگار سیه شد ورقی چند دگر

و بندگی مولانا اشعار و قصاید اکابر را در حقایق و معارف اجوبهٔ شافیه بسیار فرموده و ایراد این مجموع درین تذکره مشکلست

بحر اعظم چون نگنجد در غدیر

حالا بندگی مولانا مستغرق بحر معانیست و هر چند گاهی تقضیئ چون عقد گوهر شاهوار منظوم و منثور ازان بحر لا متناهی بساحل وجود می رساند و ما جوابی که مولانا در قصیده بحر الابرار خواجه خسرو فرموده بتمامی نخواهیم آورد تا مینست آن قصیده :-

کنگر ایوان شه کز کاخ کیوان برتر است — رخنها دان کش بدیوار حصار دین است

چون سلامت بیزارند تاراج نقد این حصار — پاسبان در خواب بر سر رخنه دزدی دیگر است

چیست زر ناب رنگین گشته خاکی ز آفتاب — هر که کرد افسر ز زر ناب خاکش بر سر است

گر نداری سیم و زر دانا مشو ناحق گدا — در برش دل بحر دانش او شه بحر و بر است

کیسه خالی باش بهر رفعت یوم الحساب — صفر چون خالیست از ارقام صد بالاتر است

زر تهی کردی کن دست کریم بگشا گره — در دریا بحر کرم دان را برای زیور است

عاشق همیان شدی لاغر میانش کن بدل — حسن معشوقان عیان در میان لاغر است

نیست سرخ از اصل گوهر تنگر زر گویا — بهر داغ بخل کیشان گشته سرخ از آذر است

مرد کاسب گر مشقت میکند کفرا درشت — بهر ناهمواری نفس دغل سوهان گر است

طامعان از بهر طعمه پیش هر خس سر نهند — قانعان را خنده بر شاه و وزیر و کشور است

ماکیان از بهر دانه می برد سر زیر کاه — قهقهه بر کوه و بر در شیوه کبک دری است

هر کرا خر ساخت شهوت نیم خر دل گو بعقل — خود بفهم خورده بینان نیم خر دل هم خر است

دست ده با راستان در قطع پستیهای طبع — بی عصا مگذر که در راه تو بس عقبه و جر است

چون کند اهل حسد طوفان طریق حلم گیر — گاه موج آرام کشتی را ز ثقل لنگر است

با حسودان لطف خوش باشد نه نتوان عتاب — کشتن آن آتش که اندر سنگ آتش مضمر است

هست هر تیره دل در صورت اهل صفا — چون زن هندو که از جانش سفیدش چادر است

طعنه از کس خوش نباشد گرچه شیرین گو بود — زخم سنی بر دیده سخت تر از نیشتر است

نیست از مرد عجوزه دهر را کشتن زبون — زن که فایق گشت بر شوهر بمعنی شوهر است

نکتهای پست کامل هست طالب را بلند — نقطهای پای چید تاج فرق قنبر است

چاره در شرح خواهر صحبت پرست بس — رخنه بر پا چون ج بسبق ثابته اسکندر است

در جوانی سعی کن گر بی خلل خواهی عمل — میوه بی نقصان ز گل و از درخت نوبر است

عالم عالم بی تقاعد از بهر چه خواهی علم — چون تجلی معنی استغنا و کار او چه است

جامی احسنت این شعر ابیغ عنوان یقظه — کاندر و هر حرف ظرفی پر شراب کوثر است

تحفة الاسرار گر نامش لقب باشد رواست — زانکه از اسرار دین بحر لبالب گوهر است

سال تاریخش اگر خواهی تو بسیم و زر نیست — زانکه سال از دولت تاریخ او فرخ فر است

آن چه از تصنیفات بندگی مولانا حالا از قوت بفعل آمده و محبوب و مطلوب اکابر و افاضل است نفحات الانس است در بیان حالات اولیاء عظام و در نثر و جواب چند نسخه منظوم شیخ نظامی مثل مخزن الاسرار و غیره هم و نسخه معما و چند کتاب در تصوف و به عنایت ازلی و هدایت لم یزلی بعد الیوم همواره از امواج این بحر حکمت و معرفت در و لالیها بساحل وجود خواهد ریخت انشاء الله وحده العزیز۔

ای [illegible] نصر کمال یقین سالها بمان

ذکر [illegible] امیر کبیر نظام الدین علی شیر

القاب [illegible] ز [illegible] کتاب بلکه دیوان سعادت فصل الخطاب ست
تا ذات خجسته [illegible] ازل [illegible] بسکه روزگار درین ره بکار کرد
واهب العطا [illegible] روزگار [illegible] سرافراز گرداند و گردون بقرنها چنین یکی

بر سریر عزت نشاند [illegible]

سالها باید که تا [illegible] سنگ اصلی [illegible] گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

تعریف نمودن [illegible] آفتاب تیر [illegible] فضیلت مشک ناب اطناب علامت
جهل است ذکر میمون و مآثر این [illegible] ربع مسکون سیار و طیار است وود به فضیلت
و کمال و علو همتش در اطراف آفاق منتشر و هر حرف [illegible] این تذکره گفته شود تحصیل حاصل باشد اما
بر طریق معهود این کتاب شمه از فضایل این امیر کبیر و شطرے از بیان مقامات شریفش درین
تذکره ثبت نمودن واجب بود والد بزرگوار این امیر نامدار عالیمقدار از مشاهیر روزگار بود و از
جمله صنادید الوس جغتاے و بروزگار دولت سلطان الاعظم ابو القاسم بابر بهادر مدبر ملک و
کاشف دولت و معتمد علیه و مشار الیه گشت و باوجود ترکیت فضایل ترک فضایل سے نمودہ
عنایت همت عالیش بر آن مصروف بود که فرزند سعادت مندش بزیور فضل متحلے و بانوار
هدایت متجلی گردد بیت

خدا ضایع نمیگرداند اجر نیک کاران را درین مزرع نکوکاری بود الحق نکوکاری

سعی آن بزرگوار ضایع نشد و ازان سلف خلفی چنین نادره روزگار بر مسند عزو تمکین
قرار یافت و بروزگار پادشاه مغفور مذکور این امیر کبیر باوجود احتشام و حکومت و ابا به فضیلت
کوشیدے و با ارباب فضل صحبت داشتی و طبع کریم و ذهن مستقیمش بگفتن اشعار و شنیدن
ابیات آثار و اخبار مولع بودی و در اوان شباب ذوالسانین شد و در شیوه ترکی صاحب
فن گردید و در طریق فارسی صاحب فضل و مؤلف است بطریق تلمیح در حق امیر کبیر

ترکی سخن گوی وسبب قبله را ایرودی ترک و توبہ ہم   کو تیرکی بوسہ لارا یردی لطفی ترک

باوجود فارسی درجنب شعرکاملش   چیست اشعار ظہیر و کیست ماہیے انوری

بار سلطان پادشاہے بود سخن شناس و ہنرور دایما بر لطف طبع وقاد این امیر کبیر آفرین
کردے واحیانا در ترکی وفارسی شعرے از نفثات این امیر کبیر مطالعہ نمودے و در قدرت
طبع و شیرینی مستفید و بدعاے خیرش مدد فرمودے

پاکبازان نظر از رہ گذری یافتہ اند   توتیاے بصر از خاک دری یافتہ اند

الیوم این امیر کبیر حامی دین و دولت او پشت وپناہ شرع وملت است وخسرو
روزگار از نصایح مفیدش مستفید واصحاب مناصب وارباب مراتب از صحبت شریفش
مشکور وراضی مجلس منیعش مقصد فضلا است و درگاہ رفیعش مرجع صلحا وفقرا خوان نعمتش
برائے مہجوران نعمت مہیا نہادہ و باب کرمش بررخ نیازمندان دایما کشادہ

حیرت چنین دولت خدائی باشد   کے از سر شہوت ریائی باشد
صاحب نظرے کہ سیرتش مہر و عطاست   باللہ کہ ہدایتش عطائی باشد

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ طبع شریف و عنصر لطیف این امیر کبیر با وجود تقرب
حضرت سلطان و تکفل مہام مسلمانان ورونق شرع وملت وتدبیر ملک و دولت دایما بفضل
وعلم اشتغال وارد و مجلس او جز نکوی طبع وفا فضلے نیست و انیس خاطرش جز اہل دلے وا ہل نہ
گرانان صحبتش سبک سے نماید بلکہ نا اہلان مجلس شریفش درنمی آیند بیت

ما در بروے مردم نا اہل بستہ ایم   ورنہ ہیچ باب دری ما بکار نیست

اشعار ترکی وفارسی خاصہ طبع شریفش در گفتن وشگافتن معما خاصہ تکلفش بہرحیثیت
روزے موج دریائے خاطرش عقد درر منظوم ومنثور بر میفشاند واہل عالم را گوش ہستیز بلکہ
زیور گوش اہل ہوش مے کنند

چشم گردون با ہزاران دیدہ آخر کور نیست   تا ترا بیند بدست دیگرے زیر عنان

آنچہ تا امروز از آن طبع لطیف صادر شدہ در ترکی جواب خمسہ شیخ نظامی کہ قبل از این
امیر خسرو ہیچکس نگفتہ الحق داد معانی دران داستان دادہ دو بیت از داستان لیلی مجنون

باشتها دبیاورد یکم که در بهاریات و تشبیهات و خیالات بلند درین دو بیت و باقی ابیات دیگر
دران کتاب مناسب نیست :-

هزار و بزه گیار سه برکه جوشن — ستش په گو نزو ربا شنغه سوسن

لاله ورقین بیر بیت صابغه — بعزی قراویک او چار هواغه

طبع لطیف صنایع و بدایع باقی ابیات ازاین دو بیت معلوم کند ورخانه اگر کس است
یک حرف بس است و برسبیل عادت که درین تالیف جاریست از روے گستاخی از کلام ترکی
و فارسی این امیر کبیر چندے خواهیم آورد تا پیش فضلا نموداری باشد و ازان حضرت بعد الیوم
یادگارے باشد و در جواب قصیده بحر الابرار خواجه خسرو دهلوی این امیر کبیر را قصیده غراست و
گمان مؤلف چنان است که این جواب براجه دیگران فضل دارد۔

آتشین لعلے که تاج خسروان از زیور است — اخگری بهر خیال خام پختن در سر است

شه که یاد مرگ نارد و ز دست ویرانی ملک — خسروے عاقبت خسر بلاد و کشور است

تیغ زینت مسقط فر و شکوه خسروی است — شیر زنجیرے ز شیر بیشه کم صولت تر است

لازم شاهی نباشد خالی از زور و سرے — کوس شه خالی و بانگ غلغلش در سر است

با دهان خشک و چشم تر قناعت کن اثر ملک — هر که قانع شد بخشک و تر شه بحر و بر است

تخم رسوائی و بد بر دانه تسبیح زرق — ارزی ارزی دانه جنس خویش را بار آور است

رهروان بارکش را سهل دان آشام فقر — در دهان ناقه خار خشک خرمای تر است

گنبد خضرا که خون ریز بیست قتلش و نیست — برگ حنا اخضر آمد لیک رنگش احمر است

طیش تر دامن بود بهر مجے مرد گرم رو — جان بط را بهر پری از بال شاهین خنجر است

مرد را حرز نجات امواج خوناب دل است — رند را حرز قدح از جام و در ساغر است

مرد را یک منزل از ملک فنا دان تا بقا — مهر را یک ذره ره از باختر تا خاور است

هیکنه را ساختن آزرده از تیغ زبان — ناتوان کردن رگ بیخ را از نشتر است

خاکیان در پایه بالاتر ز جباران که مور — بر خرامد بر هنا بر گرچه از شیر احقر است

ظالم و عادل نه یکسانند در تعمیر ملک — خوک نیکو در شیار ملک و دهقان دیگر است

ای بسا نقصان که در ضمنش بود یک نفع سود — چون وف لولی در پیاز بهر میمون چنبر است

ره بسوی حق بجیلا هست اقرب راه فقر — بهر آنکه الفقر فخری گفته پیغمبر است

اندرین ره آنکه دارد گام بر گام رسول — عرش پرواز است کو هم راه رو هم رهبر است

حامی دین نبی جامی که جام فقر را — داشته بر کف لبالب از شراب کوثر است

روضه‌ای را که میزش گلشنی دان کش لطیف — قطره رخساره هر برگ مهر انور است

عاجز از تعداد اوصاف کمال او ست عقل — انجم گردون شمردن کی طریق اعور است

دین پناها اهل دوزخ را چو امید بهشت — جان خاکی را هوای وصل آن خاک در است

زار سان کاندر درون غنچه افتد تیر است — کارزویی درد فقرم در دل غم پرور است

ز التفات خاطرت این نکته شیرین هر آنست — همچنان کز پرتو خورشید سنگی را گهر است

تحفة الافکار اگر سازم لقب او را رواست — تحفه چون از دست سحر افکنم اینگوهر است

گشت یوم عاشر شهر رجب تاریخ این — حرف رنگین روز و ماه اتمام آن را مظهر است

طالبان ربع مسکون را ز ظل عالیت — فیض با دا تا مقام مهر چارم منظر است

اگرچه خواجه خسرو مقدم و صاحب فضل است و در بحر الابرار معارف و حقایق و خیالات دقیقه او نزد عارفان مکرم و مقرر است اما این امیر کبیر داد معانی داده و در شاعری و سخن پروری و تلون خیال خاص تقصیری نکرده

این بیت این بیت اعلی به نکم از گفته خسرو — بلی این دو سخن خوب تر از یکدگر افتاد

و دیوان ترکی امیر کبیر زیور مجالس سلاطین و اکابر است و نوای از مضمون عشاق بی‌نوا را براه راست می‌آورد و سخنان او از صدای صریر کلکش مغلوب شد و آهنگ خسروانیش محبوب سلطان حسینی زهی آوازه که از دیار ترک تا صد حجاز برفت و زهی شهره که از پیشاپور تا اصفهان رسید گوشهای اهالی دیار عجم ازین صدا پر است و گوشهای عالم ازین گهر پر پیک صبا این نغمه بعراق رسانید و اوراق طوطی را فلک شعبات این نهال گردانید.

پیروانش اهل فضل هر مقام — باد باقی ظل جاهش والسلام

داما از دیوان این امیر کبیر غزلی برگزیدیم که در مشرب فقیر موافق حال این کمینه بود چنانکه

سخنہاے مصنوع یافتم اما جراحت دل این مستمند دردمند را این غزل نمک پاشید بلکہ جگر مجروح را خراشید غزل

یارب اول ای حبیبی اہل فہمغہ نامفہوم قیل ‌ ‌ ‌ پیلہ موہوم ایانسک اوّل مینی معدوم قیل
بولسہ عشقیم دا قصوری کونکلی سے منین سالورت ‌ ‌ ‌ عشقیم ارباک ودستہ اش کونکلی اینک نامعلوم قیل
برچہ نوردین تیم کوزومنی ابلا محروم ایلاو نیک ‌ ‌ ‌ برچہ کوزنی اول پرویش یوزی دین محروم قیل
قیل سا ظلم اول ظالم اہل نہ تعلیمین یارب یعنی ‌ ‌ ‌ چون تظلم دوراشیم دائم مینی مظلوم قیل
تاکوزوم قونکلوقی نوری دین اوزکا ساری توتمسون ‌ ‌ ‌ سرنے کوز کورکی اینک بحکم قذا فی شوم قیل
تاریک عشق حسنے دوریا ہیم دا ای رفیق ‌ ‌ ‌ اولسانی اوق قرام تاشی وامر قوم قیل
دیما کیم یار بولمین مہرم تولئے کونکلی دا ‌ ‌ ‌ انداین مین بر تامل ایلہ بن معلوم قیل

یک چندے سخن از کمال و فضل این امیر خیر رفت واکنون از صدقات جاریہ و آثار خیرات اوسخنے بروجہ صواب رود خلاصۂ سخن انکہ مرد پیش بین و زیرک و عاقل در کار دنیا بنظر عبرت نگرد و درین دار عمل از کار دار جزا غافل و ذاہل نباشد این تامل دامنگیر ہمت این امیر خیر شدہ و ہمگی ہمت و تمامی نہمت ارجمندش بکار آخرت مصروف گشتہ و قاعدہ ہاے صالحان پیش گرفتہ و توشۂ آخرت را از پیش فرستادہ بیت

کار این جاکن کہ تشویش است در محشر بسے ‌ ‌ ‌ آب اینجا خور کہ در دریا بسے شور و شرست

رائے صواب نمایش اقتضا کرد کہ فواضل اموال را صرف خیرات و مبرات نماید و دست تطاول میراث خواران از ان کوتاہ گرداند پس بر فحواے کلام ملک علام مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ از خالص اموالش کہ در راہ خدا بر غم ریا و ہوا درین عمارات بر مدارس و مساجد و رباطات و بقاع خیر و دار الشفا صرف و خروج کردہ و اوقافیکہ بر آن بقاع مقرر نمودہ تخمینا پانصد تومان رائج کپکی باشد بیت

ذکر خیرت میرود در خافقین ‌ ‌ ‌ اے علی شیر خدا ذکرت بخیر

اگر بتفصیل ذکر اعداد خیرات و مستحدثات این امیر کبیر رود کار بتطویل و اطناب انجامد پس چندے کہ در دار السلطنہ ہرات و بعضے از مشاہیر منازل و مراحل ست مجملا ذکر خواہد شد اول عمارت

دار السلطنه هرات است از مدرسه و مسجد جامع و خانقاه و دار الشفا و حمام جمله در یک محل برکنار جوی انجیل که سلسبیل و انهار جنت از غیرت آن دیده تر دارند و مسافران و سیاحی ربع مسکون بدین نزهت و محل عمارتی نشان نمی دهند دیگر احداث رباط عشقست و ذکر آن سابقا درین تذکره ثبت شد دیگر عمارت رباط سنگ بست است و ذکر آن نیز محل خود مرقوم شد و حالا در چند محل دیگر عمارات عالیه احداث می فرماید مثل عمارت سر روضه حضرت سید عارف قاسم انوار قدس سره و رباط دیرآباد بنواحی نیشابور که ثانی رباط ایاز خاص است بلکه ازان عالی تر و رنگین تر بعنایت الهی چند وقتست که همت عالی بر خیری گماشته که آب چشمه گل را که از مشاهیر عیون خراسانست و از متنزهات جهان و در اعلی ولایت طوس واقع است بمشهد مقدسه رضویه آورده و مجاوران و مقیمان مشهد مقدس را از جور بی آبی خلاص کرده درین کار بدرهمت اهل الله شامل حال این امیر کبیر است چه احتمالیست که جباران و سلاطین درین کار عاجز اند و قریب ده فرسخ شرعی است منبع این آب که مجموع در ناهموار یها و سنگلیها آب می یابد آورده و این خیر جمیع خیرات شریفه اش شرف وارد و مشهد مقدس ازین جوی آب رشک بهشت برین و غیرت نگارخانه چین خواهد شد انشاء الله تعالی قال النبی صلعم افضل الاعمال سقی الماء و باقی عمارات خیرات این امیر را بتفصیل نمی توان آورد چه از شمار عدد افزون است حرس الله تعالی معالیه و شکر مساعیه و این کمینه مؤلف را بمدح این امیر خیر قصیده طلع است در ترکی و فارسی چون سخن سخنوران که درین تذکره گذشته بنده را یارای آن نیست که در اثنای فضلا خود را مندرج سازد اما بتقریب در مدائح این امیر کبیر شروع مینماید و این قصیده بعرض رساند

صبحدم اولدی دین پردهٔ نیلوفری
جلوه بردی تسی نه مینا عروس خاوری

ازافق باشدید بیضای موسی انگا
بوالعجب کاران شب دارفت سحر سامری

بولدی ظاهر نور ایمان کفر ظلمت پنهان
شاه خاور دین هزیمت قلدی خیل بربری

آتش خور عود شب را سوخت دهنای صبح
آسمان کو سی سیبت کردی تشکل مجمری

دهر ظلمت دین خلاص اولدی زلیخا کوزی تک
هر نظر لطف اوامی یوسف تینا یک بتا سی

دیو ظلمت شد کریزان از سلیمان سحر
صبح از یاقوت خور بنمود تا انگشتری

ذکر امیر فاضل نظام الدین شیخ احمد سهیلی ره

واین نامدار عالی مقدار در الوس جغتای خانواده بزرگست واجداد کرام او از زمان دولت صاحبقران تیموری صاحب جاه و امرا بوده اند و بعهد دولت شاهرخی متکفل معظمات امور سلطانی واین امیر نیکو اخلاق از اقران واکفا ممتاز شده و در قبا از اهل عبا گشته همواره با درویشان در مقام خدمت و با علما در مرتبه حرمت زندگانی کرده تا بعد و کیمیا خاصیت مردان خدا بدولت دنیا و دین امروز مشرف ومفتون است و نزد سلطان عالم محترم و بنظر همگنان معزز و مکرم بیت

تو سهیلی تا کجا تابی و کے طالع شوی عکس تو بر هر که می افتد نشان دولتست

حالا این امیر فاضل صاحب دیوانست نگین خاتمش مزین دیوان ترکی سلطان عجمست ویکے قلمش محرر دیوان اشعار که سفینه بحر دقایق و گنجینه رموز حقایق است

خاتمش کار جهانی بدمے راست کند قلمش گنج معانی بدمے افشاند

ومن بنده ازین امیر فاضل شنیدم که فرمودند که من در عنفوان جوانی ایام شباب بملازمت شیخ العارف آذری علیه الرحمه رسیدم واز همت آن حضرت دریوزه کردم و طبعم بر گفتن اشعار قادر بود و تخلصے چنانکه مناسب باشد نمی یافتم التماس کردم که شیخ مرا بتخلصے مشرف سازد و بندگی شیخ مجلدی در دست داشتند و فرمودند که این مجلد کتاب را بتفاؤل بکشائیم شاید لفظے که مناسب باشد بیرون آید چون برکشادیم بر اول صفحه لفظ سهیل برآمد بغایت مستحسن شمرده بهمته من سهیلی رقم کرده بعد الیوم ابواب معانی بر رخ من گشاده شد و فیض همت مردان بمن رسید لاشک همت مردان کمتر از طلوع سهیل نیست که در بدخشان سنگ را لعل و در یمن چرم را ادیم میکند اگرچه اینچه فضلا جلد دیوان سهیلی از ادیم سازند ولعل بدخشانی بر گفتهاے رنگین او افشانند هنوز از حق انصاف بیرون نیامده باشند بتخصیص مطلعے که این فاضل را دست داده و آن مطلع اینست ؎

بروز غم بغیر از سایه من نیست یار من ولے او هم ندارد طاقت شبهاے تار من

اما از دیوان ترکی و فارسی این امیر فاضل دو بیت اختیار نموده ثبت افتاد ؎

ای منی جور و جفا بالی دا منقد او ایلاکان اور کالار بیرا و فا قصری بے بنیاد ایلاکان

نباشد خانهٔ زرکاری شاهی هوس مارا | که این دیوار محنت خانه اندوه بس مارا
گمان مؤلف آن است که اشعار این نامدار درین دو زبان لطیف و مصنوع افتاده است و در مطلع اول او را معنی خاص بوقوع پیوسته که در دواوین استادان مقدم کم دیده ام همانا از واردات طبع لطیف اوست و انوار و اسرار او شهرت اشعار سهیلی همچون نور سهیل از حدود بدخشان تا ملک یمن تابان و سیار است حق تعالی فیض انوار هدایت نصیب روزگار این نامدار کناد و در عمر و جوانی و فضیلت و کامرانی او برکت بخشد

ذکر وزیر کامل فاضل فضل الدین محمود عز نصره و مر قاده

بیت :-

بعهد مملکت جم گر آصف او بودے | نیوفتادی خاتم بدست اهرمن

فلک تا مسند وزارت بارباب استحقاق مے سپارد و زمانه تا مسند عزت بوجود بزرگان میآراید الحق باستحقاق فضل و کمال و علو همت و آثار کفایت مثل این وزیرے بعهد ظهور نیاورده

گر جمع کند سپهر اعلی | فضل فضلا و فضل افضل
از هر ملکے بجاے تسبیح | آواز آید که افضل افضل

والد بزرگوار این وزیر نامدار صاحب مغفور خواجه ضیاء الدین احمد طاب ثراه از صناوید کریمان کرمان بود و آبا و اجدا منصب مقدسے و پیشواے ملک کرمان بلکه وزارت سلاطین زمان مخصوص بخاندان این وزیر باستحقاق است حسب مکتسب نسب شریف این بزرگوار را با وج عیوق رسانید

چون حسب با نسب افضل و همبار شود | آدمی زین دو صفت افضل احرار شود

منصب وزارت تا بهمین قدم مبارکش آراسته شد کار مملکت رونقے تمام و حال رعایا انتظام مالا کلام یافت قلم عطارد القاب او را اکفی الکفاة نوشت وزیر اعظم با او شمس الوزرا خطاب کرد سخاوت و الطاف این نامدار کرم بزرگان برمک را لا شیئی کرده جودے در بخشش سجل سخاوت حاتم را طے فرموده صاحب را اے اگر از کفایت و کاردانیش رمزے شنیدی بیشک از محاسبان دفاترش گردیدے بیت

چنان داد انتظامی حکمتش کار خراسان را　　که درگاه سکندر داد ارسطو ملک یونان را

فایده خواجه جهان نظام الملک ابو الحسن طوسی تغمده الله بغفرانه بجهت فرزند خود فخر الملک در نصیحت نامه نوشته که مملکت پادشاه را حکما بشابه خیمه تصور کرده اند و رعایا مثل اوتاد خیمه اند که بے اوتاد قیام خیام محال باشد و امرا بر طور طنابهاے خیمه اند که بقوت اوتاد که رعایا اند خیمه را برپاے دارند و عمله و کارداران بر هیأت طنابهاے کوچک اند که آن را فرجے نامند از خیمه که ملک است قوتے حاصل مے سازند و دست بدامن امراے که طنابهاے بزرگ اند زده و بحمایت قوت ایشان درآمده و وزرا بر مثال ستون خیمه اند که بار خیمه و طناب و شرح و ما فیها همه بر ستون است چه وزیر را گویند و وزیر بارکش لاشک باد ول همه ملک و ولایت و لشکر بر دل وزیر خواهد بود پس ستون خیمه را چهار صفت باید که شایستگی و صلاح ستون بدرگاه ملک از او حاصل باشد و آن صفت چهارگانه راستی است و رفعت و صفاے ظاهر و باطن و ثبات قدم پس وزیر باید که با خدا و خلیفه خدا و بندگان خدا راستی ورزد و وجود خود را در خویشتن داری و ناموس ملک مرتفع دارد و بصفاے ظاهر و باطن آراسته باشد و تحمل و ثبات را شعار و دثار خود سازد و از خبث باطن و اعوجاج دور باشد که چوب کج شایستگی ستونی نداشته باشد غرض از تحریر این حکایت آنکه این صفات بذات این وزیر موجود است و با وجود ملازمت درگاه و ملک و ولایت محنت تکرار مطالعه بسیار را بر خود آسان کرده لیلاً و نهاراً بکسب فضایل علم و حکمت مشغول است و تحصیل مسایل علمی و ایماے کوشد و عروس الفاظ را کسوت معانی مے پوشد و اوقات شریفش دایما بنشر علوم و صحبت علما مقتضی است و در شاعری خواجوی کرمانی از گلزار اشعارش نخلبندی تواند بود و از دیوان او سلمان ساوجی علمدار بیست در مدح پادشاه اسلام قصاید محکم و غزا دارد که اگر بر کوه بر خوانی لرایته خاشعاً متصدعاً و خسرو روزگار را در تحسین این وزیر بار مبالغتے تمام است و ما از واردات آن دستور عالی مقام مطلع غزلی خواهیم آورد که در حالت نهد فرموده و بس نازک و تحمل است و از معنی خاص بالنصیب

نگوئی چشم خود بستم براے رفع آزارش　　خیال رویت آنجا بود پوشیدم ز اغیارش

حق تعالی ایمن الزوال را از روزگار این وزیر با اقبال دور داراد و ظل ظلیل او را بر رعایا

مدروگر دانادہ دولت اورا امتدادہ تایوم التناد بمحمد والہ الامجاد

ذکر مفخر الصدور والعظام و نتیجۃ الاکابر خواجہ شہاب الدین عبداللہ مروارید رہ

حق سبحانہ و تعالیٰ آنچہ از اشراف الناس باید و بکار آید از علم و فضل و طہارت باطن و لطافت ظاہر و اخلاق حمیدہ و ہنر پسندیدہ بدین ذات ملک صفات ارزانی داشتہ خطش در رعنائے کجناح الطاؤس و انشائیش در زیبائی کنشاۃ النفوس است سخنش در متانت نامخ یاقوت کفائتش دیوان صدارت بقانون ساختہ و قانونش ولہاے عشاق را بے قانون کردہ لاجرم طبع سلطان روزگار کہ معیار فضیلت است بتربیت این فاضل مایل شدہ و بزرگان کہ ہنر شناسان روزگار بلکہ خلاصہ لیل و نہار اند ہموارہ خواہان صحبت و جویان مواصلت این معدن فضیلت اند ۔

باش تا این اصل ہمت را نماید برگ و شاخ　　باش تا این طایر دولت کشاید پر و بال

والد این خواجہ فاضل دستور اعظم خواجہ شمس الدین محمد مروارید ادام اللہ تعالیٰ اقبالہما باستحقاق وزیر سلاطین بودہ و از صنادید اعاظم کرمانست بزرگے نیکو اخلاق و خدا ترس و صاف اعتقاد بودہ و درویش نفس است و الیوم از تشویش ملک پائے ہمت بیرون بردہ و باختیار از شغل وزارت استعفا خواستہ ہموارہ بخیرات و مبرات مشغولست و از صحبت شریف اہل حق و علم و فقر محظوظ و با نصیب جزاہ اللہ خیراً و این وزیر زادہ را تقرب درگاہ سلطان گیتی پناہ حاصل است و مناصب عالیہ بدو مفوض و مخصوص است امید کہ پایہ قدرش بذروہ عالی رسد و شام شبابش بصبح الشیب نوری پیوندد انہ علیٰ ما یشاء قدیر و چون طبع کریم این بزرگ نامدار بگفتن اشعار مایل است و شعرش در متانت ثانی شعر انوریست و عنصر طبعش دم از عنصری زند واجب نمود درین تذکرہ مطلعی از اشعار مختارش بایراد رسانیدن و بندگی مولانا نور الملۃ والدین عبدالرحمن جامی راست ۔

نوبہاران کہ دمد شاخ گل از گل من　　غنچہ مایلش بود آغشتہ بخون دل من

و خواجہ شہاب الدین عبداللہ در تتبع مولانا این مطلع فرماید بیت

آه کز هر که وفا بود امید دل من — غیر نومیدی از و هیچ نشد حاصل من

و مؤلف این تذکره بنا بر حکم این بزرگ زاده فاضل این گستاخی نموده جواب این غزل
گفته بحکم المامور معذور و این است آن غزل مذکور. غزل

دیگری را مکش از غمزه بغم دل من — هر زمان قصد هلاکم مکن ای قاتل من
می کشی خنجر و خون میخورم از حسرت آن — که شود رنجه دم تیغ تو از بسمل من
قابل دولت غمهای تو آیا دل کیست — نیست مقبول تو باری دل ناقابل من
یار بگذشت و رقیب از اثر او برسید — آه از بخت بد و دولت مستعجل من
سر بنه بر سر آن کوی علائی زان رو — تا دم حشر در آنجاست چو سر منزل من

ذکر وزیرزاده مکرم خواجه آصفی ره

و این بزرگ زاده نیز از خاندان وزارتست و پدرش دستور اعظم خواجه نعیم الحق والدین
نعمت الله کساه الله بلباس الغفران بروزگار خاقان سعید ابوسعید انار الله برهانه وزیری
به استقلال و استحقاق بود و از جمله وزرای روزگار چون او بکاردانی و حساب شناسی و کفایت
وزیری نبود و پدر خواجه نعمت الله خواجه مولانا علاء الحق والدین علی بروزگار حضرت صاحبقرانی
کفیل مهمات سلطان بوده مشرف خزانه عامره مرد حقانی و با مروت و از اولیا و آثار اولیاء الله دیده
اند گویند که عمله و باقی داران را که بر درگاه صاحب قرانی با ایذا و عقوبت مبتلا می دید بعضی را
که تکلیف ما لا یطاق بود براستی از خزانه بایشان میداد و ایشان را از زجر خلاص میکرد
و پدران مرحوم میگفت که نوبت مروت من گذشت و نوبت مروت شما مانده است زهی
توفیق که علمداری نیز مایل بندگان خداست بهر صفتی که باشد رضای خدا بهانه میطلبد

گر طاعتی چنان نکنی کان سزای اوست — باری بقدر خویش که رحمت بهانه جوست

و این بزرگ زاده در شاعری مرتبه عالی و در فضیلت درجه وافی دارد و امروز امرای این روزگار الحق این
بزرگ زاده با قصی الغایه میدارند و حسب شرافتش بر نسب منیف اسلاف عظام او شاهد عدلست
و ما از سخنان خیال پرور ایهام اندیش او که در صدد معانیست مطلعی ثبت خواهیم کرد

بسی خود را در آب دیده چون ماهی وطن دیدم — که تا قلاب زلفش را بکام خویشتن دیدم

حق سبحانه ابواب فیض بر طبع کریمش باز دارد و بر کردار اسلاف عظامش در روزگار او را سرافراز گرداند منه لا بمنّ بجده و عزّته ٭

معذرت در ختم کتاب نکات تاریخ و مقامات حضرت سلطان حسین بهادر رہ

سرکشی توسن ادهم قلم از حد گذشت خوف تطویل و اطناب بعد هذا در حساب است امّا اصحاب اشتغال را بعد از تردد روزانه در شبها استراحتی مفید است و با افسانه الفتی واجب همانا این افسانها مدد خوابست ٭

آنها که محیط فضل و آداب شدند — در حل دقیقه شمع اصحاب شدند
ره زین شب تاریک نبردند برون — گفتند فسانه و در خواب شدند

ای عزیزان حال عالم و عالمیان فسون و فسانه بیش نیست و دو روزه مهلت زندگانی را پایدار مستعار زیاده نه از افسانهای حریفان گذشته عبرت باید گرفت و از خواب گران فنا اندیشه باید کرد ٭

ای از پی فریب چه نرگس بخواب ناز — بگذشت روزگار خوشی چشم باز کن

مریدی گستاخ نزد حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سره از کیفیت دنیای دون سوال کرد شیخ بزرگوار آهی برکشید و این شعر بر مریدی خواند شعر

حال دنیا باز پرسیدم من از فرزانه — گفت یا خوابست یا بادست یا افسانه
گفتمش هرکس که دل بر وی ببست او کیست — گفت یا غولست یا دیوست یا دیوانه

حق تعالی اعیان اولو الابصار را بسرمه توفیق کحل سازد و در راه تحقیق بیگمان نماید

ذکر مقامات و حالات پادشاه اسلام ابو الغازی سلطان حسین بهادر خلد الله ملکه و سلطانه

هر چند ذکر این مقامات و شرح این درجات در قدرت بشری و طاقت انسانی مدنیا مده گر

مثلاً محمد جریر طبری و حمزه اصفهانی و اصطخری که مورخان دانا و حکماے توانا اند زنده بودندی از
عهده عشر عشیری از ذکر مقامات و حالات این خسرو رستم دل سهراب هیبت بیرون نتوانستے
آمد قلم ضعیف این نحیف چگونه درین شغل خطر جاری گردد فاما از هزاران یکے و از بسیار اندکے نمودن
و کتاب را بر ذکر مقامات این خسرو عالی منقبت ختم کردن اولی است:-

رسم ترنجبت که بر شاخسار　　　پیش دهد میوه پس آرد بهار

روزگار شریف لطیف حضرت اعلی بهار زندگانی است لابد افغان گردد مقامات او
شگوفه در بار یا چمن این نوبهار باشد عادت مورخان و مولفان تاخیر در تقدیم لایح است پس
بر این نسق تتبع اکابر ماضی نموده کتاب را بر حالات حضرت اعلی خاقانی ختم کردیم و از مشاهیر جنگها
و مصافها که آن حضرت را دست داده که عقل عقلا دران عاجز است بر سبیل پیشکش یک تحفه
گذرانیدیم بباید دانست که این خسرو نامدار کریم الطرفین است و از احفاد و ذریت صاحبقرانے
که هیچکس را این شرف و منقبت حاصل نیست و از جانب پدر و مادر این خسرو بزرگوار صاحبقران
است و پیوستگی با سلاطین قدیم ماوراء النهر نیز دارد و از طرف ام و درین تذکره شرح دادن آنحضرت
که صاحب قرانے را با شاهزاده میرزا میرک که پادشاهزاده ماوراء النهر بوده است حاجت نبود
چرا که آن قضیه اظهر من الشمس است و در ظفرنامه مذکور و چون این خسرو نامدار بسن شباب رسید
آثار جهانداری و انوار فضائل و بختیاری در جبین عالم آرایش واضح و لایح بود و بعد از وفات
بابر سلطان در مرو شاه جهان رایت جهانداری برافراشت و در شهور سنه خمس و ستین و ثمانمایه
بر تخت شاه جهان که ام الممالک خراسان است جلوس کرد بیت

ای هر اول کرده از یاری رخی همچو سحر　　　دعوت دین آشکارا چون ابومسلم زمرو

و بعد از جلوس و خروج او اول قضیه فتح استراباد است به کشتن حسین بیگ سعدلو
مظفری از ان سمت رقم یافته و آن مصارعت را جهانداران اقرار دارند که از سلاطین ماضی هیچ
آفریده چنان مصافی نکرده و فتحی نیافته دوم مصاف سلطان محمود میرزا بنواحی استراباد و فتح
آن مملکت در شهور سنه خمس و ستین و ثمانمایه سلطان ابوسعید ایالت استراباد بفرزند خود سلطان
محمود بهادر داده خود بدفع میرزا جوکی ولد امیرزاده عبداللطیف عزیمت سمرقند و شاهرخیه نموده

امیر شیخ حاجی جاندار را که از امرای شاهرخی و مرد کاردیده و مبارز بود بملازمت شاهزاده سلطان
محمود نصب کرد حضرت خلافت پناهی فرصت غنیمت شمرده باندک لشکری از جانب خوارزم
و دشت قبچاق عنان عزیمت بصوب استراباد معطوف فرمود سلطان محمد و امرای عظام او
جلادت نموده بالشکر سنگین در مقابله ایستادند و در مقامی که آن را جوزولی گویند بقرب استراباد
حربی عظیم دست داد و در آخر حضرت اعلی را ظفر روی نمود و مخالفان مقهور و رایت [illegible]
عالی منصور شد و سلطان محمود منهزم گردیده بهرات گریخت و امیر شیخ حاجی بقتل رسید و حضرت
خلافت پناهی بر باقی حشم و لشکر رحم نموده جمله را در حرم امن و امان حمایت داد و مملکت خراسان
بعد از آن حضرت اعلی را میسر شد سوم مصاف ترشیز است و کیفیت چنان بود که بوقتی که سلطان
ابوسعید باستقلال تمام فارغ البال در تخت هرات نشسته بود و در آن حین حضرت خلافت
پناهی از طرف دشت قبچاق و خوارزم عنان عزیمت بجانب خراسان معطوف فرمود و قطع مراحل
کرده به نیشاپور آمد و مخیم نزول اجلالش گشت سلطان ابوسعید بهم برآمد و خواست تا بنفس نفیس
خود متوجه گردد باز اندیشه کرد که مبادا بی ناموسی دست دهد و دست برد حضرت اعلی خاقانی دیده
بود اکثر امرای نامدار خود را مقدمهم امیر محمد علی بخشی را بحرب حضرت اعلی بجانب ترشیز و نیشاپور بایلغار
فرستاد در شهور ثمان و ستین و ثمانمایه در نواحی ولایت ترشیز حضرت اعلی را با آن لشکر حرب واقع شد
و باوجود نود مرد مسلح با حضرت اعلی زیاده نبودند و لشکر خصم ده هزار مرد مسلح و مکمل پناه بلطف حضرت
اله آورده اندیشه ننموده و رستم وار بران لشکر بزرگ زده و مار از نهاد آن قوم برآورده و بیک لحظه آن
حشر محشر ظاهر کرد و محمد علی بخشی بطرف خداوندگار خود گریخت و حضرت پادشاه اسلام از سر جریمه یاغیان
لشکر درگذشت و جمله را عفو فرمود و از ترشیز میخواست تا عزیمت حرب سلطان ابوسعید نماید امرا و
ملازمان صواب ندیدند و باز بمقتضای العود احمد بطرف دار الملک خوارزم معاودت نمود چهارم
فتح ملک خراسان و جلوس آن خسرو کامگار بر تخت دار السلطنه هرات و این قضیه در نوروز و اوایل
بود و بماه مبارک رمضان سنه ثلث و سبعین و ثمانمایه بیت

خدا میخواست رونق ملک و دین و شرع ایمان را که ارزانی بسلطان کرد اقطاع خراسان را

چون واقعه سلطان ابوسعید بر نهجی که شطری از آن بقلم آمده بوقوع پیوست در آن ایام

درآن حین آن خسرو نامدار از طرف دشت قبچاق بدعاے تسخیر ملک آذربایجان بسرحد خراسان آمده بود و کاربدان نزدیک رسیده که خراسان را فتح کند خبر شکست سلطان ابوسعید خود سلب شوکت این خسرو عالی مقدار شده و در شهر رجب سنه مذکور بدولت و سعادت از حدود ابیورد عزم مرو شاهجهان نموده امیر کبیر شجاع الدین ولی بیگ بهادر را بجهت تسخیر مشهد مقدسه و نیشابور و باقی ملک خراسان نامزد فرموده بدین طرف گسیل کرد و بیمن الطاف خداوندی و دولت پادشاهی از دحامی بر امیر جمع شده فتح این طرف میسر شد و دران حین شاهزاده سلطان محمود از طرف آذربایجان منهزم بدیار خراسان رسیده و جمعی کثیر از لشکر سلطان ابوسعید در راه بدو ملحق شدند و آن شاهزاده در نواحی جام با امیر ولی بیگ مصاف داده شکست یافت و چون منهزم بهرات رسید خبر توجه حضرت اعلی استماع نموده ثبات نیافت و از اضطرار فرار نموده راه حصار شادمان پیش گرفت و دران حین چهل دختران و بادغیس مضرب خیام عساکر ظفر پیکر بود و از عنایت الهی و الطاف نامتناهی سرداران سلطان ابوسعید فوج فوج دولت صفت روی بحضرت خاقانی آوردند و شرف دست بوس میافتند کما قال الله تعالی یدخلون فی دین الله افواجا و حضرت اعلی نیز عنایت پادشاهانه شامل حال همگان نموده از ماضی گذشت و همه را بدستور سلطان ابوسعید مراتب و مناصب مقرر داشت و از کمال عاطفت و اخلاص که ذات این پادشاه را جبلی فطریست بارها بر زبان مبارک جهت سلطان ابوسعید تاسف جاری ساختی و فرمودی که آن حضرت مرا بجاے پدر و اعمام بود کاشکی این نکبت بدان سلطان عالی قدر نرسیدی و من از نیل مرام سلطنت محروم بودمی این سخن می گفت و قطرات عبرات بر چهره مبارکش از فواره عیون جاری می شد زهی شفقت و انصاف و زهی اخلاص و الطاف لاجرم حق تعالی ملک مکتسب صاحبقرانی را مورو ث این خسرو عالی منقبت نموده سرایه سلاطین متقدم را بزیور وجود شریف او آراسته است تمکین این پادشاه فرشته اخلاق و دین سلطنت باستحقاق قرنهاے بیشمار با دو فرزندان کامگار و اتباع نامدارش را سلطنت و خلافت تا قیام قیامت باقی باد پنجم مصاف نوبت اول با امیرزاده یادگار محمد بن سلطان محمد بایسنغر و این مصاف آن بود که چون بتوفیق یزدانی و سعادت آسمانی سلطنت خراسان پادشاه اسلام را میسر شد

امرای کبار و اعیان دیار تگلی مطیع رای همایون گشتند امیر ابو النصر حسن بیگ امیر زاده مذکور را
که وارث ملک مذکور بود از زمان ماضی نشو و نما در میان ترا کمه یافته بود نامزد ایالت این دیار
نموده لشکر جرار و سواران نیزه گذار با او همراه کرده بطرف خراسان فرستاده امرای نامدار خراسان
و سرداران سلطان ابو سعید را در مصاحبت و ملازمت آن شاهزاده باین صوب فرستاد و امیر
زاده یادگار محمد بقوت حسن بیگ و سپاه ترا کمه و دلگرمی داشت ملک امرای نامدار از حدود عراق
بجانب خراسان نهضت نموده اول میل استراباد کرده آن حدود را بگرفت و امیر شیخ زاهد طارمی
را که از قبل حضرت پادشاه روزگار حاکم آن دیار بود منهزم گردانید و چون این خبر در تخت هرات
بسمع اشرف همایون رسید فی الحال باحضار لشکر ظفر پیکر مثال داد و بر عزیمت حرب یادگار محمد عنان
عزیمت بجانب استراباد معطوف فرمود بیت

درآمد ز در که غو کرنای ... زمین چون زمانه درآمد ز جای

بعضی امرای نامدار که بایلغار پیشتر از موکب همایون آمده بودند از استیلای دشمن
ستوه گشته ملتجی بکوه شده بودند که بنواحی جبال سیلاق خوارزمی مرغزار که بنواحی دربند تقانست
تا بخت مدد کرد و اقبال روی نمود و در شهر صفر اربع و سبعین و ثمانمایه پادشاه اسلام از طرف مستقر
دولت با امرای نامدار رسید و امرا از بهجت این ابیات میخواندند

زهی با مدنت بخت مرحبا کرده ... بروی خواب تو دولت نظر صفا کرده
ستاره خیل ترا دیده و ثنا کرده ... فرشته روی ترا دیده و دعا کرده

و روز دیگر که دشمن در کوه تقان نزول نمود خسرو جوان بخت با این لشکر به پیکار مشغول
گشت و از قله کوه چون لشکر انبوه خصم در نظر آمد سرداران متوهم شدند و بعرض رسانیدند که مصلحت
آن است که این جبال مستحکم از دست ندهیم که لشکر خصم انبوه است نباید پادشاه بانگ بر امرای
نامدار زد و این بیت خواند

که گر من ز دشمن هراسان شوم ... همان به که با خاک یکسان شوم

و در دوم میمنه و میسره را ترتیب داد

روز دیگر کین سپهر لاجورد ... نصب کرد از جیم خود چتوق زرد

پادشاه اسلام بعزم رزم دشمن بر سمند دولت راکب گشت و در نواحی بند شقان حربی
و سپیوست که هفت خوان و سپیش آن تاختی پیش نبود و نبرد اسفندیار بدیار زابل در مرتبه
آن جولانی زیاده بیت

برات مرگ بیامد ز دست قابض ارواح　　بصد زاری همی ارواح می موئید بر اشباح

نسیم فتح عاقبت از مهب آمال و امال این خسرو صاحب اقبال وزیدن گرفت و روح القدس
آیات فتح خواندن بنیاد کرد و بسی بر نیامد که رایت خصم معکوس و دولت دشمن مغلوب و منکوس
گشت و امیرزاده یادگار محمد بصد حیله جان بسلامت ز ان گرداب بلا بیرون برد و بعضی از
امرای ترکمه و چغتای که در مصاحبت و ملازمت شاهزاده مذکور بودند مقید طناب مالک
الرقاب پادشاهی گشتند و خسرو جمشید دولت نماز عصر آن روز در جناران بدولت نزول
فرموده فتحنامه باطراف ممالک روان ساخت و جهت تقدیم سیاست از امرای
ترکمه و چغتای دو سه تن را طعمه سباع و طیور گردانید و بر باقی اسیران بچشم مرحمت نظر
فرمود بیت

رهیدا همی اسیران سوی خانمان　　بمن تان دعا باد تا جاودان

تمامی اسیران و صنایع و سپاهیان که بر موطن خود نزدیک رسیده بودند فارغ البال
دعای دولت پادشاه اسلام گویان از راه اسفراین متوجه دار السلطنت هرات و بلاد خراسان
شدند و خسرو عالی مقدار منصور و مظفر عازم دار السلطنه هرات گشتند و این فتح در سنه اربع و
سبعین و ثمانمایه بود موافق پارس ئیل ستشم قتل امیرزاده یادگار محمد است و فتح دار السلطنه
هرات کرت دوم و درین کار که بدست خسرو نامدار بر آمد تحقل عقلا عاجز است و این دست
برد از رستم و دستان نشان نداده اند و رزم بهرام گور با خاقان بدین دستور نبوده چه در تاریخ مذکور
است که بهرام گور خاقان را با سی صد نفر مرد بزد و بکشت و در جای که نود هزار مرد با خاقان بود
فاما آن شبیخون در صحرای بوده و این کار که این خسرو نامدار نموده در مستقر سریر سلطنت بوده با وجود
چندین در بند و چندین پاسبان و حفظ و حصر چار صع انقدره والعظمه الله تبارک و تعالی و سبب این
قضیه آن بود که چون آن شاهزاده یادگار محمد شکسته و منکوب شده و بار استعانت با میر کبیر

ابوالنصر حسن بیگ آورده او دیگر بار لشکر گرانمایه جهت او ترتیب نموده در مصاحبت امیرزاده
مذکور او جمله قرابتان خود یوسف بیگ را با چند از امرای ترکمه مقدمهم یعقوب بیگ بود بطرف
خراسان فرستاد و آن لشکر بیادگار محمد ملحق شدند و بصوب خراسان روانه گشتند و ولایت سبزوار
واسفراین و جوین را مسخر ساختند و چون اعلی حضرت خلافت پناهی خبر قدوم یادگار محمد بدین
نواحی استماع نمود از دار السلطنت هرات عازم حرب ترکمه و یادگار محمد شد و در حدود جاجرم قراولان
هر دو سپاه مابین جاجرم و جوین ملاقات کردند و بعد از حرب و کوشش بسیار قراول یادگار
محمد شکست یافت و نعمت خوارزمی که از متعینان روزگار و بهادران لشکر یادگار محمد بود با چند
نفر از خاصان امیرزاده مذکور گرفتار شدند و حضرت اعلی النعمت را با اکثرے از گناهگار سیاست فرموده
بیاسا رسانید و یادگار محمد و لشکر ترکمه ازین معنی متوهم شده شب از قصبه جاجرم فرار نمودند و حضرت
اعلی مظفر و منصور مراجعت فرموده حسن شیخ تیمور را بایالت استراباد و تفویض فرمود و بنفس مبارک
در النگ رادگان قرار گرفت و احشام ترکمه خراسان را گرد کرده بخود جمع نمود و یادگار محمد بعد از انهزام
باز استقرار کرده از جناشک که از اعمال بسطام است آمد شد با حسن شیخ تیمور در میان آورد و آن
روباه بازگین صفت یادگار محمد میرزا را با خود خواند و در ظاهر گرگان بدو پیوست و آزرم حضرت
اعلی را از میان برداشت و باز شیخ علی پرناک که از اعاظم امرای ترکمه و قرابت حسن بیگ بود
باو پیوست و قوتی و شوکتی تازه روی بیادگار محمد آورده و تربیت خراسان درست کرده در شهور
ذوالقعده من شهور سنه اربع و سبعین و ثمان مایه با امل فتح از فیروزغند عازم خراسان شد حضرت
صاحب قرانی حرب را تکمل و مستعد شده از رادگان سمی خواست تا پذیرا شود و لشکریان و جوانان
و بعضی امیرزادگان نافرمان با دیده شوخ چشمی این خسرو فیروزبخت بنیاد روگردانی و بدبغا بازی
مشغول شدند خاطر مبارک اعلی ازین معنی متاثر شده روی بتخت هرات آورده و هر روز از معسکر
ظفر پیکر فوج فوج روگردان شده بخصم می پیوستند حضرت اعلی معاینه می دید که این نادانان
تبر برپای خود میزنند و این شوربختان خطا از صواب نمی دانند اما باراده عوام کالانعام جز قدرت
ذوالجلال والاکرام هیچکس برنمی آید رای رزین خسرو نیکو سرانجام چاره جز آن ندید که یک چندے
تخت را بگذارد و تا بخت بر سر مددگاری آید برین عزم از دار السلطنت هرات آورد و اجمال خاصان

دیگر جهتان را همراه داشته متوجه فیض آثار میمنه و صوب بلخ شد و یادگار محمد با جمعی ترا کمه بشهر هرات آمدند
و دست تظلم ناشایست بدر آوردند و به بندگان خدا ظلم و دست انداز لشکر بیگانه و بی نفسی پادشاه
گرفتار شدند ترکمانان جلفت بدزبان به بیداد دست برآوردند و فسوق و فجور آشکارا کردند و
آن مظلوم کج فهم بداد هیچکس سخنی رسید بلکه یارای پرسش نداشت عجزه و رعایا فریاد برآوردند
که انهمنا یا غیاث المستغیثین و چون این خبر بسمع شریف حضرت اعلی رسید غیرت و حمیت اسلام
دامنگیر پادشاه ایام شد و با امرای دولت قرجام گفت روا باشد که جایی که من زنده باشم در دیار
اسلام این بیدادی رود حضار مجلس باتفاق هزار جان ما فدای پادشاه اسلام باد این را با جهاد
اکبر برابر میدانیم فی الحال از میمنه قلب و جناح لشکر ترتیب داده به عزم دار السلطنه هرات با هزار
مرد کار دیده دو اسبه برنشست

شد روان از میمنه سلطان فرخ روزگار   فتح و نصرت بر یمین و بخت و دولت بر یسار

القصه سه شب و سه روز راه و بی راهی پیمودند تا روز دیگر روز چهارشنبه ماه مذکور
در نواحی بادغیس در باغی از لشکر باغی معدودی چند یافتند تفتیش احوال و تفحص قضایا نمودند
آن مردم گفتند یادگار محمد مسرور و فارغ البال بعشرت مشغول است و امرا همچنین هر یکی با تماشا
خفته و هر کس با حریفی نهفته حضرت اعلی چون خبر مخالفان برین نهج استماع نمود مسرور گشت
و گفت :-

ای دل و دلدار چه نیت یافتم

فی الحال مردان کار را دلداری می نمود و حیاخانه عالی را بر جوانان قسمت فرمود و هر یکی
را از امرای عظام بگرفتن یکی از سرداران شهر تعیین کرد و بتعجیل از کوه کیون فرود آمده نیم شب
بنواحی تربت عنبر سرشت مقرب باری عبد الله الانصاری علیه الرحمه رسید و از روح پر فتوح خواجه
دریوزه همت کرده صبح کاذب بخیابان هرات در آمد و بتعجیل بدر باغ زاغان دوانید و بعضی
دربانان و مستحفظان کوشش نمودند بجایی نرسید بضرب تبرزین قفل دروازه را در هم شکسته
حضرت اعلی بفتح و فیروزی بباغ در آمد قضارا آن شب یادگار محمد مست و در بر محبوبه خفته بود آواز
عربده بگوشش رسیده سراسیمه برجست و آن شب را روز قیامت دید انگشت وار بخواست تا خود

را بگوشهٔ باغ متواری ساخته و جمعی خاصان حضرت اعلی او را گریبان گرفته پیش سلطان آوردند
شاهزاده قالب از روح تهی شده از روی سراسیمگی در زمین می نگریست پادشاه روزگار روی
با و کرده گفت ای بی حمیت از ما عارت آمد و شرم نکردی ترا که همیشه مطیع و فرمان بردار
آبا و اجداد ما بوده اند که بگماشتگی چرا که بر تخت شاهرخ سلطان جلوس می نمائی و جمعی ظلمه
را بر رعایای ملک موروث ما بظلم و بیداد مسلط میسازی

ای سیه روز زرد گردی روی سرخ آل را

و فی الحال اشارت کرد تا سیافان بسیاست آن شاهزاده را بگذشتگان قبیله ملحق گردانیدند
و کان ذلک فی لیلة الاربعا سابع عشرین صفر سنه خمس و اربعین و ثمانمایه علی الصباح لشکر تراکمه
فزون از قیاس بودند فوج فوج فرار می نمودند و پوست بر اعضای ایشان از حیثیت هیبت
و سطوت پادشاه بی خشک شده بود و امرای عظام هر جا که نامزد شده بودند مخالفان را بدرگاه عالم
پناه می آوردند و حضرت اعلی امیر علی جلایر را از روی سیاست بیاساق رسانید و ذیل عفو بر جرایم
جمیع مجرمان پوشیده و بمقتضای ارحم ترحم و بهجت و سروری که از عنایت حق سبحانه و تعالی واصل
بروزگار این خسرو نامدار شده بود زیور عفو بر صفحات اعمال همگان مرتسم گردانید للمؤلفه

کیست از شاهان که داده چون دخل فاریاب | ره نورد خویش را از چشمهٔ مرغاب آب
تا ختن آورده تا تخت هری وقت سحر | همچو خورشید او فرو شسته ز چشم خصم خواب
یا چنین دولت کرا گردد میسر در جهان | وین چنین کامی که یابد غیر شاه کامیاب
یارب از لطف و کرم این دولت جاوید را | دور داری دایما از انتقال و انقلاب

هفتم فتح اندخود است و مصاف شاهزاده سلطان محمود و حقیقت این قضیه آن است
که شاهزاده مذکور شکسته از جانب هرات بطرف حصار روان ملک راند و در اندک فرصتی حشمتی و
شوکتی یافت و بتمنای ملک گیری لشکری آراسته بسیج نموده بلخ را مسخر کرد و حضرت اعلی در آن حین
بتلافی خرابی که لشکر تراکمه در خراسان نموده بودند مشغول بود چون خبر استیلای شاهزاده مشار الیه
بحضرت اعلی رسید همگی همت بر دفع شاهزاده مصروف فرمود و از حد جرجان و مازندران تا نواحی
مرغاب لشکر و سپاه بر خسرو گردون مقدار جمع شدند آغاز کار بمصالح مکاتیب بشاهزاده فرستاد مضمون

انکه ای قرة العین سلطنت وای ثمرهٔ شجرهٔ خلافت بکن وانصاف پیش آر و آنرم گوش کن
امروز پشت لشکر و روے دولت منم و بمقام برادری و بمرتبه فرزندے قناعت نمائے بیقین بدانکه
دشمنان قدیم در کمین اند و مدعیان دولت گوشه نشین اما آن نصائح مفید نیامد شاهزاده سلطان
محمود بمدعاے ملک از راه انصاف تجاوز نموده استدعاے حرب و قتال کرده حضرت اعلی چون از
نصائح نا امید شد شمشیر کین از قراب غیرت مکشوف ساخت؛

بران باش تا جنگ باز افگنی   اگر خود بدانی که مے بشکنی
در آید کسے چاره نباشد ز جنگ   جگر باید انجا و سختے درنگ

پادشاه اسلام لشکر واحشام را از روئے احتشام جمع نموده در نواحی اندخود بموضعے که آن را
چکلن سراے خوانند صفهاے مصاف راست کردند.

گہے افتید و گہ جوشید و گه تا بید گه خشید   سر مرد و رگ خون و سر تیغ و تن خنجر

و خسرو همت شکن تہمتن صفت بر سمند کوه پیکر سوار شده یلان و مبارزان را بر حرب تحریص
مے کرد و دل میداد من بنده مؤلف دران مصاف در رکاب ظفر مآب بودم بعینه احساس کردم
آواز تکبیرے که دران روز آن تکبیر مردم لشکر مے گفتند یقینم شد که رجال الله الغیب اند گمان مؤلف
آن است که بعضے آن روز در آن مصاف حاضر بوده اند این حال را مشاهده کرده اند بیت

آن را که عون عصمت ایزد مدد بود   اجرام جمله عدت و اوتاد لشکر است

القصه بیک لحظه نسیم فتح وزیدن گرفت و رایت سلطان مسعود و لشکر خصم مغلوب گشت
و این مصاف را مبارزان روزگار از مصافهاے نامدار مے شمارند بلکه صعب ترین جنگها میدانند و
جلدوے این مصاف را حضرت خاقانی هیچکس از امراے نامدار و مبارزان روزگار نداد کاین کار
من بنفس خود کرده ام و امرا و پهلوانان درین صورت سلطان را مسلم داشتند و این بیت برخواندند شعر

ای منزل یاد حکمت اوج ثریا   رشے ظفر از آئینه روے تو پیدا

و حضرت پادشاه کامگار بعد از ان فتح نامدار بلخ و مضافات را بحوزهٔ ضبط آورده امیر شیخ
که از سرداران عراق بود بایالت بلخ مقرر کرد و خود بدار السلطنه هرات معاودت فرمود و کان ذلک
فی محرم سنه ست و سبعین و ثمانمایه هشتم محاصره بلخ و فتح آن جا است و این قضیه از غرایب و عجایب

حالا قسمت بباید دانست کہ بلخ شہر قدیم و بناے اوّل است در دنیا بزعم اکثر ارباب تاریخ و بعضے گفتہ اند و ماوند اقدم ہست و بعضے بابل را قدیم گفتہ اند بعضے گویند بناے بلخ بلاخ بن اخنوخ نہادہ و بعضے بر آنند کہ کیومرث بانی بلخ است کہ کشندہ ہوشنگ را در آن مقام بکشت و شادی حاصل کرد بناے شہر آنجا نہاد بالجملہ در عظمت و شوکت ملک بلخ ہیچکس را سخن نیست حکماے بلخ را ام البلاد نام نہادہ اند و قبۃ الاسلام و جنۃ الارض و خیر التراب گفتہ اند چنانکہ حکیم الدین انوری مے فرماید بیت

آسمان گر طفل بودی بلخ کردی دایگیش　　زانکہ داند کرد معمور این جہان را مادری

و این قلعہ و شہر بند کہ اکنون معمور است آن حصار را ہندوان نام است و بعد از تخریب شہر قدیم بلخ بدست احنف ابن قیس و قتیبہ بن مسلم الباہلی نصر بن سیار کہ بروزگار ہشام بن عبدالملک مروان امیر خراسان بود فرمود کہ این قلعہ را غلامان ہندوی او عمارت کردہ بودند و حمزہ اصفہانی از محمد جریر طبری روایت کند کہ نصر را غلام ہندوی زر خرید بود و خمس غنیمت او دوازدہ ہزار بود القصہ فتح بلخ امرے متعذر است چرا کہ خندق این حصار آب خیز دارد و نقب بردن میسر نہ و پادشاہ اسلام بلخ را مسخر کردہ ایالت آن دیار و کوتوالی حصار را باحمد بن مشتاق مقرر داشت و بعد از اندک مدتے آن ترکمان طبع دون با پادشاہ روزگار غدر ظاہر کردہ با ولی نعمت کفران نمودہ بطرف اولاد عظام سلطان ابوسعید میل نمود و دم عصیان زد و این صورت بر خاطر خطیر آرای منیر پادشاہ کبیر شاق آمد و رکاب ہمایون را بمحاصرہ بلخ سبک گردانید لشکر گران بدر بلخ کشید و چند وقت بمحاصرہ مشغول گشت و فتح میسر نشد و قتال و جنگہاے پیوستہ رو مے نمود مبارزان عساکر ظفر آثار مجروح شدند بعضے از امراے اکابر بعرض پادشاہ رسانیدند کہ فتح بلخ کارے بزرگ است و روزگار ضایع کردن بدین امرے فایدہ اگر خسرو روی زمین از تسخیر این ویرانہ درگذرد ہمانا کہ صلاح دولت ابد پیوندش این است بیت

بشادی در خیابان جام مے گیر　　تو بلخ کہنہ را مانند ری گیر

حضرت پادشاہ اسلام و جمشید ایام

بدادار دارندہ سوگند خورد　　بروز سفید و شب لاجورد

که این باره با خاک پست آورم　　　وزین دودمان نسب را بدست آورم

مثال واجب الامتثال باطراف مملکت فرستاد که تا استادان منجنیق ساز چرخ انداز بعراده و منجنیق و کشکنجیر و مار از نهادسکان بلخ برآرند و دیگهائے عالی ساختند و خرقها و سایر نقب زنان از ممالک روی بصوب بلخ نهادند چون آن صدمت و اهوال باحمد مشتاق رسید و در بلخ از تلخی زندگانی مشتاق اجل موعود گردید و چاره جز آن ندید که استغفار نماید و در قلعه بروے آن خسرو کامگار بگشاید شفاعت بامرائے دولت و اخوان حضرت آورد تا جریمه اورا از خسرو کامیاب در خواستند و پادشاه اسلام بطریق معهود شیوهٔ موروث که در جبلت این مظهر الطاف عفو و احسان غریزیست از جرأت و جرائم آن حرام نمک درگذشت و شهر بلخ کرت ثانی داخل قلمرو و معمور گردید و کان ذلک فی شهور سنه ثمان و سبعین و ثمان مایه نهم مصاف و فتح امیرزاده ابابکر است پسر سلطان ابوسعید و واقعه شاهزاده مذکور با جمعی از امرائے ترا کمه واین قضیه چنان بود که والده شاهزاده ابابکر از نژاد پادشاهان بدخشان است و سلطان ابوسعید بزندگانی خود این شاهزاده را در طفولیت سلطنت بدخشان مفوض ساخته بود بعد از واقعه پدر حشمت و شوکت و شهرت یافت و الحق شاهزاده بود زیبا منظر و شجاع و پرشور و عالی قدر بملک بدخشان قناعت نمود و علی الدوام دم از تسخیر ممالک می زدی و این شعر از شاهزاده است :-

چو سنجد در نگین من بدخشان　　　ز چینم تا بدخشان در نگین باد

بکوهستان سمندم را چو چولان　　　مرا میدان همه روے زمین باد

شاهزاده که طبع لطیفش دری بدین منوال مے سفت و سخن را بدین سلیقه مے گفت منظرش آفتاب درخشان و منشائش کان بدخشان بهاے این جوهر که داند سخن گفتن در فضیلت او که تواند القصه شاهزاده مذکور را بکرات با اخوان عظام محاربت و مصالحت اتفاق افتاد و آخر بر شاهزاده محمود مسلط شد و حصار شادمان و مضافات را مسخر کرد و بعد از مدتے دیگر از سلطان محمود منهزم شد و رجوع بپایه سریر همایون آورد و پادشاه اسلام مقدم او را باعزاز و اکرام تلقی نمود و انواع مرحمت و شفقت بدو نمود و بمنصب دامادیش مشرف ساخت و آن شاهزاده مدتے دولت ملازمت رکاب ظفر انتساب همایون بود اما مفسدان او را از راه بدر برده بدگمان ساختند تا فکر غلط نمودند

آستان ملک آشیان پادشاه روزگار فرار بر قرار اختیار کرده به بهانه امیر سید مربد ارغون را بیگناه
بقتل رسانید و بر نسب سیادت و خدمت دیرینه آن سید مظلوم نه بخشید و از نواحی ترمذ بقصد ملک
خراسان و عزیمت مرو نمود پادشاه اسلام فوجی از امرائے عظام و سرداران کرام را بغرض سند و دفع
مرو با پادشاهزاده ابابکر مصاف دادند و شاهزاده مذکور شکست یافته منهزم شد و بعزیمت بدخشان
روے نمود و شاه نے انجا هم نیافت بطرف کابل و هندر کاب گرانمایه را سبک ساخته از حدود
آب سند پنج و مکران میل کرمان کرده در ان حال ولی پیر علی لشکر ترکمان بدو ملحق شده شاهزاده
تحریص مملکت عراق کرد و لشکر امیر کبیر یعقوب بیگ که امروز والی عراقین و آذربایجان و دیار
بکر و فارس و مضافات است و خلف صدق امیر کبیر ابوالنصر حسن بیگ قصد شاهزاده مذکور نمودند
دیگر مسیر کرمان از لشکر تراکمه منهزم شده و باز قصد خراسان نمود چون منهیان این خبر بپادشاه اسلام
رسانیدند که شاهزاده مشارالیه از سیستان عزیمت خراسان دارد پادشاه روزگار بدولت و اقبال
در پے شاهزاده افتاد و شاهزاده از راه سیستان براه بیابان عزیمت ترشیز و سبزوار نموده پادشاه
اسلام بر سر او مے راند هر کجا که او سوار میشد مخیم عساکر سلطان مے گشت تا از حدود ولایت فراه
تا چهار فرسخی استراباد پادشاه اسلام در عقب شاهزاده بایلغار براند جماعتے که دران سفر ملازم رکاب
خداوندے سلطنت شعاری بودند نمودند که دو هزار اسب مخالفان پادشاه اسلام را سقط و بیچ
و مجروح زمانده شده و از قضاے حق تعالی مخالفان روزی در کنار آب جرجان بنواحی استراباد
فرود آمده بودند و بیخبر نشسته کناگاه صولت رایت همایون خسرو روے زمین سپاهی لشکر ظفر
پیکر پیدا گشت مخالفان روز فزع اکبر معاینه دیدند و سراسیمه بر اسبان سوار شده کر و فرے میکردند
و حرکت مذبوحی مے نمودند سرانجام پاے ثبات زیر سنگ نکبت و دست تصدی بسته ریسمان
محنت گشت بیت

گر بتو خصم نکوهیده برابر باشد   مثل گنجشک و همای پشه و صرصر باشد

آخر چون دریاے امواج عساکر پادشاه اسلام بر گرد ایشان محیط شد راه گریز نیافتند
بالضرور خود را در آب جرجان انداختند چندے دران آب ملعت گردیده اکثرے از ان سپاه
مخذول بکمند دشمن خسرو دولتمند مقید گشتند مقدم همه پیر علی تنکر و بیرم برادر او در آن دو تن کسان

راخسرو صاحب قران بحضور شریف طلب داشت وخطاب کرد که ای برگشته و دشنان بدبخت
چه می خواستید ازین کودک خودپسند نادان که او را نیز همچون خود بدین بدروز کردید آخر شما معلوم
دارید که اقبال از شما روی گردانست و ظلم چندین ساله را مکافات در میان مصرع

یک روز بجز آنچه فروشی یک سال

وفی الحال حکم سلطان نفاد یافت که آن مخاذیل را با جمعی مفسدان از شهر بند حیات
بدروازه ممات بیرون فرستادند بیت

زخنجر گرمالک سرافگنده بد　　لشکر بدعهد پراگنده بد

و شاهزاده بهزیمت از جنگ گاه بیرون رفت تا شب بیگاه در صحاری میرفت و شب
اسپ و لباس را بدل کرده میل خراسان نمود بخت روگردان واقبال دول کنان از تنهائی
و ضجرت فریاد کنان بجمعی زنان رسید و راه خراسان سراغ کرد آن ضعفا راه بد و نمودند تا بحد
فیروز غند رسید و از جمعی مردم چشم طعامی خواست جوانی بفراست از صفای ظاهر و باطنش
دریافت و دانست که این شاهزاده ابابکر است بر اثر شاهزاده روان شد و بدو رسید که ای شاهزاده معلوم
کرده ام که شمایل تو گوهر کان سلطنت است بدان آمده ام که معین و دلیل شوم تا ازین
ورطه خونخوار بساحل امان رسانم شاهزاده گفت ای مرد اگر بقول خود وفا نمائی از اجله سروران
گردانمت آن شخص چند قدمی با پادشاهزاده برفت و آخر ازین قصد برگردید و شاهزاده را
بدست مردم احشام باز داد و آن مردم نیارستند چنان گنجی را پنهان کردن و چنین گوهر
مستور داشتن بیت

درم رتبه عالیه حقا که نگنجد　　شهباز سلاطین نهان خانه عصفور

وچون رایت نصرت شعار بعد از فتح دیار و قتل اشرار بحد فیروز غند رسیدند و آن مردم خبر
شاهزاده مذکور را بسلطان رسانیدند فی الحال حضرت سلطان با حضار شاهزاده ابابکر مثال داد
و آن قرة العین سلطنت را بحضرت حاضر کردند سلطان کامیاب پادشاهزاده را خطاب کرد که
ای نوباوه چمن سروری هنوز بوی شیر از شکرت می آید در خون بیگناهان خصوصا کسیکه
او را بخاندان طیبین و طاهرین نسبتی باشد چرا رخصت می کنی و تقرب دادن ترکمانان

جلف نمی دانی که سبب زوال دولت خسرو فیروز طبع این بیت بر شاهزاده خواند

عاقبت سررشته کارش بویرانی رسد　　　هر که از نیکان بریده و با بدان همسایه شد

وگفت دریغا که برقول تو اعتمادی نیست و این همه که من با تو نیکی کردم جز از تو بدی ندیدم این سخنان بر زبان پادشاه اسلام می گذشت و از عیون مبارکش سیلابه سرشک جاری می گشت رو با مرای ارکان دولت کرد که میخواهم که با این نهال روضه اقبال آبی رسانم که دلم از مهر او بی قرار است و جانم در سلسله رحم او استوار امرا یک بار فریاد برآوردند که ای سلطان عالم بیت

ترا ایزد چو بر دشمن ظفر داد　　　بکام دوستانش سر جدا کن
وگر خواهی صواب کار دان　　　طمع از جان بر او وار رها کن

خسرو صاحب قران دانست که بقای او سبب فنای دولت است با کراه و اجبار بقتل شاهزاده ابا بکر رضا داد

ملک آرزم بر نمی تابد　　　خواه بیگانه گیر و خواه خویش

قضای خدای نهال عمر آن نوجوان را از بیخ برکنده روضه امید دوستان را چون بخت تیره دشمنان ساخته صاحبقران مظفر و منصور از نواحی فیروزغند براه مشهد مقدس منور متوجه دارالسلطنه هرات گشت و کان ذلک فی شهر صفر سنه خمس و ثمانین و ثمان مایه که روز دولت این پادشاه جم اقتدار را هر سال فتحی و هر ماه فتوحی و خواهد بود

هر فتح کاسمان زندش فتحهای کار　　　چون بنگری مقدمه فتح دیگر است

لاجرم ازین قبیل کارها مهابت و صولت پادشاه اسلام در دل مبارزان قرار یافته و ملوک اطراف و سلاطین اکناف پیوسته درین درگاه گردون اشتباه توصل میجویند با پادشاه در مقام اخلاص و طاعت زندگانی می کنند و فقرا و رعایای خراسان در ظل حمایت و کنف رعایت این حضرت مرفه و آسوده و ذات ملک صفات خسرو نامدار همواره بر اعتلای اعلام دین و رواج شریعت مایل است و کار علمای اسلام بمدد دولت او برونق و معاش غربا و فقرا مرتب مفسدان و ظالمان و قطاع الطریق در دولت او مخذول و بدبینان و بداندیشان

بکلی مستاصل اند خراسان و خراسانیان را حق سبحانه بنظر لطف برداشته که بحمایت عدل و رافت این خسرو شریعت پناه بفراغت اند در مراحل و منازل که همواره دزدان و قطاع الطریق بودند حالا مستحفظان و خادمان در اربطه و بقاع در خدمت اهل سلوک و مسافران مشغول اند۔ قنواتے که از عهد هجوم چنگیز خان چون آب گرم بخیلان منسد و مدروس بود اکنون سفره کریمان جاریست و رباطے که از عهد محمود غازی ویران بود اکنون چون روزگار اهل دولت معمور شده دهقنت و زراعت بمرتبه رسیده که کیوان بر ترنشین فلک هفتمین بر زمره دهاقین بوده حاسد است و بازار خرمن سنبله از رشک این مزارع کاسد

هر جا که سایهٔ عنایت و لطف تو در جهان — تابوت دار بود کنون تخت قیصر است
دار الامان تخت هری با وجود تو — رشک بهشت و شمع اقالیم و کشور است

حق سبحانه و تعالی اقبال این خسرو خجسته آمال را که واسطه امن و امان و پناه اهل ایمان است بر سایهای مهد دو مخلد دارد و شاهزادگان عالی مقام را که هر کدام شمع شبستان دولت و سرو بوستان حشمت اند در پناه ظل این خسرو دولت پناه قرنهای پاینده و مستدام داراد و تا قیام قیامت سلطنت و خلافت در خاندان این خسرو صاحبقران ثابت و مقرر باد هر روز فتحے تازه و دولتے بے اندازه نصیب این خسرو خجسته لقا باد

ازان بیشتر کاوری در ضمیر — ولایت ستان باش و آفاق گیر

ختم بتالیف و تحریر هذه التذکره اقل عباد الله دولتشاه بن علاء الدوله بختیشاه الغازی السمرقندی اصلح الله شأنه فی ثامن عشرین شوال سنه اثنی و تسعین و ثمانمایه الهجریه النبویه المصطفویه الخاتمیه۔

اللهم اغفر لمولفه و لکاتبه و لقاریه و لسامعه و لمن قال آمینا۔

فضل حسین قلم تحریر نمود ساکن [illegible] خورد
(نزد وزیرآباد)

مطبوعات دوکان

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

فریاد امت - از ڈاکٹر اقبال قیمت ۳ر

نالہ یتیم " " " ۲ر

عروض تبلیغی .. .. قیمت ۴ر

رباعیات ابو سعید ابو الخیر - مشمولہ امتحان منشی فاضل و ایم - اے قیمت عہ

رباعیات سحابی استر آبادی - جو بی اے فارسی کورس کا ایک حصہ ہے قیمت ۸ر

مرو حبیس - مشمولہ امتحان منشی فاضل و ایک حصہ بی - اے فارسی کورس قیمت .. ۱۲ر

انتخاب مخزن حصہ دوم - رسالہ مخزن کی دوسری نو جلدوں کا انتخاب ...... عہ

بحر العروض مشمولہ امتحان پروفیشنسی امیدوار ۶ر

ابوالفضل - دفتر اول و سوم مشمولہ امتحان منشی فاضل قیمت ۴عہ

ترجمہ ابوالفضل - دفتر اول از مولانا وجاہت حسین صاحب عندلیب شادانی رامپوری - قیمت عہ ر

قصائد ذوق ردیف الف و ب مشمولہ امتحان منشی فاضل عمر

تاریخ جہانکشائے نادری - مشمولہ امتحان منشی فاضل قیمت .. .. .. عا

سہ نثر ظہوری - ظہوری کی نثر بہت مشہور ہے ضرور ملاحظہ فرماویں قیمت ۵ر

مخزن اسرار نظامی مشمولہ امتحان منشی فاضل و ایم - اے - حضرت نظامی گنجوی کی مشہور مثنوی ہے - قیمت کاغذ سفید ... ۱۲ر

گلدستہ محسن کاکوروی .. ۶ر

مقامات حمیدی - مشمولہ امتحان منشی فاضل قیمت .... عمر

اردو ترجمہ مقامات حمیدی - مشمولہ امتحان منشی فاضل قیمت .... عمر

غزلیات نظیری مشمولہ امتحان منشی فاضل نظیری نیشاپوری کا کلام قیمت عا

مثنوی مہر عشق - مرزا شوق لکھنوی کی مشہور و معروف مثنوی قیمت ۴ر

اردوئے معلی - ہر دو حصہ مع ضمیمہ مکمل مجموعہ رقعات اردو غالب .... عا